

بمناسبت چہار صدین سال وصال حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام انتشار یافت

# رسائل در فتاویٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ السلام

(۹۷۱-۱۰۳۳ھ - ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجدیہ، الواراحدیہ و الکلام المنجی بر ذیادات البرزنجی



تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوری

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ / ۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجدی

شیرازی پبلیکیشنز لاہور







بمناسبت چہار صدین سال وصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

# رسائل در دفع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(۹۶۱-۱۰۳۴ھ - ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

یعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجذبیہ، انوار احمدیہ و الکلام المنجی برد ایرادات البرہنجی

تالیف

مولانا و کمیشل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ / ۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجذبی

پبلیکیشنز لاپز

297.662

286

11/10/61

## سلسلہ اشاعت نمبر ۲۸

جملہ حقوق محفوظ ہیں

رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد رضا <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	نام کتاب
مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ	تالیف
پروفیسر محمد اقبال مجددی	مقدمہ
محمد طہسّم بشیر نقشبندی <small>مدنی</small>	زیرنگرانی
۵۷۶	صفحات
صفر المظفر ۱۳۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء	اشاعت
۳۰۰	تعداد
شیر رہانی پبلیکیشنز، لاہور	ناشر

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر رہانی اسلامک سنٹر (شیر رہانی روڈ، چوک شیر رہانی ۲۱-۱ یکٹر سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور)  
فون آفس 042-7571809 سہاگل: 0300-4299321

رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد رضا <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> ، محمد اقبال مجددی، پروفیسر	297.4
	رسا
لاہور شیر رہانی پبلیکیشنز، 2012	
576 ص	
1- تصوف	



بسم اللہ الرحمن الرحیم

### عرض ناشر

شیرربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے جہاں مختلف شعبہ جات تبلیغ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہیں وہاں دینی لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے شعبہ نشر و اشاعت سال ہا سال سے خدمت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

”شیرربانی پبلی کیشنز“ کا قیام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی و عبقری شخصیت سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ عمل میں لائے۔ آپ نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے روحانی نسبت قائم ہونے کے بعد نشر و اشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرتے ہیں۔

شیرربانی پبلی کیشنز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کتب کی امتیازی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے مفید لٹریچر کی اشاعت میں مصروف عمل ہے اور یہ ادارہ خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معیاری کتب کو منظر عام پر لانے کے لیے حسب حیثیت کردار ادا کر رہا ہے زیر نظر کتاب کی اشاعت ان شاء اللہ دنیا بھر کے محققین کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوگی۔

ملک بھر کی معروف جامعات کے نامور محققین اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ خادین سرور ملت جملہ احباب کے تعاون پر تہہ دل سے مشکور و ممنون ہیں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم اپنے قارئین کرام کو نافع لٹریچر کی فراہمی میں سعی کرتے رہیں گے۔

طالب دعا محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی







## مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرھویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔

مولانا وکیل احمد کی ولادت ۹ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارنلا میں ہوئی جہاں دنوں اتر پردیش کے مشرقی ضلع کے سرحدی ضلع بلایا کا ایک قصبہ ہے ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا سکندر پوری سہا فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے بعد از ان آ کر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، ان کی ساری اولاد نے وہیں بود و باش اختیار کر لی، مولانا وکیل احمد نے یہیں سکندر پور میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہمدرد بزرگ مولوی ولی الحسنین سے حاصل کی ۱۲ سال کی عمر میں جو پور چلے گئے جہاں افتخار رشیدیہ کے سجدہ نشین شاہ غلام معین الدین (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۹۹۰ء) اس کے بعد مولانا عبد اللہ اللہ (ف ۱۳۳۵-۱۳۵۰ھ / ۱۸۲۳-۱۹۱۶ء) سے جو مولانا وکیل احمد کے چچا زاد بھائی بھی تھے، جو پور ہی کے مدرسہ نقشبندی میں داخل ہوئے جہاں کے صدر مدرس مشہور عالم دین مولانا محمد عبد اللہ فرنگی محلی (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۷ء) کی خدمت میں درس نظامیہ کی ہر ۱۹ سال تکمیل کی، مولانا عبد اللہ فرنگی نے اپنے اس ہونہار معلم کے لیے ملا جیون ایشوری (ف ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء) کی اصول فقہ پر کتاب ”نور الانوار“ شرح منار پر ”قمر الاقمار“ کے نام سے ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو حاشیہ لکھا اس وقت مولانا سکندر پوری کی عمر ۱۸ سال تھی، یہ حاشیہ یہاں کے

۱۔ محمد ادریس نگرانی: تذکرہ نامائے حال، ۹۷، سدا لکھی حسی: نزہۃ الخواطر ۸/۵۱۷

۲۔ نزہۃ الخواطر ۸/۵۱۸، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی جنوری ۱۹۶۷ء

ص ۷۳

۳۔ شاہ غلام معین الدین کے حالات کے لیے اخطہ ہو: سمات الاخیار ۱۳۵-۱۶۳

۴۔ مولانا عبد اللہ فرنگی محلی کے حالات کے لیے دیکھیے: سمات الاخیار ۱۷۲-۱۰۳، کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی

پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۳ء



متعدد مطالع سے چھپنے کے علاوہ مصر سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ مولانا فرنگی محلی فرماتے ہیں:

عند قراظطن الامحللمولوی وکیل احلمن سکان اسکندر فور

صانها الله عن الشرور ذالك الشرح علی وترددوه الی۔ ۱

مولانا عبدالحلیم کے فرزند گرامی اور معروف عالم و محقق مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے مولانا

سکندر پوری کو اپنے والد کے شاگردوں میں سب سے بہتر، سب سے افضل پر کھ رکھنے والے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع قرار دیا ہے۔ ۲

ان اساتذہ کے علاوہ مولانا سکندر پوری نے مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی، مولوی

معین الدین کڑوی سے علم دین اور علم طب کی مولوی حکیم نور کریم دریا بادی اور مولوی سید انور علی

سے تحصیل کی ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ، مولانا محمد نعیم لکھنوی اور مولوی امام الدین لاہوری

سے بھی اسناد فراغت حاصل کیں۔ ۳۔ جون پور میں کچھ عرصہ مطب کیا، لیکن جلد ہی اسے ترک

کر کے حیدرآباد دکن روانہ ہو گئے۔ حسن اتفاق سے آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی

ان دنوں وہاں مدرسہ نظامیہ میں فرائض تدریس و افتا پر فائز تھے۔ مولانا وکیل احمد ۱۲۸۳ھ

۱۸۶۶ء کو جب حیدرآباد گئے تو سیدھے اپنے استاد کی خدمت میں پہنچے وہیں قیام کر لیا، اس

وقت کو اب افضل الدولہ بہادر دکن کے حکمران تھے۔ مولانا سکندر پوری نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ

سے ملازمت کا آغاز کیا اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کے منصب سے سبکدوش ہو کر وظیفہ

یاب ہوئے ملازمت تقریباً ۲۹-۳۰ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ ۵

مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و حکم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی

تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے

بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں یدِ طولیٰ رکھتے

۱۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نور الانوار حاشیہ قمر الاقمار ۴

۲۔ محمد رضا انصاری: "ایک ذہین مصنف" مقالہ مشمولہ نذر مقبول ۷

۳۔ تذکرہ علمائے حال ۹۷

۴۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف ۶-۷

۵۔ ایضاً، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (محولہ سابقہ) ۵۸

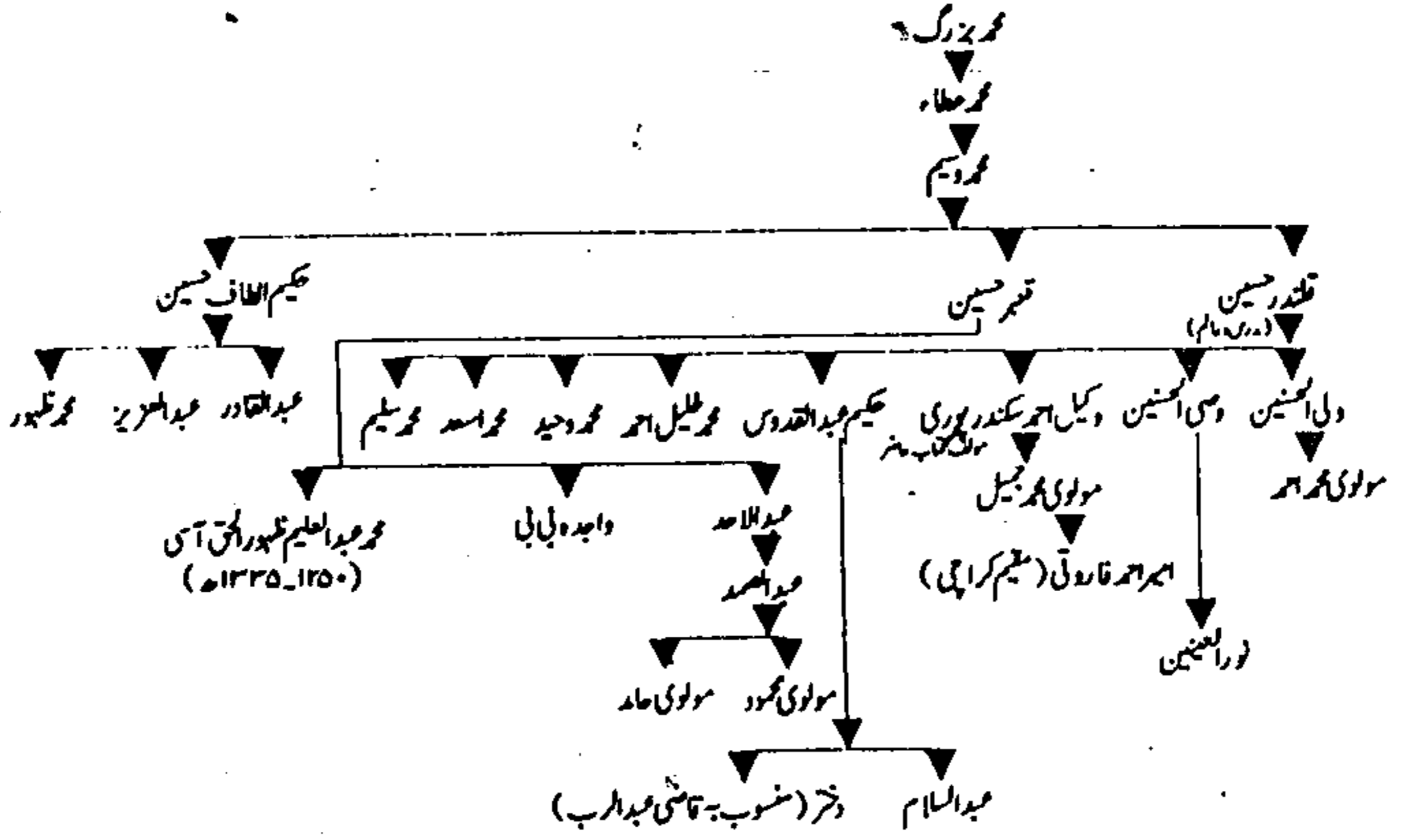


تھے۔ ان کے والد گرامی معروف مجاہد شیخ سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میرا شرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا حیدرآباد دکن کے نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس ملقب بہ مغفرت مکان جو سخاوت اور فقراء نوازی میں مشہور تھے۔ کئی بار ان سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن انہوں نے اپنے توکل کے باعث انکار کر دیا، جب حیدرآباد میں وبا پھوٹی تو مولانا وکیل احمد سکندر پوری ان سے ملنے کے لیے گئے۔ پہلے ان کے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے پھر اطمینان قلب نصیب ہوا، موصوف کوئی کام اپنے شیخ حضرت شاہ سعد اللہ حیدرآبادی نقشبندی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ مولانا میرا شرف علی حضرت شاہ سعد اللہ (ف ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) کے خلیفہ تھے۔ جو علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے پھر انہیں حیدرآباد دکن میں مامور کیا گیا، موصوف سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز تھے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل ان کا معتقد تھا۔ بارہا ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن آپ نے اجازت نہ دی، ان کے خلفاء میں سے مولانا میرا شرف علی کے علاوہ مولوی محمد عثمان، مولوی نیاز محمد بدخشان، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم واعظ، میر عبدالوہاب، میر رفعت علی، شاہ محمد مسکین اور محمد نواز، قابل ذکر ہیں جن سے ان سلاسل کے فیوض و برکات دکن کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں میں بھی پہنچے (ہدیہ مجددیہ ۳۳۱) حاجی سعد اللہ کا مدفن حیدرآباد دکن میں مرجع خلائق ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کے مشہور جانشین تھے۔ (مقامات مظہری ۵۵۲، ۵۸۲)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے چچا زاد بھائی محمد عبدالعلیم آسی (تاریخی نام ظہور الحق) (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۳-۱۹۱۶ء) بھی ایک ذی علم بزرگ اور اردو کے شاعر تھے ان کا تخلص آسی تھا، وہ خانقاہ رشیدیہ جو پور کے سجادہ نشین رہے، ان کا عارفانہ مجموعہ کلام ”عین المعارف“ کے نام سے سید شاہد علی رشیدی سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جو پور نے مرتب کیا جو کراچی سے انارہ یادگار آسی غازی پوری سے ۱۹۸۸ء کو طبع ہوا، آسی کی حیات اور شاعری پر کاظم ہاشمی کی کتاب پٹنہ سے ۱۹۸۳ء کو شائع ہوئی تھی۔ نیز دیکھیے علی شیرازہ ان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات (۱۰۵-۱۶۱)



مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک واصل ہوتا ہے، اور آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے جدِ علی ناصر ابن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عامر بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں یعنی مولانا وکیل احمد سکندر پوری بن مولانا قلندر حسین بن محمد وسیم بن محمد عطاء بن محمد بزرگ بن..... ع گویا شجرہ یوں ہے:



مولانا سکندر پوری کی زندگی بہت ہی مصروفیت سے عبارت تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا شغل جو علماء کا بنیادی فریضہ ہے ترک نہ کیا اور موصوف تقریباً ایک سو کتابوں کے مولف قرار پائے۔

مولانا وکیل احمد کا عہد علمی و اعتقادی سیاسی اور تمدنی اعتبار سے انقلابی اور ہنگامہ خیز تھا وہ قدیم مسائل جو کتابوں کی زینت تھے ان کے عہد میں ہندوستان کی علمی محفلوں کی جان بن گئے اس کے علاوہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے جن سے مذہبی ذہنوں میں ہرجان برپا ہو گیا جس سے عام ذہنوں کے لیے اضطراب کی کیفیت نے جنم لے لیا تھا۔ اس عہد کا سب سے بڑا مسئلہ اعتقادات کا تھا جس پر اتنی بحثیں ہوئیں کہ ملک مناظرہ، مجاہد اور مکارمہ کا اکھاڑہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ گیارہ صدیوں سے عالم اسلام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں میں تقسیم ہوتا رہا

اجماعین نسب حضرت مجدد الف ثانی نے سہو ناصر بن عبداللہ کو براہ راست حضرت عبداللہ بن حضرت عمر سے منسوب کر دیا حالانکہ ناصر کے بعد

چار واسطے مزید ہیں جو ہم نام ہونے کے باعث سہو کا سبب بنے (مقامات معصومی ۹/۱۲-۱۰)

ع حضرت آسی غازی پوری ص ۳۱



یعنی انہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو اپنا دستور حیات بنائے رکھا، لیکن ان آخری صدیوں میں نئے مبلغین نے تقلید اور عدم تقلید کی بحثیں چھیڑ دیں۔

ایک بہت بڑی لہر عدم تقلید کے ماننے والوں کی جو اپنے آپ کو اہل حدیث سے تعبیر کرتے تھے۔ اس دور میں اٹھی اور یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک کو جس کے ہندوستان میں ننانوے فیصد مسلمان پیر و کار تھے بری طرح متاثر کیا۔ اب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے رد میں اتنی کتابیں لکھیں کہ دور آخر میں غیر مقلدین کے طاہر و باوئی اور ترجمان وہابیہ کے مولف نواب محمد صدیق حسن خان (۱۸۳۲-۱۸۹۰ء) کو بھی اپنی خودنوشت سوانح میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس معاملہ میں دونوں فریقوں نے زیادتی کی ہے۔ علماء تعمیر و تحقیقی کام چھوڑ کر اس رد و قبول کے سیلاب میں بہ گئے اور تحقیقی کام جاتا رہا۔ مولانا فضل رسول بدایونی (ف ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) کو تادم واپسین رد وہابیہ میں مصروف رہنا پڑا، نزع کے عالم میں اپنے فرزند مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا اعداد دین (وہابیہ) کا کوئی رسالہ ایسا تو ہوتی نہیں رہا جس کا ہم نے جواب نہ لکھا ہو اور ہمارے بعد عوام اہل اسلام کو باعث تشویش ہو تو اس کا جواب لئی میں دیا گیا ہے۔

بھلا ان حالات میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری جیسا حساس دل و دماغ کا عالم۔ اپنے دامن کو کیسے بچا سکتا تھا۔ مولانا نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور غیر مقلدین کی خوب خبر لی اس سلسلہ میں ان کے ایک معاصر مولانا عبدالحی حسنی کا بیان قابل توجہ ہے کہ مولانا سکندر پوری اہل حدیث اور سید احمد شہید بریلوی کے اصحاب ”کبیر“ تھے لکھتے ہیں:

شہید الرغبة الی المباحثہ، کثیر النکیر علی اہل حدیث و علی

الفئة الصالحة من اصحاب سیدنا الامام الشہید السید احمد

بن عرفان الحسنی البرہلوی ۳

مولانا سکندر پوری کی اکثر تصانیف انہی اختلافی مسائل پر مشتمل ہیں اور بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ آپ نے ان موضوعات پر عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں ان کتب میں سے رسالہ ابطال

۱۔ ابقاء السنن ۶۳ رد تقلید پر کمرہمت بانڈھی تحریر و تقریر میں استعمال سب دشم بلکہ لعن طعن کا ہوا، میں نے رد تقلید

میں بہت کچھ لکھا (ایضاً ۶۵) ۲۔ ضیاء، محمد یعقوب، اکل التاريخ ۱۳۰/۲ ۳۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱/۱۸



(بجواب ابطال الابطال بر دلائل العلیل لنواب صدیق حسن خان) عربی، عقدا لدر (ردوہابیہ) عربی، فتح الاسلام علی اہلک (عربی) دوہابی نامہ (فارسی) معین الطالبین (ردوہابیت) فارسی، اصباح الحق الصریح من احکام الحدیث الحسن النصح (بجواب ایضاح الحق تالیف مولانا محمد اسماعیل دہلوی) اردو، تبصرہ (تحریک وہابیت کا پس منظر مع مسلک اہل سنت) سیمہ رضیہ (درجہ اول محفل میلاد)، صیانتہ الایمان عن قلب الاطمینان (در اثبات میلاد) اردو، ناصح مشفق (مثنوی در ردوہابیہ) اردو، نصرۃ الجہدین بردافوات غیر المقلدین (اردو)، نتیجہ (ردوہابیہ بزبان اردو) کا موضوع ہی ردوہابیہ ہے۔ اسی طرح فکر جدید کے علم بردار سر سید احمد خان کے خلاف بھی مولانا سکندر پوری نے عربی میں ارشاد المرعاد الی مسلک حجہ اخبارا لا حاد (سر سید کی تہذیب الاخلاق کا جواب) اس کے علاوہ فارسی میں افادہ علی جرح العبادۃ (یہ بھی سر سید احمد خان کے تہذیب الاخلاق کے رد میں ہے) تہذیب الاخلاق ہی کے جواب میں مولانا سکندر پوری نے اردو میں محدود لہجات التجرد و تالیف کی تھی یہ تینوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں صامت (بجواب میر باقر داماد)، شمس النعمانی (نعت) مرآة الراری بشرح الاقراری شرح بوجز اقراری، ازلۃ الحن عن اکسیر البدن، تفع المامون بدفع الظالمون، نور العینین فی تفسیر ذی القرنین، فارسی زبان میں مساق الاطباء پرہ تنبول، تذکرۃ اللطیب فیما یعلق بالطب والطیب، تریاق فاروق، دافع الوباء، یاقوتی، ماقوتی، کتاب اسرار، کتب شایگان، لذت الوصال، رسالہ انبہ، تقریر دلپذیر، خاتم سلیمانی، معیار صرف، مغفرت نامہ (جواب اعتراضات مولانا محمد باقر آگاہ بسلسلہ اعتراضات بر مولانا عبدالحلیم بحر العلوم) مناجات، مکاتبہ حاشیہ کشف المکتوم، (مولانا سعد اللہ لکنوی اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے مابین تصوف کے موضوع پر مباحث)

اردو زبان میں مولانا سکندر پوری نے مندرجہ ذیل کتب یادگار چھوڑی ہیں آئینہ چینی (ترجمہ تاریخ چین) اخبار نجات، اعتماد بخطای اجتهاد، تحقیق (در مسئلہ ایمان یزید) تذکرۃ العشائر (مولانا سکندر پوری نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں) جلاء المعیون ترجمہ الشفاء العیون، شام غمزیہ در مدح خیر البریہ، رسالہ چچک، دستور العمل، عماد الاسلام در ذکر امیر شام، لحد



نور، مہرا نور فقہ اکبر، مقدمہ مہرا نور (اس میں بہ تحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ دوسرے ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے)۔ نقل مجلس (روداد مناظرہ مابین مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی و مولانا مفتی اسد اللہ آلہ آبادی) وسیلہ جلیلہ (توسل کے جواز میں بہترین کتاب ہے) ہدایا (ترجمہ و صایائے امام ابوحنیفہ) یا قوت الزمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہدائی، فیصلہ عدالت شری فتاویٰ عالمگیری، مراۃ (معاذتہ اور مصافحہ کا اسلامی طریقہ) عمدۃ المطالب (در بحث ایمان حضرت ابوطالب) تنبیہ مخالفین (مسائل اہل سنت اور طریقہ حنفی کے مطابق نماز کے موضوع پر ہے)۔

تنقیح البیان (در حمایت تعلیم نسواں) علم النفس، سوانح حیات (مولانا سکندر پوری نے اس میں اپنے خودنوشت حالات لکھے ہیں) طبع نہیں ہو سکی۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں حد العرفان (فلسفہ تصوف)، حدیقۃ العرفان، تخریج احادیث گلستان و بوستان، شرح فقہ الاکبر، عقدا لدرر (وہابی تحریک کے خلاف) تبرۃ الشیخ والشاب (انکار شیخ اکبر ابن عربی پر تبصرہ) اردو کتب میں سے رسالہ تحقیق (در مسئلہ طعن بریزید) بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے آپ کا فارسی دیوان ۱۳۰۶ھ کو لکھنؤ سے طبع ہوا تھا جو دراصل نواب صدیق حسن خان کے دیوان فتح الطیب کے جواب میں ہے نواب صاحب کے دیوان کا موضوع عربی و فارسی ادب کے بجائے رائے، خرد، اجماع اور تقلید کی مذمت میں ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ہر نظم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے اور بہت ہی مزے لے لے کر طنز و مزاح کیا ہے ان کے بعض دیگر منظوم رسائل کے علاوہ فارسی میں سخاں یغما (مثنوی بجاہ من وسلوی مصنفہ مفتی عباس شوستری) بھی طبع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ عمدۃ الکلام بجاہ کلام الملوک ملوک الکلام، ازلیۃ الحسن عن اکیر البدن، ارشاد العودائی طریق ادب عمل المولود، الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، تعہید البانی بالنکاح الثانی، دافع الشقاق عن اعجاز الانشاق، ادحاضات شرح ایماضات، ازوجار بجاہ اشتہار، بصائر ترجمۃ الاشباح والنظار کا ذکر صاحب نزہۃ الخواطر (۵۱۸/۸) نے



کیا ہے اور آپ کے معاصر مولانا محمد ادریس گرامی نے آپ کی سب سے زیادہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کے نام بھی لکھے ہیں۔

تقویم الاسلام، تنقیح البیان بجواز تعلیم کتابت النسوان، تصحیح فتاویٰ علماء زمان بجواز تعلیم کتابت النسوان، رسالہ اذان، زبدۃ التحریر، (تذکرۃ علمائے حال ۹۷-۹۸)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱-۱۰۳۳ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۳ء) کے دفاع میں تین ضخیم اور معرکہ آرا کتابیں تصنیف کی تھیں اول ہدیہ مجددیہ دوم انوار احمدیہ اور سوم الکلام المنجی بردایادات البرزنجی جن کی تفصیل اس طرح ہے ہدیہ مجددیہ، یہ کتاب دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف آپ کے معاصر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۳۲ء) کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاشفات و عرفانی مندرجات پر شکوک و شبہات پیدا ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن خان افغان کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کے مکتوبات کے بعض اجزاء اپنے ساتھ لے گیا اس نے قصداً ان میں تحریف کر کے اس وقت کے اکابر علماء کے پاس بھیجے وہ دہلی بھی آیا اور نقشبندی سلسلہ کی مرکزی خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ) کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۳۳ھ/۱۶۳۳ء) اور حضرت شیخ محدث کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ محرف مکتوبات دکھائے یہ دونوں بزرگ بغیر تحقیق احوال کے حضرت مجدد الف ثانی سے کبیدہ خاطر ہو گئے، حضرت شیخ محدث نے باقاعدہ ایک طویل مکتوب بصورت اعتراضات لکھا جسے اس وقت مخالفین نے خوب شہرت دی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات ان حضرات کو ارسال کیے تو ان کے شکوک و شبہات رفع ہو گئے اور آپ نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا، اور صفائی باطن پر باقاعدہ خط لکھ کر اظہار کیا آپ کا یہ مکتوب آپ کی کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں شامل ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی نے خواجہ حسام الدین احمد مذکور کو ایک خط جلد سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۱ لکھ کر باقاعدہ بردار نہ شکوہ کیا ہے کہ شیخ محدث نے مجھے خدا لکھنے کے بجائے میری بدنامی کی اور اس قسم کا خط دوسروں کو لکھا حضرت شیخ محدث کی صفائی باطن اور رجوع کے باوجود کئی اصحاب نے اس رسالہ



کے اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل لکھے جن میں ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی اور آخری رسالہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا ہدیہ مجددیہ ہے۔ جس کا پس منظر اس طرح ہے:

مخالفین کی مخالفت کا ہر دور میں ہر مخلص محبت دین اسلام کو سامنا کرنا پڑا ہے سوال یہاں یہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے ذی علم بزرگ جو حضرت مجدد الف ثانی کے برادر طریقت بھی تھے کیوں کر مخالف بنے؟

یقیناً حضرت شیخ محدث کی خدمت میں سب مخالفین نے مکاتیب محرفہ ارسال کیے اور خود بھی حاضر ہوئے اور شیخ ان سے متاثر ہو گئے دراصل اس وقت شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈہ اس قسم کا تھا کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ نے بھی تحقیق احوال نہ فرمائی اور مذکورہ مکتوب لکھ دیا جب اس کے جواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے اصل مکاتیب ارسال فرمائے تو شیخ کو اطمینان ہوا، غور فرمائیے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں کوئی تردیدی رسالہ خود تالیف نہیں کیا کیوں کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ کو جب حقیقت حال کا علم ہوگا تو وہ اپنے خیالات سے رجوع کر لیں گے۔

حضرت شیخ محدث کے مکتوب اعتراضات کو مخالفین نے اتنی شہرت دی کہ ملک کے دور دراز علاقوں تک اہل علم و عرفان کو حیرت ہوئی اہل صدق و یقین نے اس مکتوب کو شیخ محدث کی اپنی تحریر ماننے سے انکار کر دیا، سندھ کے معزوف عالم ملا معین ٹھٹھوی نے جب شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ لکھا تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس امر کے قائل نہیں تھے کہ یہ واقعی شیخ محدث کی تحریر ہے، تاہم اس رسالہ اعتراضات کے جواب میں عہد شیخ محدث سے لے کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۳۰/۱۸۲۳ء) بلکہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری تک رسائل لکھے گئے، سب نے شیخ محدث کے ان خیالات سے رجوع کرنے اور اپنا مکتوب اعتراضات واپس لینے کا ذکر کیا ہے، حضرت شیخ محدث نے اپنے مجموعہ مکاتیب میں بھی اس مکتوب کو شامل نہیں کیا۔

جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں صفائی حاصل ہوگئی اور یہ صفا باطن الہامی طور پر بھی تھا تو آپ نے ایک خط حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے جانشین اور سلسلہ نقشبندیہ کی مرکزی شخصیت حضرت خواجہ شام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء) کو ایک مکتوب کے ذریعہ اپنی اس صفائی کے بارے میں اطلاع دی فرماتے ہیں:

آج کل میاں شیخ احمد سلمہ (مجدد الف ثانی) سے اس فقیر کی صفائی حد سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے مابین کوئی پردہ بشریت یا کوئی خبار جلت باقی نہیں رہا اس امر سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ شریفہ کی رعایت اور عقل و انصاف کے تقاضوں کی رو سے ایسے عزیزوں اور بزرگوں سے بد ظن نہ ہونا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اب جو کچھ بطریق ذوق و وجدان و غلبہ کے میرے دل میں آیا ہے اس کے بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا، ظاہر بین افراد شاید اس بات کو بعید سمجھیں میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کیا کیفیت ہے۔ (اخبار الاخیار ۳۲۶، مقامات خیر ۴۸)

رجوع کی روایت نقشبندی اور دیگر سلال کے مشائخ میں مشہور ہو چکی تھی، حضرت شیخ کے ایک معاصر چشتی بزرگ شیخ فتح محمد فتح پوری نے ”مناقب العارفین“ میں اس رجوع کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت احوال سے آگہی کیلئے خود دہلی آئے اور حضرت شیخ کے فرزند رشید شیخ نورالحق مشرقی سے ملے اور مل کر حضرت شیخ کے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا ذکر کیا (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۴۱)

ان دونوں حضرات کے خاندانوں میں بھی آپس کے مراسم یہی ثابت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تھا حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند امیر شاہ محمد بھی نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی تھی (مقامات محسوی ۲۶۳/۴)



خود شیخ نورالحق مشرقی بن شیخ محدث آگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے تھے (زبدۃ المقامات ۳۰۷) معاصر مولف خواجہ محمد ہاشم کشمی نے بجاہ راست شیخ محدث سے روایت کی ہے کہ شیخ محدث نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مخالف کو قرآن مجید کی ایک آیت کی دلیل سے مخالفت سے روکا اور منع کیا (زبدۃ المقامات ۳۵۶)

حضرت شیخ نورالحق مشرقی بن حضرت شیخ محدث بھی حضرت خواجہ ہاتمی ہاتمی کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے اسی طرح خواجہ کلان بن حضرت خواجہ ہاتمی ہاتمی کے شاگرد تھے (زاد المعاد از خواجہ کلان ۲۰۲) جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان حضرات کے مابین وقتی نزاع ختم ہو چکا تھا پھر حضرت شیخ محدث کی دختری اولاد میں سے مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۰ء) حضرت خواجہ محمد مصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (مقامات مصومی ۳۹۸/۳، ۴۱۷/۳) حضرت میرزا مظہر جان جاناں جن کی ساری زندگی دہلی میں دعوت و ارشاد میں بسر ہوئی جو حضرت شیخ محدث کے رجوع کے قائل تھے (مقامات مظہری ۲۳۸-۲۴۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۳۰ء / ۱۸۲۳ء) جنہوں نے ۲۵ سال تک دہلی میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیا تھا ان تک رجوع کی روایت پہنچی تھی اور انہوں نے شیخ محدث کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ لکھ کر اس رجوع کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ دونوں حضرات کے مابین رشتہ مودت و اخوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب (۲۹۱/۲) میں حضرت شیخ محدث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”وجود شریف ایشان دریں غربت اسلام دامل اسلام منقنم است“

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں خواجہ حسام الدین احمد کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک مکتوب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نام لیے بغیر یہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے مجھے بجاہ راست لکھنے کی بجائے محض شبہہ (بہ مجرد اشتباہ) کی بنا پر مجھ پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور اس کی ”شہر شہر منادی“ کرائی۔ یہ کہاں کی دین داری ہے؟ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی جس کی ابتداء و اختراع اس فقیر نے کی ہو۔۔۔ اس لیے یہ سارا ”شور

دعویٰ، کیسا ہے اگر کوئی ایسا لفظ مجھ سے صادر ہو گیا تھا جو ظاہر علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سے توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے، اسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ آپ کے مکتوب سے یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز (مکتوب الیہ مولانا محمد صالح کولابی) سے میرا مکتوب (۸۷۱۳) سن کر آپ کے خادموں میں بھی ”استہزاء و انحراف“ پیدا ہوا۔۔۔۔۔ چاہے تو یہ تھا کہ مشتبہ مقامات کو آپ خود حل کر لیتے اور اس فقیر پر نہ چھوڑتے اور فتنہ کو ختم کر دیتے دوسرے دوستوں سے کیا شکایت کی جائے کہ ان میں سے بعض نے شبہہ دور کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی۔

جب مخالفین کی یہ شورش بڑھ گئی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے معارف کے اصل مسودات حضرت شیخ محدث کی خدمت میں ارسال کیے جنہیں پڑھ کر آپ مطمئن ہو گئے اور اپنے اعتراضات سے رجوع کر لیا شیخ محدث نے رجوع کے سلسلے کا ایک مکتوب بھی ان اختلافات میں سب سے زیادہ نشانہ بننے والی شخصیت خواجہ حسام الدین احمد کے نام ارسال کیا تھا۔

شیخ محدث علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب پڑھ کر خواجہ حسام الدین احمد کا ”غبار طلال“ تو جاتا رہا لیکن حاسدین و مخالفین کی کارروائیاں جاری رہیں، حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کے خلاف کئی رسائل لکھے گئے اور معاندین کے جواب میں مخلصین نے بھی کئی کتابیں لکھیں۔

ہر مخالف نے شیخ محدث کے رسالہ کو آڑ بنایا گویا حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ حالات و معاملات پر غور فرمایا اور تعلقات معمول پر آ گئے۔

حضرت خواجہ کے دونوں فرزند ان گرامی ابتدائی تعلیم کے بعد تکمیل کیلئے خواجہ حسام الدین احمد کی اجازت و تحریک پر سر ہند گئے اور فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے

۱۔ مکتوبات ۵۶۶/۱۲/۱۳۔ ۲۔ یہ مکتوب اخبار الاخیار کے مجتہبی ایڈیشن کے آخر میں خاتمہ کے طور پر شامل ہے، مخالفین کا الزام ہے کہ یہ مکتوب معتقدین کا خود ساختہ ہے آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ رجوع کے معاملہ کا یہ مکتوب کلیات خواجہ کلاں میں موجود ہے (روضۃ القیومیہ ۲۱۱/۱) جس سے مخالفین واقف نہیں ہیں۔ ۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، مقالہ بشمولہ جہاں امام ربانی (جلد پنجم)



خلیفہ کی حیثیت سے خانقاہ حضرت خواجہ میں تاحیات دعوت و ارشاد میں مصروف رہے، خواجہ حسام الدین احمد کے فرزند بزرگ خواجہ جمال الدین حسین بھی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند ناصر شاہ محمد عیسیٰ کا عقد مبارک خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوا۔ گویا ان حضرات کے مابین وہ تمام اختلافات مخالفین و موافقین کے پیدا کیے ہوئے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفع ہو گئے۔

مولانا سکندر پوری کی دوسری اہم کتاب انوار احمدیہ فارسی میں ہے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں۔

ایک شخص گجراتی نے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام معارف نظام کا انکار کرتے ہوئے لب کشائی کی اور اپنے خرافات کے ذریعہ آپ پر سب و شتم کی۔ وہ اتنا مجہول اور غیر معروف آدمی ہے کہ اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے اور نہ کسی عالم کی زبان سے سنے میں آئے، اس نے اپنی شہرت کی بنیاد اولیاء کا طین کی تنقیص پر رکھی ہے گجراتی نے بارہ ہزار روپے بطور نذرانہ مدینہ منورہ کے ایک عالم سید محمد برزنجی کی خدمت میں ارسال کیے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی بعض عبارات کا عربی ترجمہ کر کے برزنجی صاحب سے فتویٰ طلب کیا کساہی باتیں لکھنے والے کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں، برزنجی نے اس علیہ کو بہت قیمت جانا اور قدح الزمہ کے نام سے بہت جدوجہد کے بعد ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی توہین و تکفیر میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ جب برزنجی نے مدینہ طیبہ کے قاضی و مفتی سے اس پر مہر تصدیق کی درخواست کی تو وہ ان کی منت سماجت کے باوجود قاضی نہ ہوئے تو پھر برزنجی مکہ مکرمہ پہنچے اور

۱۔ زاد المعاد تلمیذیہ احمدیہ ۸۷-۸۸ حضرت شیخ محدث کا اعتراضات سے رجوع کرنا اور اس قسم کے دیگر امور کی

تفصیلات کیلئے دیکھیے ہمارا مقالہ مشمولہ فکر امام ربانی مجدد الف ثانی

وہاں کے حرم محترم کے مفتی وقاصی سے اس پر تصدیق کے لیے التجا کی تو ان میں سے کسی ایک نے بھی مہر و دستخط نہ کیے اب ناچار انہوں نے غیر معروف ”سوتیوں“ سے اس رسالہ پر مہریں لگوا کر گجراتی کو بھیج دیں۔ اس نے ان شبہات کا ترجمہ کیا اور چند امور کا اس پر اضافہ کر کے خود ایک کتاب مکاشف الاسرار کے نام سے لکھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر ”زشت و تکفیر و تفسیق و اضلال سے اپنے لب و دہان کو آلودہ کیا اس پر طرفہ یہ ہے کہ گجراتی موصوف تصوف سے واقف ہی نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو عارف سمجھتا تھا وہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات سے بھی واقف نہیں تھا۔ چونکہ مولف (مولانا وکیل احمد سکندر پوری) خود نقشبندی ہے اس لیے اس قسم کے سخنان تھلیل و تکفیر کے خلاف لکھنے پر تیار ہوا (انوار احمدیہ ص ۶۲-۶۱)

ہمارا قیاس ہے کہ مکاشف الاسرار کے مولف گجراتی نے اپنا نام اس لیے ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت کا حاکم اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) خانوادہ نقشبندیہ کا معتقد خاص بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کا مرید مخلص تھا اگر گجراتی اپنا نام بتاتا تو اس پر حکومت کی طرف سے گرفت کا قوی امکان تھا۔

بہر حال اس وقت یعنی گیارہویں صدی ہجری میں گجرات اور اورنگ آباد (دکن) میں سلسلہ مجددیہ کی مخالفت اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ جس کے اسباب اس سلسلہ کے بزرگ افراد کی معاشرہ میں بے حد توقیر و احترام تھے پھر حکومت کی طرف سے ان کے اعزاز و اکرام نے دیگر علماء و مشائخ کو حسد کا شکار کر دیا تھا۔

شیخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی (۱۰۴۰-۱۱۰۳ھ/۱۶۳۰-۱۶۹۱ء) جو سلسلہ مجددیہ کے عرب مخالفین میں پیش پیش تھے کی اولاد اورنگ آباد آ کر مقیم ہو گئی تھی۔ محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی مذکور کا پڑپوتا عرصہ دراز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا، اس نے اپنے دادا کے رسائل کی نقول کر کے انہیں یہاں مشتہر کیا جن کے خطی نسخے اس وقت کتابخانہ صفیہ حیدرآباد دکن



میں ہیں (فہرست بعضی کتب نفیہ قلمیہ جلد دوم ص ۳۳۷-۳۵۰-۳۶۳)۔

علامہ برزنجی نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک مستقل رسالہ الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ عربی میں لکھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست محولہ بالا ۳۶۳/۲۲۳ فن کلام)۔

یہ ساری مخالفت جو عربستان میں ہوئی کے محرک سید محمد برزنجی تھے جن کا پورا نام سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید حسنی برزنجی ہے فقہائے شافعیہ میں سے تھے۔ شہر زور میں ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کو متولد ہوئے ہمان، بغداد، دمشق، قسطنطنیہ اور مصر میں رہے آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو فوت ہوئے، کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ ان میں سے حل مشکلات ابن العربی بھی ہے۔ جو انہوں نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کی تھی (الاطلام ۲۰۴/۱۶) اس کتاب سے موصوف کے صوفیانہ رجحان کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں شیخ اکبر ابن عربی کے مکتبہ فکر سے قریبی لگاؤ تھا۔ ہمارا یہ بھی قیاس ہے کہ جب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں شیخ ابن عربی کے مکشوفات اور ان کے نظریے وحدت الوجود کے خلاف مواد نظر آیا تو وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حرین الشریفین میں ان کے شاگرد سے تحصیل کر چکے تھے انہی سید محمد برزنجی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے مزاج میں کسی قدر خشکی موجود تھی (انفاس العارفین ۱۸۴)

حرین الشریفین میں افکار حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف یہ مہم حدود ۱۰۹۰-۱۰۹۶ء میں ہوئی علامہ محمد بیگ مذکور کا رسالہ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا (مقامات مظہری ۲۷۲ طبع دوم) مذکورہ سنین کے دوران اس مخالفت کے آثار ہندوستان میں بھی نمایاں ہوئے اور اورنگ آباد اس کا مرکز بنا رہا۔ سید محمد برزنجی کی اولاد ان دنوں اورنگ آباد میں مقیم اور برزنجی کی تصانیف کی نقول کرنے میں مصروف تھی۔ ان میں سے محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا اپنے پردادا کے رسائل کی کتابت اور اشاعت پر مامور تھا اس نے "الغصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی" تالیف ابوعلی حسن علی بنی گنجمی (تالیف بسال ۱۰۹۴ھ) کی کتابت ۱۱۵۷ھ کو یہیں اورنگ آباد میں کی تھی اس کا خطی نسخہ کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے (فہرست مخطوطات آصفیہ ۱۲/۳۳۷)

سید محمد برزنجی کی اپنی تصنیف ”قدح الزند و قدح الرمدنی ردہا لائت اہل سرہند“ کی کتابت بھی اسی مذکورہ پڑپوتے نے ۱۷۱۱ھ کو یہیں کی جس کا خطی نسخہ مذکورہ کتابخانہ میں ہے (ایضاً ۳۵۰/۱۲)

## الکلام المنجی بر دیارات البرزنجی

مولانا ذکیل احمد سکندر پوری نے علامہ سید محمد البرزنجی کے رسالہ قدح الزند کا عربی میں رد لکھا مولف بزرگ اس کے دیباچہ میں وضاحت فرماتے ہیں۔  
 محمد صالح اورنگ آبادی اور گجراتی اور ان کے قبضین محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاتیب کا عربی ترجمہ کیا جو انصاف سے بہت دور اور محرف تھا انہوں نے یہ ترجمہ سید محمد برزنجی کو مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے ان انکار و خیالات کے حامل شخص کے بارے میں جواب طلب کیا انہوں نے اس کے ساتھ کچھ رقم بھی ارسال کی، جس کے جواب میں علامہ برزنجی نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات کے رد میں لکھا جس میں آپ کو قاسق اور کافر قرار دیا۔ اس رسالہ پر انہوں نے مدینہ منورہ کے قاضی اور مفتیوں سے تصدیق کروانے کے لیے ان سے مہر لگانے کی استدعا کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں بھی یہی معاملہ درپیش ہوا... اس دوران شیخ نورالدین محمد بیگ (ترک عالم) اس امر کی تحقیق کے لیے حرمین الشریفین آئے... انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی اصل مہارتوں کے تراجم عربی میں کیے اور بعض علماء کو جب یہ دکھائے گئے تو وہ حیران بھی ہوئے اور اپنے خیالات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے

۱۔ شیخ محمد بیگ بن یار محمد بن خواجہ محمد بن موہب بخاری ثم برہانپوری حنفی نقشبندی کی ولادت ۱۰۳۱ھ اور وفات ۱۱۱۰ھ کو ہوئی، کئی کتابوں کے مولف تھے عطیۃ الوہاب مذکورہ کے علاوہ ملحق خلاصۃ السیر (مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۱۲) طبع ہو چکی ہے (ہدیۃ العارفین ۲۸۲/۱۲، ایضاً المسکون ۲۸۲/۱۱ و بعد، معجم الموفین ۱۱/۲۹۷)



فتوے واپس لے گئے۔ شیخ محمد بیگ مذکور نے اس ساری صورت حال میں وہ تمام مہارت مکتوبات صحیح عربی میں فہل کیں اور بہ شکل استثناء اسے حرمین کے تمام اکابر علماء کی خدمت میں بھیج کر تصویب کروائی، شیخ محمد بیگ کا یہ رسالہ ”عظیۃ الوہاب بین الخطاء والاصواب“ کے نام سے طبع ہو چکا ہے اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی کی رحی کے حاشیہ پر یہ پورا رسالہ بھی طبع ہوا تھا۔.....

سید محمد برزنجی کی اس کتاب کا رد مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے الکلام النجفی کے نام سے کیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ نبیرۃ برزنجی اس کتاب کے ترجمہ میں مذکورہ کتاب صعب الہندی کے مطالعہ کی باقاعدہ دعوت دیتا ہے۔ سید محمد برزنجی کی ایک اور کتاب الناشرۃ الناجرۃ للفرقۃ الفاجرۃ بھی ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو تصنیف ہوئی تھی۔ اس کے مندرجات بھی بہت ہی پست اخلاقی اور غیر علمی خیالات پر مبنی ہیں۔ کہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو ہندوستان سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خیالات یہاں عرب میں پہنچے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا۔

”د ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالات و خیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء در دیار عرب رسید کہ او

دعویٰ رسالت کردہ (فہرست مخطوطات آصفیہ ۱۲/۳۶۳)

گویا ان حضرات کی مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی اور غیبت کرنے والوں نے ”مجدد الف ثانی“ کے مبارک لقب کو ”دعویٰ رسالت“ بنا کر پیش کیا تھا۔ اسی کتاب میں سید برزنجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے شیخ احمد سرہندی آپ کی اولاد اور خلفاء کے رد میں نورسالی تصنیف کر چکے ہیں۔ یہ ان کا دسواں رسالہ ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے برزنجی کے ساتھ ہی محمد صالح اورنگ آبادی کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے برزنجی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے محمد صالح مذکور شیخ احمد سرہندی کے رد میں کئی رسائل لکھ چکا ہے۔ (الناشرۃ، مذکورہ، خطی، بحوالہ فہرست مخطوطات آصفیہ ۱۲/۳۶۳)، ہم نے اورنگ آباد کی مذکورہ سنین کی اس مخالفانہ فضا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ اپنی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری میں کیا ہے (۱۵۹-۱۶۳)

ہمیں ان بہت سے مخالفانہ رسائل کے رد میں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل کی ایک مفصل اور طویل فہرست بنانے کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے یہ فہرست رسالہ نور اسلام شرق پور کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم میں شامل ہے۔ پیش نظر کتاب الکلام النجفی ایک مقدمہ پانچ مقالات (ابواب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مولف نے مقدمہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مناقب آپ کی تصانیف اور خلفاء کا مختصر مگر بہت ہی جامع تعارف کروایا ہے اس کے بعد گجرات اور دکن وغیرہ میں جو مخالفانہ سرگرمیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے پھر کس طرح ایک غیر معروف و مجہول گجراتی نے بارہ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے سید محمد برزنجی کے پاس بھیجی اور انہوں نے اس رقم کو قضیمت جانتے ہوئے اس کے سہارے کس طرح حرمین الشریفین میں مخالفت کا آغاز کیا۔ پھر اس دوران ایک ترکستانی عالم شیخ نورالدین محمد بیگ وہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس مکرر فضا کو کس طرح بدلا اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اصل عبارات کا کامل ترجمہ عربی میں کر کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا جس کے بعد اس مخالفت میں کمی واقع ہوئی۔

مولانا سکندر پوری نے باقی پانچ ابواب میں سید محمد برزنجی کے مخالفانہ اقوال کی بہت ہی بھرپور طریقہ سے تردید کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید عربی ٹائپ میں کمپوز کر کے ایک مفصل عربی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

عزیز دوست جناب محمد عالم مختار حق نے میرے اس مقدمہ کے مواد کو ترتیب دیا اور اس کی پروف ریڈنگ کر کے اسے آسان بنا دیا۔ اس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

حوزہ نقشبندیہ کے صدر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم کی تینوں کتب در دفاع حضرت مجدد الف ثانی اپنے اسی ادارہ سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن آپ کی علالت کے باعث یہ کام رُک گیا جسے اب حضرت صوفی غلام سرور مرحوم کے ادارہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دارالمورخین، لاہور

محمد اقبال مجددی

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء

11/10/11



## ماخذ مقدمہ

- ۱۔ محمد ادریس نگرانی: تذکرہ علمائے حال (لطیب الاخوان بذکر علماء الزمان) لکھنؤ، ۱۸۹۷ء
- ۲۔ عبدالحی حسنی: نزمۃ الخواطر ج ۸، طبع عکسی، کراچی
- ۳۔ امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی، جنوری، ۱۹۶۷ء
- ۴۔ عبدالمجید کاتب: سمات الاخیار، جونپور، ۱۳۲۳ھ
- ۵۔ کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ، ۱۹۸۳ء
- ۶۔ آسی، عبدالمعین ظہور الحق غازی پوری: مین المعارف مرتبہ شاہد علی رشیدی، کراچی، ۱۹۸۸ء
- ۷۔ عبدالمعین فرنگی محلی: نور الانوار حاشیہ قرالاقمار، دہلی، ۱۳۲۳ھ
- ۸۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف، مقالہ مشمولہ نذر مقبول، جونپور، ۱۹۷۰ء
- ۹۔ وکیل احمد سکندر پوری: انوار احمدیہ، ہدیہ مجددیہ، الکلام ہاشمی، دہلی، ۱۳۱۱ھ
- ۱۰۔ صفرا احمد مصوی: مقامات مصوی تحقیق و تطبیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۳ء
- ۱۱۔ غلام علی دہلوی شاہ: مقامات مظہری تحقیق و تطبیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۱ء (طبع دوم)
- ۱۲۔ فہرست مشروح بعضی کتب نفیہ لکھیہ کتابخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۷ھ
- ۱۳۔ صدیق حسن خان، نواب: اہتمام لکھنؤ بالقاء لکھنؤ، بمبئی، ۱۳۰۵ھ
- ۱۴۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ، بدایوں، ۱۹۱۶ء
- ۱۵۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی، ۱۳۳۳ھ
- ۱۶۔ زرگی، خیر الدین: الاعلام، بیروت، ۲۰۰۵ء
- ۱۷۔ محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبد اللہ خواجہ عکسی قسوری، لاہور، ۱۹۷۲ء
- ۱۸۔ علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات، غازی پور، ۱۹۹۸ء





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُ الْمُرْسِيءُ وَهُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

در پرتو نور و نشان بارگاه کبریا که درین زمان قرنی اقتراں کتاب مستطاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُ الْمُرْسِيءُ وَهُدًى لِّلْمُتَّقِينَ  
اللَّهُ الْمُرْسِيءُ وَهُدًى لِّلْمُتَّقِينَ  
اللَّهُ الْمُرْسِيءُ وَهُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

از افادات علیہ حضرت میلائے حکیم و کسب احسن پوری دام فیوضہ بیا فی الحکمہ

مَطْمَعٌ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
لِلَّهِ الْمَشْرِيقُ وَالْمَغْرِبُ

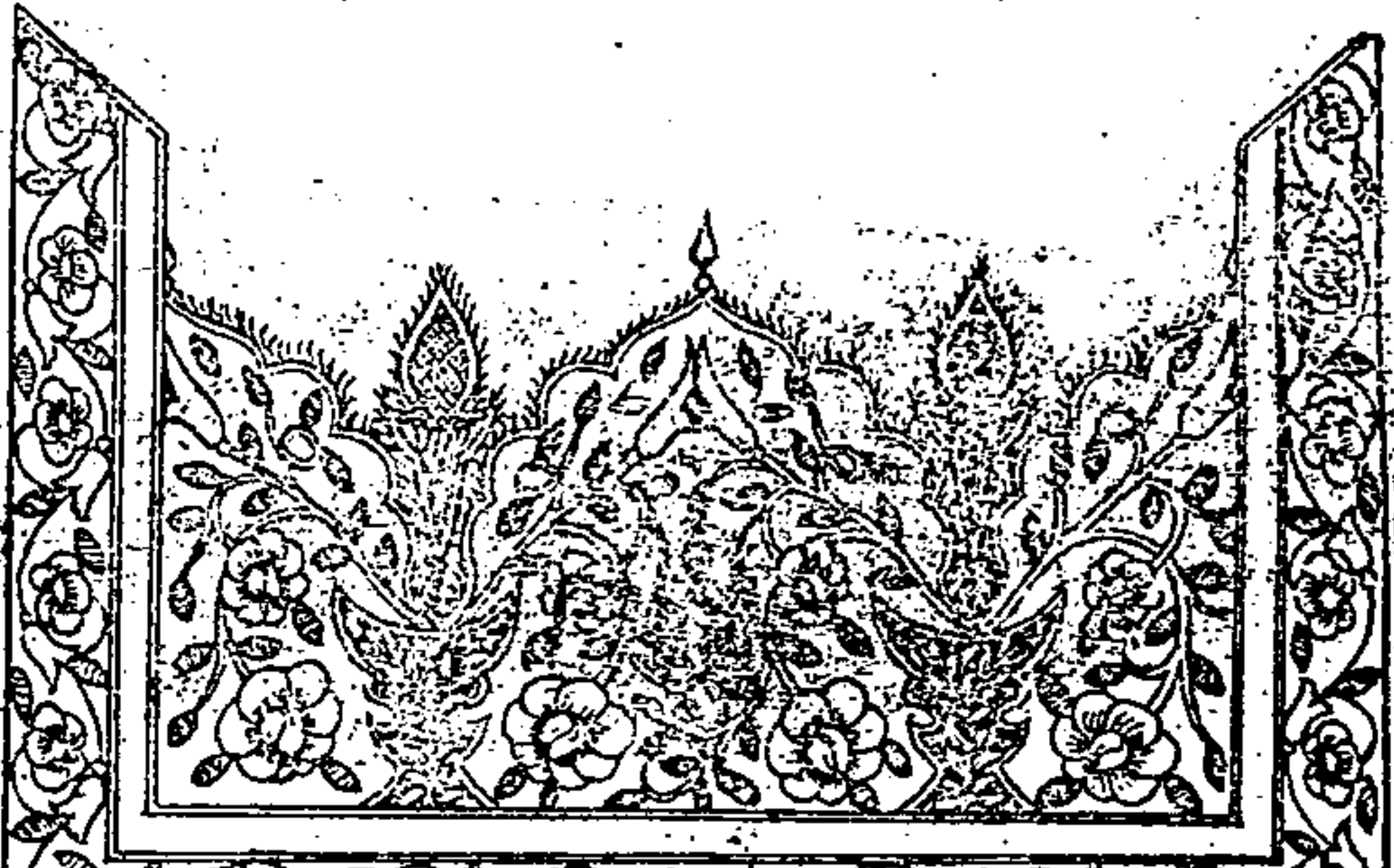
در بیان حقیقت آثار بارگاه کبریا که درین شرح می آید از کتاب سحاب گلزار محمدی است

فلا اله الا الله

اذا فاء علیه بالقرآن اخره حواشی تفصیله بنام مولی و کمال اسکن بر روی او صند بر روی او کلمه محمدی با کلمه محمدی

مطعم محمدی و کمال و صله  
دعای محمدی و صله





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و آئیکہ مظاہر کوئی را آئینہ تجلیات حقیقت محمدیہ ساختہ و شکرید عیادت شارق درت  
 عالم ناموت را از خورشید لاہوت حقیقت احمدیہ تافتمہ جلوہ عروس غیب ہوت از پردہ  
 قابضہ پاکشیدہ و نقاد خانی اتحاد را پیرایہ عالم شہادت نشیدہ از دل پردہ است از  
 چوہرہ شستین گنجینہ ذات او و ابدیت از لایہ ہائے درجہ صفات او حال حجابیت  
 از ناز شکرہ ظہور او و مقام جلوہ است از تجلی کردہ نورا و قناسے بخت فقر حقیقت  
 و سواد الوہبی الدارین رجوع بسوسے عدم الی دربار گاہو فریضش سکر اقبساط آرو  
 و سحر بلعدیبت و زوال احساس غارت را با عالم احساس ابد و حقیقت آئینہ است از حجابیت  
 انوار او و قبض و لہط نرہ تکدہ است از گل کشتان اسرار او تا خیالات بدون را در آئینہ  
 ہائے ارواح کشیدہ است با استقامت آئینہ ہائے حقیقتات سیمپورہ الہی حریفہ از نشانے

سبے منتہا کے توہر زبان خوش نمی آرم کمال عجز و فراوان نیا از شنائی توہر تومی پیام

بیت آنجا کہ کمال کبریا کے توہر و  
عالم نے از بحر عطاسے توہر و

مارا پیر حمد و ثنا سے توہر و  
ہم حمد و ثنا سے توہر سے توہر و

وخت مر رسولے کہ دریا کی حقیقت تھرا بیت از متوج شہودش و تجلی گاہ قدرت

فیرہ بیت از صیقل طرازی در جوش پیکرش زہور بیت در مظاہر حقائق امکانی

و دانش جوہر بیت از گنجینہ نہانی خلوت سردی نغمہ بیت از اغنوں حقیقتش

و نوا کی کن اشارت بیت از عشرتکدہ معرفش ہنال جوہر آرائش بوستان کائنات

و گل شہود او پیرایہ گلزار تجلیات شکار کمالش شہادت گاہ شہد اطلاق و ناسخا

باز از زہورش تجلی فردش جوہر اشراق صیقل گری لمعات انظارش جوہر نامی شمیر

مکانی و آئینہ خیزی اشعات توجہاتش خورشید بار مطلع اکوانی گوہر بیت کہ فیضان

کن جوہر نامتس باریدہ و مشرقیت کہ آفتاب اعدیہ از منظرش درخشیدہ عالم اجمال

خلو گاہ شاہد کمال اوست و عالم تفصیل جلوت کدہ زہور جمال او از اکابر امتیانش در

ہر صدی شخصی پدید آید کہ تجدیدین مین فرماید و مگر ہی از احوال پرخت لیل

عالم و عالمیان کشاید نفوس آل اہلارش در سخن گاہ ملکوت چندان گوشہ

گلاہ نہ شکستہ اند کہ سیامی نورانیان بین سائی بار گاہ شان نتوان گروید و ذوات

اصحی بخش و تجلی گاہ تقدیس آن قدر سرکشیدہ اند کہ دید روحانیان را بخار کف پاتی

این بزرگواران جلاخواہ بخشیدہ ابا بعد فقیر و کمال احمد سکندر پوری

تفسیر می مجتہدی عفا عنہم بلطفہ السری می گوید کہ بر مرآی صائرا لولوا الابصار

و تبتسبب شراکت علم و کمال اندر نفسی خواہد بود کہ آفتاب فیضان مبدیہ فیاض عالمین



سعادون قلب انسانی گزیده ہر جوہر بمقتضای صفاتینتی خویش در بازار کمال تائید  
 ترا کہ در گمان از بل نوریش مآدہ انداز لغات آن آفتاب عالم تاب و شید  
 کے ترا کہ در شیان انسانی کردہ از اضیائی مہر انجلائی باطنش آفاق نور گزیدہ  
 معذرت این بات کہ اب کہ البتہ سب سلطان طریقت بران حضرت  
 مہر انوار الہی مورد برکات امتیازی امام زہرا علی حضرت شیخ احمد سہری  
 مجدد و لغت ثانی علیہ الرحمۃ است کہ از نظر راجحان صبح شعور در آفتاب انوار  
 تقدیس بودہ و ہر جلوہ انوار قدس کہ در دیدہ تکوین مخفی بود از آنکہ خویش و اندو

### قصہ

<p>زہی خیال تو مرآت قدس نورانی          لوا مع دل تو نور بار صبح و جود          نگار صورت تو کار نامہ ایجاد          خمیر پایہ تو آب و رنگ نور بہت          دقائق تو ہم آواز لوح محفوظ است          دیکہ نور خمیر تو لمعہ ریزان شد          ہوا می مفترم تو صبح جنت فردی          نسیم گلشن فیض تو مایہ اشباح          شہود از رخ تو راز دان لطفیکے          ثابت کون ز تکوین تو لغت پایہ          زہی جمال تو الماع آفتاب قدیم</p>	<p>خوبی جمال تو مصباح نوریزدانی          مواعج رخ تو آفتاب عرفانی          صبر پر خامہ تو نقش بند اکوانے          خمیر پاک تو مرآت راز حقانی          دقائق تو ہم آہنگ راز تشرانی          خرد چو دیدہ خفاش گشت ظلمانی          در آ می محل تو عند لب رضوانے          نسیم گیسوئے خلق تو طبع روحانی          وجود از دل تو محو سز و حدانے          ایشکوہ ز علم تو جوہر عرفانی          خوبی جلال تو اشراق نور حسانی</p>
---	--

در مسجد

تکلم تو نواسنج از ترانه کن  
 رموز لوحه فیضی عیان فیض منش  
 لموع نیر فیض تو لعت اشراق  
 بان خلسه کار کارگاه برده  
 لعل بر رخ اشراق بر زمین عجل  
 بر سطح باطن و قبر محذب افلاک  
 لعل نقش طرازی که صفاح خاک  
 بصانعی که کشد بر لوح صلاب  
 بجوشش تلبیه محرمان بیت الله  
 بگرمی لغات شرار سوزش عشق  
 که ذات است ز مشکوه احمد مرسل  
 مقام پاک تو او رنگ کعبه دیدار  
 مقاصد تو تحیرده مزاج عجل  
 بجگاه فیض تو اشراق آفتاب کمال  
 محکات تو که رموز کتاب محفوظ است  
 معادرت هکی عقداے لایحل  
 کسی از قومی می برد بعالم کون  
 شهابه بین بدل من که نسخه عصیان  
 دومی در نگاه بکن بر شب بر سینه من

تشم تو شکر خند صبح امکانی  
 خطاب تو زحق آمدن است لعل منش  
 سطح اشراق تو لعل نور منش  
 ز بزم محراب زده است نیرت رویانی  
 که کارگاه جهان در کف دست روزانی  
 که سقف گشته باوج خیام اکوانی  
 کشید از قلم صنع نقش بلدانی  
 شیون متقلبات طباع دلدانی  
 بز بطنی عساکفان لبنانی  
 به شوخی ازلی جمال نورانی  
 فروغ بخش دل کائنات امکانی  
 میر قدس تو افراشت بزم روزانی  
 مطالب تو دقایق فروش یونانی  
 فروغ روی تو خورشید نور سبحانی  
 بگرد طبع خود خون زلف کربانی  
 خواص تو تحیر فریش تقمانی  
 که گشت مرشئناس موز قرآنی  
 بود ظهور عسلات لوح پیشانی  
 که تا بد اندر رخ بر نور ضویر عرفانی

در مسجد





پای فکت بنزل سنی تو اندر سید اللهم احفظنا من الاستعجال بالملایه  
وایر تحقیق الاشیاء کما هی

درب دل پاک و جان آگام ده  
زیر خود اول ز خودم بخود کن  
آه شب و گریه سحر گام ده  
انگه پی خود ز خود بخود را هم ده

# مقدمه در بیان بعضی امور ضروریه

**امراول** علم حقیقت علمیت کزان به اسرار علوم شریعی پی می برند چه این علم  
باطن است مر علوم ظاهری را و تا آنکه از آب زلال فیض الهی سیراب نگردد قطره  
زین بکام احدی نریزند کار هر کس نیست که گامی درین گلشن جاوید بهار نرسد  
یا درین بحر ناپیدا کنار غوطه زند پس فضل علوم باشد و عن الحسن قال قال  
رسول الله صلوات الله علیه و سلم لیکل اینه ظهر و بطن مراد این است  
که برای هر آیت ظهیرت که بارباب علم ظاهر از نمایش ظاهر گردد و اسرار است که  
بر ان ارباب خالق مطلع شوند اخرج ابو نعیم عن ابن مسعود قال ان  
القران انزل علی سبعة احرف ما فیها حرف الا که ظهر و بطن  
وان علی بن ابیطالب عنک من علم الظاهر و الباطن و اخرج  
الذیلمی فی مسند الفردوس بسند مسلسل من طریق احمد بن عثمان  
عن عبد الواحد بن زید عن الحسن عن حذیفه مرفوعاً سألت جبرئیل  
عن علم الباطن ما هو فقال قال الله هو سر بینی و بین انجلی

امراول در علم حقیقت علمیت کزان به اسرار علوم شریعی پی می برند چه این علم باطن است مر علوم ظاهری را و تا آنکه از آب زلال فیض الهی سیراب نگردد قطره زین بکام احدی نریزند کار هر کس نیست که گامی درین گلشن جاوید بهار نرسد یا درین بحر ناپیدا کنار غوطه زند پس فضل علوم باشد و عن الحسن قال قال رسول الله صلوات الله علیه و سلم لیکل اینه ظهر و بطن مراد این است که برای هر آیت ظهیرت که بارباب علم ظاهر از نمایش ظاهر گردد و اسرار است که بر ان ارباب خالق مطلع شوند اخرج ابو نعیم عن ابن مسعود قال ان القران انزل علی سبعة احرف ما فیها حرف الا که ظهر و بطن وان علی بن ابیطالب عنک من علم الظاهر و الباطن و اخرج الذیلمی فی مسند الفردوس بسند مسلسل من طریق احمد بن عثمان عن عبد الواحد بن زید عن الحسن عن حذیفه مرفوعاً سألت جبرئیل عن علم الباطن ما هو فقال قال الله هو سر بینی و بین انجلی

اَوْ كَدَّ عُنُقَهُ فِي قَلْبِهِ عَيْتُو هِرْكَاهِ عِلْمِ بَاطِنِ اِيْنِ حَسْبِيْنَ سِرِّهٖ بِاَشْدَّ سِرِّهِ نَفْسِ بَاطِنِ اِيْنِ  
 بِاَيْخِيْبِ دَنَا اِنَّمَا طَلَبُ يَادِقِي عِلْمِ بَاطِنِي اِزْ فِرَاضِ اَمْرَهٗ قَالِ اللهُ تَعَالَى وَقُلْ  
 رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا اَوْ طَالِبِ اَكْمَلِ رَحْمَهٗ اللهُ تَعَالَى وَرَقْوَتِ الطَّلُوبِ مَعِي فَرَايِدِ  
 عِلْمَائِي ظَاهِرِيْنِ اَرْضِ مُلْكِ مِهْتَدِ وَعِلْمَائِي بَاطِنِي زَيْنَتِ اَسْمَانِ وَبِلْكَوْتِ  
 وَعِلْمَائِي ظَاهِرِ اَهْلِ جِرْوَسَانِ مِهْتَدِ وَعِلْمَائِي بَاطِنِ اِرْبَابِ قُلُوبِ وَعِيَانِ كَبْعَضِ  
 عَارِفِيْنَ كُوَيْدِ عِلْمِ ظَاهِرِ مَحْكُوْمِ سِتِّ وَعِلْمِ بَاطِنِ حَاكِمِ وَمَحْكُوْمِ مَوْقُوْفِ سِتِّ تَمَا اِنَّمَا  
 حَاكِمِ دَرِ اِنْجَا اِيْدِنِ عَارِفِيْنَ كُوَيْدِ كِهْ چُونِ بَرِ عِلْمَائِي ظَاهِرِ سَبَبِ اِخْتِلَافِ اَدَلِ  
 سَكَلِ اَقْدَا اِيْشَانِ اِزْ اَهْلِ عِلْمِ بَاطِنِ سَوَالِ كَنْدِ زِيْرَا كِهْ اِيْشَانِ قَرِيْبِ تَرَانْدِ لِسُوْمِي  
 تَوْفِيْقِ وَبَعِيْدِ تَرَانْدِ اِزْ هُوَا اِحْمَدِ بِنِ حَنْبَلِ وَبِحَسْبِيْ بِنِ مَعِيْنِ رَجْمِيْشَرِ بَخْدَتِ حَضْرَتِ مَعْرُوْفِ  
 كَرْحِيْ ۛ حَاضِرِيْ شَدَنْدِ بَا اِنَّمَا عِلْمِ ظَاهِرِ اِيْشَانِ بِهَنْبِتِ كَرْحِيْ ۛ بَزَارَانِ دَرْجِهٖ زَانْدِ بُوْدِ  
 اِزْ پِيْمِيْرِ خَدَا صَلِيْ اَلْحَيْدِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِزْ بَرُوْثَمِ سَوَالِ كَرُوْنْدِ فَرَمُوْدِ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ  
 وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ يَعْنِيْ مَنْعِيْتِيْنَ بَرِ اَوَّلِ وَتَرْخِيْصِ اَعْتِمَادِ كَنْدِ وَتَسْلِيْ كِهْ اِزْ  
 اِيْمَانِ مَنُوْرَسْتِ اِزْ اللهُ تَعَالَى قَتُوْمِيْ حَاصِلِ كَنْدِ سِرِّ اِكْرَمِ قَلْبِ اِصْلِ حَقِيْقَتِ نَفْسِ  
 نَمِيْ بُوْدِ سَرُوْرِ عَالَمِ صَلِيْ اَلْحَيْدِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَائِلِ رَا اِزْ فَا وَاِيْ اَهْلِ ظَاهِرِ لِسُوْمِي قَلْبِ رَجْمِ  
 نَمِيْ فَرَمُوْدِ اَنْ رَا قَاضِيْ قَرَانِيْ وَاِ دِ اِسْ اِلْمِ بَاطِنِ اِصْلِ عِلْمِ وَاِلْمِ لَعْلَمِ بَاشْدِ وَعَالَمِ بَاطِنِ  
 عَالَمِ اِصْلِ وَعَالَمِ اَلْبَاطِنِ اِشْدَا اِكْرَمِ قَلْبِ فَتِيْبِ وَاِلْمِ بَاطِنِ حَاكِمِ عِلْمِ ظَاهِرِ نَمِيْ بُوْدِ سَرُوْرِ عَالَمِ  
 صَلِيْ اَلْحَيْدِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِهْتَدِ اِيْتِ اِسْرِيْ عِلْمِ بَاطِنِ كِهْ اِلْمِ تَلُوْبِ سِتِّ نَمِيْ فَرَمُوْدِ وَفَقَدْ  
 قَالِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ كَمَا مَاتَ عُمَرُ ابْنُ لَاحِظِيْبِ اَنْ قَدْ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْتِسَارِ  
 الْعُلُوْمِ قَبِيْلِ لَهْ تَقُوْلُ هَذَا اَوْ فَيُنَا اِحْمَدُ مِّنَ الْعِيَا بَرِ قَالِ اَلْبِيْرُ اَعْنِيْ الْعِلْمُ

در بیان آنکه علم باطن از علم ظاهری برتر است و هرگاه علم باطن این چنین سرس باشد پس نسبت باطن  
 به ظاهری است مانند آنکه طلب یادتی علم باطنی از فرض آمده قال الله تعالی وقل رب زدنی  
 علماً وعلماً اوطالب که رحمة الله تعالی در وقت الطلوب می فرماید  
 علمائے ظاهری از علم باطنی برتر است و علمائے باطنی زینت آسمان و ملکوت  
 و علمائے ظاهری اهل جروسان هستند و علمائے باطنی ارباب قلوب و عیان بعضی  
 عارفین گویند علم ظاهری محکوم است و علم باطن حاکم و محکوم موقوف است تا آنکه  
 حاکم در اینجا آید بعضی عارفین گویند که چون بر علمائے ظاهری سبب اختلاف ادله  
 مشکل افتد ایشان از اهل علم باطن سوال کنند زیرا که ایشان قریب تراند بسوی  
 توفیق و بعید تراند از هوا احمد بن حنبل و یحیی بن معین بیشتر بخد مت حضرت معرو  
 فرخی حاضر می شدند با آنکه علم ظاهری ایشان به نسبت کرخی ۷ هزاران درجه زاندر بود  
 از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم از بر و اتم سوال کردند فرمود استفت قلبک  
 وان افتاک المفتون یعنی منتیین بر او مل و ترخیص اعتماد کند و تسلی که از  
 ایمان منورست از الله تعالی قومی حاصل کند پس اگر علم قلب اصل حقیقت نفع  
 نمی بود سرور عالم صلی الله علیه وسلم سائل را از فادای اهل ظاهری بسوی قلب رجم  
 نمی فرمود و آن را قاضی قرانی داد پس علم باطن اصل علم و علم لعلم باشد و عالم باطن  
 عالم اصل و عالم الظاهر باشد اگر قلب فتیب و علم باطن حاکم بر علم ظاهری بود سرور عالم  
 صلی الله علیه وسلم مهادت بسوی علم باطن که علم تلوب است نمی فرمود و قد  
 قال ابن مسعود کما مات عمر بن لایحییب ان قد ذهب بتسعة اعشار  
 العلویم قبل له تقول هذا او فینا اجملة من العیابة قال البیر اعیان العلویم



مجموعه مجلد دوم

الذی تریباً من و انما اعلم بالعلم بالله تعالی قال ابن مسعود و لیس العلم بکثرة  
 الروایة انما العلم اشکیة و قال بعضهم انما العلم نور یقذفه الله فی القلوب  
 کما در باطن علم باطن ابر کتاب سنت عرض کنند زیرا که نزول حقائق و ارباب لایات در  
 شریعت و حقیقت منافات نیست از پیشینیان بسی ارباب صدق و صفا جامع حقیقت و  
 طریقت گذشته اند مثل جنید بغدادی و شیخ عبدالقادر جیلانی و ابن فارض  
 و شمس الدین بساطی مالکی و علی بن فاشازلی و شیخ محی الدین بن عربی و شیخ شهاب الدین  
 سهروردی و خواجہ محمد پارسا نقشبندی و شیخ مجدد اعجازی و دیگر اکابر رحمۃ اللہ  
 علیہم که ذکرشان موجب اطاب است در حدیث و ارادت العلماء و رتبه الانبیاء  
 معایش است که ظاهری ظاهر و معارف و ارث انبیا بوده اند زیرا که وراثت نبوة برود  
 قسمت اول وراثت ظاهری و دوم وراثت باطنی پس اول شریعت حساب  
 علوم کسبیه ظاهر تیماند و اول حقیقت وراثت علوم و بهیة باطنی شریعت منبع عجات  
 ظاهره است و حقیقت منبع اشارات باطنیه زیر عبارات شریعتیه من چکث الارشادات  
 احکام و معارف و حقائق بوده اند که حق تعالی جل شانه صغیر او صدیقین ابران اطلاع و در  
 پس از باطن عبارت اشارت لایح شود نه از ظاهر عبارت و در حدیث و ارادت فضل  
 العالم علی العابد کفصیده علی ائمة درین حدیث مراد از علم علم مع بشر و بطلاق  
 و حقائق و غیر نیست بلکه علم با الله تعالی و قوت یقین است امام شافعی باوصف جلال و ثروت  
 پشیمان اعی می نشست و از مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند که مثل شما  
 ازین بروی سوال کنذا هم فرموده او فوق لما علمتکاه و شیبان بروی ضی الله  
 اعمی ابو و چون ازین مثل شافعی با امام الاکبر سوال کنی پس عظمت شان انکه اهل تصوف نگریستند

این جمله  
 در کتاب  
 از انوار  
 علامه  
 نقل  
 از ابن

در کتاب  
 از ابن  
 از ابن

از ابن

این تمیہ عقلی انکار این اجتماع وارومی گوید که شیبان بهد شافعی نبود مگر این انکار قابل  
 اعتدال نیست زیرا که امام اسلام مثل قشیری و این جوزی قابل با اجتماع بوده اند چنانچه  
 ابن جوزی نقل کرده که امام احمد و شافعی بر شیبان گذشتند امام احمد گفت که ازین راعی  
 سوال می کنم بینم چه جواب میدهد شافعی منع کرد امام احمد باز نیامد پرسید که اگر شخصی  
 چاکریت نماز گزار دو رکعت اربعه سهو کند پس کدام امر او را لازم می شود شیبان گفت  
 بر مذہب من یا بر مذہب ایشان امام احمد گفت که این هر دو یک مذہب بود و اندیشبان  
 گفت که نزد شما لازم است که دو رکعت نماز گذارد و سجدہ سهو کند و نزد من این شخصیت که قلب  
 غافل است بر او واجب است که قلب خود را عقاب کند تا تکب این غفلت نشود امام احمد  
 پرسید که اگر کسی مالک چل گو سفد گوید و برود کمال گذشت پس چه کند شیبان فرمود  
 که نزد شما برود یک گو سفد لازم آید و نزد من بنده با وجود مالک نیار مالک که امری شئی نمی شود  
 از اجتماع این کلام امام احمد از بوشش رفت هر گاه به بوشش آمد امام احمد و امام شافعی راه  
 خود گرفتند امام مجتهدین مثل شافعی و غیره برین معنی اعتراض دارند که علمای باطن را بر علمای  
 ظاہر فضل است احمد و هم تابعین رضی اللہ عنہم چنانکه جماعہ علوم را از صحابه آموختند و فنون را  
 به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زید و معالده و احوال اجتهاد و عبادت احسن بصری  
 و مالک بن دینار و ثابیت بناتی و مطرف بن عبداللہ و اولیس قرنی و ربیع بن خثیم رحمہم اللہ  
 از امام زید و عبادت و حفاظت طریق معاملات بودند حسن بصری امام الائمہ بود و برود  
 علوم مختص اص و خصوص و محبت غالب بود و بر مذہب تصوف با اشارات و عبارات  
 شامد بود و برای علم باطن تصوف و نسک اصحاب خاص و شمس مثل عبدالواحد بن زید  
 و مالک بن دینار و غیره بودند حسن بصری و علوم مخصوص محبت و وجود و حنائی از کبار علوم

احمد و تابعین رضی اللہ عنہم چنانکه جماعہ علوم را از صحابه آموختند و فنون را  
 به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زید و معالده و احوال اجتهاد و عبادت احسن بصری  
 و مالک بن دینار و ثابیت بناتی و مطرف بن عبداللہ و اولیس قرنی و ربیع بن خثیم رحمہم اللہ  
 از امام زید و عبادت و حفاظت طریق معاملات بودند حسن بصری امام الائمہ بود و برود  
 علوم مختص اص و خصوص و محبت غالب بود و بر مذہب تصوف با اشارات و عبارات  
 شامد بود و برای علم باطن تصوف و نسک اصحاب خاص و شمس مثل عبدالواحد بن زید  
 و مالک بن دینار و غیره بودند حسن بصری و علوم مخصوص محبت و وجود و حنائی از کبار علوم





عَنْ ذَكَرَ نِعْمَةَ اللَّهِ وَقَدِيمَ مَبْتَلِي عَمَلَهُ وَمَنْ ذَكَرَ اللَّهَ  
 بِرُكْنَتِ اللَّهِ تَعَالَى وَنَسِيَ سَابِقَهُ أَوْ رَابِعَهُ عَمِلَ خَيْرًا مِنْ شَرِّكَهُ وَبِرُكْنَتِ اللَّهِ تَعَالَى  
 نَسِيَ نَفْسَهُ وَمِنْ خَوَانِدِ يَأْهَلِ الْكِتَابِ تَعَالَى إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٌ  
 يَأْذَنُ نَفْسَهُ خَيْرًا مِنْ شَرِّكَهُ عَمِلَ كَلِمَةً يَأْذَنُ نَفْسَهُ كَمَا سَيَأْتِي  
 بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ بَعْدَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ  
 \* \* \* \* \*  
 کہ در سن کلام و تصوف بعد از طولانی و پشت درین وقت سری سقطنی و اسحاق  
 بیان و صد و کبیر و ابو حمزہ بغدادی و عارث بن اسد المجاسبی و احمد بن سروق  
 و ابو الحسن بوزنی و ابن ابی الورد و نصر بن جواد و حسن المثنی و احمد بن عمرو بن ابی عاصم  
 و شاخی و بن حنیفہ رحمہم اللہ بودند کہ ہر یکی از ایشان در شمار تصوف آغابائی بود  
 و بسبب صحت مذہب و حقائق تصوف قبولیتی و رفاصل عام می داشتند و بعد  
 بن محبت درین وقت از مریدین برجائس حسن سوجی را بود بعد سوجی ابو حمزہ  
 کہ از شاگردان حسن سوجی بود و سوجی ابو حمزہ را استادی گفت ابو حمزہ مقبول  
 معروف در تصوف بود و او را حلقہ در جامع بود کہ در آن متصوفین جمع می شدند و  
 اہل این مذاہب بگزومی آمدند و ابو حمزہ را امام بن عیسی و رسالت باین طور خطاب  
 می کرد یا صوفی ما تقول فی مسکتی کذا و کذا کمال  
 تصوف و غرائب امور درین وقت بشر بن عارث و معروف کرخی و سری سقطنی  
 و محمد بن منصور طوسی و حسن سوجی را بود ہر گاہ ابو حمزہ در جامع نشست و مجلس  
 او عارث بن اسد المجاسبی و احمد بن سروق و عیسی بن عیسی و غیرہ رحمہم

ابو حمزہ  
 ابو حمزہ  
 ابو حمزہ

جمع می شدند و تصوف در کمال بود و ابو حمزه در سبط علوم معارف از استاد  
 خود که حسن موسوی بود قدمی بیش و شصت بعد وفات ابو حمزه ابو القاسم  
 جنید بن محمد در جامع بیانش نشست تمامی متصوفین در طعمه اتباعش در آمدند  
 کلامش اجمع و اعرف و احسن از کلام استاد است و استادش بود و بر  
 اقران خود گوئی سبقت بود و معاصرین بر امامت و جلالت او در فن تصوف  
 بسیارند درین وقت بر صوفیها از دست فرقه طائیفه که قصه اش  
 طویل است چیزی رفت تا آنکه گروهی از متصوفین مجوس گردیدند این سانچه در  
 ۲۶۴ هجری اتفاق افتاد درین فتنه محنتی عظیم بر صحاب بشرین امارت  
 معروف کرخی و سری سقطلی و غیره افتاد چون فتنه فرو نشست بنیدین  
 محنت دیزب و مسندند کرده است تصوف گردید بقیه مشایخ پروانه وار  
 گردش جمع آمدند مثل ابی العباس بن سروق و ابی بن بکرات کبری و موسی انصاری  
 و ابی جعفر الجانی و ابی ابراهیم النبائی و ابی جعفر بن زویب و ابی محمد الحیریری و ابی  
 احمد قلانسی و یعقوب الزیاتی و ابی العباس بن عطاء و غیر هم رحیم الله ایشان  
 انصاف مشایخین در علم تصوف بودند و در صفائی احوال و توحید و مواجید و موارد و مشایخ  
 و حضور کلام کردند و در علوم خود استلالت نشرو وضع کردند تا بجز ایشان کسی دیگر  
 نه شناسد و محتاج تصوف از نا اهل محفوظانند این وقت سر می دنیا از آن متصوفین  
 و مشایخ کبری همور بود و آفتاب علم تصوف بر دایره نصف النهار تابان بود  
 تا بسین در کتاب بجز و با خلاص و توکل و زهد و صبر و حبیب و فی انچه  
 و الهیته چه چیز می کردند هر گاه بالیشان در معرفت با محتاجی تصوف کلام تمام حال

واضح بود و چند روز بود





از رسال غزالی و آداب المریدین شیخ نجیب الدین سحروردی و قوت القلوب  
 ابی طالب کی بعضی مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی و دیگر ائمہ سلوک  
 امام شعرانی در یقوت و ابواب ابرارین بیان را بحال ضاحت تکمیل شده چاپ  
 از شیخ محی الدین عربی نقل می کند اعلم ان اهل الله لم یضعوا الاشاره  
 التي اضطلخوا عليها فيما بينهم لانفسهم فانهم يعلمون  
 الحق الصريح في ذلك وانما وضعوها من الله خيل  
 بينهم حتى لا يعرف فافيه شفقة عليه ان يسمع شيئا لم يصل  
 اليه فيذكره على اهل الله فيعاقب بجرمانه فلا ينالها  
 بعد ذلك احد اطرفه ایت که هر که در زمره صوفی نشسته مختص می کشد بر آن  
 اصطلاحات خود بخود بداهت مکشوف می گردد حتی کانه الواضع لذلك اصطلاح

اصطلاحات صوفی را در باب هر معانی را باید یکگزیند و در بیان امر خود عبارات است کلماتیکه بجز ایشان یعنی  
 آن ندانند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی تفهیم تسهیل غرض تا با نفهمیدن نزدیک باشد و دیگر گمان  
 سر از کسانیکه اهل علم نباشند و دلالت آن واضح است چنانکه ال لنت مخصوصه اند عبارات موضوع خود چون فعل ماضی و مستقبل و صیغه  
 اجز و لغیف ناقص آنچه بر آن نام اول سخن مخصوص اند عبارات موضوع خود چون فعل مضارع و کسره و کسره و جزم و جزم  
 مشعر و نامضارع و آنچه برین نام اول هر دو معنی است عبارات موضوع خود چون بجز دو و او را و سبب ترو و فله و آنچه برین نام سبب  
 مخصوص اند عبارات موضوع خود چون فز و ز و ج ضرب قسمت کسب جذا و اضافت تضعیف و تصنیف جمع و تفریق و آنچه برین نام فیهما  
 مخصوص است عبارات موضوع خود چون سبل و ان قیاس اجزاء و دفع الزام آنچه برین نام و کسب از منضمات عبارات موضوع خود چون  
 و مراد از اصطلاحات صوفی در هر معنی است عبارات موضوع خود چون بجز دو و او را و سبب ترو و فله و آنچه برین نام سبب  
 مخصوص اند عبارات موضوع خود چون فز و ز و ج ضرب قسمت کسب جذا و اضافت تضعیف و تصنیف جمع و تفریق و آنچه برین نام فیهما  
 مخصوص است عبارات موضوع خود چون سبل و ان قیاس اجزاء و دفع الزام آنچه برین نام و کسب از منضمات عبارات موضوع خود چون

از شیخ محی الدین عربی نقل می کند اعلم ان اهل الله لم یضعوا الاشاره التي اضطلخوا عليها فيما بينهم لانفسهم فانهم يعلمون الحق الصريح في ذلك وانما وضعوها من الله خيل بينهم حتى لا يعرف فافيه شفقة عليه ان يسمع شيئا لم يصل اليه فيذكره على اهل الله فيعاقب بجرمانه فلا ينالها بعد ذلك احد اطرفه ایت که هر که در زمره صوفی نشسته مختص می کشد بر آن اصطلاحات خود بخود بداهت مکشوف می گردد حتی کانه الواضع لذلك اصطلاحات صوفی را در باب هر معانی را باید یکگزیند و در بیان امر خود عبارات است کلماتیکه بجز ایشان یعنی آن ندانند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی تفهیم تسهیل غرض تا با نفهمیدن نزدیک باشد و دیگر گمان سر از کسانیکه اهل علم نباشند و دلالت آن واضح است چنانکه ال لنت مخصوصه اند عبارات موضوع خود چون فعل ماضی و مستقبل و صیغه اجز و لغیف ناقص آنچه بر آن نام اول سخن مخصوص اند عبارات موضوع خود چون فعل مضارع و کسره و کسره و جزم و جزم مشعر و نامضارع و آنچه برین نام اول هر دو معنی است عبارات موضوع خود چون بجز دو و او را و سبب ترو و فله و آنچه برین نام سبب مخصوص اند عبارات موضوع خود چون فز و ز و ج ضرب قسمت کسب جذا و اضافت تضعیف و تصنیف جمع و تفریق و آنچه برین نام فیهما مخصوص است عبارات موضوع خود چون سبل و ان قیاس اجزاء و دفع الزام آنچه برین نام و کسب از منضمات عبارات موضوع خود چون

بمخلاف دیگر علوم مثل نجوم و منطق و حکمت که بدون زحمات و تعلیم و تعلم بهر بر صفا لا محاله آن  
امکانی ندارد و اگر اهل انکار از جاوه خستد برآیند طریق اهل اهد بر گزینند  
این انکار و حسد دور شود و همان اصطلاح بر زبان حال و قال ایشان جاری گردد  
که بر زبان این طائفه جاری است آنچه این قوم می گویند همه از تعلیم الهی است  
که بر قلوب شان از مبدی فیاض مطابق شریعت می ریزد حق جل شانہ است باید  
عَلِمَ الْإِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ كَمَا نِكَهَهُ الرَّكُوزُ أَشْتَمَهُ مَا عَظُمَ بِنَظَائِرِ  
دانشته اند در ایشان استعداد این معنی نیست که از مبدی فیاض کتاب الوار  
علوم نمایند فکر هر کس بقدر سمیت اوست **مشبهه** اگر علوم صوفیه مقصود  
می بود پس ائمه مجتهدین درین باب توجه می کردند لیکن از ائمه مجتهدین هیچ یکی  
در تصوف ساله نگاشته **اعطیاه** ائمه مجتهدین به وجه التفات با شاعت  
علم تصوف نکردند اقول امراض شلوب در زمین ائمه شائع شده بود تا ضرورت  
بیان طرق علاج داعی باشد چون ریاض و حد و کبر و عجب و غل و حقد ظاهر شد  
درین باب رسائل مستقله مودن کرده شد و **وهم** ائمه مجتهدین با عظیم توجه و فو  
از ان فرصتی نیافتند تا بامرے دیگر متوجه شوند همچون جمع اوله شریعت  
و بیان ناسخ و منسوخ و مفصل و مجمل و تمسید قواعد مردم بآن متوجه شوند اگر قواعد شریعت  
که آنرا مجتهدین محمد کردند نمی بود کسی اعمال ظاهری و باطنی را نمی شناخت  
پس اشتغال ائمه مجتهدین باین سوا هم بود به نسبت تالیف رسائل بعلم تصوف **مشبهه**  
صوفیه بظاہر کتاب و سنت چرا متوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نه بود  
**مشبهه** چون صوفیه نمایند به تحصیل علم باطنی پرورند **مشبهه** ائمه مجتهدین را کافی نه بود

استنباط علوم صوفیه و مکتوباتی که در این باب  
تالیف شده است  
تالیف شده است

بما ملن کتاب سنت کریدے ہر کسے راہر کارے ساختندہ میل او در خاطر اس  
اندختندہ مگر شریعت و حقیقت باہم مثل شیر و شکرند حقیقتہ بلا شریعتہ  
باطلہ و شریعتہ بلا حقیقتہ عا طیلہ یعنی ناقصہ است بہاہ چراوم  
مرزا گفتند کہ واسے ارباب تصوف کسی نہ فہم تا آنکہ از ایشان نہ شنود و چرا  
مطالب ابیارت موضح بیان نہ کردند است بہاہ برائے رفیق نطق و بمقتضای  
رحمت و شفقت بر ایشان چہ فہم ظاہر پرستان بان زہد از یہا است کہ سن بصری  
و جنید و شبلی علیہم الرحمۃ علم توحید بر ملائی گفتند بلکہ در خانہ بستہ پیش کہاںکہ  
و ایشان اہیت و لیاقت کے یافتند بیان می فرمودند تا آنکہ قلب صافی ان  
کہ ورت بود و در ان میل شہوت نام نباشد زینہا رین مدارک در و بخت  
لیکن چون سنت برین جاری ست و تجربہ در آمدہ کہ کل علیہ لیس فی  
القرطاس ضاع اہل تصوف بہ تدوین آن متوجہ شدند و بعض امور را بر مرز  
گزارشند تا نا اہل بسبب تصور فہم از جاوہ رحمت دل برنگرد و اگر صاف صاف  
بیان می شد در مسائل عامضہ اہل اہل ان خوض می کردند بسبب نا اہلی خود گمراہ  
می شدند و دیگران را اور و طے فصلالت می افکندند حضرت امام زین العابدین  
رحمت اللہ علیہ فرماید

عبارت عربی  
معلوم ہونے والی ہے حقیقت  
اول اور شریعت مانا کا  
سنت باہم ہونا چاہیے  
اللہ بخندنا  
مطلب ابیارت  
یہ حقیقت بلا شریعت  
باطل است و شریعت  
بلا حقیقت ناقص ہے  
معلوم کرنا ضروری ہے  
خدا تعالیٰ کے ہاں  
نہاں ہونے والی ہے  
یہ سن زین العابدین  
حسین را کہ جو کہ  
روشنی نہایت روشن  
قلوب میں نہ ہونے  
بائذاریں صاف و  
میں

<p>کیا ایری ذالک قبل فیقتنا  اللسین و من یحسب الحسنات  لغیل لانت من بعد الوثنا  یرون انہم ما یا حق حنا</p>	<p>ان لا کم من علی جوی اہرہ  وقد تقدم في هذا ابو حنين  يا رب خبي مر علي لو ابى حربه  ولا تغفل رجال مسلمون دعي</p>
--	---



شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ فرماید

أَفَنِي بِسَفَاكَ دِرِّ النَّبِيِّ لَا يَكْفِيكَ  
قَالَ لَعَنَ أَذِلَّ لَيْسَ هَذَا مُسْلِمًا

فِي بَاطِنِي مِنْ نُورِ كَهْرَمَانٍ كَبِيرَةٍ  
لَوْ أَنَّ نَبِيَّ أَبَدِي سَرَايِرًا وَوَدَّ كَهْرَمَانٍ

امر چهارم ہر ولی را اظہار کرامت ضرورت نیست فرق در میان معجزہ و کرامت است کہ نبی را واجب است تا معجزہ را ظاہر فرماید و ہر ولی ضرورت کہ کرامت را مخفی و مستتر دارد و مگر بوقت ضرورت یا اذن یا حال غالب کہ درہ اختیار نباشد یا برای تقویہ یقین بعضی مہدیین وغیرہ امور حضرت شیخ عبدالرشید جوہنوری قدس سرہ در سالہ محکمہ ربوطا فرمودہ کہ اصل کرامت و اعظم آنھذاست گرفتن است بطاعت و خلوت از جملہ کرامات است رعایت انفاکس مع اللہ تا بغفلت نگزارد و از انجملہ راغنی نازن از خداداد ہر حال و از انجملہ اسلواع بر عیوب جسمیہ و روحانیہ معنویہ ہر یک ازین مذکور کرامات خاصہ است مگر کشف حسی چنانکہ دیدن مکا نہا و شجر با بعید المسافت کہ این از برائے خلق است بدانکہ کراماتی کہ عظامی کند البتہ عظامی اصل احوال بسیار اند لکن ضابطہ کہ جامع کل بشد این است کسی کہ خرق عادت نفس خود کند از ان چیز ہا کہ نفوس خلق بران متعادت است خرق کند اللہ تعالی اورا عادت خود شتمل آنکہ در کون است و این را در عامہ کرامت می نامند و اما نحوہن پس کرامت عفت الہی را می گویند کہ موجب استقامت بر احوال تنجیہ و اعمال صالحہ باشد و ازین خوارق کہ عالم آن را کرامت نامند مردان خدا ننگ می کنند از برائے آنکہ اہل استدراج اندران مشارکت دارند و از آنکہ عارف بقدر سے کہ تنظیر نمودہ دنیا می یابند و در آخرت محروم می ماند مگر آنکہ مقرون باشد با شکر و انوار

در باطن من نور کرم جان کبیرہ  
لو ان نبی ابدی سرایرا و ود کرم  
امر چهارم ہر ولی را اظہار کرامت ضرورت نیست  
کہ نبی را واجب است تا معجزہ را ظاہر فرماید و ہر ولی ضرورت کہ کرامت را مخفی و مستتر دارد و مگر بوقت ضرورت یا اذن یا حال غالب کہ درہ اختیار نباشد یا برای تقویہ یقین بعضی مہدیین وغیرہ امور حضرت شیخ عبدالرشید جوہنوری قدس سرہ در سالہ محکمہ ربوطا فرمودہ کہ اصل کرامت و اعظم آنھذاست گرفتن است بطاعت و خلوت از جملہ کرامات است رعایت انفاکس مع اللہ تا بغفلت نگزارد و از انجملہ راغنی نازن از خداداد ہر حال و از انجملہ اسلواع بر عیوب جسمیہ و روحانیہ معنویہ ہر یک ازین مذکور کرامات خاصہ است مگر کشف حسی چنانکہ دیدن مکا نہا و شجر با بعید المسافت کہ این از برائے خلق است بدانکہ کراماتی کہ عظامی کند البتہ عظامی اصل احوال بسیار اند لکن ضابطہ کہ جامع کل بشد این است کسی کہ خرق عادت نفس خود کند از ان چیز ہا کہ نفوس خلق بران متعادت است خرق کند اللہ تعالی اورا عادت خود شتمل آنکہ در کون است و این را در عامہ کرامت می نامند و اما نحوہن پس کرامت عفت الہی را می گویند کہ موجب استقامت بر احوال تنجیہ و اعمال صالحہ باشد و ازین خوارق کہ عالم آن را کرامت نامند مردان خدا ننگ می کنند از برائے آنکہ اہل استدراج اندران مشارکت دارند و از آنکہ عارف بقدر سے کہ تنظیر نمودہ دنیا می یابند و در آخرت محروم می ماند مگر آنکہ مقرون باشد با شکر و انوار

یا آنکہ خارق ز امر است ناقص نمیکند حظا اقرب آن هنگام اورا اگر است مانند انتهی  
 بهر حال خرق عادات از لوازم ولایت نیست بسنی مردان اولیا را الله اعلم و مقربان  
 در گاه و خرق عادات از ایشان ظاهر نشده چنانکه از اکثر اصحاب رسول اصلی بعد  
 علی سلم خرق عادت صریح نیست حال آنکه ابوبی اصحاب از دیگر اولیا الله  
 فضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضی اولیا پر بعضی کثرت خوارق نیست چه  
 فضل عبارت است از کثرت ثواب و خوارق از حظوظ است مناط ثواب نیست مگر  
 عبادت قرب الهی و لهذا محمدین کرامات اصحاب او مناقب بگفته اند بلکه کرامات  
 را ابایی علی آورده اند بعد ذکر معجزات و خرق عادات در جوگیان هم می باشد

وین معنی است  
 سینه و دو دو کلام  
 آید و در این کلام  
 و این است  
 و کلام است  
 چون سر آوردم این  
 طبعی حافظ کرده بودند  
 این کلام از آن بخورد و آن  
 در آن را که این کلام  
 یعنی از زبان ایشان

اندرین معنی حکایتی آید از ابراهیم خالص رحمه الله علیه آن سجدت اندر خور بود اینجا ابراهیم گفت من بی ویدم فرود فرستم  
 بر بحر بر حکم عادت خود چون گفتم یکس از گوشه برناست و از من صحبت خواست اندوی نگاه کردم از زمین ای  
 سبحی جل من باز آمد گفتم این چه شایه بود در گفت یا ابراهیم بر بنده دل مشو که من کی از نصاری ام و مایان ایشان که از اقصای  
 بلاد روم آمد ام بامید صحبت تو گفتم چون بدستم که بگیا نه است و لم بر آسود و طریقی صحبت و گردن حق روی بر من آسان تر شدت گفتم یا  
 ابراهیم نصاری با من طعام و شرب نیست و ترسم که ترا از زمین بادی بیاید سخن رسد گفت یا ابراهیم چندین بار گفت اند عالم تو هنوز از طعام و  
 شرب بخوری گفت که عجب دستم از آن اینسا و وی صحبتش قبول کردم و تجربت اندر دعوی خود بجهت است چون برهست شبانه زبیر تندی کار  
 دریافتی بایستاد گفت یا ابراهیم چندین طبل تو اندر گرد جان می زند بیار تا چه داری اگر ستا خیمه برین درگاه که این است نام از انشلی  
 گفتم من سر بر زمین نهادم گفتم با رضای او پرسش این کار سو او گردان کردی از زمین زمین بگیا نمی بین نظر نیکوست چه باشد  
 طعن کاری بر من و فالتی گفتم چون سر بر آوردم طبقه دیدم دو در صحن درگاه کاسه شربت آب بر آن نهاده بخوردم و آن اینجا بر زمین چون گفت  
 دیگر بر آمد با خود گفتم که من این ترسار تجربه کنم تا اول خود ببیند پیش از آنکه وی چیزی دیگر استخوان کند و با من سخاقت کند گفتم یا ابراهیم  
 نصاری ای بار که امروز نوبت است تا چه داری از تره مجاهده وی نیز سر بر زمین نهاد چیزی گفتم طبعی پیدا از هر چهار در صحن چهار کاسه  
 شربت آب بر روی نهاده من از آن سجدت عجب دستم در بنده دل شدم و از روزگاری خود نایم گفتم و با خود گفتم که من ازین نخورم که این از برای کار  
 پیدا آمده است منوت وی باشد من این کی خورم این گفتم یا ابراهیم بخور گفتم در بنده دل شدم از آنچه این منستی این از پیش من است  
 نیست من اندر کار تو شکر اگر این را بر کردی است حمل کنم بر کافر است و دنیا باشد و اگر گویم منوت است تو منی شربت است از این طبع  
 یا ابراهیم بخور و شربت ترسار بر زمین بگیا نه است و از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت  
 از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت از آن کاسه شربت





در سفر خویش بر لب آب رسید و که کشتی نداشت در خاطرش گذشت که نبی  
 کشتی چون گزم در حال راهی در میان آب پیدا آید فریاد بر آورد که المکر المکر  
 و باز گشت و اینجا سترت لطیف و آن آنست که صحت ولایت متعلق است  
 باعراض از غیر دوست و ترک نادون بحیب ترک و اخذ ضد اند و قبال و عین  
 مخالف یکدیگر اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بران عمتا کرد و از  
 کرم اعراض نمود و به غیر دوست اقبال کرد و لا یذم مع الاعراض ولایت  
 باعراض هرگز نبود در مکتوب و هم مذکور است در معجزه اظهار شرط است  
 و در کرامت کتمان شرط است و دیگر آنکه بدانند که این معجزات است پیش از  
 آمدن خبر و بند از معجزات اما اولیایانند که این کرامات است و از فتن کرامات خبر  
 ندارند پیش از آمدن کرامات خبر نمیدهند و این بیان اصل است که ولی رحل  
 ولایت ثابت نگردد تا خوشی را کمترین هم خلق ندانند چون خوشی را چنین  
 او را دعوی کرامت کی بود و چون دعوی نباشد از آمدن و فتن کرامت چه  
 خبر دارد و گفتند هر که از حق جز حق چیزی باید او را مقام ولایت نیست چون  
 دعوی کرامت کند از دوست و خود دوست خو است پس این نفی ولایت باشد  
 نه ثبوت ولایت باز در همان مکتوب می فرماید اما اتفاق کرده اند مشایخ این طائفه  
 و جمله اصل سنت و جماعت بر آنکه روا باشد که فعلی ناقص عادت مانند معجزه بنیا  
 و کرامات اولیا پیدا آید بر دست کافر و کسی را اندر کذب وی شک نیفتد  
 و این بیان بود که فرعون چهار صد سال عمر یافت که و س را اندران میان  
 کسب چاه می نمود آب از پس و س با آب می خورد چون او با آب

معجزات است که در آن  
 نغمه با خفاقت و اقبال  
 با سواد و انجباریات  
 و کرامات است از انوار انوار  
 از حد کلمات و مصلحات  
 الشیخ اکبر

بایستاد و چون او برفت آب برفت و هیچ عاقل را اینجاشبهه نیفتد در آنکه او دعوی  
 خدائی می کرد زیرا که همه عقلات تقوی و مقررند که خداوند جسم و جوهر و خوردنده و خستنده  
 و رونده و آئنده و گوشت و پوست نیست و اگر چنین افعال ناقص بر روی بسیار  
 پیدا آمد بی هیچ عاقل را بر کذب دعوی او شک نبود و مشبهه نیفتاد و  
 زیرا که اگر چنین چیز از ظرافت عادت که بر روی پیدا آمد کسی را شبهه خواب افکند  
 هزار چیز ظاهر که بر روی پیدا آمده است شاید است بر کذابی و بی آن شبهه را  
 دفع کند و مانند این را حضرت رسالت صلی الله علیه و آله علم که بر عباد تقا نیست  
 خبر داده است که اندر آخر الزمان و جلال خواهد آمد و دعوی خدائی خواهد کرد و گوید  
 انگینت بکنی بر است و بی که بر چپ می رود این کوه که بر است بود  
 جانگازنیم بود و آنکه بر چپ و بی بود و جانگازنیم بود گوید این بهشت و این  
 دوزخ هر که بن ایمان بسیار داد از اندرین بهشت اندازم و هر که بن ایمان بسیار داد  
 اندرین دوزخ اندازم و حق تعالی بهت و بی که را بر اندوی که را بر زیاند  
 این همه که یاد کردیم مانند معجزه و کرامات است و حق تعالی همه دشمنان ابدید  
 از بهر آنکه اینجاشبهه نیفتد که هر که بهت دادند که هر که بر خورشید خدائی نبود و آشور  
 خدائی نبود و خوردنده و خستنده خدائی نبود پس این استدراج و مکر نبود معنی استدراج  
 آن بود که ایشان همه جذب بے حرمتی کنند ایشان را با آسانی و برادر گزارد تا در  
 بے حرمتی و تروی خوشی هلاک شوند چنانکه با فرعون کرد اگر مراد آب روان  
 نکرده او دعوی خدائی باز گشته و معنی مکر آن باشد که نجات نماید و هلاک آرد  
 و عز نماید اول آرد و بعدی نماید و صمد لال آرد با حد این صفت باشد یعنی هر که دشمن را

چیز سے ازین معنی بدہند ہمہ استدراج و کرا باشد پس این سہ گونه از آبتیار او بہند و  
 اولیاد ہند و اعدار او ہند اما انبیار امجرات باشد و اولیاد کرامات باشد و  
 اعدار امکر و استدراج باشد ہا ز در سہین مکتوب تحریر می فرمایند تا یکے از مشائخ  
 چنین گفتہ است رحمہ اللہ علیہ کہ بہت اندر عالم بسیارست یکی از بہان این طالبانہ  
 کرامتست تا کافران را بابت تعلق بود اعدا باشند چون از بہت روی گردانند  
 و تبر کنند اولیا گردند ہمچنین بہت عارفان کرامتست اگر با کرامات ممکن گیرند موجب  
 گردند و اگر از کرامات اعراض نمایند و تبر کنند مقرب و مکشوف گردند

ہرگز نشود اسے بہت بگزیدہ من	مہرت ز دل و نہالت از دیدہ من
گرا پس مرگ من بچو کے یابی	آن ذوق در استخوان بوسیدہ من

و این سراسر است کہ در مکتوبے تحریر افادہ است کہ صحت لایبت متعلق با اعراض انجیر  
 دوست و ترک ما دون الحسیب و ترک و اخذ ہر دو عند اند چون بکرامات اقبال کرد  
 و کرامات دید و بر کرامات اعتماد کرد از دوست اعراض کرد و بغیر دوست اقبال نمود  
 وَلَا بَقَاءَ لِلْعَوْلَايَةِ مَعَ الْاِعْرَاضِ عَنِ الْحَبِيبِ وَالْاِقْبَالِ اِلَى غَيْرِ الْحَبِيبِ  
 نقل است کہ وقتی سلطان العارفين خواجہ بایزید بسطامی را در سفر آبی پیش آمد کہ  
 بکشتی باید گذشت و کشتی حاضر نبود در خاطرش آمد کہ چگونه گزرم در حال بید کہ در میان  
 آب راه پیدا آمد فریاد برآمد و گفت المکر المکر و باز گشت و گفت سہ

من بگرامی قیامت خون خرم بریادود	جوی شیر آنا کوشندہ کوثر بود
---------------------------------	-----------------------------

و دیگر سے برین معنی اشارت کردہ است

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد	یا با کسی دیگر آشنا خواہد شد
--------------------------------	------------------------------

کرامت از دست  
 کرامت از دست  
 کرامت از دست  
 کرامت از دست











بِالنِّعْمَةِ بِالْعَذَابِ الشَّدِيدِ يَعْنِي طَرِيقَةَ مُسْلِمَانِ أَنْ يُوَدَّكَ أَهْلُ النِّعْمَةِ رَاثِمِي دَانِ سَمْتَد  
 حَقِّ تَعَالَى فَرَامَيْدَلَانِ شَكَرَكَ تَعَالَى فِي آيَةِ كَرَمَانَ نِعْمَتِ رَا بِي عَذَابِ شَدِيدِ  
 وَيُعَدُّ مِي فَرَامَيْدِ هِرْكَاهِ شَكَرَكَ نِعْمَتِ أَهْلُ النِّعْمَتِ بَاشَدِ مَؤُورِبِهْ بَاشَدِ زَاجِدِ بِي نِجَانِ جَا  
 كَرُ حَضْرَتِ اَبْنِيَا عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ اَوْلِيَا السُّلُوكِ وَ اَعْلَمَانِي كَرَامِ رَضِي اللهُ عَنْهُ تَحْدِيثِ  
 بِعَمِّ كَرُوهُ اَنْدِ بَلَكِهْ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ  
 بِحَدِيثِكَ وَ نَقَدَسَ لَكَ وَ نِيزِ اَنَا لِنَحْنُ الصَّادِقُونَ وَ اَنَا لِنَحْنُ الْمُسْتَحْوُونَ  
 وَ اَزْ تَحْدِيثِ اَبْنِيَا اللهُ قَوْلِ حَضْرَتِ يُوْسُفَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سَمْتَدِ اِجْعَلْنِي عَسَلِ  
 خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ قَوْلِ حَضْرَتِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِمَا  
 السَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَوْلِ  
 سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اَوْثِنَّا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هَذَا  
 لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ وَ قَوْلِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّي عَبْدُ اللهِ اَنَا فِي الْكِتَابِ  
 وَ جَعَلْنِي نَبِيًّا وَ جَعَلْنِي مَبَارَكًا اِنَّمَا كُنْتُ الْاَلِيَهُ وَ قَوْلِ حَضْرَتِ نَبِيْنَا  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ سَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشْفَعٍ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنَشَّقُنِي  
 الْاَرْضُ وَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اَدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَحْفَرُ اَسْحَرُ حَتَّى  
 اَلْبَدْرِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِهْ سِيَادَتِ خُودِ رَا مَخْصُوصِ بِ يَوْمِ حَشْرُ فَرَمُودِ مَثَلَا اَنْ اَبْنِيَتِ  
 كِهْ بِرُوزِ قِيَامَتِ مَجْمَعِ اَوْلِيْنَ وَ اَخْرِيْنَ خُودِ اَبُو دُوَيْسِ سِيَادَتِ وَ مِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ بِرِ تَمَامِي اَوْلِيْنَ وَ اَخْرِيْنَ مَتَحَقِّقِ خُودِ اَبُو گَشْتِ چُوْنِ عَسَلُو اَسْحَرُتِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اِنْ سِيَادَتِ وُلْدِ اَدَمَ نَبُو بَلَكِهْ فَرَا زِ عِبُودِيَتِ مِي بَاشَدِ فَرَمُودِ وَ لَافِ مَرُوطِ طَافِ الْمُنَنِ  
 مَذْكُورَتِ قَالِ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ لَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ اَحَدًا مِنْ الْعَارِفِيْنَ نَزَلَ كِهْ

بِالنِّعْمَةِ بِالْعَذَابِ الشَّدِيدِ يَعْنِي طَرِيقَةَ مُسْلِمَانِ أَنْ يُوَدَّكَ أَهْلُ النِّعْمَةِ رَاثِمِي دَانِ سَمْتَد  
 حَقِّ تَعَالَى فَرَامَيْدَلَانِ شَكَرَكَ تَعَالَى فِي آيَةِ كَرَمَانَ نِعْمَتِ رَا بِي عَذَابِ شَدِيدِ  
 وَيُعَدُّ مِي فَرَامَيْدِ هِرْكَاهِ شَكَرَكَ نِعْمَتِ أَهْلُ النِّعْمَتِ بَاشَدِ مَؤُورِبِهْ بَاشَدِ زَاجِدِ بِي نِجَانِ جَا  
 كَرُ حَضْرَتِ اَبْنِيَا عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ اَوْلِيَا السُّلُوكِ وَ اَعْلَمَانِي كَرَامِ رَضِي اللهُ عَنْهُ تَحْدِيثِ  
 بِعَمِّ كَرُوهُ اَنْدِ بَلَكِهْ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ فَرَشْتِكَا نِيزِ وَ اَزْ تَحْدِيثِ  
 بِحَدِيثِكَ وَ نَقَدَسَ لَكَ وَ نِيزِ اَنَا لِنَحْنُ الصَّادِقُونَ وَ اَنَا لِنَحْنُ الْمُسْتَحْوُونَ  
 وَ اَزْ تَحْدِيثِ اَبْنِيَا اللهُ قَوْلِ حَضْرَتِ يُوْسُفَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سَمْتَدِ اِجْعَلْنِي عَسَلِ  
 خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ قَوْلِ حَضْرَتِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِمَا  
 السَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَوْلِ  
 سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اَوْثِنَّا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هَذَا  
 لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ وَ قَوْلِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّي عَبْدُ اللهِ اَنَا فِي الْكِتَابِ  
 وَ جَعَلْنِي نَبِيًّا وَ جَعَلْنِي مَبَارَكًا اِنَّمَا كُنْتُ الْاَلِيَهُ وَ قَوْلِ حَضْرَتِ نَبِيْنَا  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ سَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشْفَعٍ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنَشَّقُنِي  
 الْاَرْضُ وَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اَدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَحْفَرُ اَسْحَرُ حَتَّى  
 اَلْبَدْرِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِهْ سِيَادَتِ خُودِ رَا مَخْصُوصِ بِ يَوْمِ حَشْرُ فَرَمُودِ مَثَلَا اَنْ اَبْنِيَتِ  
 كِهْ بِرُوزِ قِيَامَتِ مَجْمَعِ اَوْلِيْنَ وَ اَخْرِيْنَ خُودِ اَبُو دُوَيْسِ سِيَادَتِ وَ مِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ بِرِ تَمَامِي اَوْلِيْنَ وَ اَخْرِيْنَ مَتَحَقِّقِ خُودِ اَبُو گَشْتِ چُوْنِ عَسَلُو اَسْحَرُتِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اِنْ سِيَادَتِ وُلْدِ اَدَمَ نَبُو بَلَكِهْ فَرَا زِ عِبُودِيَتِ مِي بَاشَدِ فَرَمُودِ وَ لَافِ مَرُوطِ طَافِ الْمُنَنِ  
 مَذْكُورَتِ قَالِ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ لَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ اَحَدًا مِنْ الْعَارِفِيْنَ نَزَلَ كِهْ

اَلْبَدْرِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِهْ سِيَادَتِ خُودِ رَا مَخْصُوصِ بِ يَوْمِ حَشْرُ فَرَمُودِ مَثَلَا اَنْ اَبْنِيَتِ



و نحو ذلك چون بخيال مردم میان ابن الفاروق است در خلقی و صورتی باکے  
 ندارد اما بر قائل انا اول الله سبحانک کتایند مگر از اندک تامل آشکارا کرد که انا  
 ولی الله گفستن باکی ندارد و الله تعالی هر مومن را ولی گفته می فرماید الله و ولی الذین آمنوا  
 پس هر گاه الله تعالی ولی مؤمنان باشد مومنان ولی باری تعالی باشند پس در انا  
 ولی الله گفتن باکی نخواهد بود شیخ علی شاذلی ریس شیخ ابی الموهب می گوید که چون  
 شاذلیه به ثنائی نفوس خود لب می کشادند از شیخ ابی الموهب که مریدش بودم  
 می گفتم که به فقیر کی روا بود که زبان خود را به ثنا کشاید تا آنکه صحبت می رسیدم که  
 بعد فوز آن مقام شاذلیه ثنائی خود می کردند پس دیدم که بعد رسیدن آن مقام  
 بر فقیر واجب است مع خود کردن و شکر قلبی درین مقام کافی نمی باشد بلکه  
 بر اظهارش مجبوری شود تا عام و خاص بران اطلاع یابند امام شعرانی در شرط  
 می نگارد فایک یا آخری ان تبادر الا فکار علی احد من العائر فان  
 اذا ملاح نفسه و تحمله على الاعراض النفسانية بعد اطلاقك  
 على هذه الأدلة والنقول التي ذكرناها و عليك ان تحمله هم  
 على احسن المحاميل یعنی اگر کسی از عرفان سر می گذران انکار نشاید در عرض  
 نفسانی محمول نباید کرد بلکه آن را بر حسن محامل حمل باید کرد و بیشتر از علماء اعلام  
 مناقب و مدائح خود در کتب و رسائل تخریر کرده اند چنانچه نام نامی شان مذکور میشود  
 شیخ امام فقیه محدث عبدالغفار الفارسی علامه عماد کاتب اصفهانی شیخ امام مقلدی  
 الفقیه یا قوت المحوی شیخ علامه لسان الدین بن خطیب شیخ ابوعبید الله القرشی  
 شیخ ابوالربیع المالکی شیخ صفی الدین بن ابی منصور شیخ ابوشامه شیخ حافظ

من اول الله

علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر  
 علامه فاضل ابن ابی عمیر





يَا عَزِيزُ أَنْتَ وَاحِدٌ فِي السَّمَاءِ وَأَنَا وَاحِدٌ فِي الْأَرْضِ لِيُعْنِيَ تُوْرَ آسْمَانِ  
يکتا ہستی ومن وز زمین و در مرض موت بہ اولاد خود فرمودہ بتنی و بینکے  
و بَیْنِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ بَعْدُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا تَقْسِمُونَ بِي بِأَحَدٍ  
وَلَا تَقْسِمُونَ عَلَيَّ أَحَدًا يَعْنِي دِیَانِ مَاوِ شَمَاوِ خَلْقِ فَرْقِ بَیْنِ آسْمَانِ وَ  
زَمَنِ مَمْتِ مَا رَا بَرِ کَسِی وَ کَسِی رَا بَرِ مَا قِیَاسِ نَکِنْدِرُ رُوزِے فرمودہ مَا مِنْ نَبِیِّ  
خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا وَرِیِّ إِلَّا قَدْ حَضَرَ فَجَلِسْنِي هَذَا الرَّحْمَاءِ بِأَبْدَانِهِمْ  
وَالْأَمْوَاتِ بِأَرْوَاحِهِمْ يَعْنِي تَمَامِ أَنْبِیَاءِ وَ أَوْلِیَاءِ بِمَجْلِسِ مَا حَاضِرٌ شَدِيدٌ  
زِنْدَه بِنَاتِ خُودِ وَ مَرْدَه بَارِ وَ اِخْرَاجِ خُوشِ رُوزِی ارشاد فرمودہ وَ کُلُّ  
رَجُلٍ أَخَذَ إِذْ أَوْصَلُوا إِلَى الْقَدَرِ مَا مَسَكُوا إِلَّا أَنَا وَ صَلَّتْ إِلَيْهِ وَ فِیهِ لِي  
فِيهِ رُوزٌ نَدُّ فَأَوْحَيْتُ فِيهَا وَ نَاكَرْتُ إِقْدَارَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ لِلْحَقِّ فَالْحَقُّ  
هُوَ الْمَنَازِعُ لِلْقَدَرِ كَالْمَوَافِقِ لَهُ يَعْنِي دَسْتُورِ تَمَامِ أَوْلِیَاءِ الْمَدِينِ بِنَاتِ  
کے چون بقدر کنند خود را باز دارند مگر من کہ بقدر رسیدم و برائے من روزی  
کشادہ شد پس درآمد در آن کشیدم اقدار حق را مرد ہماست کہ منازع  
با قدر کنندہ آنکہ با قدر موافق باشد درین مقام دو تماشہ بخویص اردی شود  
اقول خلاف قضا بہرم چون واقع شود جو ایش نیست کہ حضرت مجدد در  
کتوب دوسر و فقہ ہم از جلد اول کہ بلا ظاہر قدسی صد در یافتہ چنان  
تخریر فرمودہ اند کہ قضای معلق بر دوگونہ است قضایست کہ تعلیق اورا در لوح  
محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملاکہ را بران اطلاق دادہ و قضایکہ تعلیق او نزد خداست  
بل شائہ و پس در لوح محفوظ صورت قضای بہرم دارو این قسم اخیر از قضائے

دو جہاد آرد  
حضرت مجددی  
۳۱

معلق نیز احتمال تبدیل دارد و در رنگ قسم اول از اینجا معلوم شد که سخن سید  
 مصروف باین قسم آخر است که صورت قضائی مبرم دارد نه بقضائے که  
 بحقیقت مبرم است که صرف و تبدیل در آن مجال است عقلاً و شرعاً کما لا یخفى  
 و الحق که کم کسی بر حقیقت آن قضا اطلاق است فکیف که در اینجا تصرف نماید انتہی  
 و دم آنکه در باب سی و ہم از فتوحات کتیبہ مذکور است فکل صہا حیب  
 الادلال فی ہذہ الدار فقد نقص من المرفۃ باللہ علی قدر ادلالہ  
 ولا یبلغ درجۃ غیرہ مین کہ لیسرا لال ابدافانہ فانتہ انفس  
 کثیرہ فی مجال ادلالہ غاب عما یحب علیہ فیہا من التکلف الذی یناقض  
 الاستغالی بہ ادلالہ فلیست الدلیل ابداً لادلالہ الا تری عیبہ القادر  
 الخبیلی مع ادلالہ لما حضرہ الوفاۃ و بقی علیہ من انفسہ فی ہذہ  
 الدار اذ لک القدر الزمانی وضع حدک فی الارض و اعترف  
 بان الذی ہو فیہ الان هو الحق الذی ینبغی ان یتکون العینہ  
 علیہ فی ہذہ الدار و سبب ذلک انہ کان فی اوقات صہا  
 ادلالہ فما کان الحق یعرف بہ من حوادث الاکوان  
 ابن شہزاد و تا جواب بخیاں می گزرد جواب اول ہر ادلائے کہ زبان  
 شکر باری مقصود نباشد موجب نقص معرفت است و ادلائے کہ و شکر  
 باری مطلوب باشد نقص نیست بلکہ ماوربہ است کما فہم لنا و حکایت حضرت  
 غوث پاک رضی اللہ عنہم بطور شکر است جواب دوم ادلائے کہ از مقام  
 این باشد منقصت نیست این معنی ادلال از اینہا ہمد و خاصان مد او نہ تعالی

لا یبلغ  
 ہر کہ بعد یا صاحب ادلال  
 و تفرغ نفس خود می کند بقضا  
 ادلال در صورت وی نقصان  
 پیدا شود این چنین و آن  
 باین معنی از ادیان منقول  
 است کہ صاحب ادلال خود بخشنہ  
 ادلال از دست بخشنہ ادلال بوقت  
 اشتغال است باین انفس کہ  
 کہ در اشتغال از شغل خود دور  
 ادلال بکار آید  
 نمی آید  
 محقق در بیان ادلال  
 می فرود آید  
 زبان از ادلال  
 از حقیقت ادلال  
 زبان حق باری شکر است  
 مع ادلال ما چون  
 خارج





حسن بن یحییٰ بن یسار است درین شب نسبت که اولیاد ائمه بحالت احتضار انوار سے بینند  
 که بلا خطه آن کیفیت وصل دنیاوی را که مناظر عبادت می دانستند هیچ امکان پذیر  
 معنی را بزبان حال و قال آرزوی ضرورت که برای وی محسوس بر آورده شود  
 نامورث منقصت کبار اولیاد ائمه گرد و حضرت سید آدم بنوری را در خلاصه المعارف  
 می طرز ذکر حضرت سلطان العارفين با یزید بطامی در آخر جموعه خود نزدیک باختضا  
 در آخر وقت در مناجات خود فرموده اند **اللّٰهُمَّ مَا ذَكَرْتُكَ الْاَعْرَظَ غَفْلَةً وَ**  
**مَا احْتَمَمْتُكَ الْاَعْرَظَ غَفْلَةً** چون مسلم است که ذکر و استغفار در اصل  
 عبارت از شکر و حضور آنهاست نمازشان در حالت کمال است  
 خواهد و اصل غفلت خواهد و اصل استغفار خواهد و اصل شکر خواهد و اصل  
 و استغفار خواهد و اگر چنین ندانند این آرزو بود و در دانش خود هم صاحب تکمیل نبود  
 پس حضرت شیخ با یزید در آن وقت آخر حضور آن سبب بق خود را که شهومی  
 بود و باشند اگر مجهول کیفیت باشند هم غفلت و استغفار که حضور اصل مطلوب  
 نبود فلا عزم از واجب تعالی خود را غافل گفت که گفت **مَا ذَكَرْتُكَ الْاَعْرَظَ غَفْلَةً**

مجلس در آنجا  
 حضرت شیخ با یزید  
 در آن وقت  
 در مناجات  
 خود فرموده  
 اند  
 اللّٰهُمَّ  
 مَا ذَكَرْتُكَ  
 الْاَعْرَظَ  
 غَفْلَةً وَ  
 مَا احْتَمَمْتُكَ  
 الْاَعْرَظَ  
 غَفْلَةً

انتهی به گفتگو می عاشقان در کارب | جوشش عشق است از ترک ادب

اگر شمشیر در لغت حرکت را گویند و طاحونه را شطاح خوانند بکثرت شکر  
 می چون آب اغلبه است و در نهر ننگند گویند **شَطْحُ الْمَاءِ فِي النَّهْرِ كَثْرَةُ الْاِسْرَارِ**  
 و اجدین را گویند چون با ایشان قوت گیر و بجای که بریزد از اناسی استعدا است  
 ایشان بمیاه معارف و اسرار الهی ببارست که عقل از ادراک آن عاجز باشد کذا  
**فِي الْمَطْلَمَاتِ دُرٌّ كَثِيرَةٌ مِّنْ نَّكَارٍ وَ اعْلَمُ أَنَّ الشَّيْءَ مِنْ جَمَلَةٍ مَا اَمْرٌ وَ ابْهَمُ**

بزرگان خدا کرد  
 گفت و در سبب جویند و در سبب  
 کمال تازان ایشان در آن  
 بیان  
 آنچه در شکر و در شکر















است چنانکه ابن الجاعه در شرح جمع الجوامع حکایت کرده زیرا که نبوت مقام عمل  
 است پس این از طرفین متعلق بالله تعالی است و رسالت مقام تبلیغ است پس این  
 متعلق بخلق است ازین مقاله تفضیل نبی بر رسول لازم نمی آید زیرا که هیچ رسول  
 غیر نبی نباشد شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب مقام التقرب در تحقیق قول  
 الْوَلَايَةُ هِيَ النَّبُوَّةُ الْكُبْرَى وَالْوَلِيُّ الْعَارِضُ ثُمَّ تَبِعَهُ الرَّسُولُ  
 می نگارد و در اینجا است بارشخاص منجبت هو انسان نیست و فضل و شرف درین  
 نیست بلکه فضل براتب است اینها صلوات الله علیهم سایر خلق تفضیل براتب  
 است پس براتبی نبی صلی الله علیه وسلم مرتبه ولایت و معرفت در رسالت بوده است  
 و مرتبه ولایت و معرفت همیشه باشد و مرتبه رسالت بسبب القطار تبلیغ منقطع  
 گردد و فضل دائم باقی است وَالْوَلِيُّ الْعَارِفُ مُقِيمٌ عِنْدَهُ وَالرَّسُولُ خَارِجٌ  
 وَحَالَةٌ الرَّاقِمَةُ أَعْلَى مِنْ حَالَةِ الْخُرُوجِ فَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ كَوْنِهِ وَرَبِّا وَعَارِفًا أَعْلَى وَأَشْرَفُ مِنْ كَوْنِهِ رَسُولًا وَهُوَ الشَّخْصُ  
 بِعَيْنِهِ وَاخْتَلَفَ مَرَاتِبُهُ لِأَنَّ الْوَلِيَّ مِمَّا كَرَفَعَ مِنَ الرَّسُولِ نَعْوَذُ  
 بِاللَّهِ مِنَ الْخُذْلَانِ بِهَامِ أَنْكَ اَيْنِ كَلَامِ اِرْتِطِيَاتِ سِتِّ هَمْدِ سِتِّ سَلَكِ  
 حضرت مجدد علیه الرحمة در مکتوب صد و هشتم از جلد اول مذکور است بعضی از مشائخ  
 در سکر وقت گفته اند که ولایت افضل از نبوت است و بعضی دیگر ازین ولایت  
 ولایت بنی خواسته اند تا و هم فضیلت ولی بر نبی رفع شود اما فی الحقیقت کار برعکس است  
 زیرا که نبوت بنی از ولایت افضل است و در ولایت از تنگی سینه رو بخلق نبی  
 تواند آورد و در نبوت او کمال نشراح صورتی نه توضیحی سبحان مانع توجه خلق است

این بیست و نهمین  
 از این کتاب است  
 در بیان مقام نبوت  
 و رسالت و تفاوت  
 آن دو است  
 در بیان اینکه  
 نبوت بر رسالت  
 اولی است  
 و در بیان اینکه  
 رسالت بر نبوت  
 اولی است  
 در بیان اینکه  
 نبوت بر رسالت  
 اولی است  
 و در بیان اینکه  
 رسالت بر نبوت  
 اولی است

و نه توجیه خلق مانع توجیه حق تعالی در نبوت تنهار و بخلق نیست تا ولایت اگر رو بجن دارد  
 ترجیح بروی بدهند عیناً ذاباً لله سبحانه و بخلق تنهار بر سر عوام کالانعام است  
 نشان نبوت از ان برتر است فهم این محسنی را باب مکرر ادشوار است اکابر مستقیم  
 باین معرفت ممتاز اند **هَذَا بَابُ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا** حضرت یزید بطامی قدس سره  
 فرموده خیمه بر پهلوئی عرش زده ایم به نام او از عرش قلب مومن باشد یعنی متعارف عرش  
 هستیم حضرت یزید فرماید **لَوْ L**  
 چند توجیهات کرده اند توجیه اول آنست که لوای محمّد جبرئیل بود و لوای  
 یزید محمّد صلی الله علیه و سلم پس لوای یزید از لوای محمّد برتر باشد این قول  
 حضرت موسی علیه السلام می ماند که در منا جات خود فرموده است الهی آنچه در کلبه گذری  
 هست در خزانه خسر وی تو نیست ندانشید که امی موسی آن چیست که تو داری  
 من ندانم عرض نمود الهی همچو توئی دارم و تو همچو خودی نداری امی گویم که این توجیه  
 صحیح نیست زیرا که جبرئیل علیه السلام بلسان شریع یا عرف مجرب بلوا و محمّد نیست توجیه  
 دوم آنکه این احکامیه عن الحق سبحانه تعالی گفته همچو ظهور کلمه **إِنِّي أَنَا اللَّهُ** از  
 دست مہتر موسی علیه السلام توجیه سوم من معنی بعدت چنانکه **أَطَعَهُمْ** من  
 جموع یعنی طعام داد ایشان را بعد از جموع تنوارا قم این توجیه نیز راست نمی آید زیرا که  
 من معنی بعد در کتب نحو و تفاسیر موجوده از نظر نگار گشته و این من تفضیلیه است  
 درین محل زینهار من معنی بدیع نخواهد بود توجیه چهارم ولایت افضل است از  
 نبوت پس معنی چنین باشد که لوای ولایت من افضل است از لوای نبوت این توجیه  
 هم صحیح است زیرا که ولایت هیچ دلی بر نبوت مناسبت نیست در مقام خبری

الحمد لله رب العالمین  
 الی ان شاء الله  
 علی علم من یجوز  
 یزید بن ابی امیر  
 علی بن ابی طالب  
 علی بن ابی طالب  
 علی بن ابی طالب







<p> ہر چہ گوید آن پری گفت بود  چون پری را این دم و قانون بود  اوی خود نیت پری خود او شده  چون بہ خود آید نداند یک لغت  پس خداوندی پری و آدمی  شیر گداز شیر کے ترسد بگو  شیر گداز خون فزہ شیر خورد  در سخن پرواز از راز حسن  بادہ را چون بود این شہر شور  گر ترا از تو بکل خالی کنند  گر چہ تو آن از لب پیغمبر ست  چون ہامی بی خودی پرواز کرد  عقل را سیل تخیل درر بود  نیت اندر جہ ام الا خدا  آن مریدان جملہ در ہسم آمدند  ہر یکی چون طحان در گرد کوشہ  ہر کہ اندر شیخ تیغ می طلبید  وانکہ اورا زخم اندر سینہ زد  یک اشرفی بر تن آن زوفنون </p>	<p> زین سکر نہ زان سرے گفته بود  کردگار آن پری خود چون بود  ترک بی الہام تازی گوشہ  چون پری را بہت این بات گفت  از پری کی باشدش آخر کمی  شرح راہ از کور کے پرسد بگو  تو بگویی او نکرد آن بادہ کرد  تو بگویی بادہ گفت ست آن سخن  نور حق را بہت آن فرنگ زد زور  تو شومی لبت است سخن عالی کند  ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر ست  آن سخن را با بیزید آفت از کرد  زان قومی تر گفت کا دل گفته بود  پند جوئی در زمین و در سما  تینہا بر جسم پاکش سے زدند  کارومی زد پیر خود را بی ستوہ  باز گونہ او تن خود سے درید  سینہ اش بگافت شد مردہ ابد  وان مریدان خستہ و غرقاب خون </p>
--	---

کسی کہ اورا سکتے  
شہر آب موسیٰ باشد در  
سختی تو شہر آب  
در نہ آید خود را ری تا  
۱۱ غیبات  
نام گویت در نامی  
کہ کشتن ایام غزالی  
رازی بالای آن شرح  
شہر بود و لغت انقا



ن  
بہرہن  
کرای

<p>             خلق خود بر پیدہ و پیر و ناز مرد              دل نداشتش کہ ز نذر زخم گران              جان بہ برد الا کہ اور خستہ کرد              نوحہ از جان شان بر خاستہ              کہ دو عالم درج در یک پیر بہن              چون تن مردم ز خنجر کشد سے              با خود اندر وید کہ خود خار زد              بر تن خود سیرنی آن ہوشدار              تا ابد در مینی او ساکن است              غیر نقش رودے غیر ان جامی نہ              در زنی بر آئینہ بر خود زنی              در بہ مینی عیسی مریم تونی              نقش تو در پیش تو بہنہ است              چون رسید اینجا قلم در ہم شکست              دم مزین و الداء علم بالرشاد              بہت نشین یا فرود آو استلام              آن دم خوش بہ اکس با دم ان              بچو بخش خنہ کننی فاش تو           </p>	<p>             ہر کہ او سوی گلویش زخم برد              وانکہ آگہ بود زان صاحبقران              نیم دانش دست اور بستہ کرد              روز گشت آن مردیان گاستہ              پیش او آمد سزاران مردوزن              این تن تو گرتن مردم بد سے              با خودی یا بخودی دو چار زد              ای زودہ بر بخودان تو ذوالفقار              نہانکہ مینی خود فانی است این است              نقش او فانی و او شد آئینہ              اگر کنی نعت سوی رودے خود کنی              در بہ مینی روی زشت انہم تونی              اونہ آئینہ و نہ آن او بادہ است              چون رسید اینجا سخن لب در بہت              لب بہ بند از چہ فصاحت بہت              بلرب نامی تو اسے مست مدام              ہر زمانے کہ شوی تو کامران              ہر زمان خود را ہر اسان باش تو           </p>
---	--

ترجمہ اقوال اہل اندر بزنی خودی و بی طبعی حضرت سلطان العارفين

ابو يزيد بسطامی حرمہ علیہ وبرگویائی حضرت حق از زبان او حضرت خواجہ پارسی  
 در فصل الخطاب می فرماید که بایزید گفته سبحانی ما اعظم شأنی یعنی جرأت  
 ذلک علی لسانہ فی معرض الحکایة عن اللہ تعالیٰ فی سکر  
 وغلبات حال کما ورد فی الحدیث الصبیح خبدا عن اللہ  
 سبحانہ فیہ یطون و یبوی یعقل و یبوی یسمع و یبوی یبصر و یبوی المریدین  
 شیخ ابویحییٰ عبدالقاهر بن محمد السہروردی مذکورست و ابنا الشطرنجی  
 الحکایات عن ابی یزید و عبید فذلک عن غلبات الحال  
 و قوۃ السکر و غلبات الوجد فلا قبول لها و لا رد امام غزالی  
 در شکوہ الانوار می فرماید العارفون بعد العرف جالی مما کما الحقیقۃ  
 انفقوا علی انفسهم یروا فی الوجود الا ان احد الحقائق یکنون  
 من له حاله الحال عرفانا علیا و منهم من حسا کما ذلک  
 حاله وقتا وانتفت علیهم اکثره بالکلیتہ و انتفت تسوا  
 بالبرکاتیہ المحضہ فانتفت فیہا عقولہم فصارت و ا  
 کالمبہوتین فیہ و لم یکن فیہم متسم لذلک غیر اللہ  
 ولا لذلک انفسہم  
 ایضا فلم یکن عندهم الا اللہ فسکر و اسکر  
 رفع دونه سلطان عقولہم فقال احدہم انا الحق  
 و قال الاخر سبحانی ما اعظم شأنی و قال الاخر ما فی  
 جنتی الا اللہ و کلام العشرات فی حال السکر یقولون

فصل الخطاب فی الاما ذلک  
 عاقله شامی محمد بن محمد  
 اولاد عبد القیوم بن ابی  
 سکر و غلبات حال کما  
 ورد فی الحدیث الصبیح  
 خبدا عن اللہ سبحانہ  
 فیہ یطون و یبوی یعقل  
 و یبوی یسمع و یبوی  
 یبصر و یبوی المریدین  
 شیخ ابویحییٰ عبدالقاهر  
 بن محمد السہروردی مذکور  
 است و ابنا الشطرنجی  
 الحکایات عن ابی یزید  
 و عبید فذلک عن غلبات  
 الحال و قوۃ السکر و  
 غلبات الوجد فلا قبول  
 لها و لا رد امام غزالی  
 در شکوہ الانوار می  
 فرماید العارفون بعد  
 العرف جالی مما کما  
 الحقیقۃ انفقوا علی  
 انفسهم یروا فی  
 الوجود الا ان احد  
 الحقائق یکنون من  
 له حاله الحال عرفانا  
 علیا و منهم من حسا  
 کما ذلک حاله وقتا  
 وانتفت علیهم اکثره  
 بالکلیتہ و انتفت  
 تسوا بالبرکاتیہ  
 المحضہ فانتفت فیہا  
 عقولہم فصارت و ا  
 کالمبہوتین فیہ و لم  
 یکن فیہم متسم لذلک  
 غیر اللہ ولا لذلک  
 انفسہم ایضا فلم  
 یکن عندهم الا اللہ  
 فسکر و اسکر رفع  
 دونه سلطان عقولہم  
 فقال احدہم انا الحق  
 و قال الاخر سبحانی  
 ما اعظم شأنی و قال  
 الاخر ما فی جنتی  
 الا اللہ و کلام  
 العشرات فی حال  
 السکر یقولون

این سخن از زبان ابویزید بسطامی است که در کتاب الحکایات نقل شده است و در کتاب شکوہ الانوار نیز آمده است.

در این کتاب در بعضی از مواضع از ابویزید بسطامی نقل شده است که در بعضی از مواضع از ابویزید بسطامی نقل شده است.







قال الصادق عليه السلام في بانه ذر للشيء يعني الدين بن عبيد ان في دوس  
 نيا ناي صرقت كلام ابن عربي بالتاويل الى ظاهر الشرح فقد رايته  
 مع به فقال له بلغني عنك كذا وكذا فقال نعم  
 فقال كيف تعمل في قوله خصمت لجة بحر والانباء وقوف  
 على ساحله فقال ما في ذاشي بعني اهتم واقفون لانفساد  
 من تغرق فيه من امهم فقال وهذا بعني فقال والاول الذي  
 تفهمه انت ما هو المقصود في حقك كويدك جواب بر تقدير تسليم بود والا انا  
 بن تيمية اين كلام را منسوب بشيخ محي الدين بن عربي کرده غلط است اصل كلام  
 بايزيد است رحمه الله تعالى در كواكب زاهره مذکور است قال قطب الدائرة  
 الشيخ ابو العباس المكنى مراده ان الانبياء خاصوا بحج التوحيد  
 ووقفوا من الجانب الاخر على ساحل الغرق يدعون الخلق  
 الى الخوض فيه فلو كنت كاملا توقفت حيث وقفتوا  
 قال الشيخ تاج بن عطاء الله في لطائف المئين وهذا الذي  
 فسر به الشيخ كلام ابن عربي هو اللائق بمقام ابن عربي  
 بن تيمية بن شيخ بايزيد بسطامي رح كويدك اراد مؤشيان شري الله  
 تعالى وانا ما اردت ان اراه الله بل هو الذي اراد ان يراي  
 بمقامي بن تيمية بن شيخ ابويزيد بسطامي قدس سره كويدك حق بن تيمية  
 سر بنده اند جز تو بن تيمية بن شيخ بايزيد گفته تو به مردم از گناهان است  
 و تو به من از قول لا اله الا الله است و هم شيخ بايزيد گفته

بن تيمية اين كلام را منسوب بشيخ محي الدين بن عربي کرده غلط است اصل كلام  
 بايزيد است رحمه الله تعالى در كواكب زاهره مذکور است قال قطب الدائرة  
 الشيخ ابو العباس المكنى مراده ان الانبياء خاصوا بحج التوحيد  
 ووقفوا من الجانب الاخر على ساحل الغرق يدعون الخلق  
 الى الخوض فيه فلو كنت كاملا توقفت حيث وقفتوا  
 قال الشيخ تاج بن عطاء الله في لطائف المئين وهذا الذي  
 فسر به الشيخ كلام ابن عربي هو اللائق بمقام ابن عربي  
 بن تيمية بن شيخ بايزيد بسطامي رح كويدك اراد مؤشيان شري الله  
 تعالى وانا ما اردت ان اراه الله بل هو الذي اراد ان يراي  
 بمقامي بن تيمية بن شيخ ابويزيد بسطامي قدس سره كويدك حق بن تيمية  
 سر بنده اند جز تو بن تيمية بن شيخ بايزيد گفته تو به مردم از گناهان است  
 و تو به من از قول لا اله الا الله است و هم شيخ بايزيد گفته

بن تيمية اين كلام را منسوب بشيخ محي الدين بن عربي کرده غلط است اصل كلام  
 بايزيد است رحمه الله تعالى در كواكب زاهره مذکور است قال قطب الدائرة  
 الشيخ ابو العباس المكنى مراده ان الانبياء خاصوا بحج التوحيد  
 ووقفوا من الجانب الاخر على ساحل الغرق يدعون الخلق  
 الى الخوض فيه فلو كنت كاملا توقفت حيث وقفتوا  
 قال الشيخ تاج بن عطاء الله في لطائف المئين وهذا الذي  
 فسر به الشيخ كلام ابن عربي هو اللائق بمقام ابن عربي  
 بن تيمية بن شيخ بايزيد بسطامي رح كويدك اراد مؤشيان شري الله  
 تعالى وانا ما اردت ان اراه الله بل هو الذي اراد ان يراي  
 بمقامي بن تيمية بن شيخ ابويزيد بسطامي قدس سره كويدك حق بن تيمية  
 سر بنده اند جز تو بن تيمية بن شيخ بايزيد گفته تو به مردم از گناهان است  
 و تو به من از قول لا اله الا الله است و هم شيخ بايزيد گفته

روح محفوظ نمم در جواب شخصی که گفت حق تعالی را روح محفوظ است و هم شیخ  
 بایزید بسطامی از موزن شیند الکر بگفت انا اکبر و هم شیخ بایزید  
 بسطامی گفته بر آدم از پوست بشریت چنانچه ما را از پوست خود بر آید پس  
 و یم کہ من اویم قال حکیم حین سئل عن المَعْرِفَةِ بِاللَّهِ وَالْعَارِفِ  
 لَوْ كُنَ الْمَاءُ لَوْ كُنَ اِنَّا لَعَلَّه یعنی رنگ آب رنگ ظرف است چه آب در حد ذات  
 خود رنگی مخصوص ندارد و بر رنگ ظرف با ظاهری میشود اینچنانکه ذات مطهره  
 حق تعالی در حقیقت خود از جمیع سیود و لوازمی که از زمان و افهام در تصور کرده  
 مطلق است و حسب قابلیت از زمان و افهام او را تصور کرده اند نه آن حق است  
 که ذات مطلقه است و او مبدأ آثار و احکام و بینیه و خارجیه است چه او عین جمیع  
 اشیا است ابن عقل گوید شیخ شبلی گوید این مُحَمَّدٌ اِشْفَعُ فِي اُمَّتِهِ  
 وَاَنَا اَشْفَعُ بَعْدَكَ فِي اَهْلِ النَّارِ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهَا اَحَدٌ مِّنْ  
 خَيْرٍ شبلی گوید لیس فی النار غیره و یأرا الطیافه  
 جنید رحمه الله روزی و سے را عتاب کرد که آنچه ما را سر و پا به میگفت  
 تو بر سر منبر گویی شبلی زه گفت انا اقول و انا اشفع کل فی الدارین  
 غیره از شبلی چه پرسیدند تصوف چیست گفت تصوف مشیت است  
 از حضرت شبلی چه ابو محمد رویم تو سهره پرسید که توحید چیست گفت کسیکه  
 جواب از توحید دهد اولیاد است و کسیکه تعریف کند او مشرک است کسیکه  
 توحید را بداند کافر است و کسیکه توحید اشرار کند بت پرست است و کسی که از  
 توحید سوال کند جاہل است حضرت ابو بکر شبلی زه بکر غالب و شت و بسیار

حضرت شبلی از موزن شیند الکر بگفت انا اکبر و هم شیخ بایزید بسطامی از موزن شیند الکر بگفت انا اکبر و هم شیخ بایزید بسطامی گفته بر آدم از پوست بشریت چنانچه ما را از پوست خود بر آید پس و یم کہ من اویم قال حکیم حین سئل عن المَعْرِفَةِ بِاللَّهِ وَالْعَارِفِ لَوْ كُنَ الْمَاءُ لَوْ كُنَ اِنَّا لَعَلَّه یعنی رنگ آب رنگ ظرف است چه آب در حد ذات خود رنگی مخصوص ندارد و بر رنگ ظرف با ظاهری میشود اینچنانکه ذات مطهره حق تعالی در حقیقت خود از جمیع سیود و لوازمی که از زمان و افهام در تصور کرده مطلق است و حسب قابلیت از زمان و افهام او را تصور کرده اند نه آن حق است که ذات مطلقه است و او مبدأ آثار و احکام و بینیه و خارجیه است چه او عین جمیع اشیا است ابن عقل گوید شیخ شبلی گوید این مُحَمَّدٌ اِشْفَعُ فِي اُمَّتِهِ وَاَنَا اَشْفَعُ بَعْدَكَ فِي اَهْلِ النَّارِ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهَا اَحَدٌ مِّنْ خَيْرٍ شبلی گوید لیس فی النار غیره و یأرا الطیافه جنید رحمه الله روزی و سے را عتاب کرد که آنچه ما را سر و پا به میگفت تو بر سر منبر گویی شبلی زه گفت انا اقول و انا اشفع کل فی الدارین غیره از شبلی چه پرسیدند تصوف چیست گفت تصوف مشیت است از حضرت شبلی چه ابو محمد رویم تو سهره پرسید که توحید چیست گفت کسیکه جواب از توحید دهد اولیاد است و کسیکه تعریف کند او مشرک است کسیکه توحید را بداند کافر است و کسیکه توحید اشرار کند بت پرست است و کسی که از توحید سوال کند جاہل است حضرت ابو بکر شبلی زه بکر غالب و شت و بسیار





حسین بن منصور گوید ما صحت الفتوة الا لاحد و ابليس  
ابن طاب البکلی گوید لکن علی الخلق اضر من الخالق

نیست بر خلق ضرر رسان زیاده از خالق ۱۲

په خود کردن دست خوشتن باش | عراقی را چه ابد نام کردند \*

ابو سعید خراز گوید اکبر ذنبی الیه معرفتی ایسا

گناه کبیره من همین است که او شناختم ۱۲

مشایخ طریقت و حقیقت در فتوت سخن بسیار گفته اند بعضی از آن یاد کرده میشود شیخ حسن بصری رحمتی  
فرمود که فتوت آنست که دشمنی کنی با نفس خود از جهت حق جل و علا حارث صحابی رحمة الله علیه فرمود که فتوت  
آنست که انصاف بر خلق بر خود واجب دانی و انصاف خود را کسنان فیضی عیاض رحمة الله علیه فرمود که فتوت  
که فرق کنی که نعمت تو که میخورد یعنی در مقام خدمت ایشان نعمت حق بر بندگان و میان مومن کافر نیز کنی میان دوست  
تفاوت کنی ابوالقاسم جنید قدس سره فرمود که فتوت دادن عطا است و باز داشتن بدست یعنی حقیقت  
آنست که چند آنکه طاقت داری و خود را بسبب خیر احسان به سطره راحت بندگان حق سازی و بر لباط احسان  
متابله بدان شریح بن شامی شیخ سہیل ابن عبدالستری رحمة الله علیه فرمود که فتوت متابعت سنت است یعنی انجام  
کریج سنت سنتهای رسول علیه السلام فرمود که بزرگترین سنتی از سنتها حارث بن یاسر فرمود که دنیا را با مال دنیا  
بزرگ دارد مقام فتوت دست نیاید باید پیوسته در مسکن العزیز فرمود که فتوت آنست که هر چه از تو بگردان  
آنست اگر چه بسیار بود آن اندک شری و هر چه از دیگران ببرد اگر چه اندک بود آن بسیار دانی یعنی بن معاذ رازی قدس  
سر فرمود که فتوت قسم است خوردنی با یاری و خوب سخن با لمانت داری و خوب ادبی کردن با بخلاوری یعنی نعمت  
که از خدا تعالی بنده گان در بدن مکرّم گردانند است نفع است یعنی حال نعمت است که نتیج غلبه است و عکس آنرا جهل است  
نعمت دوم فصاحت و بلاغت و این از جمله نعمتای بزرگ است نه است نعمت سوم مال است که آن را غنیمت و دل است از بیم شمس  
(بقیہ صفحہ ۵۳)

کتائب برانی سعید احمد بن علی خراز از شطیحات مملو است جماعت علماء بروزبان  
انکار کشا ذنیر شیخ ابوسعید خراز قدس سره گفت بدنی اورامی جسم  
خود رامی یافتم اکنون خود رامی جویم اورامی یا بم در نفحات مذکور است کہ امام احمد  
غزالی گوید کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی ابلیس را بلیس نمی گفت بلکه خواجہ  
خواجگان سرور مہجوران می گفت عین نقضاتہ ہمدانی از بزرگے حکایت  
می کند کہ فرمود جوان مرد آنجا کہ ابلیس است ترارہ نیست و این دولت از کجا آوری  
ہم سزل صفتی یا بد کہ دیدہ او در جان ابلیس نظر نکند عجب الکریم حبیبی  
در کتابت مناظر الہیہ در بیان ذوق میان غافر و غفور سے نگارو ۴

(بقیہ صفحہ ۵۲)

تا بہ ان ہدایہ معاد مشغول شود و سبب طاعت بسیار دل پس لخی باید کہ این بہرستہ نعمت امطیہ سعادت  
اہلی و سترتہ تجارت نعیم سروری سازد در حال پارسائی اربابک امن بود در فصاحت حق گوئی فصیح  
و در برادری با بذل و وفا ابو حفص حداد رحمت اللہ علیہ فرمود کہ فتوت آنست کہ ایزد تعالی  
اختیار کردہ است در قرآن از برای پیغمبر خود فرمودہ کہ یا محمد بگیر یعنی نگھ در صفت علم در گردان  
برادگان خود گناہ ایشان را و کفایت کن بپیکری و روگردان از جاہلان یعنی جہل ایشان اچہل  
مقابلہ کن ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ فرمود کہ فتوت آنست کہ بروم نزر یک باشی  
و میان ایشان غریب یعنی اخئی باید کہ آہنر کار باشد بخلق و با ہمہ سہ گان حق بشفقت و نصیحت بود  
حسان زندگانی کند و باطن از ہمسہ بریدہ بود در سر پر پوستہ تجی مشغول باشد ابو الحسن نور علی نور  
فرمود کہ فتوت آنست کہ تحمل کند نجوشن ولی اپنے زاد شوار آید نہ نام کہ درین مقام از فتوت کہ نام معنی مراد است کہ  
غفور یا البیس شامت کردہ ۱۵

عبدالحکیم بن علی بن احمد  
تاریخ سیرت شریف



لَا يَغْفِرُ الْغَافِرِ هُوَ الَّذِي يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ إِلَّا الشِّرْكَ وَالْغُفُورِ هُوَ الَّذِي يَغْفِرُ الشِّرْكَ

# اَيْضًا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ بِإِذْنِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ  
بَيَانُ حَالِ الْغَافِرِ وَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا بَيَانُ  
حَالِ الْغُفُورِ وَهَذَا الْقَوْلُ نَظِيرٌ لِعَدَمِ خُلُودِ الْكُفَّارِ فِي النَّارِ

شیخ روزبهان فضیلی در تفسیر العرسل تصریح بان کرده بخانجه شیخ  
محمی الدین عربی هم بان قائل است نیز شیخ عبد الکریم حبلی می گویند

که جمیع عباد حق عبودیت ادا می کنند از آنکه بر ما حق تمام است  
همین است معنی عبودیت و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي  
و این قول منبئی بر آن است که امر الهی تعالی مبغی اراده است و تخلف مراد از

اراده محال است پس هر طاعت امری نمایند و عصیان مستحق نیست  
عربی نیز تصریح باین معنی کرده از مخدوم بهار الدین ذکر باینست

عقبتی شکارگاه شکاری سگان است  
اسلام و کفر سوزم این امتحان است  
موسی و خضر و یونس از پس روان است  
جبرئیل با ملائک از چاکران است

و نیا چرخ نگاه کمین خزان است  
من عرش و لوح پیچم وزیرت سلم نهم  
که رسل نبی طفیل من نبی است شدند  
جمله بشر کوکب و افلاک و انجمن

عبود خود بدیدم زان اولیاست دم  
فرمان بشد که جنت تو لامکان است

و اینها در مقام تعریف است

نه اینست انسان القادی است و جود می شود که است







معلوم شد کہ خود را می دیدم۔

عین القضاة ہمدانی گوید ہر کہ خدای را شناخت عزوجل نمی گوید و ہر کہ  
 اللہ گوید حق را شناخت نیز عین القضاة گفتہ از دیدن نور محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم حملہ مؤمنان کافر شد و چپکس را از ان خبر نیست  
 شیخ روز بہان نقلے گوید از ہر کہ می پرسے جز تو کس نیست  
 بیچکانے گوی کہ ما را انا حق بس نیست و نیز روز بہان رحمہ اللہ گفتہ  
 عارف در معروف غائب است و نیز روز بہان در تاویل آیہ کریمہ و لا  
 یرکضہ لعیبادہ الیکفرہ گفتہ است کہ حق تعالی کفر اخلق نکرده است  
 در روی زمین و راضی نیست کہ کافر شود پس کافر موجود نباشد  
 شیخ سعد الدین حموی قدس سرہ گوید

راضی نیست انکفر  
 بہندگان خود انکفر  
 علی بن ابی طالب بود  
 علی طبری و سید  
 و نبال امیر خرم در ہدی  
 در اسد و زبان بود  
 راجع است ۱۲

این قوت حق ز قوت پشت منست	آنم کہ جهان چو حقہ در مشت منست
در قبضہ قدرت دو انگشت منست	کوین و مکان ہر آنچه در عالم ہست

از سلطان المشائخ مشہور و معروف است کہ گفت یاد دارم در روز  
 یثاق کہ اللہ تعالیٰ از من عہدی کہ گرفت در نذر پور بی بود ازین جہت  
 شیخ این نعمتہ را فراوان دوست داشتی شیخ عبد اللہ بلبانی گوید  
 خدا باشید و اگر خدا نباشید خود نباشید چون خود نباشید خدا باشید  
 شرف الدین محیی نیری و ارشاد الطالبین می آرد کہ اگر کسی وجود عالم  
 ظاہر را منکر شود کہ این وجود وجود او تعالیٰ نیست کافر شود زیرا کہ آن وجود حقیقی  
 است کہ بہ کسوت وجود ظاہر پیدا شدہ است پس منکر چگونہ کافر شود شیخ عبد اللہ گوید

با جملہ خدا سے پاک پاکیم ۛ	بہ زائش و باد و آب و خاکیم
تا حق بد و چشم سر نہ بینم ہر دم	از پاسے طلب نمی نشینم ہر دم
گویند خدا چشم سر نتوان دید	آن ایثاتند و من چنینم ہر دم

مولانا دروم قدس سرہ در وحدت و اتحاد جسے اشعار دل پذیر  
و عزلیات موزون گفتہ است بیک بیت ازان اکتفا نمایم ۛ

علم حق در علم صوفی کم بود ما ہا این سخن کے باور مردم بود  
شیخ شرف الدین پانی پھی لے سکریات در عزلیات خود  
آوردہ است کہ ناظر ہر چیزت نمی افزاید از انجملہ این بیت ۛ

چہ ہونئی چہ عیسیٰ چہ میر مسلمان احمد	چہ ترسا و چہ منع انجا ہمیشہ برابرین
--------------------------------------	-------------------------------------

باجملہ ازین جماعہ سکارے در ولولہ عشق و سلطوت نظر ہو وحدت حقیقی کہ از خود  
گذشتہ اند و غیر محبوب حقیقی ندیدہ کلمات شطیہ فزون از شمار سرزودہ است  
و ہمچنین صوفیو جو دیہ بخصوص از زبان شیخ محی الدین بن عزنی جماعاست  
طبقاتی کہ خارج از احصا اند برسلک توجید رفتہ اند و سوائے آن کاسے  
نہ انگاشتہ و این مشرب را باب و تاب چہ در نظم و چہ در شعر بیان نمودہ اند کہ  
کتب و رسائل بے شمار ازان مملو است یک چند سے ازان کلمات کہ  
نقل شد و بعضی اشعار دیگر را اینجا ایراد نمایم تا معلوم ہمگنان شود کہ ازین طائفہ  
علیہ صاحب تصرفات و خوارق عادات کہ عقل بر کنگرہ مقام شان بلند  
پردازی نمئے توان کرد چہ سان الفاظ سخت کہ ظاہر شرع میں آن را  
برتا بجا آور شدہ است تا قاصر نظر سے جرات و دراز نفسی نہ نماید و پا از

شاعرانہ حق پرزودہ  
دارا سکارے در سادہ سنات  
السا رفیقین باشا لہ قرآن پزودہ  
شیخ شرف الدین پانی پھی  
آوردہ است کہ ناظر ہر چیزت  
نمی افزاید از انجملہ این بیت  
ۛ

جاوہ مراعات آداب بیرون بیرون

غیرتش غیر در جهان نگذشت تا صومعه و مدرسه ویران نشود بت اینجا نظم عشق است وحدت چه کفر و دین بود قائم بہستی می گفت در بیان ندے دین بریدہ گنجی کہ طاسم اوست عالم ہائیم اے آنکہ توئی طالب اسم اعظم چہ غیر و کجا غیر کو نقش غیر	لاجرم عین جملہ اشیا شد این کار فلذری بہ سامان نشود بود زمار بستن عین خدمت بود توحید عین بت پرستی عارف خدا ندارد او نیست آفریدہ دلے کہ صفات اوست آدم ہائیم از نا بگذر کہ اسم اعظم ہائیم ہوی اللہ واللہ ما فی الوجود
---	---

ملا اسماعیل صوفی صفہائی می گوید

شکستہ ہر بتے کہ در را ہم بود + باقی ست بت خدا پرستیدن من  
میر فتح الدین محمد نفیسی بنکو ہش و سز زشش ملا متوجہ شد ملا جواب داد کہ دین  
نشا از دنیا دست برداشتمہ ایم در دنیا با تو انباز نہ گشتیم ہومچنین در آخرت  
چون بزعم تو ملحدیم بہ دوزخ رویم بہ بہشت با تو در نیائیم پس باید تو از ماضی  
و شاکر باشی کہ دنیا و آخرت را بتو باز گذاشتیم

خود شریک هیچ در دنیا و ذری نہ ایم	زادہ لسان پرستان ہی انداز ما کہ
آخرت را با ختم و در پے دنیا نہ ایم	دینی خیزد ز شرکت ما بہ قصد دوستی
امیر عظیم اتفاق جمہور بران ست کہ فضل جزئی معارض فضل کلی نبی توان شد والفضل اجر جزئی عبادہ عن زیادہ و شیء قلیل متباحثہ الشرع	

فضل جزئی عبارت است  
از زیادت می قلیل کردن  
شیء مستحسن درشت







دعوی محبت این طائفه کردند و ایشان گمان نیکو کردند و ایشان را متابعت  
 کردند گفتند مقام ولایت برتر از مقام نبوة است و مرئی را علم وحی باشد  
 و مرئی را علم سر باشد و ولی بسر خبر نماند که پیغامبران را از ان خبر نباشد  
 و مرآن علم را علم لدنی نام کردند و این لقب را اشتقاق از قصه موسی و خضر  
 گرفتند صلوة علیها گفته که خضر ولی بود و موسی نبی موسی دانای وحی ظاهر بود تا او را  
 بوحی ظاهر خبر نکردند پس ندانستی باز خضر علیه السلام را علم لدنی بود عیب  
 بدانستے بے وحی تا موسی را بشناگردی حاجت آمد و استاد و منظر از شاگرد بود  
 اما آنکه پیران این مذہب اند و بر دین ایشان اعتماد است ازین بیزاند و رواندند  
 که هیچکس از مقام برتر از مقام انبیا باشد یا برابر مقام انبیا باشد  
 اما جواب آن شبهه که ایشان گفتند آنست که خضر افضل مقید بود آن علم لدنی است  
 و موسی افضل مطلق بود و فضل مقید مطلق نیست چنانکه فضل مریم  
 پارسا رضی اللہ عنہا و آن فرزندان بے مساس بشرت باطل نکند فضل شجره  
 و فاطمه زہرا که ایشان را فضل مطلق بود بر جملہ نساء عالم انتہی و فضل جزئی مجال  
 معارضہ با فضل کلی بوجه کلی ندارد چه ظاہر است کہ ہر اہل حرفہ مثل حاکم و حجام  
 و خیاط و نجار بلجانہ صناعات خود ہا فی الجملہ زیادتی بر علماء دارند چه علماء ازین فنون  
 و دستکاری واقف نباشند لیکن ایشان را فضل بر عالم نباشد چه صرف  
 زیادات موجب شرف نمی باشد شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ در باب  
 ثالث و سبعین از جزو ثانی فتوحات یکہ سے نگار و فقط یزید  
 وَفِيضِلْ لِعَظْمِ النَّاسِ غَيْرَ وَبِشَيْءٍ مَا فِيهِ ذِكْرُكَ الْفَضْلُ فَإِنَّ الْفَضْلَ

کہ بعضی از ان بعض  
 و فضیلت غالب شود





عَلَىٰ أَنْ تَعْلِمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رُشْدًا وَقَالَ تَقَاضَىٰ الْبَيْضَاوَى رَحِمَ لَا يُبَا فِي  
 بُعُوْتُهُ وَكَوْنُهُ صَاحِبَ الشَّرِيعَةِ أَنْ تَعْلَمُوا مِنْ غَيْرِهِ مَا لَمْ يَكُنْ شَرْطًا فِي  
 أَبْوَابِ الدِّينِ فَإِنَّ الرَّسُولَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَعْلَمَ مِنْتَنْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ فَكَمَا  
 بُعِثَ بِهِ مِنْ أَصْحَابِ الدِّينِ وَفُرُوعِهِ لَا مَطْلَقًا وَقَدْ رَأَى فِي ذِكْرِكَ عَايَةَ  
 التَّقَاضِيَةِ وَالْأَدَبِ فَاسْتَحْجَنَ نَفْسَهُ وَاسْتَاذَنَ أَنْ يَكُونَ تَابِعًا لَهُ وَسَأَلَ  
 مِنْهُ أَنْ يُرْشِدَهُ أَنْ يُنْعِمَ عَلَيْهِ بِتَعْلِيمِهِ بَعْضِ مَا أَلْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَارْحَضَتْ سُرُورَ  
 عَالَمِ صَلَواتِهِ وَسَلْمِ مَنْقُولِ سِتِّ كَبَعْضِ أَدْرَجَاتِ ظَاهِرِهِ وَكَمَالَاتِ بَاهِرِهِ  
 وَرَأْفَادِ أَمَانِ بَأَشَدِّ كَبَأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِأَنْ عَجَبَتْ كُنْزَ عِلْمِهِ شَيْخَ جَلَالِ الدِّينِ  
 سَيِّدِي رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَرَبِّ دَوْلَتِ سَافَرِهِ فِي أَمُورِ الْآخِرَةِ أَوْرَدَهُ عَنْ مُعَاذِ نَبِيِّ  
 جَبَلٍ سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَابِرُونَ فِي اللهِ عَلَى  
 مَتَابِرٍ مِنْ نُورٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ يَخِطُّهُمْ  
 بِمَكَائِهِمُ الْبَيْتُونَ وَالشَّهَادَاتُ

این چنین احادیث بیشتر در جامع صغیر وغیرہ کتب حدیث مذکور است  
 بروز قیامت از صعقہ اولی تہمتی اہلبیہ اراحت غشے طاری  
 شود بجز حضرت موسی علیہ السلام۔ در ہر دور سافرہ مذکور است  
 وَهَذِهِ الْعَشِيَّةُ لِلْأَنْبِيَاءِ الْأَمْوَسِيَّةِ فَإِنَّهُ حَصَلَ فِيهِ تَرُدُّ فَإِنْ لَمْ يَحْصِلْ  
 لَهُ فَيَكُونُ قَدْ حَوَسِبَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ وَهَذِهِ فَصِيلَةٌ عَظِيمَةٌ  
 فِي حَقِّهِ وَلَكِنْ لَا يُوجِبُ أَفْضَلِيَّتَهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ لِأَنَّ الشَّيْءَ الْجَدُّ لَمْ يَلْ يُوْجِبُ أَمْرًا كَلِيًّا

این رسالہ بیست و  
 شش روز سیوطی ۱۱۰۰  
 صلوات اللہ علیہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم را کہ فرمود و عجب  
 کنند بجان بخندند بزرگ آرد  
 با پیغمبر و دنیا  
 سوسنکس با پیغمبر  
 بخوابد بود  
 بر مکان ایشان انبیا  
 و شہداء آرزو و طلبند  
 کرد بجز آنکه در اول  
 آن سخاوت ایشان  
 سے صفت بجز  
 شدن از اسما این  
 غشی تمامی انبیا را  
 گزوی علیہ السلام را  
 دین نبی و دوست  
 اگر حضرت ایشان  
 شایسته پیغمبر  
 مجاودہ  
 روایت

فیض علیہ است حضرت ایشان را کہ ازین نسبتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم نیاید زیرا کہ شی چیز موجب برکاتی نمی شود





کہ غیبیت حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والتحمیۃ یعنی بعد وفات آن سرور کائنات  
 علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل البرکات ایمان سے آزند و بدون شاہدہ معجزہ ظاہرہ  
 مصدق کجھج ما جاء به النبۃ صلی اللہ علیہ وسلم می شوند و قلب ایشان  
 مطمئن با ایمان کے گرد و از نور ایمان منور و روشن می شود و حاجت معاینہ  
 معجزات ظاہرہ و کرامات باہرہ نمی اقتدار و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوال  
 کردہ یا رسول اللہ احدی مننا اسلمنا و جاهدنا معک قال  
 نعم فکون من بعدکم یؤمنون بی و لا یرونی ملا علی قاری کے  
 در شرح مشکوٰۃ می نگارند و لا یخفون ان الصحابة كانوا مؤمنین بالغیب  
 لکن باعتبار بعض المؤمنین مع مشافہت بعضہم بخلاف التابیین  
 فان ائمتنا ہم بالغیب کله فممن ہذہ الحقیقۃ ایمانہم انجب  
 و افضل و شاہ عبدالعزیز در تفسیر عزیزی می طرازند قدما صحابہ ایمان بالغیب  
 درین آیه بر معنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت عبدالعزیز مسعودی روایت امام احمد  
 در سند خود روایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت است کہ حاکم بن حسیس  
 روزی با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس می کنیم بر آنچه از انوت شد  
 و شمارا حاصل گشت اسی یازان محبت کہ بیدار آن ذات مشرف شد  
 عبدالعزیز بن مسعود فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت می کنیم بر چیزے کہ از انوت شد  
 و شمارا حاصل گشت کہ ناویدہ بہ محمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی  
 کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر تر است ایمان ایمان شد است باز سوره  
 بقرہ تلاوت آغاز نہادہ تا آنکہ بظلمون رسیدند و این مضمون آرزو و آویسے

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اسلام آریم و جہاد کرتے  
 معجزہ نو نور و نورانی قضا ہوتے  
 کہ بعد شاہد ہوں  
 ہیں آئندہ شاہد ہوں  
 معجزات ظاہرہ و کرامات باہرہ  
 ہیئت کہ جہاں ایمان  
 آئندہ نہ دیکھیں  
 ہیئت کہ جہاں ایمان  
 آئندہ نہ دیکھیں  
 ہیئت کہ جہاں ایمان  
 آئندہ نہ دیکھیں

و حاکم بروایت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب فرموده اند که ایشان فرموده اند که من  
 روزی همراه آنحضرت نشسته بودم فرمودند که پیش من بزرگو کنید که افضل  
 النوع ایمان ایمان کدام مردم است عرض کردند یا رسول الله ایمان فرشتگان  
 آنحضرت فرمودند که ایشان را چنان است منزلت فرشتگان را نزد خدا می آید  
 مردم عرض کردند یا رسول الله ایمان پیغمبران فرمودند از ایمان پیغمبران چه عجب که  
 حق تعالی ایشان را بر سالت و نبوت خود ممتاز فرموده است عرض کردند  
 یا رسول الله ایمان کسانی که همراه نبی حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کرده شهادت  
 یافتند فرمودند ایمان ایشان چه عجب بگی دارد که همراه انبیاء صحبت داشته الطوار و اوضاع  
 آنها را دیده استین تمام حاصل کرده اند مردم عرض کردند یا رسول الله پس بفرمایید  
 که ایمان کدام فرقه افضل است فرمودند که ایمان آن فرقه که هنوز در پشت پدرانند و بعد  
 از من خواهند آمد و بر من ایمان خواهند آورد و مرا ندیدند چند ورق سیاه کرده  
 در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه  
 در ایمان افضل اند از دیگران انبئی و شیخ عبدالحق دهلوی رحمه الله و تکمیل الایمان مجاز  
 ابن مسعود رضی الله عنه فرموده است که امر محمد صلی الله علیه و آله هر روز روشن بود بر سر  
 او را دیده است ایمانی فاضل تر از آن نباشد که در غیب بومی ایمان آرند و بعضی از  
 مفسران یومنون بالغیب را هم بدین معنی تفسیر کردند و نیز در حدیث آمده است که در  
 آخر زمان چنان شود که تمسک بدین سنت من مثل گرفتن انگه سوزان باشد ببت  
 هر که در آن زمان تمسک ببت بود اجر و پاداشی باشد پس رسیدند  
 یا رسول الله چنانکه از ایشان یا از ما فرمودند بلکه از شما انبئی فقیه خیر گوید که بر

واقفان غموض کلام در موز مقام نیکو روشن است که این حدیث اشارت به فضل  
 جزئی می کند زیرا که فضل کلی صحابه بر است رضی الله عنہم حق سبباً تقاضای  
 ایشان را بر است صحبت و نصرت اعانت حضرت ثابت بر گزیده و تفویض دین  
 قدیم دارا است صراط مستقیم از ایشان رضی الله عنہم دیگران را چه یار که جنب و مقابل  
 ایشان در آیند در شتة المعات شرح مشکوٰۃ مذکور است نزد جمہور آنست که فضل  
 کلی ثابت است صحابه را و این منافات ندارد بوثبت فضل بوجه جزئی دیگران را  
 انتہی و نیز در تکمیل الایمان سے آرد تحقیق و مختار همان است که جمہور علماء و بر آنست  
 و مراد باین خیریت که پسینان اثبات کرده اند از وجه خاص است که ایسان  
 بعیب باشد لیکن فضل کلی صحابه بر است فضل جزئی منافات با فضل کلی ندارد  
 انتہی در رسالہ مبدا و معاد حضرت مجدد حمہ السمری فرماید اگر دلی فضل  
 از فضائل جزئیہ حاصل شود کہ بنی را حال نبود و درجہ خاص از درجات علیا میسر  
 شدہ کہ بنی نداشته بنی را نیز از ان فضل جزئی و از ان درجہ خاص نصیب  
 کمال است چه حصول آن کمال بواسطہ متابعت نبی است و نتیجہ است از نتائج  
 اتباع سنت او پس ناچار بنی را از ان کمال بہرہ تمام باشد قال علیہ الصلوٰۃ و السلام  
 مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَيْكِن دَلِي  
 در حصول این کمال سابق است و در حصول این درجہ مقدم است و این قسم فضل کلی بر  
 بنی جائز و داشته اند کہ جزئی است کہ مجال معارضہ بکلی ندارد و انتہی یعنی اگر چه  
 بنظر ظاہر در بعض فضیلت جزئیہ سبقت و تقدم کلی بر بنی پیدا می شود کہ ناچار  
 بر فضل جزئی است فاما در حقیقت هیچ وجه فضل کلی بر بنی ہرگز لازم نمی آید چہ بنی را

اگر در فضیلت جزئیہ سبقت  
 و تقدم کلی بر بنی  
 لازم می آید چہ بنی را



از ان فضل خاص نصیب کامل و حظ وافر حاصل است زیرا که فضل کلی که منافی با فضیلت  
 و مدار مجرت است این حضرات را حاصل است و معینا آن نبی را ازین کمال مخصوص  
 استغناء تمام حاصل است چه کما لیکه از رفع و اعلی است حضرت ایشان را ثابت است  
 لیکن با وصف این استغناء و رومی پر دانی از ثواب آن کمال از ثمره آن در حبه  
 حضرت ایشان را نیز علیه السلام بهره کامل حاصل است چه کمال است در جریده  
 اعمال پیغمبر محسوب است بدانکه واسطه دو قسم است واسطه فی الثبوت و واسطه فی  
 فی العروض واسطه فی الثبوت عبارت است از صفتیکه واسطه و ذی الواسطه هر دو  
 متصف شوند لیکن اول سبب حصول ثانی شود کحرکة المفتحیه بواسطه  
 الیه فان هناك حرکتین احداهما قائمه بحالیه و ثانیها  
 ثابتة فی المفتحیه تا شیهة عن حرکت الیه واسطه فی العروض  
 عبارت است از صفتیکه واسطه متصف شود حقیقه و بالذات و ذوالواسطه متصف  
 گردد مجازا و بالعروض کحرکة جالس السفینه بواسطه السفینه فان  
 حرکت واحدة قائمه بالسفینه حقیقه و ینسب الی جالسها  
 مجازا و همین معنی در ما نحن بصده مراد است زیرا که کمال مذکور که موهم فضل خیر  
 مسطور است و حقیقت کسب آن از اولی و بواسطه ایشان منسوب بجناب نبی می گردد محمد  
 بن نصیر الدین جعفری در بحر المعانی فرماید جمیع شاهدان نبوت در وجه فضل اند

مثال حرکت کلید بواسطه دست وقت کشادگی قفل و حرکت می باشد یکی از ان است که کشاننده تمام می باشد یکی کلید که از حرکت  
 پیدای شود ۱۲ مثال حرکت می کشاننده که بواسطه کشتی می خورد و در یک حرکت است که سفینه تمام است حقیقه و مجازا به سوا  
 پائس سفینه منسوب می شود ۱۳ مثال نصیر الدین جعفری که جیبی از ان نام خلفای شیخ نصیر الدین نمود است و تفسیر در توحید  
 در تمام دل و در دوازده اولی است در ظل ظاهر باطن می حاصل می گردان است آنچه از احوال خود بیان کرده است محقق می شود که عوی است  
 عمر در زیا فته بود از زبان سلطان محمد تغلق تازان سلطان ببول در حیات بود پس شرفش از ضد متجاوز بود و با ان

از ان فضل خاص نصیب کامل و حظ وافر حاصل است زیرا که فضل کلی که منافی با فضیلت و مدار مجرت است این حضرات را حاصل است و معینا آن نبی را ازین کمال مخصوص استغناء تمام حاصل است چه کما لیکه از رفع و اعلی است حضرت ایشان را ثابت است لیکن با وصف این استغناء و رومی پر دانی از ثواب آن کمال از ثمره آن در حبه حضرت ایشان را نیز علیه السلام بهره کامل حاصل است چه کمال است در جریده اعمال پیغمبر محسوب است بدانکه واسطه دو قسم است واسطه فی الثبوت و واسطه فی فی العروض واسطه فی الثبوت عبارت است از صفتیکه واسطه و ذی الواسطه هر دو متصف شوند لیکن اول سبب حصول ثانی شود کحرکة المفتحیه بواسطه الیه فان هناك حرکتین احداهما قائمه بحالیه و ثانیها ثابتة فی المفتحیه تا شیهة عن حرکت الیه واسطه فی العروض عبارت است از صفتیکه واسطه متصف شود حقیقه و بالذات و ذوالواسطه متصف گردد مجازا و بالعروض کحرکة جالس السفینه بواسطه السفینه فان حرکت واحدة قائمه بالسفینه حقیقه و ینسب الی جالسها مجازا و همین معنی در ما نحن بصده مراد است زیرا که کمال مذکور که موهم فضل خیر مسطور است و حقیقت کسب آن از اولی و بواسطه ایشان منسوب بجناب نبی می گردد محمد بن نصیر الدین جعفری در بحر المعانی فرماید جمیع شاهدان نبوت در وجه فضل اند

مسئله  
 نقاشی



اَعْلَمُ اَنَّ تِلْكَ الْوَلَايَةَ مَخْصُوصَةٌ لِحَدِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِحَسْبِ تَبَيُّنٍ  
 وَلِهَذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مِنْ اُمَّةٍ مُحَمَّدٍ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ فَوَاللَّهِ لَا تَحْصِلُ لِي الْاِمْتَابَعَةُ صَدَقَ اللهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَهَ حَقًّا قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَنْزِلُ  
 عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ الرَّابِعِ اِلَى الْاَرْضِ مِنْ لَدُنْ تِلْكَ الْوَلَايَةِ  
 الَّتِي فِي مُعَايَنَةِ الْحَقِيقَاتِ بَعَثَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمَّا  
 قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ اُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِ اسْمِ بْنِ خَوَاسْتَنِ مَوْسَى كَلِمَةُ السُّرُورِ وَتَنَاوُرِ دُونَ عَيْسَى اَمْسِجْ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
 بِهَيْئِ لَابِتِ حَضْرَتِ رَسَالَتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ كِهْ خَوَاجَةُ عَالَمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمُودَةُ  
 الْوَلَايَةِ مِنْهُ رَوَايِ مَجُوبِ كَمَانِ نَبْرِي كِهْ اَوْلِيَا رَا بَرَابِنِيَا فَضْلِ مِي كِهْ كُوشِ دَارِ  
 الْمِثَالِ مَصْبَاحِ الْاَقْوَالِ يَعْنِي اِكْرُو دَرُونَ خَلُوتِ بَا حَضْرَتِ مَشُوقِ دَرِ قُرْبِتِ  
 مَشَاهِدِ دَرَانِ مَقَامِ مَخْصُوصِ بَا شِي بَرَادِرَانِ نَرَا مَحِيثَتِ نَبَا شَسْتِ كِهْ كِهْ مَحْرَمِيَّتِ  
 بَرِگَرْدَنِ خُودِ دَا زِنْدَايَشَانِ دَرُونَ مَحْرَمِ وَبَرَادِرَانِ بِيرونِ نَا مَحْرَمِ بَسِ خُوشِ اَمْدِ  
 وَبِهْ اَمْدِ فَضْلِ بَرِ بَرَادِرَانِ كِهْ دَرِ دَلِيْمِزَانْدِ كِهْ بَا شُدِ وَرَدِ اَبْنُو دَهْمِيْنِ بِهْمِ اَنْبِيَا عَلَيْهِمُ  
 السَّلَامُ بَرَادِرَانِ حَضْرَتِ رَسَالَتِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْدِ وَاَوْلِيَا بِهْ اَمْدِ وَخُوشِ اَمْدِ  
 اَنْ حَضْرَتِ اَنْدَا مَحَالِ دَرِ مَقَامِ خَوَاجَةُ عَالَمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُرْبِتِ مَشَاهِدِ بَا بِنْدِ سَهْرِيْنِ مَعْنِي  
 حَضْرَتِ رَسَالَتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَمْرِي اَزِ قُرْبِتِ اَيْشَانِ بِيرونِ دَاوَهُ هِيَ كِهْ بِيرونِ  
 اللهُ تَعَالَى فِي مَقَامِي وَايْنِكِ فَرَمُودَةُ الْوَلَايَةِ مِنْهُ يَحْتَدِ اَنْ اَمْدِ اَيْتَةُ  
 الْعِلْمِ اَيِ الْوَلَايَةِ يَعْنِي كِهْ مَنِ شَهْرَتَانِ دَوْلَاتِ اَمِ وَ عَلِيٌّ بَا جَمَانِ

اعلم ان تلك الولاية مخصوصة  
 له صلى الله عليه وسلم وارتاه حقا  
 قال ابو بكر الصديق رضي الله عنه  
 ينزل عليه السلام من السماء الرابع  
 الى الارض من تلك الولاية التي  
 في معاينة الحقائق بعثه صلى  
 الله عليه وسلم وكمما قال موسى  
 عليه السلام اللهم اجعلني من امة  
 محمد صلى الله عليه وسلم باسم  
 بن خواستن موسى كلمة السرور  
 وتناور دون عيسى امسج عليهما  
 السلام بهيئ لابت حضرت رسالت  
 عليه السلام هي خاجة عالم عليه  
 السلام فرمودة الولاية من منه  
 رواية مجوب كمان نبري كه اوليا  
 را برابنينا فضل مي كه كوش دار  
 المثال مصباح الاقوال يعني اكر  
 درون خلوت با حضرت مشوق در  
 قربت مشاهد دران مقام مخصوص  
 باشي برادران نرا محيشت نباشند  
 كيه كيه محرميت برگردن خود  
 دازند ايشان درون محرم و برادران  
 بيرون نامحرم بس خوش آمد  
 و به آمد فضل بر برادران كه در  
 دلير اند كه باشد و ردا بنو دهمين  
 به انبيا عليهم السلام برادران  
 حضرت رسالت صلى الله عليه وسلم  
 آمد و اوليا به آمد و خوش آمد  
 ان حضرت اندا محال در مقام  
 خاجة عالم عليه السلام قربت  
 مشاهد با بندا سهرين معني  
 حضرت رسالت عليه السلام  
 زمري از قربت ايشان بيرون  
 دوازه است كه بيرون  
 الله تعالى في مقامي و اينك  
 فرمودة الولاية من منه يحد  
 ان آمد ايته العلم اي الولاية  
 يعني كه من شهرتان دولت ام  
 و علي با جمان



یعنی درین شهرستان علم پسر عم من است کہ علی ابن ابی طالب است کرم اللہ وجہہ  
 پس این مدینہ شهرستان کہ ام است کہ در دربان این شهرستان همچون علی کرم اللہ وجہہ  
 آمد اگر من این مدینہ را بنامی بر حکم شاہدہ عیان کنم و اسرار علی را کرم اللہ وجہہ  
 بیانیہ دہم کار نبوت ہمہ انبیا بر زبان رود اسے محبوب فضل مطلق مراد نبوت  
 است المقصود این تفایل نبوت وقتی است کہ ولایت نبوت را در شخصی  
 اعتبار کنی اما ای محبوب ہر گاہ کہ نبوت و ولایت در یک ذات باشد با تفاق  
 جمع مشایخ قدس اللہ اسرارہم ولایت را فضل است بر نبوت وَلِهَذَا قَالَ الْوَلِيُّ  
 الْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ لِانَّ الْوَلَايَةَ عِنْدَهُمْ عِبَارَةٌ عَنْ  
 شُهُودِ الْحَقِّ وَالنُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ دَعْوَةِ الْخَلْقِ پس از اعلام شہود  
 فضل است درین کلمات من خدین کسان چون در فہم قاصر بودند گراہ گردند خیال  
 در کلام مجید و فرقان حمید عالمی ضلالت یافتہ اند کہ فضل بہ کثیرا و بحدی کثیرا

ازینجا است کہ گفتہ اند بزرگوار  
 افضل از نبوت است بزرگوار  
 ولایت از نبوتشان جلالت  
 از نبوت ہودنی است نبوت  
 عبادت از دعوت علی است  
 ابن کثیر بیان کردہ است  
 از زمان پیمان بیچ کی از انبیا و اولیائے کرام

ہر کہ رویش دید ایمان باز یافت	ہر کہ زلفش دید کافر شد بکرم
زیر زلف دوست پنهان باز یافت	آفتاب ہر دو عالم آشکار
زندہ گشت و آب حیوان باز یافت	پس چون تبارکی زلفش غوطہ خورد
کز میان در دوران باز یافت	طالب در دلت الم چون شد بجان

اگر عالمان عصر و شیخان دہر درین کلمات من ساہبا بسیا و قرنہائے کثیرہ  
 شامل شانہ کنند و اندر دورہ مقصود این فقیر را در نیابند استہنے \* \* \*  
 ہمیشہم از زمان پاکستان بیچ یکے از حضرات انبیا و اولیائے کرام  
 کہ ایشان ہذا از دوست احد از منی رسید ملا خطہ رود کہ برائے حضرت آدم علیہ السلام

ابلیس بود و بہ حضرت نوح علیہ السلام حاکم کہ ایذا می رساند و در پیے داؤد علیہ السلام  
 جالوت اقامہ بود و برائے سلیمان علیہ السلام صحرا بود حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 دو حیات سمت یکے حیات اولی در آن وقت بخت نصر عدو بود و دیگرے  
 حیات ثانی در آن و جلال علم مخالفت خواهد بر افراخت در پیے ایذا رسانی حضرت  
 ابراهیم فرود کر بسته بود و حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون چہا چہا ایذا رسانید  
 و بہ سرور علیٰ السلام و سلم بوجہل و قیتمہ از ایذا رسانی منور و نگذشت فرمود حضرت  
 صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا أَوْذَىٰ أَحَدًا مَّا أَوْذَىٰ بَيْتَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى وَحَلَّ  
 بِشَايِخَةٍ سَخَاوِيٍّ وَرَمَا صَدْرَهُ نَكَاسَةً نَمَازَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَيْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُبَّمَا وَفِيهَا  
 مَسْوَبًا كَرْدَمًا وَدَر حَالَتِ نَمَازِ رُؤُوسِ آبِ كَرْمٍ شَدِيدًا حَرَارَتِ يَرْتَجِفُ تَأْتِيهِ جَهْرًا  
 أَشْسُ سُوخْتِ أَوْرَاضِيٍّ أَسَدُ عَنَبَةٍ نَمَازِ عِرَاقِ خَبْرٍ نَشَدُ وَبَعْدَ سَلَامٍ نَمَازِ  
 بِرَسْمِ دُجُونٍ مَطْلَعِ شَدُ فَرَمُودِ حَسْبِنَا اللَّهُ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ وَنَمَازِ زَمَانَةٍ دَرِازِ زُورِ  
 وَرُورِ زَمَانِ بُرُودِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَلَا زَمَانِ مَشْهُوْلِهِمْ بِأَجْنَةِ بُرُوجِ جِهَالِ كُوفَةِ أَدِيمِ  
 مِي دَاوَنْد تَا آنکہ گلہ پیش حضرت عمر رضی اللہ عنہم برزند کہ او نماز بوجہ حسن نبی گزارد از  
 ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ را نماز یا نہ زرد و حبس کردند بہ امام مالک حنابلے رسید کہ  
 کہ بست پنج سال برائے جمعہ و جماعت بر نیامد بہ امام شافعی اہل عراق و مصر مکر و مات  
 رسانیدند و امام احمد حنبلے با ضرب و حبس کردند و بخاری رحمہ اللہ را از بخارا خارج  
 کردند حضرت بایزید بسطامی را بوسطہ جماعتی از علما سے ہفت بار از بسطام خارج  
 کردند حضرت ذوالنون مصری را مقید کردہ زنجیر انداختہ از مصر سورے بغداد فرستادند  
 و اہل مصر جو ق جوق باوسے بودند تا شہادت زندہ او اسازند

ایچکیشیل از دست نماند  
 ۱۰۰

سمنون را از استخوان زدند و زنی را پول دادند تا بروی استغاثه زنا کرد سمنون یک سال  
 محتغنی ماند سهیل بن عبد الله تبری را از تشریح خارج کردند که بسوس بصره رفت و تکفیر  
 کردند ابوسعید خدری را از استخوان زدند و علمای عصرش از تصنیفاتش که در علم توحید بود  
 کلمات چیده فتوے تکفیر دادند و جنید رحمه الله علیه وقتے که درس علم توحید میگفت  
 علی رؤس الاشهاد چند بار حکم به تکفیر دادند تا آنکه در خانه خود بیان فرمود از اشهد  
 منکرین حضرت ایشان بسمنون ابن عطاء ابن انبال بود تا آنکه پیش انبال اگر  
 مذکور ایشان می شد رنگ چهره اش متغیر می شد حسین بن منصور حلاج رحمه الله را  
 مجلس حاضرین عباس وزیر مقتدر با قاضی ابی عمر اتفاق بحث افتاد قاضی فتوے  
 تصفایش نگذاشت و دستخط فقها که در آن مجلس حاضر بودند برگرفت حلاج گفت چرا  
 در پرتی قتل من شدید من از اهل سنت و جماعت هم عقیده سنیان دارم تصفا من  
 موجود اند بگریه این کلام را حلاج بار بار می گفت گمراشیاں صفا نکردند و تکمیل جوار  
 همان وقت حلاج مجوس شد و وزیر فتوی پیش مقتدر فرستاد او حکم قتل در داد او لا حلاج را  
 هزار تازیانه زدند پس دست و پایش را بریده سرش از تن جدا کردند و چشمش سوخته  
 خاکستر در وجه انداختند و سرش بر پل بغداد آویختند اباعثمان مغربی را با صفت  
 کثرت مجاهدت و علم و حال از آنکه خارج کردند و سخت زدند و کوب و مجروح نمودند  
 تا آنکه به بغداد اقامت در زید و بهدر با جاقق پیوست و بر سبکی چند بار شهادت  
 گرفتار شد امام ابو بکر نابلسی از مغرب بسوسے مصر خارج کردند و شهادت  
 زدند و ازند پس سلطان حکم کرد تا او را سزگون کشین پوستش بر آوردند در حالیکه  
 پوستش بر می آوردند و قرآن کمال تدبیر و خشوع میخواند حتی قطع قلوب الناس  
 تا آنکه قلوب مردمان خفه تر شد

سمنون را از استخوان زدند و زنی را پول دادند تا بروی استغاثه زنا کرد سمنون یک سال  
 محتغنی ماند سهیل بن عبد الله تبری را از تشریح خارج کردند که بسوس بصره رفت و تکفیر  
 کردند ابوسعید خدری را از استخوان زدند و علمای عصرش از تصنیفاتش که در علم توحید بود  
 کلمات چیده فتوے تکفیر دادند و جنید رحمه الله علیه وقتے که درس علم توحید میگفت  
 علی رؤس الاشهاد چند بار حکم به تکفیر دادند تا آنکه در خانه خود بیان فرمود از اشهد  
 منکرین حضرت ایشان بسمنون ابن عطاء ابن انبال بود تا آنکه پیش انبال اگر  
 مذکور ایشان می شد رنگ چهره اش متغیر می شد حسین بن منصور حلاج رحمه الله را  
 مجلس حاضرین عباس وزیر مقتدر با قاضی ابی عمر اتفاق بحث افتاد قاضی فتوے  
 تصفایش نگذاشت و دستخط فقها که در آن مجلس حاضر بودند برگرفت حلاج گفت چرا  
 در پرتی قتل من شدید من از اهل سنت و جماعت هم عقیده سنیان دارم تصفا من  
 موجود اند بگریه این کلام را حلاج بار بار می گفت گمراشیاں صفا نکردند و تکمیل جوار  
 همان وقت حلاج مجوس شد و وزیر فتوی پیش مقتدر فرستاد او حکم قتل در داد او لا حلاج را  
 هزار تازیانه زدند پس دست و پایش را بریده سرش از تن جدا کردند و چشمش سوخته  
 خاکستر در وجه انداختند و سرش بر پل بغداد آویختند اباعثمان مغربی را با صفت  
 کثرت مجاهدت و علم و حال از آنکه خارج کردند و سخت زدند و کوب و مجروح نمودند  
 تا آنکه به بغداد اقامت در زید و بهدر با جاقق پیوست و بر سبکی چند بار شهادت  
 گرفتار شد امام ابو بکر نابلسی از مغرب بسوسے مصر خارج کردند و شهادت  
 زدند و ازند پس سلطان حکم کرد تا او را سزگون کشین پوستش بر آوردند در حالیکه  
 پوستش بر می آوردند و قرآن کمال تدبیر و خشوع میخواند حتی قطع قلوب الناس  
 تا آنکه قلوب مردمان خفه تر شد

تمام تکمیل آمد و نهمی چاک کرد زان بر روی نهاد و چنانکه آمد شهنشهر بنیست بر دست گرفت و غلغله را بر روی کشید و تا آنکه در بر او کشید چون سنان را بر آوردند و خلیفه فرمان کرد  
 در از دانش بگرفت چون آن شب بخت بخواب دید که زوال ملک تو آمد زوال جهان سمنون بسته است دیگر در عهد زود است و بخوابی با دیگران پیش ۱۱



کما دوان یفتوا به نسیمی ابر جلب سلخ کردند معامله اش عجیب و غریب است  
 چون او شیرین با جواب قاطع میداد مخالفین حیلہ اینداری سانی چنین کردند که سوخا خلاص  
 بگاشتند و کوشش دوز را مبلغ دادند تا در پاپوشش دوخته پس آن را خریده از  
 مقام بعید به پیشوی بطور تحفه فرستادند نسیمی که ازین معامله ناواقف بود  
 چون پاپوشش در پا کرد به نایب طلب اطلاع کردند که نسیمی سوره اخلاص نویسانده  
 در پاپوشش دارد چون تعلیم به حکم نایب طلب پاره کرده شد از ان سوره اخلاص  
 برآمد نسیمی بیچ جوابش نداد پس حکم به سلخ و سداوند او در توجدها شعار میگفت  
 و پوشش رسمی آورزند و او روئے سلخ می دید شیخ ابامدین منسوب زندگ  
 نمودند و از بیجا نه خارج کردند تا به سوئے تلمسان رفت شیخ ابوالحسن شاذلی هرگاه  
 در دیار مغرب بود و وصیت کمالا لش در اقصای مغرب افتاد مردمان آتش حسد  
 افروختند و از استخوانش زدند و در ایندانش دقیقه نگذشتند تا آنکه مردمان را  
 از ملاقات و سے باز داشتند و او از زندیق می گفتند هرگاه که شیخ عزم مصر کرد  
 به سلطان مصر گاشتند که از زاد و مغرب شخصی عازم آن نواحی است که او را از بلا  
 خود خارج کرده ام و عقائد اهل اسلام را ضائع می کرد چنان نشود که از زبان درازی  
 خود سلطان آفرید او از کجا رملجین است و قصه اش پس در از است مختصر این است  
 که خداوند کرم او را از کید ایشان محفوظ داشت بر شیخ عزالدین بن عبد السلام  
 فتوی کفر دادند و بر اسے تیغ عقید و سے مجلسی قرار دادند بر شیخ تاج الله  
 سبکی فتوی کفر دادند و شهادت دادند که او بیخ خمر است و لو طت و در  
 زناری بند و او را زنجیر انداخته از شام بمصر مقید آوردند عظیم شان و رفعت مکان

امام ابو حامد غزالی نہ چنان ست کہ درین ایام کسے لب بانکار او کشاید امام بافی  
 و نشر الحاسن می فرماید و ممّا حکم و اشتهد و روينا عن الشيخ العارف  
 بالله ابي الحسن الشاذلي رضي الله عنه انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم  
 في النوم باهى موسى وعيسى عليهما السلام بالامام الغزالي رضي  
 الله عنه و قال اني امتكما حبر و هكذا قال لا شيخ ابن حوزم روز  
 کتاب احیاء رویدہ گفت این بحث مخالف سنت است چون شیخ مذکور معتقد  
 تمامی سگان بلاد مغرب بود از جمیع مردمان کتاب احیاء طلب داشت  
 و به سلطان آن زمان تحریر نمود سلطان مغرب منادی عام کنانید

کتابت کرده شد و فرستاد  
 و از ابی الحسن شاذلی روایت  
 کرد آن رویداد صحیح است  
 علیه و سلم  
 امام غزالی بوسیله عیسی و موسی  
 در خواب با امام غزالی  
 که این روایت است  
 این روایت صحیح است  
 و بی نظیر است

۵ احیاء علوم الدین کتابی است مشهور در تصوف می گویند که احیاء چنان حادی است که اگر سباده  
 کتب اسلام ضائع گردد و احیاء باقی ماند کافی خواهد بود این جزوی در اغلاط احیاء (اعلام الاحیاء با غلط الاحیاء)  
 کتابی دارد در بربطین هم تعاقب نموده سبیط ابن جوزی گوید که چون غزالی احیاء را بر بند بصریہ تصنیف کرده  
 و قانون فقه را گذاشته و احادیث غیر صحیح آورده ازین روزان انکار برد کشادہ ابوالخیر گوید که ایراد این چنین احادیث  
 مرغیب تر سید جابر است صاحب کشف فرماید بشرطیکہ حدیث موضوع نباشد تا نزد ابن الدین باقی در تخریج احادیث  
 احیاء و کتاب دارد یکی ضخیم دیگری در چیز در حدیث احادیثی درج کرده که از ضخیم مشرک شده بود کبیر ۵۵۱ تصنیف فرموده  
 منیر کبیر ۵۶۰ تصنیف شده نامش المثنی عن حمل الاسفار فی تخریج مانی الاحیاء من الاخبار بوده است چون بنویسد احادیث  
 مشرک بود مانند ابن حجر در تخریج احیاء کتابی نگاشته تا نزد ابن حجر در ۵۵۲ اشغال فرموده حافظ قلاوینا حنفی المتوفی ۸۵۰  
 تحت الاحیاء فیافات من تخریج احادیث الاحیاء نگاشته غزالی کتابے دارد در حل مشکلات احیاء و جمہور علماء  
 بسبب تقریب احیاء اختصار دسے کرده اند احیاء در کبیر است و پنج یوم تصنیف شده ۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہدیہ مجددیہ

کہ بروے لعنت خداے تعالیٰ باد کہ کتاب اجیا پیش خود داشته حاضر نیار  
 مردمان جو جوق جوق نسخ موجودہ بائنتال امر شیخ و سلطان حاضر آوردند بروز پنجشنبه  
 مجلس العتاد یافت فقہائی وقت دیدہ فتوے با عراق دادند و چنان قرار یافت  
 کہ صبح آن بروز جمعہ سوختہ شود در شب جمعہ کہ بیان بود شیخ ابوالحسن کہ مشہور  
 بابن حوازم ست بخواب می بیند کہ از باب جامع مسجد کہ ازان باب داخل مسجد  
 می شد بہ مسجد میرود و در رکن مسجد نورے دید و دریافت کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ  
 وسلم و ابوبکر و عمر شسته اند پیش این حضرات غزالی کتاب اجیا در دست  
 گرفته ایستادہ است و ابوالحسن را دیدہ گفت کہ خصم ہاست پس غزالی بہ روزانو  
 بر زمین نہادہ و چون کودکان برزانوزد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما رسید تا آنکہ  
 نزد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فائز گشت و کتاب اجیا پیش کردہ عرض شد  
 کہ ملاحظہ فرمودہ شود کہ اگر این بعت و مخالف سنت ست چنانکہ ابوالحسن  
 می فہم تو بہ کردم و اگر شے مستحسن است ازان لمن برکتے حاصل کن و از خصم من  
 انصافی بفرما سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ورق ورق تا آخر ملاحظہ فرمودند  
 و ارشاد فرمودند **وَاللّٰہِ اِنَّ ہٰذَا شَیْءٌ کَحَسَنٍ** پس ابوبکر اورا گرفت همچنان  
 معائنہ ساخت و بر زبان آورد **وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ**  
**اِنَّکَ لِحَسَنٌ** پس عمر گرفت و بعد معائنہ همچنان گفت پس سرور عالم صلی اللہ علیہ  
 وسلم حکم کرد تا پارچہ از جسم ابوالحسن برآند و برو حد فتری نافذ کنند چون حکم  
 بعد تجرید از ثوب پنج تا زیانہ زدہ شد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لب بہ شفقت  
 کشادہ کہ ابوالحسن اینچہ گفتہ بطریق اجتہاد و سنت و تعظیم سنت گفتہ غزالی ہم

فہم کنانہ این ہم ہست  
 غزالی کہ در کتابی ہست  
 در حدیث مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 تاوست ۱۱ ۱۲





شیخ کلیم اللہ جہان آبادی ہستی کہ از مشاہیر وقت خود بود در مکتوب نو دہشتم  
 می طرازد کہ چون فقیرے شہرت پیدا می کند عیب جو بیان و عیب بیان  
 برائے آزار خاطر او فکر تامی کنند می خواہند کہ رونق بازار او بکاهد  
 و آن معزز از کاوشش این ہا محقر شود این منی دانند **وَاللّٰهُمَّ تَمِّمْ نُوْرَهُ وَاوْکُرْ**  
**کِرَّهَ الْمَشْرِکُوْنِ** سلطان نظام الدین اولیاء مردم بر سر منبر و شام میداوند  
 و حضرت سلطان جویراں مجلس حاضر سے بودند روزے کار از حد گذشت  
 بعض بیدان شکایت بہ خدمت حضرت آوردند کہ زیادہ ازین تاب ندریم کہ  
 ذم حضرت بر سر منبر بشنویم ما کشتہ خواہیم شد حضرت فرمودند کہ قوم بہرامی گویند  
 ما عفو کردیم شما طفیل عفو مانیز عفو کنید و این رباعی بر زبان مبارک رانند

### رباعی

ہر کہ مار را رنج سازد در آتش بسیار باد	ہر کہ مار ایاں بود ایزد او را یار باد
ہر کہ خاری افکند در راہ ما از دشمنی	ہر گلے کز باغ عمرش بشکند بی خاباد

شیخ محی الدین بن عربی گوید کہ او در شہر فارس با قطب وقت ملاقی شد  
 مردمان در پہلے انکار او بودند و دست راست او بریدہ بود چون قطب  
 وقت را معلوم شد کہ شیخ اورا شناختہ حکم کرد تا راز برکے فاش نہ کند  
 شیخ قبول داشت و گفت کہ اینچہ بر شما از دست مردم جفا ہامی رود بر ما خصلے  
 شاق می گزر و قطب لب بہ پاسخ کشاد کہ اسے محمد اگر تامی مردم شہر شخص متکبر  
 فی المقام را ایزاد ہند حکمش آنست کہ جانورے کوہ را بہ مدت ما از مکان خود  
 حرکت کند تا ہم شعر او در لطائف المنن فی نگار و زمین ہننا کان سیدی

۱۰  
 السنتان نام کنندہ نوز  
 قوست اگر بکنند  
 نام ایشان شوند از ان ۱۱





مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ از اقوال مشائخ سے فرماتا اقل عقوبۃ المنکر  
 علی التالیحین ان یخبروا منکم عن حق او کذبہ علیہ سؤء الخاتمۃ  
 شیخ محمد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس گوید کہ یہ چکس رائے زسد کہ انکار اولیاء  
 کتبہ بادی الرای چہ ایشان در فہم و کشف مراتب عالی دارند گاہے یہ شنیدہ ام کہ  
 کسے از اولیاء اللہ حکمی کردہ باشد کہ ہاوم دین باشد مثلاً وضو یا نماز یا دیگر فرض مستحب  
 را منع کردہ باشد بستہ ایشان کلام دقیق میگویند کہ فہیدن آن دشوار باشد و نیز گفتہ  
 کہ قوم گاہے بقامات و درجات علوم مجہولہ رسند کہ تصریحے از ان در کتاب سنت  
 نیست لیکن علماء عالمین گاہے بمقتضای استنباط و حسن ظن ایشان باز مرہ صالِحین  
 آن را بر کتاب و سنت عرض کنند کار ہر کس نیست کہ ہر گاہ کلامے بہ شنود کہ از در فہم  
 او خارج باشد بآن خیال نیک پیدا کند بلکہ بر خے از ایشان بر صاحب آن قول لب  
 انکار سے کشاید و خلیق الانسان یخجل لابی العباس بن شریح کہ منکر صوفیہ  
 در مجلس ابے القاسم جنید آمد تا از و کلامے شنود کہ از صوفیہ شائع گشتہ بعد سمع کلام  
 ہر گاہ مراجعت کرد کیفیتش پرسیدند گفت من ہیج نہ فہیدم الا ان صوت الکلام  
 لیست بصوتہ منبطل نیز گفتہ کہ چنان کہ بہ اولیاء اللہ کرامات عطا کردند کہ فرع  
 معجزات است پس درین چہ باک است کہ با ایشان عیالے عطا فرمودہ کہ از فہم آن  
 فحول علماء قاصر بودہ اند شیخ الاسلام مخزومی گفتہ کہ ہرگز جائز نیست ہیج عالمے را کہ  
 بر صوفیہ انکار کند تا آنکہ بر طریق ایشان رود و افعال و اقوال ایشان را مخالف کتاب  
 و سنت یا بد صرف بر بنای کلامی کہ مردمان با ایشان منسوب کنند انکار ایشان روان  
 بود بر منکر ضرور است کہ اقل درجہ ہمتا و امرانگہ دار و پس از ان اورا انکار میرسد

مع کسب انوار  
 اولیاء اللہ شکران  
 کتبین عقوبت  
 شان ان است  
 در کتاب سنت  
 نماند و گویند کہ ایشان  
 وقت ستم فانی  
 از ہر دو ہر کس  
 بطلان صحت  
 اورا انکار نیست  
 عیب بطلان

















در ۵۳۶ بود منقول است که آن حضرت بقصد سیر و گشت بیابان و دشت کابل متوجه شدند روزی از قریه به قریه آخری تشریف فرما بودند که در میان راه آفتاب گرمی کرد و از حرارت هوا و گرد و غبار تشنگی و ماندگی بر مخدوم زاده بزرگ رحمہ اللہ و دیگران کہ پیاده در عنان میرفتند غلبه نمود اما از غایت ادب جرأت عرض نداشتند درین میان حضرت ایشان بجز خودی مولانا محمد یوسف سمرقندی کہ از قدمار اصحاب آنحضرت بود خطاب نموده فرمودند ہما با حرارت آفتاب و تراکم غبار یاران را ایذا میدہد مولانا معروض داشت چون معلوم و کشف حضرت ایشان است چہ حاجت بعرض مخلصان است حضرت ایشان تبسم نموده گوشہ چشم حق بین جانب آسمان کردہ چیزی در زیر لب گفتہ قدمی چند زرفتہ بودند کہ قطعہ ابر ظاہر شد و محاذی ایشان و اصحاب ایشان آمدہ سایہ افکند و بہمان مقدار کہ غبار فرو نشیند و بہ طول نہ انجامد متقاطر شد و شمالی بغایت اعتدال وزیدن گرفت منقول است یکی از اہم ازادہا را سلطان وقت بہ غضب تمام از لاہور طلبید کہ از و تقصیرات بوقوع آمدہ از مشاہدہ کثرت غضب سلطان حاضران را عقیدہ آن بود کہ بجز رسیدن ادا بزیر پاسے پیل افکندوی نیز این معنی را در یافتہ سخت ہراسان گردیدہ بود چون بسہر نہ رسید بخدمت ایشان کہ غائبانہ اخلاصی داشت آمدہ بزاری تمام التماس حمایت نمود ایشان فرمودند انشاء اللہ سبحانہ خاطر جمع باشید کہ بیج مکر وہی نمیرسد بل سلطان التفات و مہربانی ہا خواہد نمود وی از غایت اضطراب معروض داشت کہ انچہ در حق این مخلص بزبان مبارک رفت آن را بزبان قلم نیز بیارند و آن رقمیہ را بہ من بسپارند کہ مرا اطمینان تمام حاصل گردد چون بساغہ نمود حضرت ایشان تبسم نمودہ نوشتہ دادند کہ چون فلان از خوف غضب سلطان کہ نمونہ غضب الہی است بہ فقر رجوع نمود فقرا او را در ضمن خج و گرفت ازین ہنک کہ را میدید بعد از

مرخص فرمودن او و بچندین روز یکی ناگاہ خبر آورد کہ این شخص را سلطان آزار داد و وہ  
 بزندان فرستاد چون خبر بسمع حضرت ایشان رسید قسم نموده فرمودند در نظر بعض فقرا  
 چون قلیق صبح در آمدہ کہ وی از سلطان شفقت و عنایت بیند این خبر کہ میگویند بدقی  
 ندارد تا بعد از دو سه روز خبر رسید کہ آن فرد ہمین کہ بنظر سلطان در آمد سلطان بخندید و  
 از روی نصیحت کلمہ چند با و در میان آورد و ناگاہ بالتفات تمام خلعتش داد و خصمت فرمود  
 منقول است یکی از سلاطین زاده ہاربا دشاہ وقت در زندان کرد و برای ملک بقتل آن  
 مقرر شد آن بیچارہ ہر سودست و پامی زد بہ فقراتیر رجوعی نمود در ان اثنا حضرت  
 ایشان بہ آگہ تشریف فرمودند مجوس بالوس یکی از مخلصان منظور حضرت ایشان را  
 کہ آشنای قدیم او بود طلب نمود و بزبان او از حضرت ایشان توجہ خاص انخاص  
 براسے ربائی و خلاص خود نمود آن عزیز آمدہ بہ نہایت تضرع و احوال التماس اورا بضر  
 رسانید ایشان آن شب متوجہ شدہ فروداش فرمودند کہ با و مژدہ رسان کہ از قتل  
 خلاص شدی و از حبس عنقریب ربائی خواہد یافت این مژدہ با و رسانید اما ویرا غلبہ  
 اضطرابی کہ داشت اطمینان تمام روے ندا و بیکی از مجازیب معتبر کس فرستاد  
 التماس خلاصی خود از توجہ او نیز نمود و آن مجذوب را بر زبان رفت کہ خاطر جمع دار  
 کہ دیدم کہ قلاب یکی از اکابر نقشبندیہ آمدہ ماہی او را از گرداب ہلاکت کشید مقارن  
 آن سلطان زادہ از حبس خلاص یافت منصب رسید منقول است کہ در سفری حضرت  
 ایشان بہ رباطی فرود آمدہ بودند بناگاہ بیاران فرمودند کہ مزی گروید درین شہر امروز  
 بیہ روی خواہد داد و در عامہ اہل شہر سہرابت خواہد نمود بیاران ما یکدگری را خبر کنند کہ  
 ہر یک دعای ما توره دستہ اللہ الذی لا یضر منع استہ شیء فی الذکر و لا فی التمام کویت





در ذکر حضرت مجددی می طراز و از متاخرین مشائخ و صاحب ریاضت و مجاہدت و خوارق و تصانیف اند و در او اخرا مال بعضی بر شیخ تہمت کردند کہ شیخ میگویی مرتبہ من زیادہ است از خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افترای مخالفان است بر شیخ چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات و ستگاہ حقائق و معارف آگاہ افضل فضلالی عصر علامی ہمامی استاوی حضرت میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین کہ میفرمودند کہ ولعقتے مارا عبور بہرند و واقع شد و کیف ما اتفق ملاقات شیخ احمد روی داد و در اثنا سے ملاقات بخاطر گذشت کہ اگر شیخ را کرامتی است باید کہ مردم آنچه از ایشان بیان میکنند خاطر نشان من سازند و دیگر آنکہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی امکانی مرید میگرفتند دیگر آنکہ خواجہ خاوند محمود چہ اعتقاد دارند چون ساعتے پیش شیخ ششم جزوی از زیر مسند خود بمن دادند کہ مطالبہ نمایند چون آنرا تمام بدیدم بمن گفتند ازین چیزی ظاہر میشود گفتم ازین خود ہیچ ظاہر نمی شود و آنچه درینجا است درست است

سہ روزی در سفر گلبرگہ فقیر حیرت را انجناب شاہ معروف صاحب قادری کہ از مشاہیر مشائخ حیدرآباد نظام دکن بودہ اند اتفاق صحبت افتاد قال قال ذکر تحریر ہدیہ مجددیہ بیان آمد جناب شاہ صاحب بر محنت فقیر تحسین کشادند و فرمودند کہ ملت مشائخ انتصار پیران وقت از واجبات است و از واقعات خود بیان فرمودند کہ ایشان در عنوان مشابہ بر واقعات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ متوجہ شدند و بہت نہ سال جلوی خیمہ برخواستہ اتفاقاً نواب شکر جنگ بہادر گزاز امرای حیدرآباد و دیگر برای ملاقات شاہ صاحب تشریف فرما شدند و مجلس خیمہ ما کہ پیش نظر شاہ صاحب بود در وقت از کینیتش استفسار نمودند چون معلوم شد کہ تحریر شاہ صاحب است بر حضرت مجددی نواب صاحب فرمود کہ صد در این محل از حضرت شاہ صاحب خلی مستبصر است مناسب است کہ درینجا ہتھارہ کردہ بر بشارت عمل نمودہ شود شاہ صاحب ہتھارہ شروع کرد چون نواب رفتند می بینند کہ ایشان در صحرائی قی و دوق وارد آمد و در آنجا دوازده تن از اقطاب سر بر اقبہ فرود بردہ اند ایشان السلام علیکم گفتندی از اقطاب انشا عشرت سر از جیب ہتھارہ بر آوردہ جواب سلام دادند چون از ملاحظہ حال معلوم میشد کہ این اقطاب با خطا کسی نشستہ اند کہ بزرگی نورانی صبح و خیر بلند بالا لباس سفید و اردو حال ایشان شدہ اقطاب خوش حال شدہ بہ نظیر فرماستند شاہ صاحب را معلوم شد کہ حضرت مجددی آنکہ بودہ اند بہمان طلب کہ نواب سلام پرور داشتہ بودند جسارت نمودہ اشارت بہ شاہ صاحب کردہ عرض داشتند کہ این شاہ معروف اند کہ بخیر بر ایداد حضرت معروف ما حضرت مجددی نظر خیر ایشان انداختہ تا آنکہ از فرط اندامت غرق شدند چون بیدار شدند جان وقت مجلس خیمہ در آنجا نشستہ

دقیقہ از نواب شکر جنگ بہادر زین سہ خطاطی خاندان

گفتند پس بر این که آنچه از او واقع شده همین است و باقی اقرار است باز بعد از اسامی گفتند که روزی خود  
 خاوند محمد با نجا آمده بود و نگفتند که خواجه باقی اجازت صبح از پیر خود ندارد بجهت آنکه روزی مولانا خواجگی  
 انگلی خریزه می خوردند و قاج قاج را خود بریده بدست حاضران و مزیدان میدادند  
 و خواجه باقی ندادند اصحاب گفتند خواجه نیز حاضر اند مولانا خواجگی انگلی فرمودند ما خریزه  
 با و درست دادیم خواجه باقی ازین استنباط کردند که مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم  
 این چنین نیست چرا که ما هرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نشنیده ایم بلکه خواجه  
 باقی ابامی کردند که این کار از دست من نمی آید و این بار را من نمیتوانم برداشتم و مولانا  
 خواجگی میفرمودند که ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندی از ریش  
 سفیدان نیز گفته اند که ما در آن مجلس حاضر بودیم که مولانا خواجگی اجازت ارشاد و خواجه باقی  
 دادند خواجه خاوند محمود گفتند بس ما غلط شنیده بودیم و بعد از آن شیخ احمد فرمودند که آنچه  
 از مزیدان خواجه خاوند محمود و بایشان اعتقاد دارم خواجه آنچنان نیستند و من آن عقاید  
 بخواجه ندارم هر سه سوالی که در خاطر حضرت اخوند گزشته بود شیخ جواب دادند منقول است  
 چون علامه الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبدالحکیم سیال کوٹی در اوائل  
 یکے از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را بخوابید که روی آیه **قُلِ اللّٰهُمَّ ذَرِبْهُمْ**  
 بمی خواند به مجرد شنیدن این آیت جذب شیخ و شوق الهی مجددی در وی اثر کرد و  
 قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز به تصور  
 شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمد و بدرجات والار رسید  
 منقول است شیخ نظام لاهوری قدس سره که از اعظم خلفای حضرت مجدد است او مستاد  
 شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحب زاده شیخ بود قبل ازین بیعت به ثاندان شاه



کمال کیتھلی قادری داشت چون عالم بتجر بود هر دو صاحب جزا از تعلیم عالم ظاهری از وی  
 بگردن روزی در محفل خلد منزل حاضر بود که حضرت شیخ مجد را از راه مکاشفه احوال  
 شیخ ظاهر ظاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصی از حاضرین این حلقه طوق کفر  
 بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین خواهد برگشت و من بر پیشانی  
 وی لفظ هو الکافر نوشته می بینم باستماع این معنی یاران که حلقه بندگی و اخلاص بگوش  
 جان میداشتند نهایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ بزرگ مستفسر این حال شدند  
 که آیا ازین تمام اهل حلقه آن بے نصیب که باین بلا مبتلا خواهد شد کیست و نامش چیست  
 فرمود که آن شیخ ظاهر است یاران مجلس بظهور این معنی متأسف شدند مگر احدی این  
 سخن بگوش شیخ ظاهر نرسانید آخر کار بعد چند ماه شیخ ظاهر بزرگ کافر و عاشق شد و طهارت  
 اسلام را مبدل بنجاست کفر ساخت و زنا را ارتداد بگردن جان او نخت چون شیخ  
 ظاهر او ستاد حضرتین عالمین بود از وقوع این حال بسیار غم و الم و امتگیر مال هر دو صاحب جزا  
 بلند اقبال شد آخر روزی بوقت خوش بخندست و لذت بزرگوار عرض کردند که او ستا و ما  
 غریق دریا بے کفر شده است توجه فرمایند که باز مشرف باسلام گردد و فرمود که هر چه شدنی بود  
 شد که در لوح محفوظ بقی او همین مکتوب بود آخر هر دو فرزند سعادت مند در باب مغفرت  
 شیخ ظاهر از بس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان و بلند دست و عار بجنا  
 کبر یا بردشت و عرض کرد که آهی حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی فرموده است که  
 هیچ کس را بر قضای مبرم دست قدرت نیست مگر ما چون یکی از دوستان خود را این  
 مرتبه عالی کرامت فرمودی من هم امید دارم که بواسطه من از شیخ ظاهر این بلا ازلی  
 بگردنی احوال تیر و پاهندف اجابت رسید و شیخ ظاهر از خواب غفلت مستی عشق مجازی

نائب حضرت غوث  
 مستفی است از بیان این  
 جزا اسرار از ان اراد  
 است و فرستاده اند از این  
 بیروت مستور و توفیق  
 از قزوین رازی و  
 از تبریز و مشهد  
 چون سال پنجم غوث  
 بود سال وفات او  
 در شب بود در خواب







موقوف شد و شوق و اشتیاق و وجود جنات و تصرع یکطرف ماند هر چه هست در قلب و روح  
 و سر و مخی و انخی و عناصر بدن است تا آنکه الوار و تجلیات از باطن خود می افتد و رفته رفته بمقام  
 خلعت می کشد معنی محبت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلعت یارانہ است  
 و سابق عاشقی و معشوقی بود درینجا آرزو و نیاز از جانبین است و سرگوشیها از طرفین واقع  
 میشود و در عاشقی لغز و بیتابی و سر برد و دیوار شکستن و در معشوقی غمخ و دلال و فرزند مباحث  
 بوده است اینست طریق خلعت بطریق اجمال و اگر تفصیل آن کس خواهد با اتباع مجددین  
 چند سال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا میشود و برای  
 طرق سابقین انہی علماء بشار الہم بالبنان کہ در طول باع نظیر خودنداشتند بجا حفظہ  
 بر این سباطہ و حج قاطعہ بہ مجددیت حضرت ایشان رحاب کشاوند چنانچہ مولانا عبدالحکیم  
 سیالکوٹی و مولانا جان محمد لاہوری و مولانا عبد السلام دیوکی و غیر ہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین  
 در تجریات و تقریرات خود ما حضرت ایشان را تجدید الف ثانی گفته اند صاحب جواہر الحقائق  
 در کتاب خود می آرد امام ربانی شیخ احمد پھرنندی از اکابر صوفیہ است و جامع علوم ظاہری و  
 باطنی و صاحب مقامات غیبی و کرامت جلیبہ است اکثری از علماء و عرفا و اربزرگ داشته اند  
 فاضل محقق مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بر مجددیت وی رفته و مجدد حادی شتر گفته است و مشاہیر  
 عرفا و سلسلہ وی در ہند و سند و عرب و عجم خصوصاً در روم و شام و عراق و کردستان و دیگر

سلسلہ سنی مجدد الف ثانی نزد ایشان و توابع ایشان اینست کہ واسط فیض ولایت درین ہزار دوم وجود مبارک ایشان است چنانچہ تحریر  
 فرمودہ اند کہ ہر من بکشوف ساقند کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ و جناب سیدہ رضی اللہ عنہا واسطہ فیض ولایت مطلقا اند اگر چہ از یک  
 ام سابقہ باشند و بعد از ایشان تا ائمہ اثنا عشر بہین منصب قائم است پس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نیز ازین دولت علمی سرفراز  
 شدہ اند و بعد از ایشان بر سر الف ثانی حق سبحانہ تعالیٰ مراسم ازین منصب نائب ایشان فرمودہ و سرفراز باین خلعت نمودہ بعد ازین ہزار دوم  
 ہر کس کہ بظہر ولایت برسد واسطہ فیض اوست می ہاشم بخوشی من بیج ولی بولایت نخواہد رسید ما در المعارف

بدان درین زمان اشہار تمام دار و آوست که نشر الودع علوم و اسرار فرموده در شرح مقامات طریقہ از سابقین سبقت برده است و آوست که لفظ مقطعات قرانیہ معزز گشته و بحصول اسرار تشابہات فرقانیہ امتیاز یافته است و آوست کہ اسما را بنیاد بہ ہندوستان و تابعان ایشان بروی مکشوف گشته و مقامات و درجات ایشان را مبین ساخته است و آوست کہ باعلام الہی جلشانہ مراتب ولایت و نبوت و رسالت و کمالات اولی العزم و مقامات غلت و محبت بیان فرموده و مخصوصات سید انبیاء علیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام ظاہر نموده است قدس اللہ تعالیٰ روحہم و افاض علیہم فتوحہم انتہی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدر آبادی می طراز و ہر گاہ این معرفت پختہ شد و رفتہ رفتہ در فہم کلمات عارفان طریقہ مردم کج فہم راہ الحاد پیوندند و این معرفت غامضہ را وسیلہ ابطال شرک و تکلیفات نمودند و مذہب شیخ محب اللہ آبادی کہ ظاہرش قدم در وادی الحاد و میزند شیوع تمام و رواج مالاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سہرندی را بروی کار آورد و علوم غریب برایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحسار بالبار و الرطب بالیابس تا ہیئت اعتدالیہ در اذنان مردم جاگیر و باطل ممزوج بحق ارتفاع و امضا پذیرد و ہمین است مصداق معنی مجددیت انتہی اول کسے کہ حضرت راجد و الف ثانی گفت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بود و برکات احمدیہ میطر از راقم حروف گوید ہر ابرو دل خطور میکرد و اگر یکے از اعظم علمایے وقت این معنی را کہ حق سبحانہ حضرت ایشان را مجد و الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطہ بخدمت سلمہ دی از کار طراد و اعظم علمای ہمدون بود در علوم باطنی و حدیث و در علوم ظاہری فرید و ہر در تمامی علوم ماہر بود و در زمان دی و رباعیت کسے ہم پایہ او نبود و میرزا بہرودی دہلوی و محمود و جوہر غالب تہہ شاگرد حضرت ہرانا کمال الدین کشمیری است تصانیف صمدہ دارد کہ ہر بخش تجلن اقتادہ حاشیہ بیخاوی و مشیہ شدات می سج حاشیہ ثانیالی حاشیہ شرح شریہ حاشیہ مطول حاشیہ عبدالغفور مرغینہ الحالبین و غیرہ مولانا

تذکرہ مجدد و الف ثانی بود و در بیان مقامات و اسرار و علوم و اسرار فرمودہ در شرح مقامات طریقہ از سابقین سبقت برده است و آوست کہ لفظ مقطعات قرانیہ معزز گشته و بحصول اسرار تشابہات فرقانیہ امتیاز یافته است و آوست کہ اسما را بنیاد بہ ہندوستان و تابعان ایشان بروی مکشوف گشته و مقامات و درجات ایشان را مبین ساخته است و آوست کہ باعلام الہی جلشانہ مراتب ولایت و نبوت و رسالت و کمالات اولی العزم و مقامات غلت و محبت بیان فرموده و مخصوصات سید انبیاء علیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام ظاہر نموده است قدس اللہ تعالیٰ روحہم و افاض علیہم فتوحہم انتہی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدر آبادی می طراز و ہر گاہ این معرفت پختہ شد و رفتہ رفتہ در فہم کلمات عارفان طریقہ مردم کج فہم راہ الحاد پیوندند و این معرفت غامضہ را وسیلہ ابطال شرک و تکلیفات نمودند و مذہب شیخ محب اللہ آبادی کہ ظاہرش قدم در وادی الحاد و میزند شیوع تمام و رواج مالاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سہرندی را بروی کار آورد و علوم غریب برایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحسار بالبار و الرطب بالیابس تا ہیئت اعتدالیہ در اذنان مردم جاگیر و باطل ممزوج بحق ارتفاع و امضا پذیرد و ہمین است مصداق معنی مجددیت انتہی اول کسے کہ حضرت راجد و الف ثانی گفت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بود و برکات احمدیہ میطر از راقم حروف گوید ہر ابرو دل خطور میکرد و اگر یکے از اعظم علمایے وقت این معنی را کہ حق سبحانہ حضرت ایشان را مجد و الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطہ بخدمت سلمہ دی از کار طراد و اعظم علمای ہمدون بود در علوم باطنی و حدیث و در علوم ظاہری فرید و ہر در تمامی علوم ماہر بود و در زمان دی و رباعیت کسے ہم پایہ او نبود و میرزا بہرودی دہلوی و محمود و جوہر غالب تہہ شاگرد حضرت ہرانا کمال الدین کشمیری است تصانیف صمدہ دارد کہ ہر بخش تجلن اقتادہ حاشیہ بیخاوی و مشیہ شدات می سج حاشیہ ثانیالی حاشیہ شرح شریہ حاشیہ مطول حاشیہ عبدالغفور مرغینہ الحالبین و غیرہ مولانا

تذکرہ مجدد و الف ثانی بود و در بیان مقامات و اسرار و علوم و اسرار فرمودہ در شرح مقامات طریقہ از سابقین سبقت برده است و آوست کہ لفظ مقطعات قرانیہ معزز گشته و بحصول اسرار تشابہات فرقانیہ امتیاز یافته است و آوست کہ اسما را بنیاد بہ ہندوستان و تابعان ایشان بروی مکشوف گشته و مقامات و درجات ایشان را مبین ساخته است و آوست کہ باعلام الہی جلشانہ مراتب ولایت و نبوت و رسالت و کمالات اولی العزم و مقامات غلت و محبت بیان فرموده و مخصوصات سید انبیاء علیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام ظاہر نموده است قدس اللہ تعالیٰ روحہم و افاض علیہم فتوحہم انتہی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدر آبادی می طراز و ہر گاہ این معرفت پختہ شد و رفتہ رفتہ در فہم کلمات عارفان طریقہ مردم کج فہم راہ الحاد پیوندند و این معرفت غامضہ را وسیلہ ابطال شرک و تکلیفات نمودند و مذہب شیخ محب اللہ آبادی کہ ظاہرش قدم در وادی الحاد و میزند شیوع تمام و رواج مالاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سہرندی را بروی کار آورد و علوم غریب برایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحسار بالبار و الرطب بالیابس تا ہیئت اعتدالیہ در اذنان مردم جاگیر و باطل ممزوج بحق ارتفاع و امضا پذیرد و ہمین است مصداق معنی مجددیت انتہی اول کسے کہ حضرت راجد و الف ثانی گفت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بود و برکات احمدیہ میطر از راقم حروف گوید ہر ابرو دل خطور میکرد و اگر یکے از اعظم علمایے وقت این معنی را کہ حق سبحانہ حضرت ایشان را مجد و الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطہ بخدمت سلمہ دی از کار طراد و اعظم علمای ہمدون بود در علوم باطنی و حدیث و در علوم ظاہری فرید و ہر در تمامی علوم ماہر بود و در زمان دی و رباعیت کسے ہم پایہ او نبود و میرزا بہرودی دہلوی و محمود و جوہر غالب تہہ شاگرد حضرت ہرانا کمال الدین کشمیری است تصانیف صمدہ دارد کہ ہر بخش تجلن اقتادہ حاشیہ بیخاوی و مشیہ شدات می سج حاشیہ ثانیالی حاشیہ شرح شریہ حاشیہ مطول حاشیہ عبدالغفور مرغینہ الحالبین و غیرہ مولانا

حضرت ایشان رسیده باین حقیر خطاب نموده فرمودند که مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم  
 عقلیہ و نقلیہ و تصانیف علیہ چون وی در دیار ہند نمی نماید کتابتے بمانوشتہ بود تبسم نموده  
 فرمودند یکی از ان فقرات مدحیہ این بود کہ مجد و الالف الثانی انتہی حضرت مجد داشتغال با  
 تصانیف ہم داشتند از تصنیفات حضرت ایشان است رسالہ تہلیلہ و رسالہ اثبات النبوت  
 و رسالہ المبدء و المعاد و رسالہ مکاشفات غیبیہ و رسالہ اداب المریدین و رسالہ معارف لہب  
 درین ذکر احوال و مقامات خاصہ خود بیان فرمودہ و رسالہ روشیہ و تعلیقات عوارف و  
 شرح رباعیات خواجہ عبدالباقی علیہ الرحمہ در ای آن مکاتیب حضرت ایشان رسالہ ہا  
 کہ ہر رسالہ از ان محتوی اسرار ہا است ہیچ یکے از متقدمین مثالی آن بچشم سر ندیدہ و احدی  
 از متاخرین بگوش حقیقت و معرفت نظیرش نہ شنیدہ است ہا و قبولیت آن امری است  
 خدا و او تحریرش ہمان داشتہ اش ہمان مکتوبات و تصانیف ہیچ از نگلیں باین غایت ہتر  
 نگردیدند اگرچہ در زمان حضرت مجد بعض حضرات لب با اعتراض کشادند و بعد از ان نیز سلسلہ  
 رد و انکار در از بود مگر بقدر انکار بلکہ مزیدی بر آن تائید غیبی در جہ شہرت و قبولیت افزود حضرت  
 مجد و علیہ الرحمہ با وصف کمالی کہ داشتند بہ جواب ہیچ معترض متوجہ نہ شدند بلکہ در مکتوب دو صد  
 و چہدم از جلد اول تحریری فرمایند از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نہ کشد کل تعالی علی  
 شکلیہ لایق آنکہ بمکافات و مجازات متعرض نشوند دروغی را فروغی نیست باعث کسادت  
 بازار آہنا کلمات متناقضہ آہنا خواهد بود و من کہ یجعل اللہ نوراً فمالک من نور شند کہ پیش دارند  
 و ہمان گوشند و از غیر ان چشم پوشند قل اللہ ثم ذلہم و خود ہیچ نہ انتہی از اسجا کہ از زمان  
 پستان پستان مسمول است کہ مردمان در پے ایزارسانی خاصان خدا فہند چنانکہ ذکرش کردہ  
 شدہ با حضرت مجید و ہم نیز دقیقہ از عداوت نامرعی نہ گزاشتند و بیشتر سبب ہیجان این فتنہ انکار

کتابخانه مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی  
 جامعہ اسلامیہ  
 لاہور



توحید وجودیست و اثبات توحید شهودی است چرا که از چهار صد سال یعنی از عهد حضرت شیخ  
 بن عربی رحمه الله علیه تا عهد مبارک ایشان ادعیه اسماع و اذعان مردم از منسله وحدت وجود  
 مملو بوده است و انکار حضرت مجدد بر توحید وجودی نه مثل انکار علمای ظاهر است بلکه از مقامی  
 که وجودیه تکلم می کنند تصدیق و تسلیم آن مینمایند این قدر هست که مقصود اصلی را فوق این مقام  
 میفرمایند و غیرتیه فی الجمله بین الحق و الخلق بهیچ که مخل وحدت وجود حقیقی که متحقق در خارج  
 حقیقی است نگر و ثابت می کنند به خلاف وجودیه که در میان حق و خلق عینیه اثبات مینمایند و  
 نیز چون بنا بر طریقه حضرت ایشان بر اتباع سنت است بطلت عین در پی انکار حضرت  
 ایشان شدند و چون جهانگیر با شاه بیشتر اوقات در حالت سکری بود و وقت رغبت  
 و التماس با اطلاع دادند که حضرت مجدد در مقام خود را فوق مقام صدیق اکبر گوید چون جهانگیر  
 تفتیش حال کرد حضرت امام ربانی لب به پاسخ گشادند که شما خادم را برای خدمتی خاص با یوان  
 خود طلب می سازید و آن خادم بعد طی مقامات امر اپیش شما میرسد باز به محل خود عود می کند  
 ازین خادم را نفوقی بر امر انمی باشد جهانگیر خاموش شد پس شخصی از حضار به جهانگیر گفت که تکر  
 این شیخ نگر بیستی است که ترا سجد نه کرد شما که نخل الله و خلیفه الله استی بلکه تو واضح معمولی هم  
 بجای آوردند پس جهانگیر حکم کرد تا به قلعه گویا مقید گردند

حال در ویش همان به که پریشان باشد | پر شود خانه ز نور شدید چو ویران باشد

سه بعض اهل تواریخ این را فتنه انگیزی روا فیض قرار داده که در عهد جهانگیر سر در داشته بودند چنانچه تفصیل در رساله انوار احمدیه مذکور گشته در  
 خزینه الاصفیا از مولوی غلام سر در چینی مذکور است ۱۱۰۰ جهانگیر بن اکبر با شاه پنجاهی تاریخ چاردهم ربیع الثانی ساله بر تخت سلطنت نشست  
 و تا بست و یکسال و هشت ماه و سیزده یوم باوشاهی نمود و پنجاه هفت سال و نوزده اوده یوم عمر یافت سلطان را با نور جهان زو به شیر انسانی  
 تعلق بود چون شیر انان خان بمرواز که مظهر زید و نو جهان برین نهایت بر مزاج شاهی مسلط شد که حکومت بادشاه محض برای نام بود و اجاره  
 احکام مالی و ملکی و فیصلجات و مهمات سلطان صرف متعلق نبات نور جهان میگم بود که یکسکه زر هم نام نور جهان میگم برین بیت مضر و شد سه

بجگانه جهانگیر یافت  
 زین بنام نور جهان با شاه  
 بجگانه چون نور جهان  
 بود در عهد جهانگیر  
 چون شیخ از بلاد  
 خراسان و ایران گردانید  
 زید و امارت کافر گردید  
 در صدر ایام سنیان  
 شادمانی نور ان شری  
 از با هم نهم  
 بنام نور جهان  
 از دست شیخ با ن  
 خطاب فرمودند  
 در این مقام ایستاد

شاہ جہان کہ عقیدتے با حضرت امام میداشت افضل خان و خواجہ عبدالرحمن زرا کہ از مقربان  
 و معدن شاہ جہان بودند با بعض کتب فقہیہ پیش حضرت فرستاد کہ چون علماء سجدہ تہمت را  
 برای سلاطین جائز داشتند اند اگر وقت ملاقات بہ سلطان سجدہ کنی من ضامن ہستم کہ  
 ضررے بہ حضرت نہ خواہد رسید حضرت قبول نہ داشتند و فرمودند کہ این رخصت است و غیرت  
 در ان است کہ سجدہ بہ غیر اللہ نہ کردہ شود چنانکہ این واقعہ را سید غلام علی آزاد بلگرامی در کتاب  
 سیمۃ المرجان فی آثار ہندوستان نگاشتنے

فِي طَرِيقِ الْعِشْقِ أَنْوَاعُ الْهَلَاكِ لَا كِزَّ الْقَلْبِ الْعَشُوقُ وَالْمُتَّكِنُ	أَيُّهَا الْقَلْبُ الْمُحْزِنُ الْمُدْبِتُ لَا لَا أَبَايَ فِي الْبَلَاكَ وَالْمُحْكِنُ
سہل باشد در رہ فقر و فنا رنج راحت دان چو شد مطلب بزرگ کہ بود در راه عشق آسودگی تا نہ سازی بر تو آسائش حرام غیر ناکامی درین رہ کام نیست	گر رسد جان را تعب تن را عینا گرد گلہ تو تیا سے چشم گرگ سر بہر در دست و خون آلودگی کہ توانی زد بر راه عشق گام راه عشق است این رہ حمام نیست
از بعض ثقات شنیدہ شد کہ ہر گاہ جہانگیر حکم نہیب خانہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ داد حضرت بہ احقاد خود امر فرمودند تا زینہار نسبت بادشاہ اسلام بہ دعائے بدل نہ کشائند	
شنیدم کہ مردان راہ خدا	دل دشمنان ہم نکرد تنگ
چون حضرت مجدد رحمہما اکمل ہیج سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام را از دست نہ دادہ بودند تقدیر الہی مقتضی جس وی کردید تا سنت یوسف علیہ السلام مودی گردید	
آہنہا کہ پاسے در زہ مولا نہادہ اند	کام نخست برسد دنیا نہادہ اند

شاہ جہان جہانگیر  
 بت در شہر بیست  
 و سبب در سبب  
 انتقال کرد  
 او ہفتاد و دو ہفتاد  
 سلطنت سی و دو سال  
 و جزاہ اسلحہ  
 عشق ہوا ای تمام درین  
 ہست ای غیب گویں و بند  
 لکن قبی کما شتی آفاق  
 باندہی باشی و جہانگیر  
 از بار رخ آزار نہ

<p>پس چون فرشته روی به عقبی نهاده اند طوبے ہم کہ بر سر طوبی نهاده اند و طشت سر بریده چو یحییٰ نهاده اند و آخر چو باد بر سوسے مولا نهاده اند</p>	<p>آورده اند پشت برین آشیان دیو آن طوطیان زه چو قدم بر گرفتند زادره و ذخیره این وادے مهیب اول بزیر پاسے سگان خوار گشته اند</p>
---	--

اھروہم اول کسے کہ درین وادی قدم اعراض نهاده شیخ عبدالمحق دہلوی اند کہ از مشاہیر  
علمای حنفیہ دیار ہند بود شیخ معاشرت یا حضرت مجد و علیہ الرحمہ داشت و این معاشرت را  
باین وجہ کہ ہر دو از مقتبسان الوار بارگاہ حضرت خواجہ باقی بالمد علیہ الرحمہ بودند قوتی  
گردیدہ پس شیخ بحکم اصل المتعاصم من المناقرۃ در بدو امر رسالہ بر حضرت مجد و تحریر کردہ  
پس آنکہ حضرت شیخ در آخر رسالہ ناخوشی خود باین عبارت ظاہری فرماید کیاری شنیدہ شدہ کہ  
کہ نسبت بہ فقیر این آیت نی خواندہ و ان یک کا ذبا فضلیہ کن بک و ان یک صبا قلیہ بک بعض  
و ظاہر است کہ طعنہ های معاصر قابل اعتماد نباشد چنانکہ حافظ ذہبی کلام اقران را قابل اعتماد  
نداند در سیر اعلام النبلاء مذکور است ہذا من کلام القرآن الذی لا یسمع ابن ہمد در حاشیہ  
ضوء لا یمح فی اعیان القرن التاسع و تحت ترجمہ علامہ سیوطی نگار و الذی اذین اللہ  
ان ما قال کل منہما فی صلحہ لا یجوز بہ کما قالہ العسیرین بعضهم فی بعض ہر گاہ در علامہ سیوطی  
و سخاوی بسبب معاشرت این چنین اتفاق افتد بہ دیگران چہ رسد و علامہ ابن حجر مکی در  
خیرات الحسان از ابن عباس روایت کردہ است سمعوا کلام العلماء ولا تصدقوا بعضهم

شیخ عبدالحق از مشاہیر علمای دہلی است در مجرم ۱۰۵۰ قدم در دنیا نهاده و قبل بلوغ بیشتری از علوم حاصل کردہ و ہجرت کردہ و دو سال قرآن  
یا کردہ و بر مسند افادہ نشست و در عنوان شباب بحرین مجتہدین رسیدہ از عبد الوہاب متقی پنج سہیل علم حدیث باطن مالوف خود مراجعت نمودہ تا  
پنجاہ و دو سال بہ تعلیم اولاد و طالبین مشغول شدہ تصانیف صغیر و کبار وی تا صد میرسد و در شہرت شیخ موسی قازری خرقہ قادرہ زیستن  
ساختہ در شہر طرط خرمودہ عمرش قریب بعد سال رسیدہ بود ۱۰۵۰ الفصول اللامہ تصنیف شمس الدین سخاوی است المتوفی سنہ ۱۰۵۰

امروز ہمزوز کردہ ہستہ اسرار شیخ عبدالحق  
المتوفی تاج افغانی در ۱۰۵۰  
تلاش دوران بیاد شیخ  
سخاوی مذکور کہ است  
تلاش طریقت بان صاحب  
کہ از ہجرت ہجرت  
تلاش قابل حجاب نیست  
تلاش قول و دعا صاحب  
دیگر است اسرار انوار  
احسان ان صاحب انوار  
سازدیت شیخ ہمزوز  
کسی التوفی سنہ ۱۰۵۰







ذوق و وجدان و غلبہ چیزی افتاده است کہ زبان از تقریر آن لال است **اللَّهُ مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ**  
**وَمُبَدِّلُ الْأَحْوَالِ** شاید ظاہر بیان بر استبعاد است من نمیدانم کہ حال چیست و چہ مثال است  
و در مکتوبی طولانی با و لا و خود بدین مضمون نوشته آنچه مسودات اعتراضات بر کلام میا  
شیخ احمد سلمہ الدتعالی نوشته ام ہمہ را در آب بشویند غباری کہ بہ نسبت ایشان بخاطر رسیده  
بود بصفا انجامید انتہی حضرت شیخ در آخر رسالہ می فرماید بعد از آنکہ آوازہ کمالات شمس  
در میان است آن نیز میگویم خداوند این مرد از کمالات خود این چنین خبر میدہد اگر صادق  
است ما را دلیل صدق و حقانیت او الہام فرمایا و اقتصرتی در ما پیدا آید کہ رفع شبهہ و التباہر  
کند انتہی بہنا حق تعالی حل شانہ و غای اورا قرین اجابت فرمود تا آنکہ بسبب نکشاف حقیقت  
امر از تحریرات خود رجوع نموده شیخ در رسالہ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفتنہ و التصوف کہ بغفور  
شرح قواعد شیخ عبدالوہاب متنی است می نگارو کہ انکار از اقوال متصوفین گاہی بمقتضای  
اجتہاد و معترض میباشد گاہی براسے قطع ذریعہ یعنی ضلالت عوام کہ ظاہر شریعت را از دست  
دہند گاہی بسبب عدم فہم تحقیق مطلب مگر این را علماء نسبت خود کے با و دارند گاہی بسبب  
قصور مواد علمیہ گاہی بسبب جہل از غلت گاہی بسبب بودن مقام از بہات گاہی بسبب غنا و  
و استکبار بر ناظرین رسالہ شیخ نیک پیدا است کہ باشتنای صورت اول و ثانی ہمہ و داعی انکار  
در ایرادات شیخ موجود است رجوع وی محض از توفیقات باری نیست بل شانہ و انحراف با و کہ  
ہر گاہ پیش حضرت شیخ اعتراضها از غبار خاطر سر برداشته اند و بعد صفای قابل شستن متصور  
شدند پس لیاقت آن ندارند کہ در معرفہ اہل صدق و صفا پیش کردہ شوند کہ کیفیت رحمت  
شیخ اہل انکار از بہان عصر مشہور و معروف است و بعض کلمین سلسلہ پشتیہ در بہان قرب  
زمان تصدیق آن کردہ اند شاہ فتح محمد فتحپوری چشتی در مناقب الغارین آورده کہ چون براقام

کتاب فتح مشتیہ ماہی  
و مناقب الغارین  
مکتوبہ اولیایین  
است لال علی خطیہ



احوال شیخ احمد کابلی رسیدم و مکتوبات او را مع معارضات شیخ عبدالحق دهلوی ملاحظه کردم تحیرم  
افزود که چه نویسم با وجود صدر و چنین کلمات کفر و حق ختم المرسلین صلی الله علیه وسلم و امانت  
او بسیار که ارض و سما بر علو مرتبه آنها شهادت میدهد همچنین اکابر مثل شیخ آدم بنوری و دیگر  
کسانی که در سلسله وی داخل اند اکثری علماء و محدثین صاحب حال و قال اند چنان اتباع  
کردند خصوصاً علماء بلخ و بخارا و کابل که در تدین و صلابت دین نظیری ندارند اکثری بهمین  
سلسله متمسک اند پس برای تفتیش حال وی قصد دہلی کردم و از شیخ نورالحق بن شیخ دہلوی  
ملاقاتی شدہ ہستفسار حال وی نمودم بہ تحقیق پیوست کہ شخصی حسن خان نامی از قوم افغان از  
مردمان شیخ کابلی چیزی از وی آزر دگی پیدا کردہ مسودات مکتوبات شیخ را کہ نزد وی بود از ان  
تحریف کرد و بہت نسخہ نویسانیدہ جا بجا منتشر گردانید چون نقل مکتوبات شیخ دہلوی کہ از خلفا و شا  
عبدالباقی بود رسیدہ کمال متوحش شدہ مکتوباتی در رد آن اقوال کاذبہ بشیخ کابلی نوشت بسیار  
زجر و توبیخ کرد از انجا شیخ کابلی مسودات خود را کہ دستخطی بودہ بجنسہ نزو شیخ دہلوی فرستاد و  
نوشت کہ معاذ اللہ کہ از من چنین کلمات بصدور پیوستہ باشد یکی از مردمان من مردود  
بطریقت گشتہ این فتنہ برپا ساخت و مرا ہدف برناؤ پیر نمود و آخر بدعای من گرفتار شدہ و بخارا  
در تحت ارتداد کشتہ شد بعد در یافت آن شیخ دہلوی در توصیف آن مقال و اعتذار عدم  
علم بدین حال مکتوبی نوشت چنانچہ آن مکتوب شیخ دہلوی دستخطی شان ملاحظہ کردم و اکھ لہ  
علی ذلک و اگرچہ نزد وی زمرہ اہل وجد و سماع از جنس فساق ایم لیکن بکلمۃ المؤمنین خیر  
راہ انصاف پیورہ در پی تفتیش حال وی شدیم انتہی ہمانا و جہ رجوع ہمین باشد کہ مولوی  
غلام سرور چشتی در خزینۃ الاصفیامی نگاروشیخ عبدالمخالف سرہندی میفرماید کہ شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی کہ اعلم علماء دہلی بود بجزرت شیخ مجدد نزان داشت روزی من بتقریب ملاقات

کتاب نور الحق فی تفسیر  
ابو جعفر شیخ عباسی  
محدث دہلوی است  
در علوم غامضہ و کرامت  
و سلسلہ قادریہ و سید  
غلیبہ بود من بجزئیات  
تواریخ و رسوم و کرامت  
مجدد نزان حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ و آلہ  
و سلم اشارت فرمایند  
شکات سلسلہ نقشبندیہ  
مجدد در سلسلہ نقشبندیہ  
دقت کردہ شیخ محمد  
سوم بوسیله انصاف  
از کلمہ تصانیف انصاف  
دقت ہی بقول محمد  
عظیم بودہ است  
عظمت انان بدو و بنی  
را بجز



فصوص و فتوحات و امثال آن میفرمودند که از وضاحت آن مخطوط باید شد و در مبهات  
 و موهبات آن خوض نباید کرد و میفرمودند در بنیادهاست شکر اندو کرده اگر کسی را از  
 آنها احتراز ممکن باشد مطالعه آن مبارک است و الا محل خطر است آتی و در رساله صدق اثر  
 و الدوام فی طلب المقصد المرام تحریر میفرمایند در مشکلات و مبهات و موهبات قوم در نیفتد  
 چون سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر بر درک و وضاحت و متفقات برگارند حفظ و سلامت  
 در نیصورت است و باقی محل خطا و خطر است و ذلک اصل عظیم آتی چون شیخ رحمه الله  
 در تالیفات خود از منع تاویل مبهات و موهبات اعتراف کرده است پس استفسار مبهات  
 و استدراک از چه معنی اختیار نموده است و همین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی حکیم  
 قال فی الباب العاشرین الفتوح المکیة فینع للعاقل المنصف ان یتسلم لیلو القوم  
 ما یخبرون به فان صدقوا فی ذلک فذلک هو الظن بهم و انتفع من تسلیم التسلیم  
 حیث لم یزد و اما هو الحق فی نفس الامر وان لم یصدقوا لیس ضرر من نفع و حیث  
 لم یصدقوا لیس لهم به قطع و رد و علی ذلک الی تعالی و قول الربوبية حقها و اذا کان ما قاله اولیاء الله  
 یعنی عاقل منصف را باید که آنچه از ایشان می شنود آن را تسلیم کند مقتضای ظن بایشان همین است  
 که قول ایشان تصدیق نموده شود ازین تسلیم منتفع به شوند چه امر حق را تسلیم نمودند و اگر تصدیق  
 نکنند و علمش تفویض بر باری تعالی بمانند درین هم مضائقه نیست اگر اقوال اولیاء الله  
 ممکن بود و در آن مجال نباشد پس تسلیم اولی است هر گاه کار عاقل این است که اقوال  
 اولیاء الله را تسلیم کند هر آنچه ممکن باشد و الا در آن خوض نکند و علمش مغرض بجناب باری  
 نماید پس احتیاجی باستفسار و استکشاف نماند در حقیقت مشار صد مبهات حال صحیح و نسبت  
 درست و نیت صادق میباشد که مشاهد آن جمال سوخته بلبل فار در سخن می آرد

و ما یخبرون به فان صدقوا فی ذلک فذلک هو الظن بهم و انتفع من تسلیم التسلیم



دل کہ دلبر وید کے ماند ترش	پیلی گل وید کے ماند خمش
----------------------------	-------------------------

پس تسلیم بالوقف ضرور اقتادیم بسبب غلبہ حال و استیلائی و جد قدم ثبات از جای می لغزو و عنان ضبط و اختیار از دست می رود و نظر صرف بر مخی و روح عمل کہ حضور و اخلاص است مقصود میگرد و هیچ نماظ بر قبح شرعی نمی باشد و منشاء عروض این احوال و اقوال مختلف با استعداد و طباع است بعضی را از صفای عمل و ذکای نفس منبج و برخی را از نور ذکر و تصنیف قلب و نبذی را از سلطان مشاہدہ و جلا روح کما هو فی حجبہ مشرق النصار است کہ اول در شان قائل مقالات نظر کنند اگر متبع کتاب و سنت است و اکثر اعمال و اقوال او موزون بمیزان شریعت است پس متشابهات کلام او را موافق محکمات کلام او تاویل کنند یا بعالم السر و العلانیہ و اگر از بند او را معذور دارند چرا کہ این قوم را عذرهای بسیار عارض میشوند گاہ در غلبہ حال عبارات ایشان بمراعات ایشان مساعدت نمی کند و گاہ در معلومات کشفی بنا بر خلط و هم و خیال خطا واقع میشود و در آن خطا مثل خطای اجتهادی معذورند و گاہ اطلاع بر اصطلاح ایشان میسر نمی آید پس بر عایت این امور ترک اعتراض لازم است قال خواه بلا حظه خاطر شریف کہ در عایت نزاکت است و خواه بجهت خوف گفتگوی بعضی از مریدان ایشان کہ در نقل اقوال و ذکر حکایات بے صرفہ و بے احتیاط اند

اقول

لہ جہت بیان کردہ مقام خدمت ایشان

اوزمن از بیم بدنامی گریزان و کسے	از دنی پر سدمن بچازہ بدنام از چہ شد
----------------------------------	-------------------------------------

اگر ضرورت است دراک تسلیم کردہ شود پس میگویم کسانی کہ بمطالعہ مکاتیب شریف بہرہ اندوز سعادت شدہ اند نیک میدانند کہ بیشتر کسان از حضرت امام ربانی رح استکشاف حقائق می نمودند حضرت ممدوح بقصاحت بیانی تفہیم می فرمودند و کدای از مریدان عقیدتمندان



و تخلی عن الزرائل بودند از اخلاق حسنه ایشان که بان مجبول بودند این چنین منظره بمراصل  
دوست اگر معاذاً سرسوزن نسبت این بزرگان نبوده باشد پس میگویم که این منظره سنگین  
استدلالی و استکشافی از امور خفیه نمی تواند شد که در آن امر بالمعروف و نهی عن المنکر مقصود بالذات  
است زیرا که خود شیخ در آداب الصالحین میفرماید و همچنین خوف غیبت و امانت لسانی  
بجلیل و تمیق و نسبت بریا و نفاق عندهست زیرا که اگر مثال این امر معتبر باشد و خوب از احسانت افتد  
خلوی احساب از امثال این ممکن نیست قولت علی ایضا کفون لو تمکلا لیکر اهتبی قال تفصیل این  
حکایت آنکه ایشان بعد از آنکه در خدمت حضرت خواجہ محمد باقی قدس سره افتادند و از صحبت  
شریف ایشان استفاده این نسبت کردند و روی بترقی نهادند در حیات و بعد از وفات ایشان  
از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیاد و از حد و قیاس چنانکه در چند آنکه مردم حیران  
شدند و چه جای حیرت است **قوله** **والله عینک من شئنا قول الحق** در اینجا موقع حیرت گنجایش  
ندارد و هر گاه حق تعالی جل جلاله و عم نواله بفضل عین خویش بنده خاص را می نوازد و بخواهد  
عظمی عطا یسازد بنده باظهار آن زبان حال می کشاید که **قوله** **فی القدره حضرت خواجہ محمد یار**  
**علیه الرحمه** در تحقیقات می فرماید از نوری پرسیدند که تصوف چیست گفت که تصوف نشتر مقام  
است و اتصال بقوام نشتر مقام آنست که صوفی از حال خود سخن گوید یعنی از سر حال گوید نه از  
علم و اتصال بقوام آنست که حال او او را در حال خود از حال غیر نگاه دارد یعنی چنان مستغرق  
حال خود بود که پروای غیرش نباشد **قال** و چون در ضمن آن تنقیص و تخطیه بزرگانی که اتفاقاً  
است بزرگی ایشان مثل سید الطائفه جنید بغدادی و سلطان العارفين با نیز بیطامی و  
امثال ایشان بود و گفته اند که این بیچاره با حقیقت کار در نیافته و باصل نرسیده و گرفتار  
ظل مانده اند و امثال آن و او عابراً آنکه آنچه ایشان را داده اند بیکس رسانداده اند موجب

حکایات  
خوف غیبت  
است کفون  
المرتعان خاص  
خود هر که بخواهد  
عظمی عطا یسازد  
بنده باظهار آن  
زبان حال می کشاید  
که فی القدره حضرت  
خواجہ محمد یار  
علیه الرحمه  
در تحقیقات می  
فرماید از نوری  
پرسیدند که تصوف  
 چیست گفت که  
تصوف نشتر مقام  
است و اتصال  
بقوام نشتر مقام  
آنست که صوفی  
از حال خود سخن  
گوید یعنی از سر  
حال گوید نه از  
علم و اتصال  
بقوام آنست که  
حال او او را در  
حال خود از حال  
غیر نگاه دارد  
یعنی چنان  
مستغرق  
حال خود بود  
که پروای غیرش  
نباشد قال و  
چون در ضمن  
آن تنقیص و  
تخطیه بزرگانی  
که اتفاقاً  
است بزرگی  
ایشان مثل  
سید الطائفه  
جنید بغدادی  
و سلطان  
العارفين  
با نیز بیطامی  
و امثال  
ایشان بود  
و گفته اند  
که این بیچاره  
با حقیقت  
کار در نیافته  
و باصل  
نرسیده و  
گرفتار  
ظل مانده  
اند و امثال  
آن و او عابراً  
آنکه آنچه  
ایشان را  
داده اند  
بیکس  
رسانداده  
اند موجب



وشت مردم شدا قول در کدامی از رسائل و مکاتیب حضرت مجد و رضی المدینه تخطیه و  
 تنقیص این چنین بزرگان دین و راه یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافته بلکه  
 جا بجا در تقریرات و تحریرات حضرت مجد و رضی المدینه تاویل و توجیه مقالات و حالات  
 بزرگان مشارالیه بالبنان یافته میشود به تخطیه و تنقیص چه رسد و اگر در مسئله از مسائل تصوف  
 که از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجد و رضی المدینه خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد  
 هیچ محل اعتراض و استبعاد نیست چه اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئله از مسائل و ویلی  
 از دلائل خلاف آراء و کشف احدی از کبرای متقدمین افاده فرماید پاک نیست و این تخطیه  
 محمول بر تنقیص نمی توان شد **كَمْ تَرَكَ الْأَوَّلُ لِلْآخِرِ**  
 اقوال امتیان و کبرای بزرگ و تیره نیست مروی است **مَثَلُ لِقْمَةٍ مِثْلُ الْمَطْرَةِ لَا يَدْرِي**  
**أَوَّلُ لَهَا خَيْرٌ أَمْ آخِرَةٌ وَقَالَ الْمَنَافِيُّ نَفَى تَعَلُّقَ الْعِلْمِ تَفَاوُثَ طَبَقَاتِ الْأُمَّةِ فِي**  
**الْخَيْرِيَّةِ وَأَرَادَ بِهِ نَفَى التَّفَاوُثَ لِاخْتِصَاصِ كُلِّ طَبَقَةٍ مِنْهُمْ بِمَخَاصِيئِهِ وَفَضِيلَةِ**  
**تَوْجِبُ خَيْرِ بَيْتِهَا كَمَا أَنَّ كُلَّ نَوْبَةٍ مِنْ نَوَابِ الْمَطَرِ لَهَا**  
**فَائِدَةٌ فِي النَّوَاءِ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُنَّ هَا وَهَيْنَ اسْتَسْلَخَ**  
 محی الدین بن عربی رحمه الله علیه کما قال فی الفتوحات المکیة فی الباب الثالث ولسبعین  
 من اجزای ثانی **فَإِنَّ لَهَا قَدْرًا جَدِيدًا فَأَمَّا لَوْ مَغْضُوكَ فَمَثَلُ هَذَا الْبَيْتِ كَهَرَاةِ كَيْفِيَّةِ طَبَقَاتِ وَقَالَ**  
 منفضول چنین باشد پس ممکن است که امری از امور کشفیه بر احدی از کبرای متاخرین ظاهر شود  
 که خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ در مرج البحرین میطر از و بلکه خود تا امید نباید بود  
 که حقیقت محمدری را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع هر دوره نسبت بکه نشنید و نظر  
 گوئی از کواکب صفات و کمالاتش بر که افتد و بر روی که تا بد تا نور کمال از نا صیه حاش

در کتب تنقیص و تخطیه بزرگان دین  
 برای آفرینش است  
 است من تباران است  
 دانسته نشود که کمال آن  
 در آخر آن است  
 خیر است با آخر آن است  
 که بر نفی تعلق طریقی  
 تفاوت طبقات است  
 در کتب کلامی و ادبی  
 نیست بزرگ بر طبقه ایشان  
 حکایت و فضیلت خاص است  
 که آن موجب ثوابی است  
 چنانکه هر نوبه از نوبت است  
 ایش قائم و عادل است  
 حاج از او در ظاهر است  
 علی المدینه تعالی ایشان است  
 در منفضول آفرینش است  
 لایق انکار نیست

ظہور یابد و معنی عزت اسلام در جوہر فاش پیدا گردد و انتہی ہر گاہ کیفیت دورات حقیقت محمدیہ  
چنین باشد پس اگر بمقتضای دورہ نوری از کشف بر احدی از امتیان چنان تا بد کہ قریبے یا  
مساواتی بر عہد مستقیم داشته باشد محالی نیست و نہ اظهار آن موجب تنقیص باشد و نیز شیخ  
در سالہ اتحاف الاجہ فی بیان حدیث المجتہ میفرماید کہ درین زمانہ کہ ماتہ حادی عشر است نوری  
جدید از مشرق ولایت و ہدایت می تا بد بیشک در نیجاسری از اسرار الہی مضمحلست کہ توقف و  
انکار را در اینجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظہور نورانیت لایح و باح است و جمعی از  
طالبان کہ در ظل تربیت و حوزہ تصرف و عنایت این منظر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال  
و استغراق و استتار ایشان در ذکر الہی و ظہور انوار و اسرار شگرف از حیطہ تعبیر و تقریر بیرون است  
امروز مثل این حلقہ و اجتماع اہل ذکر و زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد انتہی با کلمہ عادت  
باری تعالی بدین نمط جاری است کہ چون یک دورہ از ولایت با ختام میرسد و ابتدای  
دورہ دیگر و مینماید شخصی کہ اکمل و افسرانسان و ایق نبض رحمان در آن خبر وی از زمان  
مستحق باشد بوجہ درکت نمود و ہدایت دورہ سابقہ را بہ نہایت میرساند و او را ترجمان  
خود قرار دادہ تشدید و تائید امر دین و تجدید و ترویج سنت سید المرسلین و افاضت و اشاعت  
النوار و فیوضات حضرت رب العالمین و ارشاد و ہدایت ناس جمعین کہ بحقیقت صفتی و کار  
کہ باعث قبول و سفید روی مرد و بارگاہ عزت و درگاہ نبوت باشد و شمر سعادت ابدی و دوست  
سرمدی گردد و بالاتر از ان نتوان یافت از زبان فیض بنیان او میفرماید و او را حسب اعیہ  
حکمت و اقتضای مصلحت گاہی مفضول میگردد و گاہی فاضل و بہتر از سابق و فائق از  
لاحق کہما یقول بکلامہ القدر فوق کما فی علم ہم کہ مجرم این اسرار است و واقف ازین کار  
تا چار بقدر استعداد معرفت خود حضرت مجدد رضی اللہ عنہ واک نسبت حضرت جنید بغدادی

طرح چنانکہ مخالف  
میزاید کہ بالاس بر  
ماسب علم و دانش است

و بایزید بظامی رحمة اللہ علیہما فرموده اند از جاده شریعت و اخاطبه طریقت بیرون نخواهد یافت  
و تنقیص و تضعیف نخواهد پنداشت اما ببردنیان که باین وادی حرکت ارادی نداشته اند  
و بسکون جمادی ساکن اند لا محاله در حیرت و تعجب خواهند افتاد که این حیثیت و از کجا است  
فلا یجاسن آفان القول ما لکننا <sup>اگر</sup> منشمارا عرض شیخ مکتوب دهم از جلد ثانی است این هم  
قابل تسلیم نیست چه در آن تنقیص این بزرگان درج نیست خصوصاً باین پنج که این بیچاره  
حقیقت کار در نیافته و به اصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند درین شک نیست که لفظ بیچاره  
کلمه تنقیص است که در کلام حضرت مجدد درج یافته فیه بحث همین است که حضرت مجدد درج ظهور فوق  
عرشی را اصلی میفرماید و دیگر ظهور را ظلی و سلطان العارفين و سید الطائفة قلب را قدیم گویند  
و معاش را اصلی و حضرت مجدد درج دعوی خود را بدلیل و شرح بیان فرموده <sup>عنه</sup> قال انظر الی ما قال  
و لا تنظر الی من قال اگر دعوی حضرت مجدد درج بمیزان عقل نمی سنجد بخلاف آن دلیلی پیش  
کردنی بود یا بر و منع یا نقض دارد میفرمود در مقامی که محل استدلال باشد این قدر تحریر  
کافی نیست عبارت مکتوب دهم از جلد ثانی این است در بیان آنکه هر ظهوریکه باشد بی شائبه  
ظلیت نیست بخلاف ظهور فوق عرشی و چون قلب به نهایت خود رسد لعم از الوار عرشی  
اقتباس مینماید شیخ ابوزید بظامی گوید اگر چه عرش و آنچه در عرش است در زاویه قلب عارف  
بهند عارف را از فراخی قلب هیچ احساس بآن نشود شیخ جنید تا سید این سخن مینماید و بدلیلی  
اثبات آن میکند و میگوید که حادث چون بقدم مقرون گردد آنرا اثر نماند یعنی عرش و مافیہ  
حادث است قلب عارف که محل ظهور الوار قدم است چون آن حادث را بآن قلب قرآن  
واقع شود مضمحل و متلاشی گردد و فکیف که محسوس شود و عجب هزار عجب روسا و صوفیہ که  
سلطان العارفين و سید الطائفة باشند هر گاه چنین گویند و عرش مجید را در جنب قلب عارف

کلمه تنقیص  
نیزت باین پنج مخالف  
که در کلمه تنقیص  
نیزت باین پنج مخالف  
در آن کلام  
نیزت باین پنج مخالف



هیچ اعتبار نه بنهند و عرش را خالی از ظهورات انوار قدم دانسته حادث میگویند و قلب را بواسطه  
 ظهور انوار قدیم نامند از دیگران چه گوید و چه نویسد نزد این فقیر که برای جذبات الهی است  
 آنست که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایت النهایت رسد و کمال حاصل  
 کند که فوق آن تصور نباشد قابلیت آن پیدا کند که لمعه از لمعات بی نهایت ظهور انوار عرش برود  
 فائض گردد و این لمعه نسبت بان لمعات قطره باشد نسبت بدریای محیط اقل عرش  
 آنست که حضرت سبحانه تعالی آنرا عظیم میگوید و سر استوی آنجا اثبات میفرماید و قلب عارف را  
 بواسطه جامعیت بر پیل تشبیه و تمثیل عرش الهی میگویند یعنی چنانچه عرش مجید برزخ است  
 در میان عالم خلق و عالم امر و عالم کبیر جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز برزخ است  
 میان عالم خلق و عالم صغیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر آن عالم را پس قلب را نیز بر پیل  
 تشبیه عرش میتوان گفت بشنو بشنو قابلیت ظهور انوار قدم که از شامبه ظلیت منزله و مبر است  
 مخصوص بعرش مجید است بچکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این  
 قابلیت دارد و نیز از عرش مجید قلب عارف کمال بواسطه علاقه جامعیت و برزخیت از ان  
 انوار اقتباس مینماید و غرضی از بحر بدست می آرد و در عرش و قلب عارف تمام معرفت هر چه از ظهور  
 است بدای ظلیت قسم است و بلوی از اصل نیافته بایزید اگر زنگ این چنین گوید میرسد اما از  
 جنید بنیادی که مدعی صحت است این سخن زیبا نیست چه کنند که از حقیقت معامله آگاهی نیافتند  
 و از گرداب دریای ظلیت بساحل نشاندند این سخن هر چند امر و در نظر اکثر خلق مستبعد می نماید  
 اما امر و زرافردان نزدیک است استعجال نه نمایند آن <sup>ع</sup> اَللّٰهُمَّ فَاَلَا تَسْتَجِیْبُوْنَ دُعَاؤَنَا اَشْهَدُ بِكَ  
 انہی باقی ماند او عارف این معنی که حضرت مجبور و دعوی کرده اند که آنچه ایشان را داده اند بچکس  
 نداده اند این امر هم تصحیح طلب است که این چنین هیچ تحریر یا تقریر حضرت از نظر گذشتہ

سلام بر خدای تعالی  
 پس در آن عالم کتب  
 خاور و خالی که  
 اینکار را فرموده است

بر تقدیر تسلیم میگویم که این قول نسبت به معاصرین است نه بلحاظ نامی متقدمین و متاخرین  
 نامورث و حشت گرد و درین باب هیچ شبه نیست که آنچه از کمالات و حالات حضرت مجدد در راه  
 عامل بود هیچ کس از معاصرین وی نصیبی نماند داشت برای ثبوت این دعوی تحریرات  
 و تقریرات حضرت باقی باشد قدس سره شاید عدل است که کتب و دفاتر از آن مالامال است  
 از آنچه آنست که میفرمودند که شیخ احمد آقایی است که مثل ما هزاران ستارگان در سایه او  
 گم اند و امروز مثل ایشان زیر فلک نیست و درین است مثل ایشان چند کس گزشته اند و  
 ایشان از کمال مجربان و مرادان اند از آنچه آنست که میفرمودند که درین دو سال شیخی نگردیدم  
 و کانداری کردیم و بازی کردیم الحمد للہ کہ چنین گوهر بے قیمتی بدست آمد از آن جمله آنست که  
 میفرمودند که تخم پاک این نسبت عزیز الوجود از زمین سمرقند و بخارا آورده در خاک بند کشتیم  
 الحمد للہ کہ بعنایت الهی شجره طیبه آمد که انابت و غیره عافی السامعین شد ان شاء اللہ و البسط علی البسط  
 بالجملة هر گاه حضرت مجدد رضی اللہ عنہ حسب بشارت فیض اشارت حضرت مرشد بر ائمه اقران  
 خود سر فراز و ممتاز بودند بلکه در امت محمد علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیة مثل حضرت ایشان هم چند  
 کس گزشته اند تا آنکه حضرت مرشد خود را ستاره و حضرت ایشان را آفتاب فرمودند پس اگر بطور  
 تحدیث بجملة السدایا فرمودند که آنچه با ایشان داده اند از معاصرین حکیمان انداده اند جاسے

و حشت نیست

در پس آینه طوطی صفتم داشته اند	آنچه استاد ازل گفت بهمان سے گویم
قال و بیشتر غوغا مردم بر سر آن بود که از ایشان نسبت بحضرت خواجہ کہ پیر و مرئی ایشان بودند تقصیر نادر رعایت آداب خریدی و حق نعمت شناسی سر بر زد و اگر چه باصطلاح این قوم ممکن است کہ مرید در کمال از پیر در گزرد و بیکن رعایت ادب و بندگی و نیاز مندی و فروتنی	

له و تقاضای  
 تقاضای آن صاحب است  
 در سال ۱۱۱۱

و حق نعمت شناسی باقی است شیخ علامه لدوله سمنانی رحمة الله علیه که در کشف و تحقیق معانی  
 و وقایع آیتی بود و معلوم میشود که درین باب از پیران خود در گزارانیده هست میگوید اگر سر من  
 بر آسمان ساید هنوز خاک آستانه شیخ عبدالرحمن اسفراهنی و شیخ ابوعلی لالا باشد

بلند مرتبه زین خاک آستان شده ام | اخبار کوس توام گر بر آسمان شده ام

اقول غوغای عوام کالانعام قابلیت این معنی ندارد که بر آن گوش داشته شود و مغزایات  
 ایشان نسبت با کار دین باور پیدا شده شود

بدلی فگار دارم گلبه نهایت از تو | بکدام امید داری نه کنم شکایت از تو

بشاید که مردمان جاہل نابلد از کوی معارف غوغای بردارند و امری خلاف واقع که

سے حق اینست که اگر میری کامل که اسی امر واقعی نسبت پیر بزرگوار خود بمرض بیان در آرد آنرا بر منتصت محمول کردن سخت نا اذنی  
 حماد و باس م که در طریقت پیر و شفیق حضرت پیران پیر علیہ الرحمہ بوده اند کما یظہر من بہیچہ الا سرار و غیر ما نسبت ایشان حکایتی مشہور نقل میکنم  
 ملاحظہ فرمودہ شود منقول است از شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی معروف بہ ستار رحمۃ اللہ علیہم کہ شیخ ماشیج  
 محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت تمبرہ شونیزی کرد چہا شنبہ میت و ہفتم شہر ذیحجہ سغنا پانصد و بست دنہ کرد و باوی  
 رضی اللہ عنہ گریزی از فقہا و فقرا بودند و نزد قبر شیخ حماد و باس قدس سرہ زمانی در از ایشان تا کہ گرمی آفتاب سخت شد و مردم پس از  
 رضی اللہ عنہ ایستادہ بودند چون از آنجا بازگشت سرور دہ چہرہ وی معلوم میشد بارانش از سبب طول قیام پرسیدند فرمود برآمہ بودم  
 از بغداد و ز جمیع منتصقان و شعبان سہ چار صد و نو و نہ با جماعہ از امان شیخ حماد برای ادای نماز جمود و جامع رصافہ و شیخ حماد نیز  
 در آن جماعہ بودند چون بہ نظر نہ رسیدیم شیخ حماد از دست خود دفع کردہ و نہ فرود آمدخت و ایام شدت سر با بودند پس بسم اللہ گفتہ نیت  
 غسل جمیع نمودم و بر بدن من جبہ صوف دو آستین اجزای کتاب بودند دست بلند کردم تا اجزای کتاب تر نشوند و آنہا را گندہ شدہ گفتند  
 پس از آب بر آمدیم و از پس ایشان روان شدم و از سر ماخت از تر یافتم و باران شیخ حماد حقارت من کردند آنہا را زجر کرد و  
 گفت کہ از نیت نمودم اورا اگر برای امتحان او پس دیدم اورا کوہی استوار کہ جنبش نیکند امر و شیخ حماد را در قبر او دیدم کہ علیہ جواہر در بر تاج  
 یا قوت بر سر و در دو دست سوارند و در دو پای او طلیس زہبت و دست راست او در اختیار او نیت گفتم این چیست گفت این  
 همان دست است کہ جان ترا در ہلنداختہ بودم آیا عنونی کنی گفتم آری گفت سوال کن از خدا تعالی تا دست من بمن باز دہد پس ایستادم  
 برای سوال از بار تعالی و پنج ہزار علی در قبور خود ایستادند و از بار تعالی اجابت مسالت من خواستند و نزد من شفاعت میکردند  
 تمام مسالت پس تا تم نامم در مقام سوال تا کہ عطا فرمودی تعالی دست او را و بمن از آن دست مصافحہ فرمود کامل (بقیہ در صفحہ ۱۱۷)



عقل و در بین زنیها را دانش نه کند معترض بیان آرند مکاتیب شریفه از مدائح و شکرگزاری  
حضرت مرشد رح مالامال است پس این چنین غوغای بے سرو پای غوغاتیان رو سیاه زنها  
قابل اعتبار نباشد عرضداشت های حضرت مجدد که به پیر بزرگوار خود تحریر فرموده نگریستی است  
که چها از آداب مملو است در مکتوب هجدهم از جلد اول به پیر و مرشد عرض میکنند امیدوار توجبه و  
عنایت است از خرابی خود چه عرض نماید و بهر چه خودی یا بد از عنایات توجبه عالی است

والا من همان احمد پارینه که هستم هتم

در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی موسوم خواجه جمال الدین تحریر است آنچه مرا از علم و معرفت  
حاصل شده است همه بیک تربیت پیران است در علم باطن از الف با تا بملکه مملویت  
بعض توجیهات علیہ ایشان آن یافته ام که اهل مجاهده را دشمن حاصل نیست

هر که به تریز یا خست یک نظر شمس دین طعنه زند بر و هست خنده کند بر چله

همچنین آنچه الفاظ فروتنی و کسوفی و شکرگزاری بخدمت بر دو پیر زاد های خود یعنی حضرت خواجه  
عبید الله و خواجه عبدالسرحهما الله تحریر فرموده اند نگریستی است در مکتوب دو صد و شصت و  
ششم از جلد اول موسوم به خواجه عبدالسرحم تحریر یافت بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات

شده در ادوات مذکورین میگویند که چون این سخن مشهور شد در بغداد جمیع شنندگان شیخ صوفیه بغداد از اصحاب شیخ حاد و اما مطالبه کنند از شیخ  
محمی الدین عبدالقادر رضی الله عنه تحقیق آنچه گفته است در حق شیخ حاد و بسیاری از فقرات ایلح ایشان گشتند و بد رسد وی رضی الله عنه آمد لیکن  
بیج یکی بنا بر اجلال وی رضی الله عنه سخن نکرد پس وی رضی الله عنه خود میان مقصود ایشان نمود و فرمود که اختیار کنید دو کس را از شایخ  
تا ظاهر شود شمارا آنچه گفته ام بر زبان آنها هم اتفاق کرد در شیخ ابی یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بهمانی که آن زمان به بغداد آمده بود  
و بر شیخ ابی محمد عبدالرحمن بن شیب بن مسعود کردی که مقیم بغداد بود و هر دو صاحب کشف خارق و حال فاخر بود و همه گفتند که برای بیان  
آن بر زبان هر دو شیخ مهلت یک جمودادیم وی رضی الله عنه فرمود که از مقام خود مانخواهید بر فاست که این سخن مر شمارا تحقیق خواهد شد  
پس سر فرود کرد و همه سر با فرود کرد و بنسب فقرات خارج مدوسه بانگ بر آوردند ناگاه شیخ یوسف پارینه سخت دوان آمد و بد رسد در آمد و گفت که مشهور  
گردد این سخن نمایت عالی درین ساعت شیخ حاد را وی بین گفت که ای یوسف زود و بد رسد شیخ عبدالقادر رضی الله عنه و مشایخ زکدر آن جمیع شده اند که شیخ

بدر احوال و سلامت ایچو در حق من گفتند در نزد شیخ یوسف نام نشده بود که شیخ عبید الرحمن آمد و همان قسم گفتند پس بهر شیخ یوسف استند و از وی رضی الله عنه استفتا نمودند

بجناب مخدوم زادمای کرام بنمایید که این فقیر از سر تا قدم غرق احسانهای والد بزرگوار شما است  
 درین طریق سبب از الف و ب را از ایشان گرفته است و تہجی حروف این راه از ایشان  
 آموخته و دولت اندراج النہایۃ فی البدایۃ ما ببرکت صحبت ایشان حاصل کرده و سعادت  
 سفر در وطن را بصدق خدمت ایشان یافته تو بہ شریف در دو نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت  
 نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر با عطا فرمودہ و درین مدت قلیل انچہ از تجلیات  
 و ظہورات و انوار و الوان و بے رنگیہا و بے کیفیہا کہ بہ طفیل ایشان روی دادہ چہ شرح دہد و  
 چنان تفصیل آن نماید بچین تو بہ شریف کم دقیقہ مانده باشد کہ در معارف توحید و اتحاد و  
 قرب و معیت و عاطفہ و سر بیان کہ برین نکشاند و از حقیقت آن اطلاع ندادند شہود و وحدت  
 در کثرت و مشاہدہ کثرت در وحدت از مقدمات و مبادی این معارف است بالجملہ انجا کہ  
 نسبت نقشبندیہ است و حضور خاص این اکابر نام این معارف بزبان آوردن و نشان این  
 شہود و مشاہدہ را بیان نمودن از کونہ نظری است کارخانہ این اکابر بلند است بہر زراستے  
 و رقاصی نسبت ندارد و ہر گاہ این طور دوستے رفیع القدر از حضرت ایشان باین رسیدہ باشد  
 اگر در مدت عمر خود را پای مال اقدام خدمت علیہ شما کردہ باشد ہیچ نہ کردہ باشد از تقصیر  
 خود چہ عرض نماید و از شرمندگی با خود چہ اظہار کند اما معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد راجی  
 سبحانہ تعالیٰ از ما خبر خرید ما و کہ مؤنت ما مقصران را بر خود التزام نمودہ کہ ہمت را در خدمت خدمت  
 عقبہ علیہ بسے اند و ما دور افتادگان را فارغ ساختہ

گر بر تن من زبان شود ہر موی | یک شکر وی از ہزار نتوانم کرد

انتہی رعایت آداب و شکرگزاری ازین تقریر آموختنی است کہ بسبب فیوضاتی کہ از پیرو شد  
 حاصل شدہ خود را میخواہند تا پائمال اقدام خدمت علیہ پیر زادگان خود کنند شیخ حسام الدین

دعای خیر و شکر نامی کنند که وی متکفل خبرگیری اند در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی میفرمایند  
 پیران من و بخدا رہنمایان من بتوسل ایشان درین راه چشم واکرود ام و بتوسط شان ازین  
 مقوله لب کشاوه ام در طریقہ سبق الف و باز ایشان گرفته ام و بلکه مولویت بتوجه شان حاصل  
 کرده اگر علم دارم بطفیل ایشان است اگر معرفت است ہم اثر التفات شان طریق اندراج  
 النہایتہ فی البدایت را ازین بزرگان آموخته ام و نسبت انجذاب بجهت قیومیت از ایشان  
 اخذ نموده بیک نظر ایشان آن دیده ام کہ مردم در اربعین نہ بینند و بیک کلام شان آن  
 یافته ام کہ دیگران در سنین نیابند

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ ز نذر بردہ نہ سخرہ کند بر چسب

نقشبندی عجب قافلہ سالارانشند

کہ بر نمازہ پنهان بہ حرم قافلہ را

انتہی این است کیفیت مکتوبات شریف کہ بطور انموفج گذارش رفته معجزا در دیگر رسائل حضرت  
 مجدد و آچنان محمد حضرت پیر و مرشد زب اندر ج یافته کہ کمتر کسی مرشد خود را باین مناقب  
 عظمی ستوده باشد ملاحظہ فرمودہ شود حضرت مجدد در سالہ مبدر و معاد میفرماید ما چہار کس بودیم  
 در ملازمت خواجہ خود کہ پیش مردم در میان سایر یاران امتیاز داشتیم و ہر کدام ما را نسبت بحضرت  
 خواجہ اعتقاد علیہ بود و معاملہ جدا این فقیر بقیں میدانست کہ مثل این صحبت و اجتماع و مانند  
 این تربیت و ارشاد بعد زمان آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات ہرگز بود و نیامده است  
 و شکر این نعمت بجای آورد کہ اگرچہ بشر ف صحبت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام مشرف  
 نشد باری از سعادت این صحبت محروم نمائندہ و حضرت خواجہ ما انا حوال آن سہ دیگر چنین میفرمودند  
 کہ فلانی مرا صاحب تکمیل میدانند اما صاحب ارشاد نبی ہندار و وزوا و مرتبہ ارشاد زیادہ از مرتبہ  
 تکمیل بودہ و فلانے با کاری ندارد و آن دیگر را میفرمودند کہ نسبت با انکار و از دو ہر کدام

ما را با اندازه اعتقاد و بهره رسید باید دانست که اعتقاد و مرید با فضیلت پیر و کلیت او از ثمرات محبت است و از نتائج مناسبت که سبب فایده و استفاده است اما باید که پیر را بر جماعه که فضل آنها در شرح مقرر شده است فضل ندهد که موجب افراط است و محبت آن مذموم است شیعه را خرابی از فرط محبت اهل بیت آمده و نصاری از افراط محبت حضرت عیسی را علی نبینا وعلیهما الصلوٰة والسلام ابن المدنی خوانند و در حسرت ابدی مانده لیکن اگر هر ما سوای اینها فضل بدهد مجوز است بلکه در طریقت واجب و این فضل دادن نه با اختیار مرید است بلکه اگر مرید مستعد است بی اختیار و روی این اعتقاد پیدا میگرد و بوسیله ان کمالات پیر اکتساب میفرماید اگر این فضل دادن او با اختیار باشد و به تکلف پیدا کند مجوز نباشد و نتیجه نبخشند حضرت مجدد در رساله مکاشفات غیبیه میفرماید امر و ز قائم مقام این حضرات علیه و نائب مناب اکابر نقشبندیہ الواصل الی انھایۃ النہایتہ البالیغ الی اقصدہ درجات الولاية قطب دائرة مدار الخلاق کاشف اسرار اهل الحقائق الفخر الکامل فی الخبایة الذاتية للحق التجامع لکمالات الولاية المحمدية مسند اهل النشار والهدایة مرشد طریقت دج الذہکایة فی البدایة زبدة العارفين قدوة للمحققین مشوی

شرح اوصیف است با اهل جهان	همچو راز عشق باید در نسان
لیک کشف و صف او تاره بوند	پیش ازان کز فوت آن حسرت خویش
<p>بینا و مولانا و ملاذنا الشیخ الاجل و العارف الاكمل محمد الباقر ابقاء الله سبحانه و در او ائمه حال بے تعلیم شیخ ظاهر بحضور خواجها مشرف گشتند و بمقام جذبہ ایشان رسیدند و ما نجا استهلاک و ضحلال حاصل کردند و لآن مقام نحوی از بقا و شهود و وحدت و کثرت پیدا کردند و سر ایشان بنور نهایت النہایتہ کہ مقام قطبیه ارشاد و بان منوط است مملو و مستور گشت</p>	



چنانچه بعد از اجازت شیخ ظاہر بآن نور منوط علیہ ارشاد و یا شہود و وحدت در کثرت تربیت  
طالبان فرمودند و در مقام ارشاد و تکمیل شان عظیم پیدا کردند و یک صحبت ایشان آنقدر  
طالبان را فوائد حاصل می گشت که بہ ریاضات مجاہدات شاقہ حاصل نمیشد با وجود این از  
مقام اقطاب اشنی عشر نصیبے کامل حاصل کرده بودند و ایضاً بمسک خاص حضرت فاروق  
متوجہ فوق گشته بودند و سلوک آفاقی را نیز تا عین ثابته خود طی کرده بودند درین اثنا عنایت خداوند  
جل شانہ در سید و راه سلوک آفاقی را برایشان واکردند و بآن راه متوجہ ہی کہ رب ایشان است گشتند  
و بآن اہم رسیدہ در درجات ولایت و شہادت و صدیقیہ ترقی نموده از ہمین راه بغیبت ذات  
در نقطہ نہایت النہایتہ مستہلک گشتند و سیادت عظمی کہ حضرت امیر در شان حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما فرمودہ اند کہ این لہ من سیدت مشرف گشتند و حضرت امام در آن نقطہ ہم نسبت استہلاک اند  
در ہمان نقطہ یک قسم بقا کہ مناسب بقاے قطب است و حضرت خواجہ نقشبند ہمین قسم بقا در آنجا  
دارند پیدا خواهند کرد و ازین کہ ایشان بغیبت ذات سیدند از اولیاء اللہ کم کسے رسیدہ است در صل  
بر رسیدن بآن مطلب عالی مخصوص بعض اکابر الاکابر است خصوصاً تا محبوب نباشد ازین راه غیب  
نی تواند رفت یا بتصرف محبوب کامل کل بی این دو طریق رفتن صورت ندارد و از راه افراد باین مطلب  
میرسد یا از راه معینہ اما از راه سلوک ترقیات نموده بآن نہایت رسد بسیار دشوار کہ محال ہی نماید الا بحیث  
المراد کہ بہ جذبات قویہ اورا بکشند و مقصد رسانند قطوبی لا در باب النعیم نعیبہا قال و یکی از  
مواضع کہ بے خطرناک و از رعایت مقام ادب دور است نہت کہ در باب حضرت غوث الثقلین  
رضی اللہ عنہ گفته اند کہ کثرت ظہور کرامات از ایشان از جهت آن بود کہ نزول ایشان ناقص بود  
اقول این انتساب صحیح نمی نماید ہرگز حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نزول حضرت غوث الثقلین رضی  
عنہما ناقص فرمودہ اند حضرت مجدد حمیہ اللہ علیہ در مکتوب دو صد و شاتزدہم از جلد اول می  
فرماید مدار کثرت خوارق بر دو چیز است در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود  
آمدن بلکہ اصل عظیم و ظہور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج بہر کیفیت کہ باشد زیرا کہ

در لغت انتساب لغت صحیح است حضرت غوث الثقلین

صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود شیخ را مربوط با اسباب می یابد فعل مسبب الاسباب  
را در پس پرده اسباب می بیند و آنکه نزول نکرده است یا نزول کرده و با اسباب نرسیده نظر او بر  
فعل مسبب الاسباب است پس زیرا که اسباب تمام از نظر او مرتفع گشته است لاجرم حضرت  
حجی سبحانه تعالی بتقصاظن هر کدام با هر کدام علیحدہ معامله میفرماید و کار اسباب بین را  
با اسباب می اندازد و آنکه اسباب نمی بیند کار او را بے توسط اسباب میامی سازد و حدیث  
قدیمی آنکه عندک فکرت عبیدی سببی شاهد این معنی است تا مدت ها به خاطر نمی خلید  
که وجه چیست که اولیای کمل این است بسیار گزشته اند اما این قدر خوارق که از حضرت  
سید محی الدین عبدالقادر حیلانی قدس سره ظاهر گشته است از هیچ کدام آنها ظهور نیافته آخر آنکه  
حضرت حجی سبحانه و تعالی سر این معماران ظاهر ساخت و معلوم فرموده که عروج ایشان  
از اکثر اولیا بلند تر واقع شده است و در جانب نزول تا بمقام روح فرود آمده اند  
که انعام اسباب بلند تر است مناسب این مقام حکایت نواجب حسن بصری در حدیث  
عجمی است مشغول است که روزی حسن برب دریا ایستاده بود و انتظار کشتی میرد

طه من نزدن عبید خود هم که با دارد مکه جیب عجمی کرامات در ریاضات شامل داشت در ابتدا مال دار بود ریاضت  
به بهره بردن به تقاضای معامت خود رفتی و گزندی رفتی و الا که خود طلبی نمی نفقه خود را این سان می بردند طلب رفتن بود آن  
بیرون هر خانه نبودش گفت شوهر غائب است و مرا چیزی نیست گو سفندی کشته بودم چیز کردن چیزی از آن نماده است اگر  
خواهی بود هم گفت شاید آن گردن گو سپند بگرفت و بخاز رفت و زن را گفت این از سوا است زن گفت نان در میزم نیست  
گفت بروم به سو دان در میزم بیارم برقت هم برین طریق نان و میزم آمدن دیگر به بها و چون نخته شد خواست که در  
کار کند سلسله برد آواز داد و چیزی خواست جیب گفت برو که چیزی تو بخن رسد که بین قدر که بود هم تو تو نگر نه شوی و  
تا دروش شویم سائل نو مید بازگشت زن جمیب چون کوفه دردیگ کرد همه خون شده بود شوهر را آواز داد که بیاد برین  
که بشوی تو چه پیرا شد جمیب چون آن بدیدش دهش افتاد که هرگز آن آتش فرو نشست گفت ای زن از هر چه بد بود تو به  
کردم در روز دیگر بیرون آمد تا بطلب عزیزان رود و جمیبها باز گیرد و دیگر سووند به روز آید بود و کوه کان بازی میکردند

که از آب بگذرد درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده ای گفت انتظار  
 کشتی می برم حبیب گفت چه احتیاج کشتی است شایقین نذارید خواهی چو حسن گفت  
 تو علم نداری حبیب بے اعانت کشتی از آب گزشته رفت و خواهی در انتظار کشتی  
 ایستاده ماند حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمده بود با او توسط اسباب معال  
 فرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداخته بود بے توسط اسباب با  
 زندگانی میگردند آنها فضل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم این  
 جمع کرده و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت در حکمت مستور ساخته

چون حبیب دیدند گفت حبیب با خور آمد و شریک تا گردای او باز شد که همچو ادب بخت شوم حبیب این ایشید بهم برآمد دعوی مجلس حسن بصری بنا  
 بر زبان حسن چیزی گفت که یکبارگی دل حبیب با غارت کرد پس توبه کرد و بخدمت حسن از مجلس بازگشت که بخانه آید و در راه بهان کو دکان صید با لیدگر  
 گفتند دور شوند که حبیب آب آید تا گردا بر دوزن شیز که در حق عجمی شوم حبیب گفت ای من یک دزد که با تو بشتی کردم اشرا این بهای  
 دوستان سانه می دانم من بنیوی میگردن انداختی پس دی کرد که هر که را حبیب چیزی میاید داد میاید و خط خود را باز ستانز جمله جمع شدند  
 ماله که گرد کرده بود بر دمان ادا تا چنان شد که هیچ مانده کی بیاید چنین دعوی کرد بر این دعوی داد دیگری بیاید دعوی کرد چا درین بود او در  
 بر همه ماندند برب نزار صومعه ساختند در اینجا عبادت حق مشغول شدند روزی بصری علم می آموخت و شب عبادت میکرد و او را عجمی  
 می گفتند که تر آن درست نتوانست خواند چون دزد گاهی بر آمد زان ادوی نوا شد گفت لفق می باید حبیب گفت بکادوم هر دو بصومعه می رفت  
 در عبادت مشغول شد شب بخانه رفت زن گفت چیزی نیاید حبیب گفت آن کس که من از برای او کار کردم کریم است از کرم او شرم ختم  
 که چیزی خواهم او خود چون وقت آید دهد می گوید که هر چه در روز من می آید هم بر در بصومعه می سنت و عبادت می کرد تا دو کوزه تمام شد روزی  
 اندیشه کرد که من مشب چه بخانه برم در آن تفکر فرو رفت حق تعالی عالی فرستاد و بعد خانه او با یک دراز در حالی یک سلخ گوشه حلالی کوشن و سل جوانی با  
 با ایشان با صره سید و هم در خانه حبیب آمد و در بگرفت و آن چیز را ازین حبیب برداد و گفت این خداوند کار فرستاده است می گوید که حبیب  
 بگویی که در کار افزاید تا من در روز افزایم این بخت و برفت چون شب یاید حبیب شرم زده در خانه آمد بوی طعم از خانه وی می آمد زنی پیش  
 آمد و تو اخرج نمود و گفت این کار از برای که میکنی که آنکس نیکو تر است اگر کم و درین چنان فرستاد و درین دینا چنین چیزی را حبیب بگوید روزگاری  
 کردم با من این نیکی کرد که اگر پیش ازین کنم دانی چه کند پس کلیت می از دنیا بگردانید عبادت حق میگوید تا از بزرگان استجاب اله عودت

خبر فاشات این در صومعه  
 که در روز جمعه در آن وقت

و حبیب عجب صاحب سکرست نفسی به فاعل صفتی دارد و این است بار خلتی بود این دید مطابق نفس الامر است که  
 توسط اسباب بحسب واقعہ کاین است اما سبب تکلیف و اثرش بر عکس ظهور خوارق است زیرا که در مقام ارشاد و خبر نازل  
 کامل است که در ارشاد حصول سبب است و اثرش در کار است منوط بنزول است و بدانند که اغلب  
 است که هر چند بالاتر فرود آید لهذا حضرت رسالت از همه بالاتر رفت و در وقت نزول  
 از همه فرود آمده است پس ازین کلام بونی نقصان نسبت بحضرت غوث انام شام  
 عوام نمی رسد چه جای خواص زیرا که محصل کلام حضرت مجدد رضی الله عنه این است  
 که چون عروج حضرت غوث الثقلین از اکثر اولیا بلند تر واقع است و نزول ایشان  
 تا بمقام روح فرود آمده است که از عالم سباب بلند تر است و از خواص این مقام  
 است که در اینجا نظر بر سباب نمی باشد بلکه توجه بطرف سبب می ماند لهذا از حضرت  
 ایشان خوارق عادات کثیره بظهور پیوسته و این نزول امر است کامل فی حد  
 ذاتی که سبب ظهور خوارق است حضرت مجدد رضی الله عنه در هیچ جا این نزول را  
 ناقص نه فرموده اند معلوم نیست که حضرت معترض منقصت از کجا استنباط کرده  
 حضرت مجدد در رساله مبدا و معاد می فرماید و اصلان نهایته النهایه را در وقت  
 رجوع قهقری نزول با نفل عنایات است و مصداق وصول نهایته النهایه همین  
 نزول غایه الغایه است و چون نزول باین خصوصیت واقع می شود صاحب  
 رجوع بکلیت خود متوجه عالم سباب می گردد و آنکه بعضی او متوجه جناب حق است  
 بیجان و بعضی دیگر متوجه خلق که این علامت عدم وصول است به نهایته النهایه و عدم  
 نزول است بغایه الغایه است و درین مقام شبه بطور دیگر باین طور ناشی می شود که نزول  
 صوفیه قدس الله سرهم نزول تا بمقام قلب غایت نزول است که بعد از ان نزول  
 نیست و این هم در مقررات ایشان است قدس الله سرهم که هر که نازل تر است  
 کامل تر است پس هر گاه حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین



رضی اللہ عنہ را تا بمقام روح فرمودہ پس گویا درجہ واحدہ از درجات نزول بہنوز  
باقی است و این مستلزم نقصان است از احوال این شبہ با این طریق اسان است  
کہ سخن درین بنیرو و کہ نزول تا بمقام قلب اکمل نیست صرف درین است کہ ایا  
اکملیت او براسے تکمیل و ارشاد است یا برای ظهور خوارق عادات و کثرت کرامات  
حق نزول تا بمقام قلب اکمل است از نزول تا بمقام روح لیکن اکملیت او براسے ارشاد  
و فیضان حق است لغالی شانہ نہ براسے ظهور کثرت خوارق کہ او منوط بہبوط است  
تا بمقام روح فقط پس نزول کے کہ علت ظهور خوارق است اکمل است بذات خود برابر  
است کہ دران وقت مخصوص نزول تا بمقام قلب کہ علت ارشاد است یافتہ می شود  
یا نہ اکملیت علت ظهور کثرت کرامت موقوف بر اکملیت علت ارشاد نیست و یکی  
بدیگرے متعلق سے ارشاد چیزے دیگر است و کرامت شی آخر و حضرت مجدد رضی  
اللہ عنہ بصدد بیان وجہ ظهور کثرت کرامت اندنہ در پی بیان کیفیت و کملیت ارشاد  
توضیح جواب این است کہ معاملہ ارشاد خلاف معاملہ خوارق است زیرا کہ در مقام  
ارشاد ہر کہ نازل تر است کامل تر است چہ در ارشاد حصول مناسبت در میان  
مرشد و مرشدان ناہم ہمات است و آن منوط بر غایت بہبوط است ازینجا است کہ از  
اکثر متوسطان این راہ آن قداقادہ و افاضہ بہ ظهور آمدہ کہ از ہنہیان عشر  
عشر آن بوقوع نرسیدہ زیرا کہ متوسطان بہ نسبت ہنہیان بیشتر مناسبت  
بہتدیان دارند پس مدار قلت و کثرت افادہ بر جوع و بہبوط قرار یافتہ نہ بر ہنہتا  
و عدم انتقاد درین صورت قلب کہ از عالم امر است حق سبحانہ تعالیٰ اورا بعالم خلق  
تعلق و تعلق دادہ بعالم خلق فرود آوردہ بمضغہ گوشت کہ زیر پستان چپ نایل  
بہ بہو و بقاصلہ دو انگشت است تعلق خاص بخشیدہ و علاقہ مخصوص عطا فرمودہ  
پس ہر گاہ مقربان در گاہ حضرت صمدیت و مقبولان بار گاہ حضرت قائمیت

نزول باین مقام فرمایند آنگاه بالکلیه متوجه بعالم اسباب می شوند و فعل مسبب  
را در پس پرده اسباب می بیند و این مقلد است که افضل است از نزول تا بمقام  
روح زیرا که ارشاد و هدایت با و مربوط است بمعنی اینکه اغلب همین است که وقتی  
که نزول با پایان تر بود ارشاد بالا تر بود و چنانکه حضرت سرور علی اسد علیه وسلم  
از همه انبیا علیهم السلام پایان تر فرود آمده و در دعوت و ارشاد از همه بالا تر فرشته  
که بر سایر موجودات و کافه مخلوقات مرسل گشته چه بواسطه نزول تام مناسبت  
بههم پیدا کرده و راه افاده تمام تر گردیده

هر چند که آخر به ظهور آمده  
دیر آمده ز راه دور آمده

پیش از همه شایان غیور آمده  
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد

حضرت آدم علی بنسینا و علیه السلام پایان تر نیست بلکه فوق تر است اما ارشاد  
از و مقصود نیست که عین مقصود است کمالا شتره فیه از اینجا هویدا گردیده که نفس  
ارشاد منوط بر فائت مربوط نیست البته کامل تر بودن آن مربوط بر است و  
فرقی که در میان اکمل و کامل است مخفی نیست از اینجا است که جمله انبیا علیهم السلام  
کامل بودند و پیغمبر صلی اسد علیه وسلم اکمل <sup>در نامه تمانه</sup> قَالَ سَيِّدَانَا تَعَالَى تِلْكَ الرَّسُولُ  
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ پس حاملان اول اول اند و حاملان ثانی ثانی یعنی آنانکه  
تا بمقام قلب نزول نموده اند اکمل اند و آنانکه تا بمقام روح نزول آورده اند  
کامل نه اینکه ایشان ناقص اند نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ <sup>بنامه خواجیم از خطا زین ۱۲</sup> با جمله هنگام نزول تا  
بمقام روح تو هم نقصان صریح بجایست حضرت مجدد رضی اسد عنه هرگز نزول حضرت  
غوث الثقلین رضی اسد عنه را ناقص نه فرموده اند و رجوع الی البدایت فی نفس  
کمال است نه نقص حضرت مجدد رحمته اسد علیه در معارف لدنیه می فرماید -  
إِنَّ الْعِنَايَةَ إِلَّا لِيُحْيِيَ جَلَّ سُلْطَانُكَ جَدَّتِي جَدَّبَ الْمُرَادِينَ أَوْلَادًا تَوَسَّيْتِي

له یعنی  
مخات الیه  
و انبیا و اولاد  
مبارک و صلوات  
آن خدای مودت  
است عبادان  
بر هر کس که ازین  
کمال اسد بجایست  
در عین اشیا  
باینتر



عروج ایشان از اکثر اولیا بلندتر واقع شده و جهت کثرت ظهور خوارق گردید و هیچ جانبیت نقصان نزول بآن حضرت نه کرده اند معاذ اللہ آنچه مقربان سے خواہند میگویند معلوم نیست کہ حضرت شیخ عبدالحق نقصان از کجا نوشته اند چنانکہ در کلام ایشان تجسس کرده شد هیچ جانبیت نقصان با جناب نکرده اند در صورت نقصان نزول افاضہ کم می شود و افادت جناب مبارک حضرت غوث الثقلین واسطہ فیض ولایت اند در عداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی اللہ تعالیٰ عنہم و خود را نایب و انجمن را منیب نوشته اند کہ خلیفہ قائم مقام پیر می شود و در رسالہ دیگری فرمایند قولہ شما در باب حضرت غوث الثقلین قدس سرہ آنچه از مقام ادب نوشتید کہ نزول ایشان ناقص بود نیز خلاص واقع است هیچ جا این سخن نقرمودہ اند بلکہ در بارہ غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات خود نوشته اند کہ وصول فیوض و برکات در راہ ولایت بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بہ توسط شریف ایشان مفہوم می شود معاملہ اولین بوجود حضرت شیخ تعلق دارد ایشان واسطہ رشد و ہدایت اند و در ہمان مکتوب خود را نایب و ایشان را منیب خود نوشته اند کہ استفادہ از طریقہ علیا بقادر یہ نیز دارند و در رسالہ مکاشفات غیبیہ میفرمایند کہ واصلان ذات کہ با فرد بلقب اند اقل قلیل اند اکابر صحابہ و ائمہ اثنا عشر از اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم باین دولت فائز اند و از اکابر اولیا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی باین دولت مستازانند و درین مقام شان خاص دارند و اولیا دیگر ازین خصوصیت قلیل النصیب اند و قریب شان بآن خصوصیت از سہت زیادہ در بنیاب تشارک اند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم و در رسالہ سہارہ و معاد میفرمایند کہ این درویش را درین عروج اخیر کہ عروج در

این بخش است  
فانہ ستی  
وہم کہرا ان اولیا  
ابو حنیفہ



مقامات اعلاست از روحانیت حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر  
 جیلانی بوده بقوت تصرف از ان مقامات گزرا نیده باصل الاصل واصل گردانید  
 انتہی ازین ہر سلسلہ عبادات کہ حضرت ایشان نوشته اند علوم کالات حضرت غوث  
 الثقلین محسن عقیدہ و ادب آن قطب معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما در باب اما تحریر  
 این معنی کہ نزول ایشان تا مقام روح واقع شدہ ہیچ دور از ادب نیست ظہور  
 کثرت خوارق کہ از حضرت غوث اعظم ظاہر گشت از ہیچ کلام اولیاء آن  
 قدر ظہور نیافتہ بیان نمودہ اند کہ عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء اللہ  
 بلند واقع شدہ و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب  
 بلند تراست ازین تحریر ہیچ منقصدتے ب حضرت شیخ قدس سرہ عائد نمی شود کمالا یحیی  
 همچنین آن متادب بہ اداب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رعایت آداب جمیع  
 اولیاء باقتضای مرتبہ می نمودند در مکتوب چہل و دوم جلد ثانی میفرمایند من کہینہ  
 خوشہ چین خرمن ہائے ایشانم و در ذیل ذلکہ بر داران خواہنہائے نعم اینان  
 ایشان اند کہ مرابا انواع تربیت مری ساختہ اند و باصناف کرم و احسان منتفع گردانید  
 این بزرگواران در محبت حق عزوجل خود را و غیر خود را باختمہ اند و از خود و غیرہ  
 خود نام و نشان نہ گزارا شدہ باطل از سایہ ایشان گزرا ن است اینجا حق  
 است و برای حق علماء و ظاہرین از حقیقت اینہا چہ دریاست و غیر از مخالفت  
 صورتی چہ فہمند و از کمالات ایشان چہ دریا بند و از کمالات ایشان چہ فہر  
 گیرند انتہی و در بارہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند کہ شیخ از مقبلان  
 بنظرے آید منکر او در خطر است ما پس ماندگان از برکات آن بزرگوار استغلام



که افاده طالبان ازان راه است انتہی این محاورہ بعین الضمان نگریستی  
است و بہتانات بی سروپا را پس پشت انداختی ۵

جز این چه شکوہ تو انم ازان ستم گر کرد | اے بہر کہ در حق من بہر چه گفت باور کرد

قال - و آنکہ در بعض مکتوبات نوشته اند کہ انکارم کہ حکمت در پیدا کرد  
من آن است کہ تا کمال ابراهیمی و محمدی در یک جامع شود و اعظم  
است از ہمہ اقول این عبارت بعینہ در مکتوبات شریف از نظر فقیر نہ  
گزشتہ لیکن باید دانست کہ مراد از کمال ابراهیمی خلت است و از کمال محمدی  
محبوبیت و این بحث بہ کمال توضیح در رسالہ انوار احمدیہ نگاشته ام من  
شاء فلذکر جمع الیہا قال <sup>خواہ بان رجوع نماید</sup> و آن سخن کہ ترکیب وجود من از بقیہ جوہرست  
یا خمیرمایہ الیست کہ وجود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازان  
ترکیب یافته است چنانکہ ایجاد نخل از بقیہ طینت آدم است اقول برین کلام  
بیچ لفظن وارد کردہ نہ شد تا ازان جواب دادہ شود اگر گفتہ شود کہ این ستم  
مساواتت جوہرست بچند جوہر است اول آنکہ در کلام حضرت مجدد صنی  
اللہ عنہ لفظ ترکیب درج است و نہ عبارت ایجاد و نہ لفظ متکلم مذکور است  
عبارت مکتوب صدم از جلد ثالث کہ بہ شیخ نور الحق صادر شدہ این است  
تشنو لبثنو بہر چند درین دولت خاصہ محمدی دیگرے را شرکت نیست اما این  
قدر می باید کہ ازان دولت خاصہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق و  
تکمیل او علیہ الصلوٰۃ والسلام بقیہ ماندہ بود کہ در خوان دولت ضیافت  
آرمان زیاد بہر لازم است کہ اولس گویان نصیب خادمان بود آن بقیہ را

توضیح آنست کہ ترکیب کمال ابراهیمی و محمدی انوری است  
۱۰

در حدیث

بر یکی از دو تمدن او علیه و علی آله الصلوٰة والسلام اولش گویان عطا فرموده اند  
و آن را خمیر ساخته خمیر طینت او نمودند و طبیعت و وراثت او شریک دولت صاحب  
او گردانیده اند **عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** بر کربان کارها و شوازیست  
این بقیه در رنگ آن بقیه طینت حضرت آدم است **عَلَيْ نَبِيِّنا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ**  
و **السَّلَامُ** که نصیب خلقت دخت خراب آمده است **كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ**  
و **السَّلَامُ** اگر مواعظتکم النخلة فانها خلقت من بقية طينة  
**آدم** **وَاللَّذِينَ مِنْ كَابِ اَلْاِصْرَامِ نَهَيْتُ اَنْتَهَى** ازین عبارت  
ظاهر است که حضرت مجدد رحمت اند علیه بطور عموم می فرماید نه آنکه نفس نفیس خود را  
مراد داشته و او ام آنکه مراد از طینت درین مقام احوال حمیده اصلیه حقیقیه است  
برای سرور عالم صلی الله علیه و سلم اگر از آن خاک مراد باشد پس ضرور بود که قبر و سه  
ترو قبر سرور عالم صلح می بود چنانکه قبر شیخین است رضی الله عنهما سوّم آنکه اگر  
تسلیم کرده شود که مراد از طینت خاک است پس شیخ اکبر در فتوحات نوشته که وجود  
مبارک سیدنا علی مرتضی از بقیه طینت آن حضرت است صلی الله علیه و سلم **فَمَا**  
**تَخْتَصِمُونَ اِلَّا عَنَّا حَرِيبٌ** بگم شود و حضرت شیخ محدث در رساله بشران با نجبه  
در حدیثی در شان اهل بیت رضی الله تعالی عنهم از رسول خدا صلی الله علیه و سلم روایت کرده  
**كُرِهَ لِيْ اَنْ يَّخْرَجَ خَلْقِيْ مِنْ طِينَتِيْ** و خطیب از این مسطور رضی الله عنه روایت کرده  
**اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسُوْرًا فِيْ اَوْبَابِ كَسْرٍ وَعَمَّا خُلِقْنَا**  
**مِنْ تَرْتِيْةٍ وَّاحِدَةٍ** من زما محمد بن عثمانی رحمه الله علیه گفته که این حدیث است شواهد انداز عمر  
ابن عباس را ابو سعید و ابو هریره یعنی را بعضی قوت دهد و در کشف الغطاء مذکور است

لا ینالک زبور جمل  
خطاطه اسم علی آله  
و سلم آرام کنی همه  
خود سا که درخت فوس  
است زینکه در  
سیدانکه شده است  
از بقیه خاک آدمی  
با چنین است از  
علم شتاب همه  
مع ایشان بیا  
کرده شد نزار  
خاک من  
من او بوی  
در بیان کرده ششم  
از یک خاک  
مع کشت انطا  
من بود انصبار  
ساز است بیلار  
خبر کشف از این باب  
و در کتب دیگر  
و غیرت





مایه شخصی از اولیا شود این امر عقلاً محال نیست و از شرع مستفاد و از کشف ثابت می  
 شود و این برادر اصطلاح اصالت گویند و صاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می آید  
 آید که گویا چند و مرجع است از جواهر و اجساد و دیگران از آب و گل چهارم آنکه آنحضرت  
 صلی الله علیه و سلم فرمود و طینة المعتقد طینة المعتقد مر قاه ابن البخاری والد النبوی  
 فی الفریقین و از سیر و تواریخ معلوم می شود که آزاد کرده آنحضرت صلی الله علیه و سلم  
 قریب چهل کس بودند پس طینت همه آنها بمقتضی این حدیث طینت آنحضرت باشد  
 پنجم آنکه درخت خرما که از نباتات است بدین دولت سرفراز است در شان آن وارد  
 اگر موماعتکم النخلة فانها خلقت من فضلة طینة ابيکم ادم الحدیث اخرجہ  
 البخاری فی التاریخ و ابن ابی حاتم و العقیلی و ابن عدی و ابن السنی و ابو نعیم  
 كلاهما فی الطب و ابن مردويه عن علی بن رضی الله عنه قال قال رسول  
 الله صلی الله علیه و سلم خلقت النخلة و السمات و الغیب  
 من فضلة طینة ادم پس از افراد اکرم موالید که انسان است که به تجمیع طینت بنی خود  
 شرف اندوزند چه عجب و کدام مساوات است خدام لباسهای مخدومان را بجه تکلف  
 استعمال می نمایند و از موانع نعم استیفاء تلذذاتی که مخصوص به مخدومان است می نمایند  
 هیچ کس گمان نمی برد که خادم مساوات شرکت با مخدوم بهم رساند درین نوع ایهت و  
 رفعت قدر مخدوم می افزاید ششم آنکه این کلام نه امری است بتدع ایشان  
 بلکه بسیاری از اولیا بدین قسم کلمات تکلم شده اند غایت امر آنکه ایشان هم از  
 مشوف خود خبر داده اند شیخ شعرانی در لوائح الانوار از یکی ازین قوم حکایت می کنند  
 که میگفت خلقت من رسول الله صلی الله علیه و سلم و هم شیخ شعرانی

له تعلیم کزین همه  
 خود ما که درخت خرما  
 است او از طینت خاک  
 آدم علیه السلام بود  
 شده  
 درخت خرما  
 زانکه در از طینت  
 آدم است  
 جمع من بپای  
 کرده ششم از رسول  
 الله صلی الله علیه و سلم

در لوائح الانوار نقل از شیخ ابوالحسن شاذلی که قطنی مان خود بود آورد اولیای علی  
 ضریب صلیحون و صدیقون فالصالحون ابدال الانبیاء و الصدیقون ابدال  
 الرسل فیهم الصالحون و الصدیقون بالتفصیل كما یزید الانبیاء الرسل  
 منهم طائفة انفراد و فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله  
 علیه و سلم یشهدونها و هم قلیلون و فی التحقیق کثیر و مادة  
 کل نبی و ولی بالامسالة من رسول الله لکن من الاولیاء من  
 یشهد عنه و منهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الی لوقظرو  
 حتی عرفوا بالیهم علی التحقیق و ذلک کرامة لهم لا ینکرها الا  
 من ینکر کرامة الاولیاء نعوذ بالله من النکران بعد العرفان  
 انتهى ای برادر نیک درین عبارت تامل نمائید تا بدانید که شیخ بجهت ترانه ترنمی نماید در سینه  
 عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه  
 هر که سوای سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده  
 است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلا او بعضا بے  
 واسطه نور محمدی نور الهی بود و بجهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک کرامة لهم  
 پس چنان باید گفت که این نیز دعوی شرکت است با فخر بشر صلی الله علیه و سلم  
 از تو امین نیستم اے بخت ورنه پیش یار می توانم حال خود گفتن نه با نعم لال نیست  
 قال و جای دیگر گفته اند که متابعت پانچ مرتبه است همه مراتب را حاصل است  
 اقول ندانم که این چه اعتراض است آیا مقرض می خواهد که مراتب متابعت  
 یکسے حاصل نه شود

در لوائح الانوار نقل از شیخ ابوالحسن شاذلی که قطنی مان خود بود آورد اولیای علی  
 ضریب صلیحون و صدیقون فالصالحون ابدال الانبیاء و الصدیقون ابدال  
 الرسل فیهم الصالحون و الصدیقون بالتفصیل كما یزید الانبیاء الرسل  
 منهم طائفة انفراد و فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله  
 علیه و سلم یشهدونها و هم قلیلون و فی التحقیق کثیر و مادة  
 کل نبی و ولی بالامسالة من رسول الله لکن من الاولیاء من  
 یشهد عنه و منهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الی لوقظرو  
 حتی عرفوا بالیهم علی التحقیق و ذلک کرامة لهم لا ینکرها الا  
 من ینکر کرامة الاولیاء نعوذ بالله من النکران بعد العرفان  
 انتهى ای برادر نیک درین عبارت تامل نمائید تا بدانید که شیخ بجهت ترانه ترنمی نماید در سینه  
 عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه  
 هر که سوای سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده  
 است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلا او بعضا بے  
 واسطه نور محمدی نور الهی بود و بجهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک کرامة لهم  
 پس چنان باید گفت که این نیز دعوی شرکت است با فخر بشر صلی الله علیه و سلم  
 از تو امین نیستم اے بخت ورنه پیش یار می توانم حال خود گفتن نه با نعم لال نیست  
 قال و جای دیگر گفته اند که متابعت پانچ مرتبه است همه مراتب را حاصل است  
 اقول ندانم که این چه اعتراض است آیا مقرض می خواهد که مراتب متابعت  
 یکسے حاصل نه شود

منی دائم ز منیع گریه مطلب چیست ناصح  
دل از من دیده از من ستمین از من کنار از من

معهذا در هیچ مقام این تقریر از نظر عاجزانه گذشته البته حضرت مجدد و رحمتہ احد علیہ  
در مکتوب پنجاه و چهارم از جلد ثانی که به سید شاه محمد صدر یافته تحریر می فرمایند  
که متابعت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام که سرمایہ سعادت دینیہ و دنیویہ است  
در جابت و مراتب ارد درجه اول مرعوم اهل اسلام راست از اتیان احکام شرعیہ  
و متابعت سنت سنیه بعد از تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس که بدرجه ولایت مشرف  
است و علماء و ظواہر و عباد و زباید که معامله شان باطمینان نفس نمیویستہ است همه  
درین درجه متابعت شریک اند و در حصول اتباع برابرند و درجه دوم از متابعت  
اتباع اقوال و اعمال اوست که به باطن بعلق دارد و از تہذیب اخلاق و دفع رذایل  
صفات و از الہ امر اعلیٰ باطنیہ و غیرہ این درجه مخصوص است با رباب سلوک و درجه  
سوم از متابعت اتباع احوال و از واقع و مواجید آن سرور است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ  
و السلام که بمقام ولایت خاصہ تعلق دارد و این درجه مخصوص با رباب ولایت است که  
مجذوب سلوک باشند یا سالک مجذوب چون مرتبہ ولایت بانجام رسید نفس مطمئنہ گشت  
درجه چهارم مخصوص بہ علماء را چنین است که بعد از اطمینان بدولت متابعت  
متحقق اند درجه پنجم از متابعت اتباع کمالات آن سرور است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ  
و السلام کہ علم و عمل ادر وصول آن کمالات مدخل نیست بلکه حصول آنہا مربوط بہ محض  
فشل و احسان خداوندی است جل سلطانہ و این درجه بس عالی است درجات سابق  
را بان مساس نیست این کمالات باصالت مخصوص با نبیاء اولی الغرم است علیہم الصلوٰۃ  
والتسلیمات و بتبعیت و درانت تا کرا بان دولت مشرف سازند درجه ششم



از متابعت اتباع آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام در کمال که مخصوص بمقام -  
 محبوبیت آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام درین درجه افاضه کمالات بجز محبت  
 است و فوق لفضل و احسان است ازین درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است  
 و درجه هفتم از متابعت است که تعلق به نزول و هبوط دارد و این درجه جامع جمیع درجات  
 سابق است درین مقام تابع بمتبوع به نیجه مشابهت پیدای کند که گویا اسم تبعیت از میان  
 می خیزد و امتیاز تابع و متبوع نایل می گردد با جمله هر دو لیت که آمده است از برای انبیا آمده  
 است علیهم الصلوٰۃ و التحیات سعادت استمان است که لطیف انبیا علیهم الصلوٰۃ و التحیات  
 آنان دولت بهره یابد و از اولش ایشان تناول نمایند

در قافله که اوست دامن نرسیم | این بس که رسد دور بانگ جز نرسیم

تابع کامل کسی است که باین هفت درجه متابعت تجلی شود آنتی مختصر از اولی تا مل و واضح  
 شود که این کلام از نقص پاک و صفات است حضرت غلام علی شاه رحمة الله علیه فرماید شما  
 درجات متابعت رسول خدا صلی الله علیه و سلم پنج مرتبه نوشیدند و دعوی حصول بخود کردید  
 و آن بغایت بعید می نماید بلکه ایشان درجات متابعت را هفت درجه ثابت کرده اند  
 و درجه اول ایقان احکام شرعی است بعد تصدیق قلب پیش از اطمینان نفس  
 و درجه دوم تهذیب اخلاق است و رفع زوایل صفات و ازاله امراض باطنیه  
 و درجه سوم اتباع احوال و اذواق و مواجبات است و درجه چهارم حصول اطمینان  
 قلب است که اتباع هو ما جاء به المصطفیٰ صلی الله علیه و سلم  
 گردد و حصول مقام رضا چون و چرا بر مجازی تقدیر نماید و درجه پنجم اتباع کمالات آن  
 سرور است صلی الله علیه و سلم که حصول آن مربوط محض لفضل و احسان خداوند است  
 و علم و عمل ادران در خط نیست و درجه ششم اتباع کمالات که مخصوص بمقام محبوبیت  
 آن سرور است صلی الله علیه و سلم و درجه هفتم متابعت آن است که تعلق به نزول و هبوط



لَوِ اخْتَلَفَ فِي وَصْفِ كَاتِبَتِ الْمَثَانِلَةَ لِأَنَّ الْمِثْلَيْنِ مَا كَيْتَا أَحَدُهُمَا  
 مَسَدًا الْخَيْرِ وَوَرُوْبِهِ نَفْسُ كَمَا لَاتِ بِالتَّبَعِ مَخْذُورِي نَيْسِتِ چِه بَه گَاهِ مَخْذُومَانِ اُولُش  
 بَخَادِمَانِ عَطَامِي فَرِهَانِدَا اِيْشَانِ مِي گُوْنِيْدَ كَه بِتَّبَعِ وَطَفِيْلِ مَخْذُومَانِ اَز اَطْعَمَةُ تَنُوْعُهُ حَظُّ وَا فَرِ  
 دَارِيْمِ وَجَمِيْعِ الْاَسْفَرِهِ مَخْذُومَانِ مَارَا حَاصِلِ اسْتِ اَز لَانِ كَسِي نَمِي نَهْمَكِه اِيْنِهَادِ عَا سِ  
 هَمْسَرِي وَبِرَابَرِي اَهْنَامِي كَنْدَزِيْرَا كِه اَصْلِ اَصْلِ اسْتِ وَفَرَعِ فَرَعِ مَخْذُومِ مَخْذُومِ خَادِمِ خَادِمِ  
 خَادِمَانِ كِه بَه بَارِگَاهِ رَفِيْعِ سُلَاطِيْنِ بَارِي يَابِنْدُو اُولُش اَز خَوَانِ نَمْتِ مِي خُوْرِنْدُو عَزْتِ  
 وَحَرَمْتِ دَارِنْدِهْمَا اِنْ بَه بَرَكْتِ مَتَابَعْتِ مَخْذُومَانِ اسْتِ وَرَنَه مَشْهُوْر اسْتِ كِه اِيْ اِيْاز  
 قَدْرِ خُوْد لَشْنَاش لَيْسِ بَه گَاهِ حَضْرَتِ مَجْدُورِ صِنِي اَسَدِ عَنَه بَدُوْلَتِ تَعْبِيْتِ اَطَاعْتِ حَضْرَتِ خَيْرِ السَّبِيْحِ  
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّحِيَّةُ كِه اَنْ اَطَاعْتِ اِيْنِ حَضْرَتِ رَبِّ الْعَرْشِ اسْتِ اَز كَمَالَاتِ نَبُوِيَّةِ وَوَلَايَاتِ  
 مُحَمَّدِيَّةِ عَلِيٍّ صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالتَّحِيَّةُ بَه طَفِيْلِ سِرُّوْرِ عَالَمِ صَلَّيْ اَسَدِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولُش يَافْتِنْدَا اِن گَاهِ اَكْر  
 بَرَايِ اَهْمَارِ نَعْمَاءِ پَرُوْرِ وَا كَارِ لَبِ اَهْلَانِ كَشُوْرِنْدُو اَز زَبَانِ فَرْمُوْدِنْدَكِه هَمِه كَمَالَاتِ مُحَمَّدِيَّةِ دَر  
 ذَاتِ بِنِ بَه تَّبَعِ وَطَفِيْلِ حَاصِلِ اسْتِ دِرَانِ بَا كِه نَمِي مَنِيْمِ عِنِي كَمَا لَا تِي كِه حَصُوْلِ اَنْ بَرَا نِ  
 اسْتِ مَرْتُوْمِه مَكْنِ وَدَر حَصُوْلِ اَنْ مَخْذُورِ سَرِي نَيْسِتِ وَنَبُوْتِ وَرَسَالَتِ مَن حَجَلِ  
 كَمَا لَا تِي اسْتِ كِه بَا حُدُثِ مَتَوَقَّعِ اَحْصُوْلِ نَيْسِتِ اَسْبَابِ اسْتِنَاءِ عَقْلِي وَبِدَايَةِ عَقْلِ خَارِجِ  
 بَاشْدَلِ فَرْطِ تَّبَعِ وَطَفِيْلِ اَز اَلْفَاظِ مَعْمُوْلِي نَحْ اِن گَا شْتِه شُوْدَايِنِ اَمْرِ سِ اسْتِ كِه بِنَايِ طَرِيْقَةُ  
 نَفْسَبِنْدِيَّةِ بَرَا اَنْ نَهَادَه اِنْدَ حَضْرَتِ مَجْدُورِ رَحْمَه اَسَدِ دَر مَعَارِفِ الدُّنْيَا مِي فَرِيَادِ سِلْسَلَه عَلَيْهِ  
 نَفْسَبِنْدِيَّةِ اَز سَائِرِ سِلْسَلِ بُوْجُوْهِ فَتْحِيْلَتِ حِدَا اسْتِ مَعْرَبِه اِيْنِ طَرِيْقِ بَرِ سَائِرِ طَرِيْقِ بَرِ اَتَبِ  
 هُوِيْدَا اسْتِ اِيْنِ سِلْسَلَه عَلَيْهِ مَنْتَهِي بِحَضْرَتِ صَدِيْقِ اسْتِ صِنِي اَسَدِ لِقَا لِي عَنَه كِه اَفْضَلِ بِنِي  
 اَدَمِ اسْتِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بَه خَلَاوْتِ سِلْسَلِ دِيْگَرِ وِدَرِيْنِ طَرِيْقِ اِنْدَر اَجْ نَهَايَتِ اسْتِ دَر بَدَايَتِ  
 مَخْلُوْفِ سَائِرِ طَرِيْقِ وَشْهُوْدِ كِه مَعْجَزَاتِ اِيْنِ بَرِگُوْرَانِ سِ هُوْدَايِي اسْتِ وَتَبْعِيْرِ اَنْ اَنْ بَه  
 يَادِ دَاشْتِ كَرْدِه اِنْدُو شْهُوْدِ كِه دَوَامِ بَه پَرِيْدِنْدُو اِيْشَانِ اَز خِيْرِ اَعْتِبَارِ سَائِرِ اَسْتِ خَلَاوْتِ

سایر سلاسل طے منازلین طریق بے متابعت تمام صاحب شریعت را علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ  
 والتسلیمات بدین نسبت بخلاف طرق سلاسل دیگر کہ بہ متابعت فی کلمہ بامداد و ریاضت و  
 مجاہدات بانقطاع می رسند این دعوی بران فی طلبد بران آنست کہ این بزرگواران بہ مدد  
 جذبہ راہ راطی می کنند و در طریق دیگر ریاضات شاقہ و مجاہدات شدید قطع منازل نمایند و جذبہ  
 معنی محبوبیتہ می طلبد تا محبوب نباشد جذب نمی کنند و معنی محبوبیتہ وابستہ بہ متابعت  
 محبوب رب العالمین است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ آیہ کریمہ **فَاتَّبِعُونِي يَكُفِّرْ بَكُمُ اللَّهُ**  
 شاہد این معنی است پس ہر چند متابعت تمام جذبہ بیشتر و بہر چند جذبہ بیشتر قطع  
 منازل آسان تر و زودتر پس متابعت تمام شرط این بزرگواران آمد ہذا ہذا مکن محل بہ غریمت  
 اختیار نمودند حتی کہ از ذکر چہرہ عمدہ این راہ است منع کردند و از سماع و رقص کہ زبرد  
 از باب احوال است اجتناب فرمودند و پرتابہر است کہ گمانے کہ بہ متابعت مترتب شود و فی  
 جمیع کمالات خواهد بود لاجرم این عزیزان فرمودہ اند کہ نسبت ما فوق ہمہ نسبتہا است  
**ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**  
 پس طالبان حق را اختیار این طریق اولیٰ و النسب باشد کہ راہ بہ غایت نزدیک است و  
 مطلوب در نہایت رفعت انہی درین مقام شبہ ناشی می شود کہ چون بعضی از انبیا علیہم  
 السلام نیز در حصول بعضی از کمالات مخصوصہ محمدیہ طفیلی اند کہ بطفیل حضرت خاتمت  
 علیہ الصلوٰۃ والتحیہ بان رتبہ رسیدہ اند ناچار ہم مساوات در میان حضرت مجدد و حضرت  
 انبیا سوائے حضرت مصطفیٰ ہنوز باقی است کہ درینجا ہنگنان طفیلی اند جوایش اینست کہ  
 در حقیقت درینجا دیگر انبیا ہم طفیلی اند اما ہر طفیلی کیسان نمی باشد بنی طفیلی ہم جلس  
 اصیل می باشند و ولی طفیلی خادم اند بلحاظ رتبہ در صورت اول جلس و ہم لقمہ می  
 گویند و در صورت ثانی تابع و اولش خورشندان بنیہاشیخ الشیوخ در عوارف می  
 می فرماید **اقرب الی الخصال الی النبیۃ الصدیقۃ** و قال ابو یزید **اخر الخباہات**

شیخ شہاب الدین ابو یزید  
 الشافعی سلاسل  
 مجاہدات العارفان  
 از سید شریف جوان  
 حقیقت بود است  
 عبد الرحمن بن علی  
 شیخ زری و عزیزین  
 علی مد فارسی و جم  
 شہادت چنان لفظ  
 شدہ اند سلطان تہیہ  
 بران بطور مجاہد  
 بدین طریق  
 است ۱۱  
 است از قبہ احوال  
 است از قبہ احوال  
 کہ آخر نہایت بگویند  
 اقل صحبات انبیا  
 است ۱۲





نیز بفرق رفته است سر این معنی چیست و حال آنکه مقرر است که جمع علیه است که فضل  
 مران بیا را است علیهم الصلوة و التسلیات اولیا هر چه می یابند لطیف الیشان می یابند و  
 به کمالات ولایت به جلالت ایشان میرسد جوالبش آنست که مقامات انبیا علیهم الصلوة  
 والبرکات نهایت مقامات عروج ایشان نیست بلکه عروج این بزرگواران بمراتب آن  
 مقامات بالا رفته است چه آن مقامات عبارت از اسماء الهی است جل سلطان که مبارکی  
 تعینات ایشان است و وسایل فیوض از حضرت ذات قدس چه حضرت ذات ربانی تو  
 اسماء بعالی هم متناسب نیست و غیر از غنا هیچ نسبتی حاصل نمی آید ان الله الغنی عن العالمین  
 شاهد این معنی است و چون این بزرگواران از مراتب عروج نزول می فرمایند و انوار  
 بالا را با خود گرفته فرود می آیند درین اسماء علی تفاوت مراتبها که شباهت باختیار  
 طبیعت ایشان دارند اقامت می فرمایند و توطن می نمایند لهذا اگر کسی ایشان را  
 بعد از استقرار جوید در همان اسماء باید پس بلند استعداد که متوجه حضرت است تعالی  
 و تقدس ناچار در وقت عروج بان اسماء خواهد رسید و از آنجا بفرق خواهد گذشت الا  
 ماشاء الله تعالی اما ان سالک چون از بالا فرود آید و با سعی مبداء تعین وجودی اوست  
 نزول نماید آن اسم البته پایان تر از ان اسمی که مقامات انبیا است علیهم الصلوة و التسلیات  
 خواهد بود و تفاوت مقامات اینجا ظاهر شد که مناط فضیلت است هر که مقام او بلند است  
 افضل است و تا سالک باز با سم خود نگرود و اسم خود را پایان تر از ان اسمی نیابد فضیلت  
 آن بزرگواران را بطریق ذوق و حال نتواند دریافت به تقلید ایشان را افضل میگوید  
 و به یقین سابق حکم با ولویت انهامی کند اما وجدان او کذب حکم اوست در نیوقت اینجا  
 و تضرع و عجز و نیاز به حضرت حق سبحانه و تعالی در کار است تا آنچه حقیقت کار است ظاهر  
 گردد و این مقام فرزت اقدام سالکان است و این جواب امثالی واضح گردانیم ارباب  
 معقول گفته اند که در خان مرکب از اجزای ارضی و اجزای ناریست وقتی که در خان

در سینه کلاه  
 بجز در اول از تقاضی  
 تفاوت است ۱۷



عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَنْتُمْ وَهَذَا الْقَوْلُ وَأَخَذَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَتَّبِعُ الْبَصِيرَ  
 فَتَقَبَّلَ لَهُ، أَمْحَقُ هَذَا الْمُسْبِطُ قَالَ هُوَ مُحَقَّقٌ وَتَلَبَّسَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ  
 أَنَّهُ أَشْرَكَ بِبَصِيرَتِهِ نَوْرَ الْجَمَالِ ثُمَّ حَذَقَ مِنْ بَصِيرَتِهِ  
 إِلَى بَصِيرَةِ مَنْفَعَةٍ فَرَأَى بَصِيرَةَ بَصِيرَتِهِ وَبَصِيرَتَهُ يَتَّصِلُ شُعَاعُهَا بِبَصِيرَةِ  
 شُهُودِهِ فَظَنَّ أَنَّ بَصِيرَتَهُ لَمْ يَأْتِهَا شُهُودُهُ تَهْ بَصِيرَتُهُ  
**فحسب** بر نفس لفظی پوشیده نیست که چنانکه تفوق مقام احدی بر  
 مقام انبیا و ائمه از محالات است همچنان رویت باری تعالی در دنیای او هر دو رویت قابل  
 تاویل می باشند قال در جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند اقول جای در تصانیف  
 حضرت مجدد رضی الله عنه تجلی محمدی و احمدی مذکور نیست اگر این کلام تسلیم نموده شود  
 پس می گویم که در صحت کلام محل تردد نیست تجلی معنی روشن و آشکارا شدن و جلوه کردن  
 است پس اگر باین معنی تجلی محمدی و احمدی گفته شود گنجایش دارد چنانکه نزد صوفیانه  
 قدس الله سراره هم تجلی الهی تعالی و تقدس بهمان معنی مستعمل است در کتاب اخبار الاخیاء  
 مذکور است که حضرت جدیب بن ابی عامر المومنین صلی الله علیه و سلم و اله اجمعین نیز براس  
 ترتیب و تائید تجلی می فرمودند انتهی از شیخ ابوالعباس قریشی منقول است که می گفت  
 و صلی الله علیه و آله اگر پوشیده شود از من دیدار انوار حضرت رسالت خاتمیت  
 علیه السلوٰة و السلام ساعتی نمی خارم خود را از جمله مسلمانان و اگر بنشیند اعتراض  
 این است که تجلی احمدی منسوب است بجناب حضرت مجدد و رحمت الله علیه که احمد نام دارد پس  
 کسی این را باور ندارد و این چنین اعتراض از ایشان معترضین بعید تر باشد قال و دوره  
 الف یا مجدد الف گفتند اقول درین قبیر اشاره است باین تقریر که چون حضرت  
 ایشان در رسالت مجدد شده اند فیضان ایشان در رسالت ثانی ساری باشد  
 و در کدامی حدیث شریف نقلی آن وارد نه شده است هزار سال با یکدیگر این چنین در سبب

ذکر لغویت اینست یا این که در جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند

ذکر دوره الف یا مجدد





که مردم باصل مراد تکلم نمی رسند و بر اصطلاح صوفیه اطلاق حاصل نمی نمایند و بر اقوال  
 مشایخ طریقت عرض نمی کنند و بر ظاهراً الفاظ به نکته چینی و حرف گیری پیش می آیند  
 ازین رو ایشان را از کلام صوفیه لغت و وحشت حاصل می گردد تا آنکه قائل به تکفیر  
 این طایفه یا حدیث از اکابر می شوند حضرت شیخ در رساله معراج البحرین می فرمایند از  
 وجوه اعراض و انکار برین طائفه علیّه دقت علوم و لطافت اشارت ایشان هست که در  
 فهم کس نه و در آید انتہی و در همان کتاب بجای دیگر بدین الفاظ نوشته است گاه  
 باشد که در نفس الامر دلیل باشد و لیکن ناظر ارقوت دریافت آن نبود انتہی قال گفته اند  
 که من هم مرید امدام و هم مراد امداد غرض آن سلسله ارادت من بچون توسط باسد تعالی متصل  
 است تعالی می بیند نایب اید امداد است سبحانه ارادت من به محمد رسول امداد صلی الله علیه و آله  
 بوساله کثیره است و در طریقه نقشبندیه بسبب و یک واسطه در میان است و در طریقه  
 قادریه بسبب پنج واسطه و در طریقه چشتیه بسبب هفت واسطه من به الله قبولی است  
 نمی نماید پس من هم در پی محمد رسول امدام نه هم پروردگار و صلی الله تعالی علیه و سلم و بنحو  
 این دولت به چند طفیلی امانا خوانده نیامده ام و به چند تابع امانا از اصالت بی بهره ام  
 و به چند مأمور امانا شریکی و ولتم نه شریکتی که از آن دعوی هم سری خیزد که آن کفر است بکار  
 شرکت خادم است با خودم تا طلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام و تا خود  
 اند دست باین دولت دراز نکرده به چند و لسی ام اما منی حاضر و ناظر دارم و به چند  
 در طریقه نقشبندیه پیرین عبدالباقی است رضی الله تعالی عنه اما تکفل تربیت من الباقی  
 است جل جلاله و عم نواله من بفضل تربیت یافته ام و براه اجتناب رفته سلسله من سلسله  
 رحمانی است بلکه عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است جل شانہ و عم احسانه و مربی من  
 ارحم الراحمین و طریقه من طریقه سبحانی است که از راه تنزیه رفته ام و از اسم و صفات  
 جزوات اقدس نخواسته این سبحانی نه آن سبحانی است که بسطامی بآن قائل گشته است

مکتوب بهشتا و هفت از جلد ثالث

که آن را باین مسائے نیست آن از دانه الفتن برآمده است این ماورای القس و  
 افاق است و آن تشبیه است که لباس تیزی پوشیده است این تیزی است که گروے  
 از تشبیه بوی نرسیده و آن از سر چشمه سکر جوش نده و این از عین صحیح برآمده است -  
 ارحم الرحمن در حق من اسباب تربیت از غیر از معلمات نداشته است علت فاعلی در تربیت  
 من غیر از فضل خود را ساخته از کمال کرم و اهتمام و غیرت که منی تعالی و تقدس در حق  
 من دارد بخوبی فرماید که فعل بگیرد را در تربیت من در خلق باشد و یا من بد بگیرد دین  
 معنی متوجه کردم من مرای الهی ام جل شانہ و مجتبیایم فضل و کرم نامتناهی او تعالی  
 ۵ بر کربان کارها دشوار نیست ۵

اقول این عبارت مکتوب هشتاد و هفتم است که بمولانا محمد صالح کولابی در اسرار مراد  
 و مریدی صدور یافته پس اول شرح این مکتوب نگارم سپس بدفع شبهات متوجه میگرم  
 قوله یعنی الله عنہ من ہم مرید اسد ام جل و علا و ہم مراد اسد عز و جل شانہ بدانکه  
 لفظ مرید و مراد از مصطلحات صوفیہ کرام است در فصل الخطاب بحواله ترجمه عوارف مذکور  
 است مرید و مراد را بر دو معنی اطلاق کنند یکی بر معنی مقتدی و مقتدی دیگر بر معنی  
 محب و محبوب اما مرید یعنی مقتدی آنست که دیده بصیرتش بنور هدایت بینا گردد و به  
 نقصان خود نگردد دانش طلب کمال در نهاد او برافروزد و آرام نگیرد الا بحصول مراد و وجود  
 قرب حق سبحانه و هر که بصفت اهل ارادت موسوم بود و خیر حق سبحانه در دو کون آن مراد  
 دیگر دارد تا محظ از طلب مراد بسیار آمد اسم ارادت بروی عاریت است اما مراد یعنی  
 مقتدی آن است که قوت ولایت او در تصرف بمرتبه تکمیل نقصان رسیده است و  
 اختلاف انواع استعدادات طرق ارشاد و تربیت بنظر عیان دیده اتقی اندرین صورت  
 میان مرید و مراد لزوم است یکی از دیگری منفک نشود پس هر که مرید است مراد است  
 و هر که مراد است مرید است ۵

مقیدان تو از ذکر غیر خاموش اند | بخاطریکه تویی دیگران فراموش اند

در بیچہ الاسرار بہ کمال بسط تحقیق این الفاظ منوہ شد درین مقام بطور اختصار مذکور می شود ارادت ترک چیزی است کہ عادت آن داشته باشد ہر گاہ شخص حظوظ دنیوی و اخروی را گزارد ارادہ اش کامل گردد لایزید پس حقیقت ارادہ ذات خداست عزوجل کہ در ان لوح زینت دنیا و آخرت نباشد پس مرید عامل کتاب و سنت باشد و بجا سوای آن گوش نہ ہند و نور خداوند تعالی ہی نگردد و سوائے وی کسی را فاعل حقیقی نہ بیند بلکہ کہ مسبب اند پس ہر گاہ در مانوس بہ خلوت مع اسد گردد و از معاصی مجتنب باشد و راضی بقضا باشد و امر باری تعالی بہ پسند و از وعبرت کند و بذل جہد در محبت وی نماید و بسبب کہ موصل الی اسد باشد بان کوشد و کار خود را مخفی و متوازی دارد و شناسے مردمان نہ پسندد و تو اقل عبادات خاصاً توجہ اسد ادا کند تا آنکہ بخیرہ قدس رسد و از خاصان گردد اورا مراد گویند ۵

تا ترک مراد خود نگیری | ایک بار مراد در کنارت ناید

پس از بار ساکنین الی اسد کم گردد و معرفت ذاتش و سکون و طمانیت ویرا حاصل شود ہر حکمت و اسرار وی تعالی بعد از ان مترجم گردد و از و خبر بد و این وقت وی بہ لقب خاص کہ از اقران ممتاز باشد ملقب گردد و با سار خاصہ آگاہ گردد ۵

در بیچ زمان غیر بدل سہا نہ دادند | قومیکہ مریدند و گروہے کہ مرادند

در لطائف اشرفی مذکور است حضرت قدوۃ الکرامی فرمودند ہر کہ مرید است حقیقتہ مراد است <sup>کتاب بیست و شہد</sup> چہ اگر مراد حق بنودے اورا خلعت ارادت پوشائندی فرق میان مرید و مراد آنست کہ مرید مبتدی است و مراد منہدی مرید در تجلسست مراد محمول چنانچہ موشی گفت رب اشرف علی <sup>۵۴</sup> صندری و محمد را صلے اسد علیہ وسلم گفت کہ شرح لک صندزک ہتر موشی گفت علیہ السلام <sup>۵۵</sup> رَبِّ اَرِنِي النَّظْرَ الَّذِي قَالَ لَنْ تَرَانِي حضرت رسالت پناہ صلے اسد علیہ وسلم را فرمان شد اَلَمْ تَرَ اِلَى رَبِّكَ وَمُرِيدٍ وَرَوْنَدَه است مراد برودہ شدہ ہر کہ روندہ در پے برودہ

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



مردم مجید

شده است

یکے از جان رود در راه وادار	دگر رانے برند از جان با سرار
مرید اول بود آخر مراد است	میان این و آن فرقی فتاد است

حضرت قدوة الکرامی فرمودند در مرید حقیقی چهار چیز باید تا مرید حقیقی شود اول آنکه مرض و صحت او برابر باشد و همه حال برضای حق تعالی رود و دوم حالت فقر و غنا وی را مستوی باشد سوم بدحت و مذمت خلق و بر یکسان نماید چهارم بهشت و دوزخ او را برابر باشد کَمَا قَالَ الْمُؤْتَبِرُ لَا يَرْبُدُّ مِنَ الْكُوْخِ شَيْئًا عَسَىٰ يَرْكَبُ مَرِيْدًا ارادت خود نباشد و مرید قائم بخود باشد و مراد قائم بحق و حضرت معترض آنچه معنی مرید و مراد بزرگاشته بر یاد انشاء الله تعالی در معنی مراد بزرگاشته که نخست ایشان را جذب بجا نماید پس معنی عبارت کتب شریفین چنین باشد که من مجدد بم و اوسی ام و مجدد بم اوسی همان طائفه راعی گویند که بوسیله واسطه ظاهر و بطنین ذکر و اصل مقصود شود مثل شجره حضرت کلیم الله صلواته علیه السلام و مثل سیدنا اوس که بحال این طائفه جذب به ایشان منسوب است و این خود علم لدنی است که خدای تعالی گفته است وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ يَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا العارفین در جواب دانشمندان گفتند که اَنْتُمْ اَخَذْتُمْ عَلْمَ مَنْعِكُمْ مِّنْهَا عَنْ مَّيِّتٍ وَنَحْنُ اَخَذْنَا عَلْمَ مَنْعِكُمْ حَيًّا الَّذِي لَمْ يَلَمُّكُمْ بِمَعْلُومٍ شد که مجدد بان که اوسیان می گویند مریدان حق شدند بوسیله واسطه و هم مرادان حق شدند چرا که بعضی فضل الهی طریق و وصول بوسیله را خود او تعالی در قرآن مجید بیان کرده است فَايْتَمَّا تَوْلُوْا فَنَحْوُ وَجْهِ اللَّهِ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اَخَذَ بِنَاصِيَتِهَا اِلَّا اَنْتُمْ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّجِيْطٌ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِمْ مِنْ جَبَلٍ اُوْرِيْدُ وَاللَّهُ مَعَكُمْ اَيُّهَا كُنْتُمْ و این را بزرگان وجه خاص گفته اند حضرت مجدد رحمة الله عليه در رساله معارف لدنی می فرماید اعلو ان الولاية الخاصة المحمدية على صاحبها الصلوة

فایمان تمام شود  
و سقا لے جو  
دگر بار  
عنه با بونقم  
از نزد خود او  
عنه کتب علم  
خود از زبان  
کجی بدو  
رسن اگر نعم  
ما از نماند  
نی سکرت

وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ مَخْصُوصَةٌ بِالْمُحْذَرِ وَبَيْنَ السَّالِكِينَ الَّذِينَ سَمُوا بِالْمُرَادِينَ  
 وَالْمُرِيدِينَ بِحَسَبِ اسْتِعْدَادِهِمْ لِذَاتِهِ مِنْهَا نَصِيبٌ وَفِيهِ  
 بِالْمُرِيدِينَ الَّذِينَ نَعَدَمَ سُلُوكَهُمْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ الْمُرَادُ  
 الْمَحْبُوبَ الْمُرِيدَ الْمَحِبَّ وَيَتَصَرَّفُ فِيهِ وَيُجْزِبُهُ بِكَمَالِ تَصَرُّفِهِ وَخَوْصُ  
 جَذْبِهِ كَمَا هُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى  
 وَجْهَهُ فَإِنَّهُ سَأَلَكَ مُحْذَرٌ وَبِكَ وَصَلَ إِلَى الْوَلَايَةِ الْخَاصَّةِ تَرْتِبُهُ عَلَيْهِ  
 وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ لِمَا تَصَرَّفَ فِيهِ وَجَذَبَهُ بِأَيَّامِ بَخْرَافِ  
 الْخَلْفَاءِ الثَّلَاثِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَيْهِ فَإِنْ جَذَبَهُمْ مُقَدِّمٌ عَلَى سُلُوكِهِمْ  
 كَمَا هُوَ حَالُ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ  
 فَإِنَّ جَذْبَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ مُقَدِّمٌ عَلَى سُلُوكِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
 وَوَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُتَوَقَّهَنَّ أَنَّ كُلَّ مُحْذَرٍ وَبِكَ سَأَلَكَ يَجْزِبُ إِلَى أُمَّتِكَ  
 الْوَلَايَةَ كَلَّا بَلْ لَوْ وَجِدَ وَاحِدٌ مِنْ أُولِي مِنْهُمْ كَذَلِكَ بَعْدَ قُرُونٍ  
 مُتَطَاوِلَةٍ لَأَغْتَنَرَ وَجُودَهُ ذَلِكَ فَصَلَّ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو  
 الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ السَّالِكِ الْمُحْذَرِ  
 لَهُ زِيَادَةٌ فِي الْمَعْرِفَةِ عَلَى الْمُحْذَرِ وَالْمَحِبَّةُ عَلَى عَكْسِ ذَلِكَ لِأَنَّ  
 الْمُحْذَرِ وَالسَّالِكِ رَبَّاهُ اللَّهُ بِمُحَاَنَهُ مِنْ أَوَّلِ الْأَمْرِ إِلَى آخِرِهِ بِمَحَبَّتِهِ الْخَاصَّةِ  
 وَجَذْبِهِ إِلَى الْجَنَابِ قَدْ سَبَّحَهُ بِعِبَائِهِ الْكَامِلَةِ وَتَفَى بِالْمَعْرِفَةِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْجَنَابِ  
 الْأَفْعَالِيَّةِ مِنْ مَعْرِفَةِ الْأَشْيَاءِ الْكُونِيَّةِ وَالصِّفَاتِ لِإِضَافِيَّةِ الرَّحْمَةِ أَمَّا الْمَعْرِفَةُ

بناکه ولایت خاصه محمد صلم مخصوص است بجزوین سالکین که مرادین باشند و نیست برای مریدین نسیب است اما احوالات ذاتیه مرادین  
 در مراد ازین مریدین زمره اولیاء است که سلوک ایشان برین مقدم باشد بگونه که بالمراد محبوب مرید محبوب ما و در تصرف کند و بکلان  
 خود جذب نماید بسوی جذب خود مثل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب که او سالک نبود و بولایت خاصه رسید بسبب حب و معرفت و اول  
 صلوات بخواند خلفا، بلکه که جذب این حضرات مقدم بر سلوک ایشان است همین است کیفیت رسول الله صلی الله علیه و سلم که جذب بود

بناکه ولایت خاصه محمد صلم مخصوص است بجزوین سالکین که مرادین باشند و نیست برای مریدین نسیب است اما احوالات ذاتیه مرادین  
 در مراد ازین مریدین زمره اولیاء است که سلوک ایشان برین مقدم باشد بگونه که بالمراد محبوب مرید محبوب ما و در تصرف کند و بکلان  
 خود جذب نماید بسوی جذب خود مثل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب که او سالک نبود و بولایت خاصه رسید بسبب حب و معرفت و اول  
 صلوات بخواند خلفا، بلکه که جذب این حضرات مقدم بر سلوک ایشان است همین است کیفیت رسول الله صلی الله علیه و سلم که جذب بود



<p>بزون کردیم تا جان تو باشد</p>	<p>دو عالم را بیکبار از دل تنگ</p>
<p>قوله رضی اللہ عنہ سلسلہ ارادت من بے توسط باشد متصل است این عبارت تحمل معانیہ          است اولاً سلسلہ ارادت من بے توسط باشد تعالی متصل است دیدہ بصیرتہ نور بدتہش          بینا است و بہ نقصان خود می نگردد آتش طلب کمال در بہنادم بر فروختہ و آرام نمسکیرہ و آلا حصول          مراد وجود قرب حق سبحانہ تعالی <b>س</b></p>	
<p>صید توام از دانه و دام آزادم          ورنہ من ازین ہر در مقام آزادم</p>	<p>مست توام از بادہ و جام آزادم          مقصود من از کعبہ و تجانہ توے</p>
<p>فیض برد و قسم است فیض ہستی و فیض کسبی در فیض وہبی ضرورت و ساطت و حاجت          توسل نیست آنچه حق تعالی جل شانہ بلا واسطہ عنایت فرماید وہبی خواندش و الا کسبے          شیخ محی الدین عربی در فصوص الحکم و رقص او وی فرماید وَ فِیْنَا مَنْ تَاخَذَ مِنْ اللّٰهِ          فَبِکَوْنِ خَلِیْفَۃٍ مِّنْ اللّٰهِ بِعَیْنِ ذٰلِکَ اَحْکَمُ فَبِکَوْنِ الْمَادَّةِ لَہٗ مِنْ حَیْثُ          کَانَ الْمَادَّةُ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ          شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ در باب دو صد و پنجاہ و پنجم از فتوحات          کبیرہ می نگارد وَ مِنْ خِصَائِصِ الْقُطْبَانِ کَ تَجَلُّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَ حُدَّةً وَاِنَّ کَوْنِ          ہٰذِہِ الْمَرْکَبَۃِ نَبَاۃً بَعِیْرَہٗ مِنْ الْاَوَّلِیَّاتِ اَبَدًا          در بحر المعانی می طر از قطب عالم را فیض از حق تعالی بے واسطہ باشد و قطب عالم را قطب مدایر          نیز گویند انتہی بلکہ خود حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ تحصیل الکمال الابدی با اختیار الفقر          المحمدی از حضرت شیخ علی متقی قدس سرہ کہ از شیخ عطا ناقل است نقل میکند          قَدْ یَجِدُّ الْعَبْدُ اِلَیْہِمْ فَلَا یَجْعَلُ عَلَیْہِ مِیْنَةً اَلَا سِتْرًا - شیخ عبد الوہاب          شعرانی تیرہمین تقریر را از شیخ تاج الدین عطاء اللہ نقل کند مولانا روم سے فرماید</p>	

منقح الصالح سلسلہ ارادت  
 رضی اللہ عنہ  
 کعبہ و تجانہ توے  
 فیض برد و قسم است  
 فیض کسبی و فیض ہستی  
 فیض وہبی ضرورت و ساطت و حاجت  
 توسل نیست آنچه حق تعالی  
 جل شانہ بلا واسطہ عنایت  
 فرماید وہبی خواندش و الا کسبے  
 شیخ محی الدین عربی در فصوص  
 الحکم و رقص او وی فرماید  
 وَ فِیْنَا مَنْ تَاخَذَ مِنْ اللّٰهِ  
 فَبِکَوْنِ خَلِیْفَۃٍ مِّنْ اللّٰهِ  
 بِعَیْنِ ذٰلِکَ اَحْکَمُ فَبِکَوْنِ  
 الْمَادَّةِ لَہٗ مِنْ حَیْثُ کَانَ  
 الْمَادَّةُ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی  
 اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
 شیخ محی الدین بن عربی  
 رحمۃ اللہ علیہ در باب دو صد  
 و پنجاہ و پنجم از فتوحات  
 کبیرہ می نگارد وَ مِنْ  
 خِصَائِصِ الْقُطْبَانِ کَ تَجَلُّ  
 بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَ حُدَّةً وَاِنَّ  
 کَوْنِ ہٰذِہِ الْمَرْکَبَۃِ نَبَاۃً  
 بَعِیْرَہٗ مِنْ الْاَوَّلِیَّاتِ اَبَدًا  
 در بحر المعانی می طر از  
 قطب عالم را فیض از حق  
 تعالی بے واسطہ باشد و  
 قطب عالم را قطب مدایر  
 نیز گویند انتہی بلکہ خود  
 حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ  
 در رسالہ تحصیل الکمال  
 الابدی با اختیار الفقر  
 المحمدی از حضرت شیخ علی  
 متقی قدس سرہ کہ از شیخ  
 عطا ناقل است نقل میکند  
 قَدْ یَجِدُّ الْعَبْدُ اِلَیْہِمْ  
 فَلَا یَجْعَلُ عَلَیْہِ مِیْنَةً  
 اَلَا سِتْرًا - شیخ عبد الوہاب  
 شعرانی تیرہمین تقریر  
 را از شیخ تاج الدین عطاء  
 اللہ نقل کند مولانا روم  
 سے فرماید



پس فقیر است لوی واسطه است | اشقها را با وجودش رابطه است

مولانا عبدالعلی در شیر حش می طراز یعنی بلا واسطه از حق میگیرد و انوار حق را بوجود او  
رابطه خاص است که انوار حق به او بلا واسطه می رسد و از اینجا ظاهر شد که از اولیاد آن  
کسان هم هستند که از حق سبحانه فیض بلا واسطه می گیرند واسطه از میان برمی خیزد اگر چه آن  
سرور صلی الله علیه وسلم واسطه موصوله بودند اما بعد اتصال پس در اخذ حاجت بواسطه منی  
ماند و آن کس فقیر است از اولیاد الله و همین را مراد خوانند ثانیاً سلسله محبت من به  
توسط بالله تعالی متصل است

حاصل عشق از سه سخن بیش نیست | سوختن و سوختن و سوختن

این مرتبه ایست که قبول و سائل نخواهد

ای من به منت اگر منی هست تویی | و در بر من پیر منی هست تویی  
در راه عنمت مرانه تن مانده جان | و زرا که مرا جان منی هست تویی

در انوار الرحمان توفیر جهان ملاحظات مولانا عبدالرحمن صوفی لکهنوی که جامعش مولوی  
محمد نور الله بوده است تحریر است که ارشاد شد که شیخ رضی الله تعالی عنده کمال تقوی و اتباع سنت  
فانی فی الرسول آن چنان گشته بود که ذات خود را غیر ذات آنحضرت نه پنداشت پس شیخ  
از خواص آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود لا محاله در ذات فانی ظاهر گردید و از جمله صفات  
بنوی رسیدن بخداست بواسطه و همین حال هر ولی است که فانی فی اشیخ شود یعنی  
میان خدا و طالب مرشد او واسطه است مادامیکه هستی ظالم باقی است هر گاه که هستی  
خود را در هستی شیخ خود فنا کرد و هستی شیخ در خدا فنا گشته و اصل خدا شد و صلوات من  
وصل فانی اوست ثالثاً سلسله ارادت بی توسط بالله متصل است توسط دعوی  
دارد حیولت و تبعیت مراد از توسط درین مقام حیولت است نه تبعیت چنانچه حضرت  
مجدد جمه الله این معنی را به عبارت واضح می فرماید که توسط آن سرور کائنات علیه و تعالی

فقیر است لوی واسطه است  
اشقها را با وجودش رابطه است  
مولانا عبدالعلی در شیر حش می طراز یعنی بلا واسطه از حق میگیرد و انوار حق را بوجود او  
رابطه خاص است که انوار حق به او بلا واسطه می رسد و از اینجا ظاهر شد که از اولیاد آن  
کسان هم هستند که از حق سبحانه فیض بلا واسطه می گیرند واسطه از میان برمی خیزد اگر چه آن  
سرور صلی الله علیه وسلم واسطه موصوله بودند اما بعد اتصال پس در اخذ حاجت بواسطه منی  
ماند و آن کس فقیر است از اولیاد الله و همین را مراد خوانند ثانیاً سلسله محبت من به  
توسط بالله تعالی متصل است  
حاصل عشق از سه سخن بیش نیست | سوختن و سوختن و سوختن  
این مرتبه ایست که قبول و سائل نخواهد  
ای من به منت اگر منی هست تویی | و در بر من پیر منی هست تویی  
در راه عنمت مرانه تن مانده جان | و زرا که مرا جان منی هست تویی  
در انوار الرحمان توفیر جهان ملاحظات مولانا عبدالرحمن صوفی لکهنوی که جامعش مولوی  
محمد نور الله بوده است تحریر است که ارشاد شد که شیخ رضی الله تعالی عنده کمال تقوی و اتباع سنت  
فانی فی الرسول آن چنان گشته بود که ذات خود را غیر ذات آنحضرت نه پنداشت پس شیخ  
از خواص آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود لا محاله در ذات فانی ظاهر گردید و از جمله صفات  
بنوی رسیدن بخداست بواسطه و همین حال هر ولی است که فانی فی اشیخ شود یعنی  
میان خدا و طالب مرشد او واسطه است مادامیکه هستی ظالم باقی است هر گاه که هستی  
خود را در هستی شیخ خود فنا کرد و هستی شیخ در خدا فنا گشته و اصل خدا شد و صلوات من  
وصل فانی اوست ثالثاً سلسله ارادت بی توسط بالله متصل است توسط دعوی  
دارد حیولت و تبعیت مراد از توسط درین مقام حیولت است نه تبعیت چنانچه حضرت  
مجدد جمه الله این معنی را به عبارت واضح می فرماید که توسط آن سرور کائنات علیه و تعالی

الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود کیے آنکه او صلے آمد علیہ وسلم حامل حاجب بود در میان سالک در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک لطیفیل او و توسط بتعبیت و متابعت او علی الہ الصلوٰۃ والسلام مطلوب فصل کرد در طریقہ جذبہ و سلوک پیشتر از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کاین است بلکہ می انگارم کہ درین طریق از شیوخ بہر کہ در میان آمدہ است متوسط و حاجب شہود سالک است ای اگر در او آخر حاجب جذبہ تدارک آن نہ نماید و معاملہ از پرودہ بہ بے پردگی نہ کشد زیرا کہ در طریق جذبہ و بعد از رسیدن بحقیقت احقابق توسط بمعنی ثانی است کہ طفیل و تبعیت است نہ حیلولت و حاجب کہ پرودہ شہود و مشاہدہ و مانند انہا بود آہی و این را بمثال او واضح گردانم علوم است کہ تحصیل علم ظاہری و تکمیل کتب درس یعنی از میزان تا بیضاوی محتاج با ستاد سے کامل باشد کہ او سبقاً سابقاً روزانہ درس دہد تا آنکہ بہرے خاص و معین بذریعہ استاد اتفاق بہر کتب درسیہ افتد و بدو ملق تعلیم استاد فہم مطالب دشوار تر باشد و بعد از آنکہ مرحلہ درس طے شد و ملکہ راسخ حاصل گردید بہ کتابے را کہ مطالعہ کند بر فہم آن قادر باشد و ضرورت بہتفاہم از استاد نبفتد پس بتیوان گفت کہ حصول ملکہ در فہم کتاب ضرورت حیلولت استفسار و توسط استاد نماند اگر چہ این ملکہ بذریعہ و توسط تعلیم استاد است ازین قول شکر می استاد لازم نمی آید

رابعاً سلسلہ ارادت من بلا واسطہ یعنی بلا واسطہ غیر البنی یا بعد متصل است ۵

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چہیت	ترک کردن بہر دو عالم را و پشت پا زدن
قولہ رضی اللہ عنہ بید من نائب مناب یا بعد است سبحانہ یعنی بہر گاہ سلسلہ ارادت من بوجہ کہ مذکور شد بے توسط یا بعد متصل است بید من نائب مناب یا بعد است کہ مقتضای جذب یا اقتدا یا محبت چنین باشد قولہ رضی اللہ عنہ ارادت من بہ محمد رسول اللہ بوسل کثیرہ است یعنی در فیض کسب و سلوک نظیر شز زینہ کاخ است کہ رسیدن بہ کلام توسط می باشد قولہ رضی اللہ عنہ در طریقہ نقشبندیہ سبت و یک اسطہ در میان است	

سلسلہ نقشبندیہ سبت و یک اسطہ در میان است

۴۴

زیرا که حضرت مجدد و رحمه الله ارادت و انابت از حضرت خواجه محمد باقی قدس سره دارند  
 و ایشان از حضرت مولانا خواجه گلکنگنی رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا درویش محمد  
 رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا محمد زاهد رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا خواجه  
 عبید الله احرار رضی الله عنه

۱۰۰۰ از فرزندان خواجه محمد درویش بوده اند تربیت ظاهری و باطنی از پدر بزرگوار یافتند و در قصبه الکنگ که در صفاقت سمرقند است کوفت  
 داشتند عابد و زاهد بزرگ صاحب کوشش و کرامت خوانق عادت بودند و همیشه خود را از چشم ظالمین می پوشیدند و بستر حالات خود می پوشیدند  
 در ششده انتقال فرموده فرار در الکنگ است عمر نود و دو سال بود ۱۰۰۰ جامع علوم ظاهری و باطنی و واقف بر روزی و ماهی و با و صاف جذب این  
 موهوب بسجا و عظام بود مولانا پانزده سال نهم در ریاضت گذراند و بحالت تجرید درویشانه بسر گذراند و بهدایت خرم پیش محمد زاهد آمدند و تکمیل  
 رسیدند در ششده و فاتیما فقید فرار در اسفر است ۱۰۰۰ در فقر و تجرید و تقوی و درع و تقوی و زهد و اتباع سنت مقامات عالی داشتند و قبل  
 از حضور خواجه احرار تا چند سال بر ریاضت چشم افروختند و با شاره غیبی بخدمت خواجه حاضر شد و بشرت بیعت مشرف شدند  
 خواجه بنور باطن دریافتند با استقبال بر آمدند در راه اتفاق ملاقات شد بغل گیر شده در سایه درختی نشسته بیعت خود سرفراز کردند و  
 همان وقت خرقه خلافت پوشانیدند مرض فرمودند بجز یک صحبت اتفاق صحبت دیگر نیفتاد ۱۰۰۰ خواجه ناصر الدین عبید الله  
 احرار بعد تحصیل علوم ظاهری از تاسکند سفر کرده در سمرقند در بخارا و غیره جایجا سیر نمودند و بسیاری حضرات را از خلق  
 و اولاد جات خواجه بسا و الدین شاه نقشبنده دریافتند و صحبت یاد داشتند و بغیض باطن مستفیض گشتند آخر بسرفر  
 بخدمت سید قاسم انوار که بی از اولیای کبار بود رسیدند و بخدمت مولانا شرف الدین خاموس صحبت حاصل  
 کردند و نیز خواجه سماج الدین پسر معنی مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجه علاء الدین محمد وانی  
 و غیره را دیدند بعد از آن بخدمت خواجه یعقوب چرخنی حاضر شد و دست ارادت و بیعت بدانان و سه زود و در چند  
 سال بخدمت با عظمت وی حاضر مانده تکمیل یافتند

حضرت خواجه بهترین و کامل ترین مریدان مولانا یعقوب چرخنی اند و در سلسله خواجه احزاری اند و مقتدای طریقت و هم سخا  
 حقیقت بوده اند و اهل مادر انهر و خراسان ایشان را بجای بزرگ میدانستند و کرامات و خوارق عادات بی نهایت  
 از ایشان بظهور رسیده -

ولادت در ماه رمضان ششده در قریه باغستان که از توابع تاسکند است برده وفات ایشان شب شنبه بیست و نهم سنه  
 بیست و نه در سنه هجری است و قبر ایشان در سمرقند است





والیثان از حضرت سید امیر کمال رضی اللہ عنہ والیثان از حضرت خواجہ محمد بابا ساسی  
 رضی اللہ عنہ والیثان از حضرت خواجہ عزیزان علی زامینی رضی اللہ عنہ والیثان از  
 حضرت خواجہ محمود انجیر قعنونی رضی اللہ عنہ والیثان از حضرت خواجہ محمد عارف  
 ریوگری رضی اللہ عنہ

۵۸ خواجہ میر سید کمال در علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از اولیای اہم خود گوئی سبقت برده و شرف سیادت  
 نیز داشت مولد وے قریب سوخارست و بہ پیشہ کلمائے مشغول ے بود و در ابتدا ے حال کبشتی میل تمام داشت روز پنجگام  
 کشتی حضرت میر قایم گرم بود و ہزار ہا مخلوق حاضر بودند اتفاقاً محمد بابا ساسی را بدان طرف گذرانت و بنظر آہ آن  
 ایستادہ خیلے توقف کردند بعضی اصحاب در نل گذرانت بند کہ باعث صحبت کہ خواجہ ساسی بنظر آہ این بدعتیان ناکارہ  
 ایستادہ اند محمد بابا برین خطرہ الیثان بنور باطن واقف شدہ فرمودند کہ درین معرکہ حردے ست کہ بت مردان  
 بصحبت و برکت وے بکمال خواہند رسید پس سخا ہم کہ اورا عیدہ دام خود کنم در ہمین سخن بودند کہ میر کمال را  
 نظر بجانب خواجہ افتاد و از اعانت جذب و کشش خواجہ بشتافت و خود را ایریات خواجہ انداخت و چون  
 خواجہ از انجا روانہ شد بارکاب وی بودند تا انجا نفاہ آمدند و مرید شدند و کلمات ظاہری و باطنی رسیدند و بازم  
 روی کشتی ندیدند و حضرت بابا ویرا بفرزند ہی قبول فرمودند و بجزقہ خلافت نواختہ چالشتین خود کردند ولادت الیثان  
 در موضع سوخار است و فات الیثان در وقت نماز با دعا روز پنجشنبہ ہشتم جمادی الاول ۱۰۲۷ ھ بودہ  
 و قبر الیثان در موضع سوخار است - ۱۲

۵۹ بابا ساسی کمال از تواج قبیلہ باینی است و از بخارا با فاصلہ ۳۰۰ کرہ واقع است ولادت الیثان در قریہ  
 ساسی بودہ است کہ از جملہ دیہاتی رایتی است و قبر الیثان نیز در انجا است ۱۲  
 ۶۰ خواجہ علی رایتی از کبیرا مشایخ خاندان نقشبندیہ اند لقب ری در سلسلہ این خاندان خواجہ  
 عزیزان ملے است مقامات رفیعہ و کرامت عجیبہ داشت و براسے حصول قوت حلال کبیب با فندگی مشغول  
 میماند مولد شریف وے موضع رام بن است کہ قبیلہ بزرگ از مضافات بخارا بدو فرستگ واقع است  
 وفات در ۱۰۲۷ ھ بودہ و مدت عمر یکصد و سی سال و قبر در بخارا زم است ۱۲

۶۱ خواجہ محمود ولادت الیثان در موضع انجیر قعنونی است و آن دیہی است از مضافات بخارا و تواج  
 الیثان در ۱۰۲۷ ھ بودہ و قبر الیثان نیز در بخارا است ۱۲  
 ۶۲ حضرت خواجہ ریوگری از علمائے اولیای ترک اند در علم و حلم و ریاضت و متابعت سنت شان  
 عالی داشت مولد و مدفن در موضع ریوگر است و آن دہ است از تواج بخارا و فات الیثان در  
 ۱۰۲۷ ھ بودہ است - ۱۲

والایشان از حضرت خواجہ جهان <sup>علیہ السلام</sup> خواجہ عبدالمخالق عجدوانی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت  
خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت ابوعلی فارمدی رضی اللہ عنہ

<sup>علیہ السلام</sup> خواجہ عبدالمخالق عجدوانی نام والد ایشان امام عبدالمجید است و والدہ ایشان از اولاد ملوک روم  
بودہ و سلسلہ خواجہای بزرگان بزرگوار ایشان اند و انتساب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس  
سرب ایشان است عالم بودہ اند بعلوم ظاہری و باطنی و طریقہ ایشان تمام متابعت شرع شریف و سنت آن  
سرد صلح بودہ خضر ایشان را در جوانی بفرزند ی قبول نمودہ فرمودند بچون آب در آسے و غوطہ خور و پیل بگو  
لہ اللہ اللہ محمد رسول اللہ و ذکر دل را با ایشان آموختند و چون خواجہ یوسف ہمدانی بہ بخارا آمدند صحبت ایشان  
را دریافتند و خرقہ از خواجہ یوسف پوشیدند و مرتبہ ولایت ایشان چنان شد کہ یک وقت بہر روز برانے  
نماز یکبہ میرفتند و بخواندند و می آمدند ولادت ایشان در عجدوانست و آن آئین الیست در شش فرسنگ  
از بخارا و نشو و نماے حضرت ایشان نیز بدانجا است و این کلمات از ایشان است ہوش در دم و نظیر بر قدم  
سفر در وطن خلوت در انجمن وفات ایشان در ششمہ واقع شد و قبر ایشان در عجدوانست ۱۲

<sup>علیہ السلام</sup> حضرت خواجہ یوسف کنیت ایشان ابو یعقوب و اصل ایشان از ہمدان است و مرید شیخ ابوعلی فارمدی  
اند و از شیخ ابواسحاق شیرازی نیز استفادہ نمودہ اند و شیخ عبدالمجید و شیخ حسن ہمنانی صحبت نامیستہ اند  
و چون بہ بغداد رفتند حضرت غوث الثقلین را ہم در یافتند و در مجلس حضرت غوث اعظم اکثر حاضر می شدند  
حتی ندیب سلسلہ خواجہا سے بزرگوار بودہ اند ولادت ایشان در سن ۴۷۰ ہجری بودہ و وفات  
در زاد مر و سن ۵۳۵ ہجری روسے زادہ و قبر ایشان در مر و است ۱۲

<sup>علیہ السلام</sup> شیخ ابوعلی فارمدی نام ایشان فضیل بن محمد است و فارمد قریہ است از مضافات بلخوس شیخ  
الشیوخ خراسان بودہ اند و شاگرد استاد امام قشیری و انتساب وی در طریقت بدو طرف است یکے بشیخ  
بزرگوار ابوالقاسم گرگانی بلخوسی و دوم بشیخ المشایخ ابوالحسن خرقانی قدس اسد اسرار ہم و یا شیخ ابوسید  
ابوالخیر بلخانی بنمودہ اند و وفات ایشان در سن ۴۷۰ ہجری بودہ و قبر در بلخوس است -

والیثات از حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ والیثان از حضرت خواجہ بایزید  
لسطامی رضی اللہ عنہ والیثان از حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

۱۵۹ شیخ ابوالحسن خرقانی نامہ نامی دے علی بن جعفر است و خرقان موضعی است نزدیک بہ قزوین کہ شیخ  
در اینجا سکونت داشت عورت و قطب روزگار خود بود و سلطان المشایخ و قطب ادناد و انتساب دے در طریقت  
برو عایت شیخ بایزید بسطامی است۔

نقل است کہ شیخ در ابتدا تبار و از دہ سال نماز نفلت بجاعت در خرقان بگذار دی و روسے زیارت فرما شیخ بایزید بہنہادے  
چون آنجا رسید بایستادی و گفتمے بار خدایا از ان خلعتے کہ نصیبے بابایزید عطا فرمودے بابوالحسن ہم نصیبے عطا کن و از اینجا  
برگشتے و رو بخرقان بہادی بہ نماز فجر پونہ و عشا در خرقان گذاردے و بوقت نماز آمدن پشت بجاک بایزید کردے بعد از دروازہ  
سال از تربت بایزید آوازے برآمد کہ اسی ابوالحسن گاد آن آمد کہ بنشینے و خلق را بحق رہنمائی کنی گفت من امی ام از قرآن و علم  
رموز شریعت چیزے ندانم آواز آمد کہ اسی ابوالحسن یافتی ایچہ از حق خواستی و فاتحہ آغاز کن پس ابوالحسن فاتحہ آغاز کردند  
چون بخرقان رسیدند قرآن تمام کردند و باب علوم ظاہری و باطنی بر خود مفتوح یافتند و فوات ایثان شب شنبہ عاشوراء چہرے پورے

۱۶۰ بایزید بسطامی لقب ایثان سلطان العارفین و نام طیفور بن علی بن آدم بن بہرہ و شان است عید ایثان گہ بودے و تبار  
اسلام مشرف شدہ و اصل ایثان از بسطام است صاحب شحات نوشتہ کہ ایثان اولسی حضرت امام جعفر صادق اندر علی ائمہ  
و صاحب کبریا ان ولیا گوید کہ صد و سیزدہ پیران خدمت کردہ بودند سید رضا ایفہ میفرمود کہ بایزید و بیہان ماجون بہرہ ایثان است  
لانکہ در سخنان بلندی کہ از ایثان نقل میکنند شیخ السلام در ان باب میفرمایند کہ بایزید فردان دروغناستہ نہ۔

۱۶۱ امام جعفر صادق گفت ایثان ابو عباس است ابوالحسن جعفر نام دہ و ابن محمد بن علی بن حسین بن علی مرتضیٰ  
عظیم ایثان امام ششم و نام مادر ایثان فرودہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم و مادر ام فرودہ اما و بنت علی بن  
بن ابی بکر الصدیق است و شیخ ابوالحسن بسطامی فرمودہ کہ امام جعفر صادق فرمودہ اند کہ ایثان از وجاہت یکی از جناب حضرت امام محمد باقر  
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہیرسد و دیگر از پدر والدہ خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است ایثان از سلمان فارسی  
ایثان از صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و از زرت ایثان بچہ نینہ در ششم از جورت و لقبوی سکتہ در بزرگترین ہفتاد ہم۔  
ربیع الاول بودہ است و مدت عمر شریف ایثان شصت و ہشت سال و لقبوی شصت و پنج سال بودہ و فوات ایثان نیز در مدینہ

است  
ایثان  
دوران  
نام  
ایثان  
بایزید  
بسطامی  
است

والایشان از حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم وایشان از حضرت  
 صاحب رسول اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خیر البریه خاتم النبوة محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۵ قاسم بن محمد از کبار تابعین اندوکی از فقہائے سبعہ مدینہ و در خانہ عمہ خویش حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
 عنہا تربیت یافته اند بچے بن معاذ فرموده اند کہ در مدینت کی را افضل تر از قاسم ندیدم و از زیاد مرویست کہ بیچ  
 کی را عالم تر از دوس ندیدم و از عمر بن عبدالغیر زرحمہ اللہ منقولست کہ اگر معاملہ خلافت با اختیار من می بود بقیام  
 میگذاشتم وقات ایشان در سنہ ۵۰ بوده و بقولے سنہ ہجری و بقولے سنہ ہجری نیز گفتمہ اند  
 ۱۱۶ حضرت سلمان فارسی کنیت ایشان ابو عبد اللہ است لکہ بار عجاہیہ بوده اند حدیث در مناقب ایشان  
 دارد است در علم باطن مرید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بوده اند وقات ایشان بعد از آن بوده است در سنہ  
 ہجری عمر طویل داشتند و اللہ اعلم بالصواب ۱۲

۱۱۷ حضرت ابو بکر صدیق لقب ایشان صدیق اکبر اول کسی کہ بے طلب مجزہ بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایمان آورد ایشان بودند از مناقب جلیلہ حضرت ایشان آنست کہ در غار رفیق آنحضرت بودند خلافت ایشان  
 دو سال و سہ ماہ و دو وقات در سنہ ۱۳ ہجری آنروز در دو شنبہ و بروایت صحیح شب سہ شنبہ مدت عمر شریف  
 حضرت ایشان شصت و سہ سال بوده و قبر ایشان متصل قبر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است  
 ۱۱۸ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آکہ و صحابہ وسلم بہترین ماسواست اللہ از اطمیان و  
 اشراق قبیلہ قریش اند ہم از جانب پدر و ہم از جانب مادر ولادت با سعادت با اتفاق علما و اہل سیر  
 بعد از طلوع صبح صادق پیش از طلوع آفتاب روز دو شنبہ بوده لیکن در تعیین سال ماہ و تاریخ  
 اختلافها واقع است شہور آنست کہ بدو از دہم ماہ ربیع الاول واقع شدہ ترویل وحی بران سرور  
 علینہ الصلوٰۃ والسلام اولاً بروز دو شنبہ سیوم یا سہتم ماہ ربیع اول سال چہل و یکم از ولادت آنحضرت  
 صلعم بود سہ ہزار معجزات از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شدند شب معراج بمقام فی قتل سیدہ زینب بنت علی  
 رحلت فرزند نرذ بہر بار باب ہر ششام چاشت روز دو شنبہ دو از دہم ربیع الاول سال یا ز دہم از ہجرت ۱۲



نقشبندیہ عجب طائفہ پرکار اند ہمہ گرد آمدہ بر مرکز یک دائرہ اند نقشبندیہ دوسے بند بیک نقش بند در سیہ خانہ صحرانے فنا کردہ نزول پاس القاسم بود خصلت این شاہ شان خامشان دولی وقت سخن طوطی وار ہر یکے سدا مانند بہ میدان جہاد شاہد و شاہ وجودند درین نار و لے صورتے اندولی دشمن صورتہا اند سرد ہانند کہ تاسرند ہی سرند ہند سرمنہ کوری چشمان ارادت میلن گرہ خاک تجلی کند از پر تو بشان	کہ چو پرکار درین دائرہ سر پرکار اند ہمہ واقف شدہ از گردن یک پرکار اند ہر دم از بواجبی نقش دگر پیش آرند ہیمہ برتر زندہ زین نہ تنق ز نگارند پاسپانند و لے بادشہ اختیارند ہمہ شیرین حرکات و شکرین گفتارند کوہ از لومہ لائم یکے شمارند نہ چو منصور سرعربہ جوئی دارند دیہا نند و لے از دو جہان بیزارند ساقیانند کہ انگور نے افشارند مردم دیدہ بنیای او لوالا بشارند ہمہ ذرات جہان مقبوس انوارند
--	---

قولہ رضی اللہ عنہ دور طریقہ قادریہ بست و پنج زیر کہ حضرت ایشان  
ارادت و انابت از حضرت شیخ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دارند و ایشان از حضرت شیخ کمال  
رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید گد ارمان  
رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شمس الدین العاروف رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید  
شمس الدین الصحرانی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت  
سید بہار الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت  
سید شریعت الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ و ایشان  
از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ ابو صلح رضی اللہ  
عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید حسینی دوست محی الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شاہ سید عبد اللہ رضی اللہ

رسالہ قادریہ بست و پنج واسطہ

عنه والیشان از حضرت شاه سیدی زبیر رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت سید محمد مورث  
 رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت سید داود رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ  
 والیشان از حضرت شاہ سید عبداللہ المورث رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ  
 موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ سید عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ و  
 ایشان از حضرت سید حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و  
 ایشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ والیشان از حضرت خاتم النبیین سید  
 المرسلین محمد مصطفیٰ علیہ السلام دارند قولہ رضی اللہ عنہ و در طریقہ چشتیہ  
 بست<sup>۱۲</sup> و مفت زیرا کہ حضرت ایشان ارادت و اتابت از حضرت عبدالاکا حد رحمۃ اللہ علیہ  
 دارند والیشان از حضرت کن ایدین رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت عبدالقدوس<sup>۱۳</sup> والیشان از  
 حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت  
 شیخ عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ جلال پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ والیشان  
 از حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ علاء الدین محمد دوم<sup>۱۴</sup>  
 علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

در اسلسلہ چشتیہ بست<sup>۱۲</sup> و امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ  
 اللہ عنہ و حضرت سید داود رضی اللہ عنہ و حضرت سید عبداللہ المورث رضی اللہ عنہ  
 و حضرت سید موسیٰ رضی اللہ عنہ و حضرت سید عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ و  
 حضرت سید حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و  
 حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و حضرت خاتم النبیین سید  
 المرسلین محمد مصطفیٰ علیہ السلام و حضرت عبدالاکا حد رحمۃ اللہ علیہ  
 و حضرت کن ایدین رحمۃ اللہ علیہ و حضرت عبدالقدوس رضی اللہ عنہ و  
 حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ  
 و حضرت شیخ عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ جلال پانی پتی  
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت  
 شیخ علاء الدین محمد دوم رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ شیخ عبدالقدوس گنگوہی صاحب نظر و باطن و وجد و سماع بودند و از روحانیت شیخ احمد عبدالحق  
 نیز تربیت یافته اند در ۹۲۵ هجری انتقال فرمودند قبر در گنگوہ است کہ از توابع دہلی است ۱۲  
 ۱۳ شیخ محمد عارف شیخ عظیم الشان بودند در طریقت و معرفت ثانی خود نداشت در ۹۵۰ هجری وفات یافتند  
 ۱۴ شیخ احمد عبدالحق رودلوی قدوہ اہل طریقت بودند و از عمر خرد سالی ولولہ محبت و شور عشق در سر  
 داشتند تاریخ پانزدہم جمادی الثانی ۱۰۳۱ هجری انتقال فرمودند ۱۴  
 ۱۵ - جلال المدین پانی پتی گازرونی صاحب کشف و کرامت و عشق و محبت بودند در ۹۶۵ هجری انتقال نمودند  
 ۱۶ - شمس الدین ترک پانی پتی مقام عالیہ داشتند و از شہ فرید خرقہ خلافت پوشیدہ در ۹۵۰ هجری انتقال فرمودند  
 حضرت علی صابر رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت و حقیقت برقیع و منزلت بلند داشتند تاریخ سیزدہم ربیع الاول ۱۰۳۱ هجری انتقال فرمودند و فیض  
 امیرت زیارت حرا حضرت مشرف شدہ است ۱۲



والیسان از حضرت خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ ہارونی رضی اللہ عنہ والیسان از حضرت حاجی شریف رحمۃ اللہ علیہ  
زندنی رضی اللہ عنہ والیسان از حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ مودودی چشتی رضی اللہ عنہ

سنہ حضرت شیخ عثمان ہارونی قطب وقت و یگانہ عصر خود بوده اند و بموضع ہارون کہ ہی از مصافات نیشاپور است کونٹ  
داشتند و بمقدار سال از عمر خود در ریاضت گذرانیدند و درین مدت آب و طعام سیر نخوردند و شبہا خواب نکرده و دعای حضرت  
ایشان بجز از حضرت رب العزت یاد نکردید و حافظ کلام ربانی بودند ہر روز یک نغمہ قرآن کردند و در سماع ذوق و شوق تمام  
داشتندی و وفات حضرت ایشان در شاتردہم ماہ شوال است و سلسلہ سہری قبر در کہ منظم است خود و یک سال عمر داشتند ۱۲  
۱۱۵۰ خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب حال مجیبہ و مقامات غریبہ بودند از عمر چہارہ سالگی وضوی خرمو غنا شگست  
و ہمیشہ جامہ ہای کہنہ پوشیدند و فقر و فاقہ را دوست داشتند و در روزہ حضرت ایشان روزہ لمے بود بعد سہ  
روز بیزی بے نمک افطار کردند و از ان سہری بے نمک دیگر کسی کہ خوردے مجذوب گشت و اکثر سماع شنیدند و صبح سماع  
چندان گریستند کہ بے ہوش گشتند و اگر دنیا دار در مجلس سماع ایشان حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی بتاریخ دہم ماہ حب  
۱۱۶۰ ہجری وفات یافتند عمر شریف حضرت ایشان یکصد و بیست سال بود ۱۱۶۰ خواجہ مودودی چشتی دلی مادر زاد بوزہ  
و قطب الاقطاب قطب الدین لقب داشتند و بخطاب شیخ صوفیان و چراغ چشتیان و یگانہ روزگار و محبوب پروردگار و صاحب  
الاسرار و محزن الانوار و طالب بودند و خرقة فقر و امادت از پدر بزرگوار خود داشتند و در ہوا طیران می نمودند و در عمر  
ہفت سالگی قرآن حفظ کردند و در عمر شانزہ سالگی کمال تحصیل علوم رسیدند سہاج العارفین و خلافتہ الشریعہ تعینت فرمودند  
چون بعمربست و نہ سالگی رسیدند پدر حضرت ایشان برکت حق پوستند و حضرت ایشان بر سجادہ شریعت نشستند و بہت  
خلق مشغول گشتند چنانچہ از بیت المقدس تا اوجی چشت و بلخ و بخارا و غیرہ سیر نمودند و در ہزار خلفاے نامدار  
داشتند و مریدان حضرت را حدیث و نہایتی نبود و شیخ الاسلام احمد جام ملاقات داشتند و چون خواجہ  
مودود التماس ترمیم و اخلاص خویش بخدمت ایشان نمودند حضرت شیخ احمد جام دست حضرت ایشان را  
گرفتند و بر کنار چاربالش خود بنشانند و سہ بار فرمودند بشرط علم بشرط علم و سہ روز بخدمت حضرت شیخ جام بودند  
و فائدہ حاصل نمودند و سلسلہ چشتیہ از خواجہ مودودی حضرت شیخ جام نیز میرسد و وفات ایشان در غرہ حبشہ ۱۱۶۰  
بود و قبر حضرت ایشان نیز در مزار متبرکہ چشت است ۱۲



والایشان از حضرت خواجه ناصر الدین ابی یوسف حشتی وایشان از حضرت خواجه ابو محمد حشتی رضی الله عنه وایشان از حضرت ابو احمد حشتی رضی الله عنه ،

۵۴ حضرت خواجه یوسف رحمة الله لقب ناصر الدین داشتندی وخواهرزاده و مرید و تربیت یافته خواجه محمد بن خواجه ابو احمد حشتی ماند گویند که خواجه محمد همیشه داشتند که سن او به چهل رسیده بود و بجهت خدمت برادر ارادت تزوج داشتند و بطاعت و عبادت خدا متعالی مشغول بودند شب خواجه محمد بزرگوار خود خواجه ابو احمد را در خواب دیدند که فرمودند در ولایت شام فلان مردیست محمد سمعان نام تحصیل علوم کرده و صاحب است خواهر خود را با و عقد کن خواجه او را طلبی داشته همیشه را با و عقد کردند و خواجه یوسف در حقیقت انانایشان متولد شدند در ایشان در آخر عمر سکر و حیرت چنان غلبه کرده بود که گاه بودی که خادم آبی منور بختی در آتشی دهنواز خود غائب می شدند و ساعتی در آن غیبت می ماندند باز حاضر می شدند و دستور را با تمام می رسانیدند وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر در ۵۹ هجری بود و مدت عمر هشتاد و چهار سال بود ۱۲

۵۵ خواجه ابو محمد حشتی از اولیای کبار و مشایخ نامدار و مقتدای روزگار بودند لقب حضرت ایشان ناصر الدین ولی ادب بود شایسته عظیم و رتبه بلند داشتند خرقه فقر و خرافت از پذیر بزرگوار خود پوشیدند گویند در غزوه سومینا همراه محمود سبکتگین در سن هفتاد سالگی بحد گاری محمود با شارت و بشارت رفته بودند و بیکت اقدام ایشان فخرت شده وفات ایشان در غزوه رجب ۵۹ هجری بوده و قبر ایشان در حقیقت است ۵۴ حضرت خواجه احمد ابدل حشتی سر حلقه سلسله حشتیانند و مرید شیخ ابو اسحاق شامی اند گویند چون شیخ ابو اسحاق بقصبه حقیقت رسید اند خواجه دست ارادت بدانان شیخ زدند نقل است که روزی خواجه ابو احمد در سن سی و هفتگی همراه پدر خود سلطان فرستاد بقصد شکار جان کوه رفتند و در آتشی شکار از پدر و اتباع جدا افتادند بکوه رسیدند که چهل از رجال اسد بر سنگی استاده بودند و شیخ ابو اسحاق شامی نیز در میان جماعه بودند حال برایشان گشت از اسپه و فاده در پای شیخ ابو اسحاق افتادند و اسلح هر چه داشتند بگذاشتند و شپینه پوشیده با ایشان ان شدند هر چند پدر مردم طلب کردند ایشان انیا فتند بعد از چند روز جز آوردند که بشیخ ابو اسحاق اند در فلان موضع پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیاورند هر چند پند دادند و بنده نهادند باز خواست آورد و سودمند یافتند ولادت ایشان در ۵۹ هجری بوده و فاد در ۳۵۵ هجری در ۱۲

والایشان از حضرت خواجه ابوالحاق شامی رضی الله عنه وایشان از حضرت خواجه ابوالحاق طوسی  
دینوری رضی الله عنه وایشان از حضرت امین الدین خواجه همیره بصری رضی الله عنه

ابوالحاق شامی جامع میان علوم ظاهری و باطنی بودند و بزهد و ریاضت از خلق بی نیاز و با خلاق در مسائل  
و بدرویشان هم از در اولیا ممتاز و در فقر اسراف از بودند بعد هفت روز روز افطار کردند و فرمودندی که معراج الفجر  
جمع و در اول چون خواستند که مرید از اولیا الله شوند چهل روز پی در پی استخاره کردند آخر آن شب خواب داد که ای  
ابوالحاق برود دست امدادت بدانان مشاود دینوری زن که بمراد خواهی رسید پس بخدمت خواجه دینوری حاضر شدند و تا  
هفت سال بخدمت حاضر ماندند تکمیل سینند و خرقة خلافت یافتند و بعد خرقة مشایخ اهل حقیقت نیک شربت گردیدند چون در  
بغداد بخدمت پیروانشان رسیدند حاضر شدند حضرت خواجه فرمودند که از کجایی و چه نام داری گفتند که بنام ابوالحاق چشتی  
موسوم فرمودند که شما خواجگان حقیقت هستید چون خلافت یافتند باز خصیت پیروان بتمام حقیقت تشریف بردند و بخواجگان  
حقیقت استهزا یافتند و ایشانشان تا پنج چهاردهم ماه بیج الثانی ۳۰۰ هجری است هزار پانزدهم کیسار بگذارد و شامی  
خواجه علود دینوری در شایخ عراق حبیب الدین کشف و کرامت از اقران شیخ جنید و دریم و ثوری بودند و بصحبت  
خلفای شیخ معروف کرخی نیز شرفیاب شدند و از ایشان نیز خرقة خلافت داشتند و در سلسله معروف کرخی نیز صاحب  
اجازت بوده اند بعضی گویند که خواجه علود دینوری و خواجه علوم مشاود دینوری یکی بوده اند بعضی گویند که هر دو در بزرگانند  
انتقال ایشان در ۳۰۰ هجری بود ۱۱

خواجه همیره بصری در فقر مقام رفیع داشتند در عرصه سالگی تکمیل علم رسیدند و قرآن حفظ نمودند چنانچه  
هر روز و ختم قرآن کردند و مجاهده و ریاضت شاقه نمودندی روزی از غایت محبت حق بجز نالیدند و رسیدند که  
ای همیره ما ترا بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر تر و خدیفه تر شوی بروی پس ای بارشاد ربانی بخدمت خواجه  
مرغشی رسیدند و مرید شدند چون قبل از امداد تا سی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بودند در یک  
هفته بمقام قرب رسیدند و بعد یک سال خرقة خلافت یافتند و از روزیکه خرقة فقر پوشیدند تک شکر بخشیدید و لذایذ دنیا  
ترک کردند و چندان گریستندی که حاضرین اخوان باک حضرت ایشان گشته و تمام عمر یکدسته بسر بردند و گاهی در خان  
دنیا دار نشیند و روی دنیا دارند و بعد طعم عالم ایشان نمودند و تمام عمر در فقر و تجرد گذرانیدند و وفات خواجه در ۳۰۰ هجری تا پنج هفتم ماه  
شوال است ۱۲

ایشان از حضرت خواجه حدیقه مرعشی رضی الله عنه و ایشان از حضرت سلطان ابراهیم دهم  
رضی الله عنه و ایشان از حضرت خواجه فضیل بن عیاض رضی الله عنه و ایشان از حضرت  
خواجه عبدالواحد بن زید رضی الله عنه

خواجه خدیفه مرعشی فقیه عالم و عامل بودند و تصانیفها داشتند و تاسی سال رضوی یا جز متوفیانشکست  
و افطار بعد شش روز کردند و فرمودند که غذای اهل عمان و قوت روح ایشان کلمه لا اله الا الله است چون از علم  
ظاہری فراغت یافتند بر منہای خضر علیہ السلام خدمت حضرت سلطان ابراهیم آمدند و بعد شش ماه بکسب رسیدند و وفات  
خواجه در ششمه هجری شد ۱۱۲۰ سلطان ابراهیم دهم از مشایخ عظام بوده اند نسب کرام حضرت ایشان به پنج  
واسطه بامیر المومنین عمر بن الخطاب منی الله عنه میرسد بدین طریق که سلطان ابراهیم بن ادیم بن سلیمان بن ناصر بن  
عبدالله بن عمر بن الخطاب منی الله عنه سلطان بخت بادشاهی سالها سال جلوس فرموده حکمرانی بعد داد میکردند و  
شب و روز مشغول الطاعت و عبادت می بودند که شب حضرت سلطان در خوابگاه شاهی بخواب استراحت بودند که صبح خانه  
بجنبید سلطان از خواب بیدار گشتند و آواز دادند که بالای سقف کیست جواب آمد که من شخصی مسافر ام و شتر خودم  
کرده ام و در اینجا میجویم سلطان فرمود که ای نادان شتر را بر بام خانه میجویی جواب آمد که از من تو نادان تری که اراده آت  
داری که خدا را بیایی و دم از باد شامی مینوی و بر ستر اطلس و دیبا خواب میکنی سلطان علی الصباح فرزند خود را  
بر تخت سلطنت بنشانند و بجای ترک سلطنت کرده رد و بجا نهادند در اثنای او جامه شاهی لبیانی بخشیدند و جامه آکشیانی  
زیب تن کرده بنیسا پور آمدند و در غار کوه بعبادت حق مشغول شدند روز پنجشنبه بالا غار بر آمدندی و پشتاره بنیم جمع کردند  
و بر سر در آشته لبهر بردندی و هر چه که از فروخت آن حاصل شد نیمه آن براه خدا دادند و نیمه آن بجهت حاج خود آوردند  
چون کار زیاد مجاهده تمام کردند با شاره غیبی قدری بظلمت رفتند و خدمت خواجه فضیل بن عیاض مرید گشتند و کلمات ظاہری طی  
رسیدند و سوای آنان از خواجه عمران بن موسی بن زید را علی و از شیخ منصور سلمی و نیز از خواجه اولیس فی غرقه خلافت و  
بزرگ عالم المرن داشتند و بی پنج فاقه افطار کردند و بوقت افطار گاه سبز و بی لک بختند و تناول کردند و خواب کم  
کردندی و جامه پیوندی پوشیدند و پابرهنه بگشتند و با امام عظیم کوفی و جنید بغدادی صحبت داشتند و وفات ایشان در ششمه هجری  
ششمه هجری در مدفن حضرت ایشان در قلم شام است عمر حضرت ایشان یکصد و دو سال بود ۱۱۲۰

والیثان از حضرت خواجہ حسن بصریؒ والیثان از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۱۰۰ خواجہ حسن بصری سرخیل پیران چشت نیکو شریعت حرقہ دارادت انامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پویشیدند  
 حسن بصری را کلامات و مقامات بسیار اند و فضائل بے شمار ولادت با سعادت الیثان بہدینہ واقع شدہ و از فائت  
 حسن و جمال ظاہری و خالص بطناب حسن بصری کہ دیدند و بعضی بر آئند کہ خواجہ حسن بازرگانی و تجارت مراد بیکر دند و ادیب  
 سبب خواجہ حسن بصری موسوم گشتند و از کار بازرگانی دولت پان ہم رسانیدند چون جاذب تقسیم ادا بطرت نمود  
 جذبہ دولت دنیا بساکین و فقر تقسیم نمودند بحدیکہ برای خود قوت یکروزہ ہم نگذاشتند و بخدمت حضرت امیر المومنین  
 علی کرم اللہ وجہہ حاضر شدہ دست ارادت با انان آنحضرت زدند و از کار کامران وقت شدند و کار ریاضت وزہد  
 بدین غایت رسانیدند کہ بعد مہفت روز طعام خوردند و تا مہفتاد سال رضوی الیثان سوای متوضا شکست  
 چون خواجہ حسن بصری متولد شدند والدہ الیثان بخدمت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بردند حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 فرمودند کہ سمو حسنا فانه اسحق ابو جہ یعنی نام او حسن کنید بدستی کہ او نیک است و است نقل است کہ در حالت شیر خواگی  
 چون خواجہ حسن بصری مشغول بودند الیثان بگریستند حضرت ام سلمہ پستان مبارک خود در دمان الیثان نهادند  
 و از غیب نظر چند شیر بدید آمدند و در حلق مبارک الیثان رسیدندی و حضرت ام سلمہ ہمیشہ در حق الیثان دعای خیر  
 کردند و فرمودند کہ الہی این سپر مقتدای خلق گردان پس بچنان بوقوع آمد و حضرت حسن بکھدوسی تن را از صی کیا  
 نبوی کہ بخدمت الیثان ہفت تن از اصحاب بیرون رفتند در بختہ و بختہ علا اختلاف دارند فیما بین مولانا فخر الدین چشتی و مولانا  
 شاہ ولی اللہ نقشبندی اگرین بابت تحریر شدہ من شاہ فلیحج الی تحریر انہا علامہ سیوطی در رسالہ اتحاف المذنبہ بوجہ الخرقہ طاق حسن  
 بصری باب جناب امیر علیہ السلام روایت بدلائل ثابت کردہ علامہ دمان بہ سالہ تحریر فی مایکہ جامعے از حفاظ محدثین بہام حسن بصری ملاز  
 امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اند و بعضی متاخرین باین متسک کہ اند و بطریق بسخر قہ و تقدیر اعتراض کردہ و جامعے آزاناب کراہ  
 اند ہمین است راجح نزد من بوجہ و این آصح دادہ اند حافظ ضیاء الدین مقدسی ولادت الیثان در سلسلہ بودہ و مدت عمر شریف  
 الیثان ہشتاد و نہ سال وفات در پنجم صیبت کھد و قبر الیثان بدیرہ است ۱۲۰ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ ولادت  
 حضرت الیثان در یک مہظہ بودہ است اول کسی کہ از صبیان ایمان آوردہ حضرت الیثان بودند در سال ہی پنجم یا ششم از ہجرت خلافت  
 گشتند و مدت خلافت الیثان پنجم سال و سہ ماہ بود وفات حضرت الیثان شب شنبہ بیست و یکم ماہ رمضان سنہ ۴۰ است قبر الیثان  
 بہت است چنانکہ مشہور است بہن کثیر راہ بن باب ختلان بہت چنانکہ در تاریخ الاسلام ابن کثیر کمال شرح درج یافتہ ۱۲





وقتی که بر رخ شکر روضی احمد شنبه بر خوان آن دولت هر چند طفیلی ام امانا خوانده نیاید  
 ام ایخ در رساله کشف استظهار مذکور است چه مطلوب بند دعوت محبوبست دیگران را بطیفیل او خوانند  
 و به تبعیت او طلبند اما جلیس یک سفره اند و در یک مجلس علی تفاوت درجات استیفا و تلافیات و  
 تنفحات می فرمایند اما نشانند که ذله بردار ایشانند و اولش خوارشان مگر فردی را از افراد است  
 ایشان که بگرم خداوندی جل شانہ مخصوص بود و جلیس مجلس اکار گرد و این عبارت را غیر محمل فرود  
 می آرند و استنار راجع لطیفیل و تبعیت می دارند و خیال می نمایند که درین کلام نفی تبعیت هم نموده  
 و این استنار راجع به ذله بردار داویش خوار است یعنی این فرد بصدقه متابعت پیغمبر خود صلی  
 الله علیه و سلم بدین دولت سرفراز است که در رنگ انبیاء دیگر علیهم الصلوٰۃ والسلام متمسکین  
 سفره است و از اکثر افراد است بدین تشریف ممتاز - ۵

اگر باد شته بر در سپر زن      نباید توای خواجه سبلیت مرن

غایت الامر مساوات این با انبیاء دیگر ازین بیان متوجه می شود لیکن این را در مکتوب  
 دیگر به بیان شافی حل نموده اند که توهم مساوات مطلقاً بر منجز حاصل این تحقیق است  
 که مقصود از دعوت هر چند محبوبست اما انبیاء دیگر را بطیفیل او خوانند و شریک سفره ساختند  
 پس اینها طفیل اند بدین معنی که مقصود اصلی نیستند اما مقصود بدعوت اند بخلاف استان که با آنها  
 دعوت جداگانه نیست بلکه در ضمن بتبوع و تبعیت او در آن مجلس حاضر شدند و از خوان نعمت  
 شان بهره برداشتند و استبعاد آنها باین دولت بواسطه عمل شرعیست مطهره اوست

سه قصه بر رخ این است که در بنی اسرائیل دو سال فطخ گردید موسی برای دعای استعجابا هفتاد هزار مرتبه بخواستند و می رسید که  
 ایشان که ساکت بوده اند که گناهان قلوب ایشان را تاریک ساخته دعای ایشان بدون یقین است ایشان از مکر من این بوده اند بسوس  
 بر رخ رجوع کن که از زندگان من است از برای دعا بگو حضرت پیغمبر بر آمد روزی موسی راه می رفت شخصی او دیدند که بر پیشانی  
 او سه اشرفه آویخته بود پس شیده که گره آن برگردان است موسی بنو عمران بنیام پرستیدن علوم شد که همین بر رخ بوده اند موسی بنو موسی بنو موسی  
 نزل این مان نموده نشود بر رخ استعجابا این طور کرد که این چه کار است این چه علم است چه چیز است که این است از آن برید بر رخ گفت بعد یکی چگونگی  
 از وی تعالی الخوان بر موسی از این کلام مضموم شد بگو بر رخ با جنیت سخن از این روزانه سه بار بر این سخن می کند ۱۲

بدر محمدی

که اگر درین کارخانه خلیه راه یابد از ان دولت سراسر محروم مانند و در حق انبیا علیهم السلام  
 این تعینت مفقود است در رنگ آنست که نهان به خانه کریمی فارو شود و نیز بان بواسطه احواء  
 و اصدقا خود را نیز استعدا نماید و شریک سفره سازد و درین صورت این جای طفیلی محض اندک  
 تبعیت و خلوصان جهان تابع محض اند که اگر از خدمت او یکسومی بودند ازین مانده بهر ورنی شدند  
 و آنکه گفتیم که این استثنائیه از معنی تعینت است بنا بر آنست که خود در ان مکتوب تصریح کرده اند  
 که ایخانیه حیولت بنی مفقود است و تعینت موجود و دیگر شبنو که نهایت ازین کلام آنچه لازم آمد  
 آنست که فراموشی بنشین سفره حضرت خاتمیت افضل الصلوة و الخیرة شده و حال آنکه شیخ مشرف  
 در مناقب شیخ ابراهیم التتونی در لوائح الانوار یلند تر ازین می نویسد قَالَ سَمِعْتُ سَيِّدِي  
 عَبْدَ الْقَادِرِ الدَّسْتُوِيَّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ نَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ  
 لَهُ سَمَاطٌ يَجِدُ كُلَّ سَنَةٍ فَوْقَ سَيِّدِ الْأَسْكَندَرِيَّ الْقَرْنِيِّ غَيْرَ سَيِّدِي  
 إِبْرَاهِيمَ لَا يَنْتَلِفُ عَنْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ عَنْ  
 حَضْرَةِ رِبِّهِ فَيَجْلِسُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرًا  
 السَّمَاطِ وَالْأَنْبِيَاءُ يَمِينًا وَتَمَامًا عَلَى قَدْرِ تَفَادُؤِهِمْ رَجَائِهِمْ  
 وَكَذَلِكَ الْأَوْلِيَاءُ وَنَقَبَاءُ ذَلِكَ السَّمَاطِ الْمُقَدَّادِ ابْنِ  
 سُودَا بُوْهُرِيَّةَ وَجَمَاعَةٌ كَذَلِكَ فِي مَنَبِعِ الْكَمَالَاتِ  
 لِمُرَادِ الشَّرُوعِيِّ اصل بن است که جذیلی را تاثیر است عظیم همچنانکه گفت

یعنی از عبد القادر و مطوری شنیدم که می فرمود که برای کلامی علی دسترخوان نیست که برسد اسکندر زدی القرنین بهر  
 سال گسترده سوا ای ابراهیم که ایشان را چنین دسترخوان گسترده می شود و هیچ یکی از بنی دوی نیست که برین جعفره شود رسول اسد صلاه  
 علیه و سلم صد بنشین این دسترخوان می شود دیگر انبیا بهرین و بسیار آن حضرت می نشینند حسب حاجت خود یا چون حال اولیا است  
 که نشست ایشان حسب حاجت شان می شود و قیاس ازین دسترخوان مقدس اسود ابوهریره و جماعت بوده اند همچنین  
 در جمیع الکمالات مراد روست بوده است

إِنَّكَ لَا تَهْدِي عَنِ أَجْبَتِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَجَعَلْنَا مِ  
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ سُدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سُدًّا فَأَعْشَيْنَاهُمْ نُجُومًا لِيُبْصِرُوا  
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

اگر خدا کے نباشد زبردہ خوشنود | شفاعت ہمہ پیمبران ندارد سود

نہ فہمیدہ اند کہ در عرف طفیلی کہ عزت دارد از برائے خوشنود ضعیف می خوانند۔

قولہ رضی اللہ عنہ بہر چند تابعیم اما از اصالت بی بہرہ نیم چرا کہ ولایت انبیاء اصل است  
و ولایت اولیاء ظل او و از کمال تبعیت از اصل بہرہ مند میشوند بقدر تبعیت در نیجا گفته اند  
بے بہرہ نیم و نگفته اند کما ہو ہو قولہ رضی اللہ عنہ بہر چند استم اما شریک دولتہ نہ شکت  
کہ از ان دعوی ہمہری خیر کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم است با مخدوم و این معنی  
خود منطوق آیات قرآنی و احادیث بنوی است و پروردگار از برائے خوشنودی بندگان  
مومن ضعیف خود در حق بندگان خالص خود در دولت ایمان شریک گردانیدہ۔

كُفْتُمْ بِأَنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ وَبَشِّرْنَا هُ بِأَسْحَقَ نَبِيًّا مِنْ  
الصَّالِحِينَ إِنَّهُمْ مِمَّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ  
الْمُسِيئِينَ لَكُنْتُمْ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ و بر فضل مخلوقات  
تکرار کرده است کہ گوید و اُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَبِذَلِكَ  
أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وَكَلَّمَ اللَّهُ كُنُوزًا وَأَنَا أَوَّلُ الْمُتَّقِينَ  
و میفرماید و مَن يُطِمْ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ  
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ عَرَفُوا الصَّالِحِينَ  
وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ مِنَ اللَّهِ

قولہ رضی اللہ عنہ بہر چند اوسے امام بنی حاضر و ناظر دارم و بہر چند در طریقہ نقشبندیہ  
پرین عبد الباقی رضی اللہ عنہ است اما متکفل تربیت من الباقی است بحالہ عم نوالہ در وقت آمد

لا ینبذ  
عالم دین  
بیان در حدیث  
در حدیث  
باشند



کسے را میگویند کہ مری ظاہر و حاضر داشته باشد و حضرت بلطافت می گویند کہ من اولیسی ام  
 و مری حاضر و ناظر دارم یعنی ادر و بامر شد طریقیت یعنی در مجاز پیر من یعنی مری من عبد الباقی  
 است انا متکفل تربیت من در حقیقت ابد باقیست همین مناسبت حضرت گفته اند کہ ہم مرید  
 رسول اهدام و ہم ہم تیره او ذکر پیر این طوری ابوی نیست زیرا کہ بمقابلہ نام باری تعالی است  
 چنانکہ می گویند اهد و محمد می گوید قولہ رضی اللہ عنہ من بفضل تربیت یافته ام و  
 براہ اجتناب رفتہ ام سلسلہ من رحمانی است کہ من عبد الرحمن ام چه رب من حسن است مری  
 من اعظم الرحمن و معلوم است کہ اولیسی ام و فضلی و مجتبا بودن را مرجع یکی است یعنی بے  
 ریاضت این کمالات بر من حاصل است و حکمت برین کہ بی ریاضت این کمالات حاصل است  
 این کہ مری من اسم رحمن است و مقتضای اسم الرحمن چنین است در باب و صد و هفتاد  
 از فتوحات مکیہ مذکور است کہ اقطاب صاخبین را اگر چه در دنیا اسما می باشند کہ بدان نزل  
 کرده می شوند مگر پیش حضرت ربوبیت با اسم عبودیت سعی می باشند حق تعالی جل شانہ فرماید کما  
 قام عند اللہ این اسم جامع است مر اقطاب او بلحاظ مقامات اقطاب سما باشد کزان نذاکره  
 شوند پس نام موسی عبد الشکور است نام عیسی عبد الملک و اسم مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 عبد اللہ پس برای ہر قطب خواہ نام شہور دنیا و نام جامع کہ عبد اللہ است نامی باشد و نام حضرت  
 محمد و علیہ الرحمۃ عبد الرحمن است مقتضای مقام حضرت محمد و رحمہ اللہ همین است قولہ صنی  
 اللہ عنہ طریقہ من طریقہ سبحانی است انم یعنی منسوب بہات باری تعالی بدون کمال اسمی  
 و صفی و این سبحانی را با سبحانی کہ حضرت بائیر فرمودہ ہستاسے نیست آن از سر بر آیدہ و این از  
 صحو است بدون مزج سکر و معینش صحیح است و ظاہر برای سبحانی یا ی نسبت است نہ یا و تکلم حرام  
 کہ لفظ طریقہ و بعد از راہ تزیہ رفتہ ام یعنی گذارد کہ یا ی تکلم باشد معلوم است کہ مرشدان  
 طریقیت لجالبان نحو و تلقین سعی کردہ بذات بحت متوجہ میگرددانند و میبوند بخاطر بیج صفی  
 ترسد کہ بتاثرات صفات دریا نندہ از مقصود واصلی بازماند و ہمین معنی اشارات کردہ گفته اند

و کبر سبحانی

از اسم و صفت بزرگوار است اقدس است نام و در اینجا تصریح کرده میگویند که سبحانی یعنی سبحانی -  
 بطامی است سبحانی از سبحانی او مناسب نیست چرا که سبحانی بطامی از دایره انفس برآمده  
 است و سبحانی من از دایره آفاق و انفس است و یای او یای تکلم است و در سبحانی من یک  
 نسبت است باید دانست که در ملاح این طائفه علیه سیر آفاق و انفس است که درین لایحه کرمیه اشارت  
 است **سِرُّهُمْ أَيْ تَنَافِي الْأَوَاقِفِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَّبِعُوا لِمَهْرَاسِنِهِ الْحَقِّ**  
 و بعضی نهایت اسیر انفس میگویند و سیر آفاق را سیر تطیل میگویند یعنی بعید که مقصود را از  
 رای خود جستن است و سیر انفس اسیر است بر میگویند که بمعنی اقرب است یعنی مقصود را در  
 اطراف قلب خود جستن است و جمعی مقصود را و رای آفاق و انفس می دانند و دلیل طائفه  
 اولی که آلاءه بکل شیء حیثه با حاطه ذاتی سکیفی قائلند و صفات را زائد بر ذات میگویند دلاهور و اما  
 ثانیه میداند و طائفه که سبحانی گفته بهر چند تیز به اراده نمایند البته شائبه از تشبیه است  
 و طائفه ثانی میگویند که از پس که ذات او اعلی و اجلی است بکن بر امکان نیست که سبب فیوض بیواسطه  
 نماید یعنی سبحانه در خارج ذات خود صفات ایجاد نمود که قدیم اند تا کسب فیوض از شیون کرده  
 بکنس برسانند و انالیشیون ذات ذاتی خود مستغنی از صفات است و این جهت سبحانی از این طائفه  
 از دایره انفس و آفاق است و منتهی از تشبیه بلا اشتباه است و از علین صحیح آمده است و  
 سبحانی طائفه اولی از آنست که سبب عیون زنده قوله رضی الله عنه ارحم الراحمین  
 در جمیع بنده اسباب تربیت را غیر از معذات نداشته است اینجاست که این بکتوب تا اشرعیر نگاه  
 عننا همین مفهوم شد که من مجذوب و اویسی ام در اصل و وصول که در ظاهر و البشیر است احتیاج  
 نشد به فضل و کرم خود و اجتناب کرد و این همه از مقتضیات اسم جنس ارحم الراحمین است که کشف  
 الحظ اندک و راست مراد نسبت که به پیش از احتیاج نمانده است بزرگان فرموده اند که پیر منبر  
 دایه است و بچه هنگام نظام که تمامی مدت رضاعت باشد حاجت بمرصعه ندارد و کذاک سالک است  
 جهت استعدا و بدو مرشد بقافی شده و تنها با او مشورت شود بمقام شیخ خود برسد بحالت نظام سیر که احتیاج او از پیر

میشود و بعد از آن آنچه در کتب است نقل و در بعضی جاها اندک نظیر آنچه در این کتاب آمده است که در وقت نماز  
 من که با حق سبحانه باشد تو در میان در آسمان سرش از من جدا کنم پس از او که این سخن پسندید و در کنار  
 گرفت منقول است که حضرت خواجہ بزرگ در خدمت پیر خود امیر کمال پیران سلوک تمام کردند حضرت  
 امیر فرمود که آنچه درین راه حاصل کرده بودم شمارش کاردم اما استعدادش مالس بلیندا فتاوه از هر  
 کجا بود که مطلب بمشام شمارسد از ترک و تاجیک طلب نمایند حضرت عفو الثقلین در فتوح  
 الغیب باین معنی اشارت می نماید آنجا که می فرماید فاذا بلغ المرید محالة شیئ من شیئ  
 عن الشیئ و قطع عنه فتو لا الحن فیقطعه عن الحن و حمله فی کون الشیئ  
 کالظن و الذایة لا رضاع بعد الحوائج بشرح مکتوب که بفضل الله تعالی موفق شدم اگر  
 دوران ادنی تا بل بکار رود و واضح میتوان شد که اساس تمامی اعتراضات که وارد کرده میشود  
 منهدم شده بجا که اینست اکنون ضرورت این نبود که هر قول نقل نموده بجا پیش برداخته شود  
 مگر احتیاطاً بیان می شود چه میگردد البته جایجا کشیح رحمتہ الله علیه اعتراض بر رفع توسط نموده و این از  
 اعظم اعتراض نموده چون شیخ خود در تعریف مجذوب ساک بر رفع توسط قایل است چنانکه مذکور  
 شود پس هر اعتراض که بر معترض عاید میگردد و تمام جوابیه فهو جوابنا لهذا در بعضی مقام از جواب  
 طی کشیح نموده شد اگر حضرت معترض کلام خود را بغور ملاحظه میفرمود لب اعتراض بر حضرت مجذوب  
 رحمتہ الله علیه نمی کشود قال سبحان الله وله العظمة والكبریا این چه سخنان و این چه کلمات  
 است و این چه سلطنت و سطوت است این چه خطبه خوانی و ثنا گستری نفس است اقول  
 اظهار شمار ربانی را بر خطبه خوانی و ثنا گستری نفس محمول نم باید فرمود والا از بی بزرگان  
 دین مورث بسوزنن خواهد بود حاشا که ازین سخنان جز شحدیث بنعمتہ الله ترفع و افتخار بر انبیا  
 روزگار مطرح نظر بوده باشد و در کلام حضرت مجذوب رحمتہ الله علیه کلمات نکسار که مذکورند زاید  
 بر آن چه توان بود در مکتوب بیازد هم از جلد اول سفیر باید و هر که در عالم است حتی که کافر فرنگ  
 و ملحد زندیق از خود بجزود بهتری دارد و بدترین هم این است خود را انکار و انہی فکیف انرا کابری من

باوصف چنین تصحیح انتساب این اقوال بخطبہ خوانی و ثناخوانی و ثناگستری زید حضرت  
 شیخ در سالہ ایراد عبارت انصیحی فی قولہ الدین النصیحیہ میفرماید ہرچہ در آن شبہ بود وقت  
 در آن لازم اگر قائل و فاعل آن مروی است کہ امام است در علم و عمل مستقیم است در تقوی و  
 وریع تاویل و توجیہ قول و فعل و سے باید نمود انتہی پس ہر گاہ در کلام بیچ محل شبہ نبود خواہ مخواہ  
 بران ایراد پیش کردن کے جائز نخواہد بود و ہمین است مسلک ابن حجر و دیگر اکابر کہ حسب قضا  
 بتاویل توجیہ مقولہ بزرگان پرداختہ اند بلکہ در بعضی مواضع تصحیح شطیحات ہم نموده اند قال  
 اسد اکبر در رویشی شکستگی و خاکساری و ادب تواضع و کم زردنی نفس است حضرت خواجہ محمد  
 پارسا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ در آخر سالہ قدسیہ بیان رباعی وصیت کردہ اند رباعی

اندرہ حق جملہ ادب باید بود	تا جان باقی است در طلب باید بود
در ہر دم اگر ہزار دریا بہ کشتی	کم باید کرد و خشک لب باید بود

اقول الحق در رویشی شکستگی و خاکساری است ۵

چند پر سی کہ بندگی چہ بود	بندگی جز فگتگی چہ بود
---------------------------	-----------------------

کیت کہ مثل حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تواضع نمودہ باشد کیت کہ مثل حضرت  
 ایشان راہ انکساری و شکستگی طے نمودہ باشد در مکتوب دو صد و ہشت ہجرت دوم از جلد  
 اول فرماید بزرگے فرمودہ کہ مرید صادق آنست کہ مدت بہت سال کتب شمال و چنینے نیاید  
 کہ بروی نویسند این فقیر بر تقصیر بذوق و وجدان مدعی خود می یابد کہ کاتب بچین مفهوم  
 نیست کہ در مدت بہت سال حسہ بیابد کہ در صحیفہ اعمال او درج نماید خدا و انا است جل شانہ  
 کہ این سخن را تصنیع و تکلف نمی گوید و ایضا بذوق می یابد کہ کافر فرزند از وی بجز اتب بہتر

۵ مگر تھذیب بہ نعتہ اللہ منافی شکستگی و خاکساری نیست حضرت غوث انام رضی اللہ عنہ فرماید ۵  
 انانکت قبل القبل قطبہ بجملاہ تطوف بی الاکوان والربہ امانی ۵ در قصیدہ می فرماید ۵ و نقت علی الایمیل جمعاً شتر  
 انور رفیقہ کان موسی بن عمران ۵ و صلبت در مراکان عیسی سیمہ ۵ بہ کان یحیی الموقی والرزق سر یانی ۵

فکر خاکساری



است و اگر مآثر از پارسند از جواب عاجز آید و ایضا بطریق ذوق خود را محاط خطیبات  
 مسید اند و مشمول مسیبات می انگارد و حسنائی که بوجود می آید کاتب شمال خود را  
 بکتابت آن حق می بیند و می یابد که کاتب شمال و سبب همیشه در کار است و  
 کاتب یمن او معطل و بی کار و صحت یمن را خالی و سفیدی داند و صحت شمال را معلوم  
 سیاه امید می خیزد رحمت ندارد و دست آویزی خبر مغفرت نه **اللَّهُمَّ مَغْفِرَتَكَ أَوْسَعُ مِنْ**  
**ذُنُوبِي وَرَحْمَتَكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي** ح ۸ موافق حال او دست عجا  
 کار و بار است فیوض و ارادت الهی جل سلطان که علی الدوام در مدارج کمال و تمیل فایض  
 دواروات تا کیلین دید و تصور می نماید و تقویت این عیب یعنی میفرماید بجای عجب سبب  
 می افزاید و در محل ترفع راه بواقض و فروتنی می کشاید و در آن واحد هم بکمالات و ولایت  
 است و هم بدید تصور متصفت هر چند بالا ترمیر و در پایان تر خود را می بیند بلکه همان بالتر  
 رفتن سبب پایان تر دیده شده است ظرافت از باور دارند یا نه و اگر سر آرزو معلوم کنند  
 باور دارند انتهای ۵

ره این است سعدی که مردان راه به عزت نه کردند در خود نگاه :

مگر شکستگی و تواضع منافی تحدیث بنعمه آمد نیست حاشا و کلاً و العجب کل العجب که

برین انگسار هم مدعی التفات نه نماید و زبان لغت کشوده گوید که خود را از کافر بدتر دانسته

سبحان الله و سجده در بحر المعانی مذکور است چون عاشق را وصال در آید نیز لقب نام زبان

حضرت آید یعنی معشوق حقیقی اسمهای آن محبوب را مختلف گرداند تا آنکه کافر گویند چون

از آید بین نامها و لقب با خوانند در خاطر خاطر فتور و نفور و نیاری بلکه به عیش ابد در

۵ خداوند مغفرت تو وسیع تر است از گناهای من و رحمت تو بسیار امید دارد نزد ما از عمل من سگه نصابه حنوت

غوث صدایی رفته آمد بنعمه از حدیث بنعمه آمد مال است چند شعر درین مقام مذکور میشود ۵ ایا احد انظر الیک بنیانه

۵ : ناظر اصفا انصوت علم المر فیقه بکنت بلاد امر شتر ناد مغر بگره دران شئت اینستا ان نام بنیانی ۱۳

رقص و راسے و ذوق گیری کہ لیس بصادقہ فی حبیبہ من کم یتکذذ ذکے خذربہ  
یعنی نیست در حب او کسے صادق کہ در زخم ہائے اولادت نہ گیرد انتہے لقل است  
کہ مریدی از مریدان شقیق بلخی قدس اسد روحہ اتفاق سفر حج افتاد و از شقیق رخصت  
طلبید شقیق گفت برو بخدا سپردم اما چون در بسطام بری باید کہ بیای بو س سلطان العارفین با زید  
مشرف گردی از من اوراد عابرسانی چون مرید بسطام رسید بیای بو س ابو زید مشرف  
شد پرسید تو کیستی و از کجا آمدی او گفت من مریدی ام از مریدان شقیق بلخی بہ نیت حج میرم  
پرسید کہ پیرویہ کاری کندا و گفت پیر من مقام توکل درست می کند و پای توکل بجای  
رسانیدہ است کہ می گوید کہ اگر آسمان ہمہ زمین گردد و روی زمین ہمہ سنگستان شود  
نہ از آسمان چیزیے بار دوند از زمین چیزیے روید و جملہ ظالیق عیال و اطفال من باشند  
من از توکل خود نگردم سلطان العارفین گفت انہست صعب کافر می و این ست مشرکی  
اگر ابو زید کلامی باشد در مقام آن مشرک نہ در از من بگوی کہ از بہر دو نان خداوند تعالی  
را چرامی آزمانی اگر ترا بنائے حاجت افتد از بچنس خود بخواہ و بخورتا از شومی توان ہنر  
و آن ولایت خراب نہ گرد و اینجا صاحب سبع سنابل گوید پایہ توکل شقیق قدس سرہ کہ در ہم  
و فہم خلافت بلخی گنجد عارفی ہجو ابو زید باید کہ بران توکل حرج کند و گرنہ کراحد و کرا مجال

۱۷ نیست صادق در محبت دے ہر کہ لذت نگرفت بر ضرب دے ۱۸ فلادنا بطریق ابو علی شقیق بجانہ وقت بود  
و شیخ زمان و در زہد و عبادت قدمی راسخ داشت و ہمہ عمر در توکل رفت از انواع علوم کامل بود و تصانیف بسیار داشت  
استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراہیم گرفت و بال بسیار مشایخ محبت داشت و بکھزار و بہت عمد استاد داشت گردی کرد  
شہادت ایشان در سنہ ۹۲ ہجری بودہ قبل ایشان از خاندان بودہ است ۱۲ تصانیف مشہورہ میر عبدالواحد بلخی  
است متوی حکایات و مسائل تصوف میر عبدالواحد مرید شاہ صفی الدین بود و نزد شیخ حسین سکندرہ تعلیم یافت  
اکبر بادشاہ ویرا بسیار احترام دے کرد و شرح تریب الارواح خفایق ہندی شرح قصہ چارہ بر و جل شہادت شرح مصطلحات و دیوان  
حافظ و مسائل تصوف از ملازمو اور تصانیف وی شرح کافیہ است کہ البور حقایق با بحث غیر منصفون نگاشتنہ در بی مقام

که درین چنین توکل سخن گوید

منزل عشقت مکانی دیگر است	مرو این ره را نشانی دیگر است
عقل که داند که این رمز از کجا است	این حکایت را بیانی دیگر است
بر سر بازار صدافان عشق	زیر هر دره دکانی دیگر است
معرفت در جبهه و دستا نیست	و آن عزیزان را نشانی دیگر است

قَالَ وَقَالَ بَعْضُ الصَّوْفِيَّةِ الطَّرِيقُ أَنْ تَكُونَ مُفْلِسًا أَبَدًا  
وَأَنْ تَكُونَ طَائِبًا لِلدَّعْوَى وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ وَصَلْتَ مَا وَصَلْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ  
أَنَّكَ ظَفَرْتَ مَا ظَفَرْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ حَصَلَ لَكَ حَالُ  
الْحَالِ لَكَ حَالُ سَائِكِ الْبُحْرَانِ وَمَجْبُوبِ الْبُحْرَانِ وَرِجَالِ الْبُحْرَانِ مَا ظَهَرَ فِيهِ

منشی از او این سخن را در این کتاب آورده است و در این کلمه توحید مضمون علی التناو و ملحوظه تعلو بنا و ملحوظه تنو  
یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبان باری ملحوظه است و در مرتبه تصدیق در دهان باری ملحوظه است و در مرتبه اعمال و احوال  
باطن را چنان ملحوظه است که برین بوی نوق و شوق با زبان ملحوظه است مصنف رحمتی که مرتبه اقرار کرده و دو معنوی ملحوظه  
فرودگشت بجا که حکم کردن بر اسلام و سبجیان تکالیف شرعیه منوط و مربوط بر مرتبه اقرار است و قرینه صحت فهم از عبارت  
مصنف است که می گوید وضع معنی مفروضه شده است یعنی لازم گردانیده شد و قول کلمه توحید بر تالیف و تالیف است یعنی که فرودگشت از  
کفر و نفاق و افراد از معنی فلا فراد من الکفر مرتبه الافراد و الافراد من النفاق فی مرتبه التصدیق و الافراد من المعاصی فی مرتبه الاحوال این  
تعی به تعالی بود و بعد از این استیلا حسنات و سیئات و این کلمه توحید نیز است که هم چه اقرار و تصدیق لفظ هم توحید صورت است و فعل دوم  
و عمل او آن دنیا احوال است حروف سوخته و حقیقت و این توحید علی است که ان استعداد انسانی بر مرتبه احوال است این هر دو توحید که پیش از  
بی کفایت که علامت کفر و غلو من علامات لاسم و فعل هر گز از مشکل تجاوز بود و وفات شان شنیعه سیوم ماه رمضان شایه اتفاق افتاد  
مزارش در بگرام در قریه است میرزا علی گلرزی از اولاد او بود که بدانکه شقیق بلخی از مردان سلطانی اعدایین بود میرزا معنی مرغان گنجی بخوش  
می گفت که هر شاهش ۱۲ ساله بعضی غرور گویند که حقیقت طریق است که تو درم فلس باشی و با مقام علی نگاه گمان چو سخن کردی نه چو سخن هرگاه  
خیال فرود آمدی در دماغ تو منتش گشت نیز فرزند مغروری در نگاه منتور منوی که ترا حال حاصل شد ترا حالی نیست ۱۲

اقول این کلام فی حد ذاته صحیح است مگر از ان الزامی نماند نمی شود و فلما صحیح التقریب زیرا که  
 محصل امر همین است که طالب را لازم است که بنام در عجز و افتقار و تقض و انکسار بوده باشد  
 و همیشه استعدا در رتبه اعلی و درجه ارفع نموده باشد و خود را واصل نمیدارد و ظاهر است که  
 این معنی منافی تجدید نعمت نیست که او واجب است قال نعم از بعضی اقطاب فخر و سیاحت  
 برایل زمان خود بوقوع آمده است و از مقام و از مرتبه خود خبر داده اند گویند که آن بام پروردگار  
 است نه بطریق تکبر و نفسانیت شاید که در اینجا نیز ازین قبیل خواهد بود و اصل علم اقول  
 فی الواقع همچو بعضی اقطاب حضرت مجید در حمت امد علیہ نیز فخر و سیاحت نموده از مقام خود خبر داده  
 اند نه بطریق کبر و نفسانیت چنانچه جایجا در مکاتیب شریف فرموده اند که بافتش از این بهمراه  
 کردند و نیز فرموده اند

در بیان مراتب از کمال این

در پس آن سینه طوطی عفتم داشته اند	هر چه استاد از لگفت همان می گویم
و نیز گفته مقصود ازین گفتگو اظهار نعمت حق است بجان و ترغیب طالبان این طریقت نه تفضیل خود بر دیگران اینخ قال اما ان نسبت باقران و شرکا گفته اند نه نسبت بخت سید کائنات علیه افضل الصلوٰت و اکمل التحیات اقول این کلام از پایه اعتبار ساقط است اما اول پس نفی تفضیلی آن است که من این را تسلیم نمی کنم چنانچه حضرت رضی الله عنهم چنانکه نسبت باقران و اخوان خود گفته اند همچنان نسبت بانبیاء عموما و نسبت بسیدانبیاء خصوصا علی جمعهم افضل الصلوٰة و اکمل التحیات شیخ محی الدین بن عربی در خبر ثانی از فتوحات مکیه ناقل است لقد حدثتني أبو الیاء التماشکی البغدادی رحمه الله عن الشیخ بشیر من سادات تنابسات الانزج عن إمام العصر عبید القادی انه قال معاشر الانبیاء اونیتم اللقب و اونیتم مالم تونیتم افا مکا	

در بیان مراتب از کمال این

له حضرت غوث انام فرماید که شریک با سادات الغرام سالانه بهما نشست رهی کسبی و کسبی به حضرت انا الساقی لمن کان حاضر  
 او در عظیم کرمه بعد از ۱۲ سال حضرت غوث انام فرماید که علی ابی ابره البیداء کان اجتماعا به و فی قاب قوسین اجتماع الاحیاء ۱۲

بلیه بر محقق (۸۱)



قَوْلُهُ أَوْ تَيْمُّ الْقَبِّ أَي حَجْرًا عَلَيْنَا إِطْلَاقُ لِقَابِ النَّبِيِّ وَإِنْ  
 كَانَتْ السُّبُورَةُ الْعَامَّةُ سَارِيَةً فِي أَكْبَارِ الرِّجَالِ وَأَمَّا قَوْلُهُ  
 وَأَوْ تَيْمُّنَا مَا لَمْ تَوْتُوا هُوَ مَعْنَى قَوْلِ الْخَضِرِ الَّذِي شَهِدَ اللَّهُ لَهُ  
 بَعْدَ آيَتِهِ وَتَقَدَّمَ فِي الْعِلْمِ وَأَتَى الْكَلِيمَ الْمُصْطَفَى الْمُقْرَبَ مُوسَى  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي طَلَبِهِ مَعَ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّ الْعُلَمَاءَ يَرَوْنَ أَنَّ مُوسَى  
 أَفْضَلُ مِنَ الْخَضِرِ فَقَالَ لَهُ يَا مُوسَى إِنَّا عَلَى عِلْمِ عَلَيْنَا بِاللَّهِ  
 لَا تَقْلَسُهُ أَنْتَ فَهَذَا عَيْنُ مَعْنَى قَوْلِهِ أَوْ تَيْمُّنَا مَا لَمْ  
 تَوْتُوا فِي حَالِهِمْ وَنَزْدَرَفُوحَاتِ مِي طَارِدٍ وَكَانَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجَلِيلُ مُشْطَقًا  
 عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ بِصُورَةٍ حَقِّ دَرَجَاتٍ عِبَارَتِ لِقَابِ الْأَنْبِيَاءِ كَمَا شَاطِلِ  
 اسْتِ مَرْنِي وَرَسُولِ الرَّاحِظَةِ مُؤَوْنِي اسْتِ وَنَزْدَرَفُوحَاتِ نَذُورِ اسْتِ وَمِنْهُمْ  
 مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الشُّطْحَاتُ بِالْحَقِّ كَعَبْدِ الْقَادِرِ فَيُظْهِرُ  
 الْعُلُوعَةَ أَمْثَالَهُ وَأَشْكَالَهُ وَعَلَى مَنْ هُوَ أَعْلَى مِنْهُ فِي مَقَامِهِ صَحَابَهُ وَانْبِيَاءَهُ  
 وَهُوَ عَمُّوًا قَانِرُ مَقَامِ عَلِيٍّ بُوَدَّهِ أَنْدَ حَضْرَتِ غَوْثِ انَامُ نَجِيهِ بِسَبَبِ حَضْرَتِ سِيدِ كَانَاتِ فَرِيدِ  
 أَنْدَ اسْتِقْفَارِ آنِ شَوَارِ اسْتِ دَرَجَاتِ مَقَامِ بِيْنِدِ شَعَارِ قَصِيدَةِ الْتَقَامِي رُوْدِ لِعَضَّةِ دَعْوَى كَرْدِهِ أَنْدَكَ

بقایا صفحہ ۱۸۰ یعنی بارالقب نبی عطا شدہ اگرچہ نبوت قائمہ در اکابر اولیاء احمد ساری است قانا  
 عالمت و تقدم علمی خضر علیہ السلام از شہادت عالم شہادت پیدا است موسی علیہ السلام را حکم شد تا لاقا  
 حضرت خضر علیہ السلام کنند یا آنکه نزد علمای حضرت موسی علیہ السلام افضل بود از حضرت خضر علیہ السلام  
 با حضرت موسی علیہ السلام خطاب کرده گفت که مرا علمے است کہ از آسمان لقاے بمن تعلیم فرموده و این علم شمارا  
 حاصل نیست ۱۵ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بر انبیا و اولیاء شطیح می کرد بصورت حق ۱۲ ۵۲  
 بر بعضی ارباب و اہمیت شطیح غالب آید چنانکہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ لقاے عنہ کہ علوے فرمود بر امثال خود و کسانی کہ در  
 درجہ و مقام از او بالاتر بوده اند ۱۲ —

کہ آن روایات متواترہ صحیحہ ثابت شدہ است ۵

<p>انا اول المکنون فی علم خالق انا کنت فی العلیاء و نور محمدی نعم نشانی فی اسب من قبل آدم وما قلت هذا القول فخر ادا نما</p>	<p>انا آخر المبعوث فی سرمدتہ ۴ یککنون سرمد قبل النبوة ۴ وسری فی الاکوان من قبل نشانی انی الاذن حتی تقر فون حقیقتہ</p>
<p>ازین ظاہر است کہ حضرت غوث انا م باذن باری تعالی افشار این سری فرمایند کہ حضرت ایشان در علم خالق اول مکنون بودند و آخر مبعوث و نور محمدی در سر بود کہ حضرت ایشان در علیا بودند و در حب نشاء حضرت ایشان قبل آدم بود و قبل نشاء و کسش و اکوان بود پس ای برادر این را چشم الضان بگر کہ از کجا به کجا می رسد و با وصف این قسم اول انکار چگونه روا بود کہ ہمچنین تبری لایق تصدیق باشد ۵</p>	
<p>چند پرچین کنی ابرو ستم اغا کنی</p>	<p>خند زین کہ گرہ از دل ما با کنی</p>
<p>امام شعرانی در لواقح الانوار فی طبقات الاخیار از حضرت بانیزید بسطامی علیہ الرحمۃ نقل می کند اِنَّهُ قَالَ مَخَضَتْ بِحُرٍّ وَقَفَّ الْاَبْنِيَاءُ بِسَا حِلِّهِ دَرِيْنِ عِبَارَت نیز لفظ انبیاء مذکور است کہ جمع بنی است و از حضرت بانیزید بسطامی لواقح امرقم من لواقح عتید اشتہار تام دارد و این ترفع خاص نسبت بحضرت رسالت پناہی است صلوة اسد علیہ باعلان اسم مبارکش صلے اسد علیہ وسلم و کلمات حضرت غوث انا م رحمة اسد علیہ نسبت به انبیاء و الی العزم و غیر اولی العزم مشہورند و بعضی فعلا آنرا موی بروایات متواترہ صحیحہ مدعی بوده اند چند اشعار بطور نمونه تحریر می شود تا بر ہمین قیاس فرمایند ۵</p>	
<p>انا کنت مع یعقوب فی حزن یوسف انا کنت مع نوح بجا شہد الوری انا کنت مع ادریس لما ارتقى العسل</p>	<p>وما اجتمع الاثنان الا بسبر کتی بجارا و طوفانا علی کنبہ قدرتی واسکنہ الفردوس حسن بقیتہ</p>

انا كنت في روى الذبح فداؤه	و بانزل اللبث الالبقوتى
انا كنت مع ايوب في زمن السلا	وما شفيت بلواه الا بدعوتى
انا كنت مع عيسى في المهدي ناطقا	واعطى داود حلاوة نعمتى

ازین کلام حضرت غوث انام رضی اللہ عنہ تریح و تفضیل فرمے بر حضرت یعقوب و یوسف و نوح و ادریس و ابراہیم و ایوب و عیسیٰ و داؤد علی نبیاء و علیہم الصلوٰۃ والسلام لازم می آید پس آنچه معترض انکار تام فرموده بنی است بر عدم تنبیح کلام حضرت صوفیہ اما ثانیاً پس بر تقدیر تسلیم می گویم کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ بجز اظهار تواضع و تحریث بنعمتہ اللہ جاسے یہ نسبت امثال قرآن خود ترفع نہ نموده باکا بر انبیاء اللہ صلوات علیہم و اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم چہ رسد بلکہ ہر گاہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ مدارج علیا و منہ مراتب کبریٰ را بر متابعت حضرت خیر الوری علیہ صلوٰۃ الملک العلی جابجا ظاہر فرمودہ تا آنکہ اگر نیک نگریتہ شود در مکتوب شریعت تأییدی کہ در حکم متابعت مذکور است ہم پایہ آن ذکر می دیگر نیست پس انتساب ترفع خانہ الضایف را سو خلق است اگر این محبت را کہ نسبت مختلفہ در مقامات عدیدہ اندراج یافته بطور استقصا انتخاب نموده درین مقام بزرگوارم موجب الطناب خواهد بود مہنا چند مقام بان نشان میدہم در مکتوب چہل و چہارم از جلد اول می فرماید چون ان سرور محبوب بالعالین است متابعان اولیواسطہ متابعت بمرتبہ محبوبیت می رسند چہ محبت ہر کہ از شمائل او اخلاق محبوب خود می بیند آنکس را محبوب خود میدارد و مخالفان را ازینجا قیاس باید کرد

محمد عربی کابردی ہر دو است | کسیکہ خاک درش نیست خاک سرو

در مکتوب عدد دوازدهم از جلد اول می فرماید احوال و مواجبت کہ فی تحقیق بحقیقت معتقدان این فرقه ناجیہ میسر شود خبر استدراج هیچ نمیدانیم و خبر خرابی بیچ کنی انکاریم با این دولت اتباع فرقه ناجیہ ہر چہ بد مند منت می داریم و شکر بچسے آریم و اگر ہمین را بد ہند و بیچ از

احوال و مواجیب دهندند پاک اریم و راضی ایم انتہی در مکتوب صد و چہار و ہم از جلد اول  
 میفرماید ذرہ این متابعت مرضیہ از جمیع تلذذات دنیاوی و نعمات اخروی بکرات بہتر  
 است از ہر مکتوبی و پانزدہم از جلد اول کہ بجا عبدالحق دہلوی صد و ریافتہ در باب قطع  
 ہفت گام می فرماید کُلُّ ذَلِكْ مَنْوُوطٌ بِمُتَابَعَةِ سَبِيلِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَيْهِ  
 مِنَ الصَّلٰوةِ اَكْمَلُهَا وَفِي التَّحِيَّاتِ اَفْضَلُهَا و در مکتوب  
 شصت و پنجم از جلد اول درین باب بطی فرمودہ بچنان در مکتوب صد و ہشتاد و ششم و مکتوب  
 صد و نود و یکم و صد و نود و دوم و غیرہ از جلد اول دیگر جلدہا از حکم متابعت الاہل است  
 در مکتوب ہفتاد و ہشتم از جلد اول میفرماید کہ وصول باین نعمت عظمی وابستہ باتباع سید  
 اولین و آخرین است علی آلہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیات اکملہا تا تمام خود را در  
 شریعت گم نہ سازد و بہ مثال او امر و انتہا از نواہی متجلی نہ گردد بوسہ ازین دولت بشارت  
 او نرسد با وجود مخالفت شریعت اگرچہ برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال و مواجیب دست  
 دید داخل سترج است اخرا و رار سوا خواهند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب انبیا  
 علیہ و علی آلہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیات اکملہا ممکن نیست درویشانی کہ قدم راج  
 در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسانند از ایشان ہمتی باید طلب نمود و مدعی  
 باید جست تا عنایت حق سبحانہ از رویچہ ایشان ظاہر شدہ تمام بجانب قدس خود تعالی  
 جذب نماید و مخالفت را در وی گنجایش نماند تا سر موی راہ مخالفت شریعت کشادہ است  
 محل خطر است تمام سبیل مخالفت را باید مسدود ساخت

این مکتوب است  
 باتباع رسول اللہ  
 صلوات علیہ و علی  
 آلہ و سلم

توان رفت جز در پے مصطفیٰ	محال است بعدی کہ راہ صفا
صلوة احد و سلامہ علیہ و علی آلہ انتہی مختصرا در کتاب مبدیہ و معادیدین الفاظ نگاشته اند ولی ہر کمال کہ می یابد و بیہ و رجبہ کہ میرسد بطغیل متابعت بنی خود است علیہ الصلوٰۃ و السلام حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن بنی است و توجیہ است از تمام اتباع سنت او	



۴۴۴

انہی و نیز در ہمان کتاب فرمودہ اند حظ و افراز طریق صوفیہ بلکہ از ملت  
 اسلام کہ راست کہ فطرت تقلید و جبلت متابعت دروہے بیشتر است ہمار  
 کار ایجاب بر تقلید ہاست و مناظر امر درین موطن بر متابعت تقلید انبیا  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام بدرجات علیا میرساند و متابعت اصغیا بہ معارج عظیمی می برد  
 اچ و در رسالہ معارف لدنیہ بدین منظر اشارت فرمودہ و عجب است از بعضی درویشان  
 خام نامتام کہ کشف خیال خود را اعتبار نمودہ بانکار و مخالفت این شریعت باہرہ اقدام می  
 نمایند اچ پس باوصف چنین تحریرات و تصریحات چگونه از حضرت الیشان فخر و سبابت  
 خصوص نسبت ب حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات باور پیدا شدہ شود مقال  
 و بعضی از کبرائے مشائخ گفتند انا ما را باکے الایر سقو لہ اللہ  
 و حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمودہ اند لیس علی صمدۃ اللہ و لیسق لہ  
 این درست است اقوال حسب مذاق حضرت معتر عن رحمتہ اللہ علیہ چگونه درست باشد انکار  
 نعمت پیران طریقت و ائمہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جمعین لازم بتین این کلام است و چاک  
 در مکاتیب و رسائل حضرت مجدد رضی اللہ عنہ انکار نعمت آن حضرات اندراج نیافتہ فشتان  
 بینہما حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در رسالہ سب و معاد می فرماید مرید ہر کما لے را کسی یا بداز  
 تقلید پیر خود می یابد خطا پیر بہتر از صواب مرید است انتہی و نیز در ہمان کتاب مذکور است کہ  
 اعتقاد مرید با فضیلت پیر و کسلیت او از ثمرات محبت است از نتایج مناسبت کہ سبب  
 افادہ و استقامت است اچ قال اما انکہ گویند در قرب وصول تا بقائے رسیدہ ام کہ سچکس  
 واسطہ نیست ہیچ کی را دخلے نہ رسول و نہ غیر وے را اگر واسطہ بودند در وقت سلوک بودند  
 حالکہ سلوک تمام شد و قرب در گاہ حاصل گشت و وصول ب حصول پیوست ہیچکس واسطہ نیست  
 مراعت رسول اللہ پروردگار ۱۲ کہ بر صورت منت اللہ و رسول اللہ علیہ وسلم بودہ است  
 حضرت غوث معجزی فرماید سے من فی رجال اللہ مال مکانتی چ و جدی رسول صدفی الاصل ربانی ہے

تکرار است کتاب این امر سچکس چا سطرہ است



رفع توسط و وسائط بسبب حصول طریق این کمالات نبوت و اصطفقا است که بفضل و موجب  
 الهی از کمال متابعت رسول الله صلی الله علیه و سلم بان امتیاز یافتند در مکتوب و بست و یکم  
 از جلد ثالث می فرماید که ساده لوحی ازین عدم توسط که در طریقہ جدیدہ و غیرها گفته شده استغنا  
 از بعثت خیر البشر صلی الله علیه و سلم اگر چه نسبت به بعضی بود تو هم نکند و عدم سبب احتیاج  
 بتابعیت و تبعیت او گمان نبرد که آن کفر و احماد و زندقہ و انکار است از شریعت حقہ او  
 صلی الله علیه و سلم کہ ہمہ پس بر او بند و بی توسط او کمال اخذ نمی نمایند چه هر گاه وجودشان  
 بی توسط وجود او صورت نہ بند و کمالات دیگر خود تابع وجود اند بی توسط او چه صورت دارند بی  
 محبوب با عالمین جنین می باید صلی الله علیه و سلم کشف صحیح و امام صریح به یقین پیوستہ کہ هیچ از  
 و قایق راه و هیچ معرفت از معارف این قوم بی توسط او و بی متابعت او صلی الله علیه و سلم بیسر  
 نیست و منتہی را در رنگ بتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بی تبعیت و طفیل حاصل نیست

مخالف است سعدی کہ راه صفا | توان رفت جز در رے مصطفی

انتہی پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بہ مرتبہ قریبے رسیدند کہ انجا در شہود ذات پاک  
 آن سرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب نقصان نیست چنانچہ عدم توسط  
 ازین آیه شریفہ کہ مَا عَلَيكَ مِنْ حِسَابٍ مِمَّنْ شِئُوا وَ كَانُوا حَسَابًا بِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ  
 مفہوم می شود و این آیه در شان مخلصان و صالحان ہماجرین صحابہ فاروق است  
 رضی الله عنہم و رسول خدا صلی الله علیه و سلم از پس علو شان غلب نصرت از جناب الهی بواسطہ آنها  
 می نمود چنانچہ بروایت محی السنۃ در حدیث آمدہ کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لِيَسْتَفِيَهُ بِصِعَالِكَ مَهْجَرِيَّتُ وَأَنْ جَمَاعَتِ أَيْنَ مَرْتَبَةٍ أَرْتَابِعَتِ حَبِيبِ  
 خدا صلی الله علیه و سلم یافته اند و در حدیث است کہ چون بندہ نماز می خواند حجابی کہ در میان  
 بندہ خدا بود رفع می شود و گفت حضرت عائشہ رضی الله تعالی عنہا در وقت نزول آتہ بر آہ و  
 از آنک فرمودَ اللَّهُ وَكَرَاهِيَّةُ أَحَدًا انتہی درین مقام شیخ محی الدین بن عربی انچه

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰



در باب ہفتاد و سوم از فتوحات بکینہ افادہ فرمودہ حاسم مادہ اشکال است سے فرماید و ہم علی  
 قسمین طایفہ منہم قدر بطن ہمتہا علی ان الرسول اتنا جاہر بنیہا و معلما بال طریق الموصل الی جنات  
 الحق لقائے فاذا اعطی العلم بذلک زال من طریق و خلی بینہم و بین اللہ فہو لاد اذا سار عوا و سابقو  
 الی الخیرات لم یروا ما ہم قدم احد من المخلوقین لا ہم قد از الوہ من نفوسہم فانقرود الی الحق کر لقیۃ  
 العدویۃ رحمہا اللہ فہو لاد اذا حصلوا فی المجالس و الحدیث خاطبہم الحق بالکلام الالہی من غیر واسطۃ  
 کلام معین و اما الطائفۃ الاخری فہم قوم جعلوا فی نفوسہم اندہ لاسبیل لہم الیہ تعالیٰ لاد الرسول مع حاجب  
 فلا یشہدون سناہم الا و یرون فی سیرہم قدم الرسول بین ایدیہم و لا یخاطبہم الحق الا بلسانہ  
 و لغتہ این عبارت بدیدہ بنیانگرستی است مفادش این است کہ در طائفہ علیہ خدایستگان  
 دو طائفہ بودہ اند گروہی ہمتی رسیدہ کہ واسطہ بشیر و اخری را واسطہ در کار باشد فارغ  
 الاشکال بجز افرہ فاکمہ اللہ علی ذلک در کشف الغطاء مذکور است و خیال نکنی کہ لغتی  
 تربیت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت و التسلیمات کردہ باشند حاشا و کلازیرا کہ در مکتوب  
 دیگر می نویسند کہ ولایت من بر اہل ولایت محمدی و موسوی است یعنی من از سرد  
 ولایت تربیت یافتہ ام و بولایت رسیدہ چہ تربیت یافتن ولایت کہ عبارت از طوق

کشف الغطاء من وجہ الانبیاء تصنیف شیخ محمد فرخ عمادہ است کہ از بنابر شیخ احمد مجدد بودہ اند با و متناہد در  
 و تقوی بصورت بلوم صوری معنوی معروف بخوارق و کرامت مشہور بودند نقل کردہ شیخ محمد فرخ بجز من شریفین شریف کذا و لیکہ من کتب  
 سید محمد بزنجی کہ در احکام شیخ احمد مجدد شدہ و آدر بدینہ منورہ بود و سخا کہ از بدینہ بکآبہ در مختار جدیدی و مضامین بکتاب احمدی بحث  
 بشیخ فرخ کردہ الزام دید چون جز آن محسبہ بزنجی شیخ فرخ رسیدہ دعا بجناب حق بر آورد و گفت کہ ای عجبی ام و دینی کی است  
 و مجاہدہ و مبارکہ در حرم کعبہ مناسبت پیش تو شد و از من گفت کن تیرہ ماہ ہون و جہاد و سختی چار شد تا آنکہ شیخ فرخ بعد بلو کہ  
 رفت و زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ باز بکآبہ در رجوع بہندوستان کہ وہ کشتی سوار شد و عین اشنا سید محمد بزنجی  
 شفا یافتہ متعاقب شیخ شاکر در وقتی نشسته بود کہ در چہا کہ شیخ در آن دار بود در آید و بخار کہ کند شیخ اطلاع این معنی باز برای گفت  
 شد و جناب شیخ از بدینہ در وقت فی الحال بر یا غرق شدہ آن منکر اولیا بنسر رسیدہ فانت حضرت ایشان در سلسلہ است و بنیہم است  
 کہ در سلسلہ و در وقت ہست کہ واقعہ بزنجی با حضرت سید احمد بنوری اتفاق افتادہ



و اتحاد است با کسی از اسما را الهی معنی ندارد بلکه بیشتر اطلاق ولایت در علم طراح ایشان  
 بر حقیقت عارت است که عبارت است از مبداء تعین او و وسیع ایلیہ اگر گمان نکنند زیرا کہ  
 خود در مکتوبات و رسائل سعادت او ابستہ با اتباع شریعت داشته اند مراد از ان نفی تبعیت  
 نمانگاری بلکه مراد نفی حیولیت حقیقت اوست م در میان ذات تعالی و تقدس میان ایشان  
 چنانچہ خود در مکتوب صد و بیست و یکم از جلد ثالث تصریح بدان کرده اند باین عبارت مخدوما  
 وصول فیوض سبالک توسط حیولیت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام تا زمانے  
 است کہ حقیقت آن سالک محمدی المشرب است بحقیقت محمدی منطبق نگشته است و  
 بآن متحد نشده است چون کمال اتباع بلکه بعض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن  
 حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاستہ چہ توسط حیولیت در مشارکت است و  
 اشارت بدین معنی نموده است عارف جامی قدس سرہ در شرح فصوص در بیان قول شیخ  
 تَجَلَّى الذَّاتِ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةِ الْمُتَجَلِّي لَهُ مے نوید و هذا اعلا  
 دَرَجاتِ التَّجَلِّيَاتِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَيْنَكَ عَيْنَ الْأَعْيَانِ الثَّابِتَةِ  
 كَلِمًا إِلَى أَنْ قَالَ فَتَعَيَّنَ الْحَقُّ لَكَ كَنَفِيهِ فِي نَفْسِهِ چہ این عبارت صریح  
 دلالت بر آن دارد کہ از تجلی ذات بانی پرده و خصوصیات سالک بہرہ در گرد و واسطہ  
 در میان ذات اولیٰ کے مانند و کذلک عبارتیکہ بعد ازین تحقیق آورده است قَالَ فَأَعْلَى  
 دَرَجاتِكَ شَوْعُوكَ بِالْحَقِّ هُوَ مَا يَكُونُ بَعْدَ حَقِّقَتِكَ بِعَيْنِكَ الثَّابِتَةِ  
 هَذَا ۱۱ تَكَدَّتْ أَنْتَ بِعَيْنِكَ الثَّابِتَةِ أَنْتَ عَيْنَكَ الثَّابِتَةَ

سک در کشف المحجوب از ابوسعید فضل الدین محمد منقول است التصوف قیام القلب مع اسرار با واسطہ  
 تصوف قیام دل بود با حق بے واسطہ ۱۲ پس اعلیٰ درجات تو شہود است بجن اولیٰ است کہ بعد تحقق تو بعین  
 ثابتہ تو گرد چون بعین ثابتہ خود متجدد گشتی در تو بعین ثابتہ تو امتیازی نباشد و خداوند اقدس را در خود چنین  
 خواستی دید کہ نقش خود را مے بینی بر نفس خود را بصورت حق بینی ۱۳

مِنْ غَيْرِ امْتِيَانٍ وَرَأَيْتَ الْحَقَّ كَمَا تَرَى نَفْسَهُ فِيكَ وَرَأَيْتَ نَفْسَكَ  
 صَوْدَةً فِي الْحَقِّ وَصِرْحَ تَرَازَانٍ اسْتَبْخِمْ عَارِفٌ بِجَامِيٍّ فِي خُطْبَةٍ شَرَحَ فِصْوَصَ مِي تَوْسِيْدِ  
 اَعْلَمُ اَنْ اِيْحَكْمَةَ الْفَائِضَةِ مِنْ الْحَقِّ سَبَّحَانَهُ عَلٰى قُلُوْبٍ مُكْمِلِ عِبَادَةٍ وَمُخْلِصِ عَبْدِيَّةِ  
 اَنْوَاعٍ مِنْهَا مَا يَفِيضُ عَلَيْهِمْ بِوَسِيْطَةِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ بِالْفَاظِ فِي عِبَارَاتٍ  
 مَحْفُوْظَةٍ عَنِ التَّغْيِيْرِ وَالتَّبَدُّلِ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَمِنْهَا مَا يَفِيضُ عَلَيْهِمْ  
 بِوَسِيْطَةِ اَوْ بَغَيْرِ وَسِيْطَةٍ وَمِنْ هَذَا الْقَبِيْلِ الْحَدِيْثُ الْقُدْسِيُّ  
 وَهَذَا النَّوْعُ لَيْسَ مَخْصُوْصًا بِالْاَنْبِيَاءِ بَلْ يَجْمَعُ الْاَوْلِيَاءَ وَصَالِحِي  
 الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِي مَنْبَعِ الْكَمَالَاتِ حَلِي الْاَمَامِ الشُّعْرَانِيُّ عَنْ بَعْضِ  
 الْعَارِفِيْنَ اِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَكْمُلُ عِنْدِي فِي مَقَامِ الْعِلْمِ  
 حَتَّى يَكُوْنَ عِلْمُهُ عَنِ اللهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ بِلَا وَسِيْطَةٍ اِلَّا اَنْ  
 قَالَ كَمَا اخَذَهُ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ اِيْضًا عَنْ بَعْضِهِمْ  
 اِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا كَمَلَ الْعَارِفُ فِي مَقَامِ الْعِرْفَانِ اَوْرَنَهُ اللهُ  
 تَعَالَى عَلِيًّا بِلَا وَسِيْطَةٍ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي الْفَتْوَحَاتِ الْمَكِّيَّةِ  
 فِي بَيَانِ اَحْوَالِ الْاَقْطَابِ اِثْنَيْ عَشَرَ وَاَمَّا الْقُطْبُ اِثْنَيْ عَشَرَ

۱۰ بدانکہ حکمت از حق تعالی بر قلوب کاملین باقسام مختلفه فایض می شود بعضی بواسطه فرشته متبرین  
 نازل می شود و عباراتی که محفوظ از تغیر و تبدل باشد آن قرآن است و بعضی بواسطه و بغیر واسطه ازین قبیل است  
 حدیث قدسی قسم مخصوص بانبیا و معیست بلکه اولیا و صالحین را عام باشد در بینج الکلمات مذکور است کہ شعرائی  
 از بعض عارفین حکایت کرده کہ منی گفت کہ مرد در مقام علم نزد ماہرگز کامل نمی شود تا آنکہ علم و سے از احد تعالی بلا  
 واسطه نباشد و در ان است کہ بعضی از عرفا گویند کہ ہر گاہ عارف در مقام عرفان کامل شود احد تعالی  
 احد علم بلا واسطه عطا سازد و شیخ در فتوحات در بیان احوال اقطاب نگاشته کہ قطب دو ماہر ہر قدم شیب  
 می باشد و تمامی علوم و سے علوم الہیہ است کہ حاصل نگرددہ آنگہ اگر احد تعالی ۱۲





درین مقام بشهود تجلیات صفات حق سبحانه از شهود او عیان خود و غیر خود نجات یافته از تجلی آتشی  
 از پیش پرده تجلی صفات بهره مند شود رسیدن باین دولت که بشهود انکشاف ذات از تکمیل  
 اسماء و صفات فاعل شده غیر ذات مشهود او نشود بسیار متعذر است مگر کسی که از ذات و صفات  
 خود نیست شده باشد و تجلیات ما خاص که تعبیر از آن بوجود موهوب صفات کمرده اند مشرب  
 شده باشد اتمی در رسنجات می آرد که حضرت خواجہ اترار فرموده اند که معنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 پیش بعضی که اسما صفات است من حیث ہی آن تواند بود که نیت الهی که عبارت است از مرتبه  
 الوهیت یعنی ذات مع الصفات الا الله یعنی ذات بحت مع اعران کل شیخ عبدالکریم حبلی قدس سره  
 در کتاب مناظره الهیه می نویسد السَّيَّارُونَ فِي اللَّهِ هُمُ الْآخِرَاءُ وَالْوَصِيلُونَ  
 إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَجِدُونَ فِيهِ لَذَّةً ذَاتِيَّةً تَأْخُذُهُمْ بِكَلِمِ الضَّرِّ وَالرَّاقِ إِلَى  
 تَطْعِمْ أَفْلاكِ كُلِّ صِفَةٍ ذَاتِيَّةٍ أَوْ اسْمِيَّةٍ أَوْ فِعْلِيَّةٍ فَيَسْتَوْفُونَ مَنَازِلَ  
 كُلِّ بُرْجٍ مِنْ أَبْرَاجِ مُقْتَضِيَّاتِ فَلَكَ الصِّفَةُ بِالذَّوْقِ الْعَالِيِ  
 آنچه گفته شد از عوفیه وجودیه منقول است همین است که عارف اصبر برتر از مرتبه صفات  
 ممکن نیست وَيَجِدُ مَا كَرِهَ اللَّهُ نَفْسَهُ بِرَأْسِ حِجَّتِ ارْتِدَائِهِ مِنْ حَيْثُ هِيَ أَوْ مَقْلُوبِ عِلْمِ  
 گرد و باید که در احاطه در آید و آن ممکن نیست شیخ محی الدین عربی قدس سره آنچه در بیان تجلیات  
 می نویسد که الْتَّحَلُّ مِنَ الذَّاتِ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةٍ الْمُنْتَهَى لَهُ فَالْمُنْتَهَى  
لَهُ قَارَى سَوَاءٌ صَوَّرَ تَهْفِيَةً فِي مِرَاتِ الْحَقِّ وَمَادَايِ الْحَقِّ وَلَا يَكُنْ أَنْ يَرَاهُ  
إِلَى أَنْ قَالَ فَلَا تَطْعَمُ وَلَا تَتَعَبُ نَفْسَكَ فِي أَنْ تَرَى فِي أَعْلَى مِنْ  
 هَذِهِ الدَّرَجِ دَلَالَتِ بِرَبِّهِ تَرْتِيقِ تَأْذَاتِ بَحْتِ مِي كُنْدِ وَبِحِينِ كَلَامِ خَوَاجِةِ احْرَارِ قَدِ  
 سره که در شرح قول حضرت امیر کرم الله وجهه لَوْ كَشِفَ الْغَطَاءُ مَا انْهَدَتْ بَقِيَّتُنَا  
 فرموده اند مفرغ است بمنع صاحب رسنجات نقل می کند که فرموده اند کشف غطاء هرگز ظاهری  
 شود مگر بقیعتی و این پیش از باب تحقیق مقرر شده است که ذات هرگز ظاهری نشود الا در پرده



صفات گویم آنچه از حضرت خواجہ بیشتر افتاد و مختار ایشانست و آنچه در شرح قول حضرت امیر  
فرموده اند یعنی است بر قول صوفیہ و وجودیہ و منع صوفیہ سیر سلوک اما ذات بحت بنی بر  
اصل ایشان است کہ فوق تعین اول مرتبہ لالتعین است نزد ایشان کہ جمیع نسب و اعتبارات  
انجاسا قضا است چہ ہر گاہ صفات و اضافات از ان مرتبہ مسلوب باشد پس اگر علم عارف بدان  
مرتبہ مقدس متعلق شود ذات تعالی می باید کہ معلوم گردد و اعتبار معلومیت پدید آید مع سقوط  
جمیع الاعتبارات عنہا و بر مشرب حضرت ایشان ذات تعالی چون موجود جزئی حقیقی است  
و صفات واجبہ تعالی نیز موجودہ اند بوجوہات زایدہ پس آن مرتبہ مقدسہ را حقیقت تعین  
نمی توان گفت و اگر اطلاق لالتعین بر ان مرتبہ واقع شدہ باشد بتسامح و تجوز خواهد بود  
چنین ہر کہ ازین محققان تجویز تجلی ذات کردہ است ناظر ہمین تحقیق است دیگر مقرر  
محققان صوفیہ است کہ تجلی ذات در میان سایر انبیا مخصوص بہ ورا نبیا است علیہ علیہم  
الصلوٰۃ والسلام و اگر مرتبہ لالتعین بدان معنی باشد کہ اہل توحید و وجودی قرار دادہ اند باید  
کہ آن سرور ہم بدان تحقق نباشد و ہو باطل یکے می گوید

موسی ز ہوش رفت بیک پر تو صفات | تو عین ذات می نگری در تہمتے پنے

معلوم تو باد کہ این امور کثیفہ اند و ذوق یکے بر دیگرے حجت نیست

تو و طوبے و ما و قامت یار | فکر ہر کس بہ وقت ہمتا دست

جمیع کمالات باز بستہ بتابعیت سید الاولین و الاخرین است و متابعت فرع محبت است  
ہر کہ در محبت و متابعت آن سرور ہمیش قدم است در تہرتب ثمرات و نتایج آن پیش قدم  
پس اگر تجلی ذات در خواجہ نعمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردندا و لہش گویان نیز اسیدوار  
شدند مَا صَبَّتْ لَہٗ شَیْءٌ فِی صَدْرِہٖ اِلَّا وَ قَدْ صَبَّتْ فِی صَدْرِہٖ اَبْنِی بَکْرِ  
آن را شاہد عدل باجملہ اقوال مشایخ در حیولت و عدم حیولت و حصول تجلی ذات و عدم حصول

سہ ذہانت امدتقلے در سنینہ من چیزے کر آئمہ آنرا در سینہ ابی بکر صدیق یعنی امدت اناخت ۱۳

آن مختلف بنظمی در آید شیخ در فص شیشمی می نویسد فَخَاتِمُ الرَّسُلِ مِنْ حَيْثُ وَيَأْتِيهِمْ  
 نِسْبَتُهُ مَعَ حَقِّمِ الْوَلَايَةِ نِسْبَةَ الْوَلَايَةِ نِسْبَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرَّسُلِ مَعَهُ يَأْخُذُ  
 خَاتِمُ الرَّسُلِ مِنْ مَشْكَلِ وَخَاتِمِ الْوَلَايَةِ وَخَاتِمِ الْأَوْلِيَاءِ  
 الْوَلِيَّ الْوَارِثُ الْأَخِيذُ مِنَ الْأَهْلِ بِإِسْطِطَةِ  
 و حضرت ایشان با واصل بقرب نبوت صحابه کرام رامی دانند که حیولت در انجام مفقود است  
 و در تابعین هم این دولت را عموماً و خصوصاً مغز می دارند پس اسسغز نیز تو خود درین مقام  
 انصاف بده و بنظر صاحب تامل فرما امری که مختلف فیه این طالیفه باشد و جماعه عظیم از صحابه  
 و تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین و غیر هم بدان سرفراز باشند اگر فردی است  
 دراز مننه متاخره اظهار نماید که مرا بطغیل سرور بشر صلی الله علیه و سلم بعضی معاملات که  
 بسابقان مرحمت فرموده اند نواخت چرا شغب نمایند امر بتدع را دعوی نکرده است قلاً  
 كُنْتُ بَدْعًا مِّنَ الرَّسُلِ آنرا می پرورد بلکه اگر امری که دیگر باظهار آن مبادت  
 نه نموده است در معرض بیان آید و تا صریح مخالفت بقوانین است بیضا نداشته باشد نباید  
 رد کرد قال بلکه من مر با کسی آبی ام و مجتبیانی ادیم فعل دیگر را در حق من وظلی نیست و  
 من بدگیره درین معنی متوجه نیم آن دیگر که است رسول خدا حاشا قول این اعتراض بنی  
 است بر مراد معتض با آنکه در کتب و ابیات این معنی درج است و نه متفاهم عرف حضرت غلام علی  
 شاه صاحب فرماید برابر باب فکر ظاهر است که از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا و پیغمبری  
 رسول خدا لازم می آید الله تعالی در آیه شریفه یُرِيدُ وَنَ وَجْهَهُ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ  
 عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ جماعه صحابه کرام راضی اند عنهم مریدان خود  
 فرموده و ارادت بحیث که بدست رسول خدا صلی الله علیه و سلم می نمودند درین آیه منسوب  
 بنات خود نموده اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُونَكَ اَمَّا بِيَاكُونَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُونَكَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ  
 اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ اَمَّا بِيَاكُونَ

بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ تَلَاوت نکرده است پس از ادوات خدا مستلزم ہمسری رسول خدا گردید  
 آنچه از کلام آبی و کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسی یافته شود چرا جابے اعتراض آن  
 همه غوغا باشد خدا دیده انصاف بے پردہ اعتساف کرامت فرماید مردم یعنی پانصد سال خود  
 را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از ہمسری مشایخ که درین مدت تا به اینجا بے سلیط  
 کثیره اند هیچ محابا ندارند که در حقیقت سلسله از ادوات بمرشد حقیقی آخر می شود و مریدی پیر  
 پیر است ۵ مراد آخرین مبارک بنده ایست چنانچه معنی این معنی مسلم حضرت  
 معترض است که مراد ان را نخست کشش می شود پس استبعاد راجع به قول وے می شود

کم طالعے نگر که من دیار چون دو چشم | اہم سایہ ایم و خانہ ہم را نہ دیدہ ایم ۵۵

فما ہو جو ابکم فہو جوابہ قال سبحان اسمہ سبحان کس یا رسول خدا این چنین درے افتد و گستاخ  
 می کند میگوید کہ من ہم رسول ایشام اقول در مکتوبات شریف لفظ ہم پیرہ نیستین  
 لفظ معنی ندارد و مزاد مع فعلیہ البیان من اللغۃ و شان حضرت مجدد رحمتہ امدار رفع از انست  
 کہ کدای لفظ بے معنی استعمال فرماید البتہ لفظ پیرہ واقع است بالفتح و تشدید ثانی کہ بمعنی صفت  
 لشکر و برگ گاہ است اگر از پیرہ صفت لشکر یا برگ گاہ مراد گیرند پیرہ گستاخی نیست بلکہ محمول بر  
 عجز و انکساری است قال در وقتے مرید وے بودم الان مرید خدا ام بے وساطت و وود  
 قسویکہ با خدا دارم وے صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ نیست از غلو تیکہ من یا خدا دارم وی بیرون  
 در است اقول این قول بوجہ مخدوش است خدشہ اشل این ہمہ ناشی است  
 از خیال حضرت معترض اثر سے از ان در کلام حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ یافته نمی شود و خدشہ  
 و وہم ہر گاہ در معنی مرید و وساطت معنیست چنانکہ عرض فرماشته ام و آن را حضرت معترض  
 خود بیان فرمودہ چنانکہ مذکور شد پس مرید خدا بے واسطہ گفتن نہ صرف جماع متناقضین است  
 بلکہ فہول است از معنی مرید

ای بخت من برست من اندازد منشن | وین سر بہ بین کہ در قدم او چہ میکند



قال باید دریافت که مضمون این سخن چیست و از اینجا چه لازم می آید هیچ عارضه باین طرز  
 سخن گفته و دعوی کرده است همانکه به اولیاء خدا در افتاده بودند پس نبود تا نوبت به پیغمبر  
 خدا رسید بعد از آن نمی دادم بجا خواهد کشید اقول حاشا که از کلام حضرت مجدد رحمتا علیه  
 حسب مرام حضرت معترض اسائی لازم آید بلکه آن بدنی است بر مضمونیکه حضرت معترض بیان  
 فرموده حضرت مجدد از آن بری است وَنَحْمَدُ اللَّهَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ معین الدین به طایفه  
 عالیه را کسی نه داند و نه شناسد تا آنکه محنت هائیکه کشد و این می راند چشید کمترین اولیاء اوست کار بخدا  
 می رساند می نماند بهر کم می داند حضرت سلطان المشایخ می فرماید اگر دل سالک از غیر پاکت گردد در  
 زمره سالکان داخل نشود چنانچه نماز و روزه حج و زکوٰۃ و ظهور کشف و کرامات شرک و نفاق است  
 نماز گزاردن کاریوه زنان است فروزه دشمنی کار مریضان است کج رفتن کار قاصدان است  
 و زکوٰۃ دادن کار تاجران است به هوا پریدن کار نگسان است مبر آب محنت کار ملاحظان است علم  
 خواندن کار یاد و فرودشان است مرید بسیار کردن کار جوگیان است بنای مسجد و خانقاه و باغ و چاه  
 کار باغبانان است وجیه و دستار و ریش دراز این همها سبب شیطان است در بد و تقوی و چله  
 و گوشه کار جای ماندگان است تقوی و اثبات کردن کار آهنگران است و از عورت باز ماندن کار  
 عنیان و خواجیه سلیمان است و ظهور کشف و کرامات کار بازیگران است حکایت کم کردن و بعلم مشهور  
 بودن و فتوح گرفتن و خلق ریاپوسی کنانیدن کار ساحرانش و مشایخ شده پیر و مرشد گویان بیان  
 و سجد گرفتن و خلائق نمائیدن کار خود نمایان است از خود رفتن و نخوردن و تسلیم شدن کار مریدان  
 سالک تا آنکه خدا شده ماند بنده شدن نه تواند این کار شیخ و مقصدایان است این که گفته شد  
 کار فاسقان است خود را کم کردن کار عاشقان است احلم نکته کثیره اجمال انتهی این عبارت ابدیه  
 امعان نگریسته شود که حل بهیتری اشکال نماید و عقده اکثری از اشتباه ها کشاید در خانناگر گس  
 است حرفی بس است قال و گفته آید اگر چه استم اما شریکی و لستم یعنی اگر چه است محمد رسول الله  
 اما شریکی و لستم اویم در منقبت کمالات و فضیلت اگر تعمق نظر نمایان این معنی مفهوم می گردد که



۴۱ مجلد دوم

که در وقت است او تابع او بودم که در سلوک طریق قرب متابعت و پس روی و روی می کردم و چون  
 مقرب درگاه حق شدم و مرید و سنی تعالی گشتم شریک او شدم قول این کلام از سر تا سر بخند  
 است خدشه اول بتفسیر شریک دولت من تلقا، نفس معترض است از کلام حضرت  
 مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود و بادی النظر نگریسته شود یا با معان نظر خدشه دوم -  
 حضرت غلام علی شاه صاحب فریاد مسلم داشتیم که مشایخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله  
 علیه و سلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بخدمت توسط دعوی همسری و شرکت نمی کنند  
 از کلام ایشان مساوات همسری فهمیدن از راه لعنت است ایشان مساوات همسری را کفر  
 صریح می فرمایند چنانچه در مکتوب هشتم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند شریک دولت  
 نه شرکتی که از آن دعوی همسری بخیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم و از  
 از دولت فیض است که بطریق اصطفا و اجتناب فالض شود مخفی نیست که عامه امت شریک دولت  
 فیوض رسول است صلی الله علیه و سلم کما ورد الله ولی الذین آمنوا و کان حقاً  
 علینا نصر المؤمنین و اولئک لهم اجر غیر ممنون پس در ولایت  
 و قرب الهی و نصرت و اجر غیر ممنون همه مؤمنان و انبیاء علیهم السلام بر حسب مراتب خود شریک  
 اند و در شریک دولت گفتن در شرع قباحتی نیست و بی ادبی نه انتهی طفیلی و خادم جمع است  
 مخدوم سیر میکند و برابری او با مخدوم هم لازم نمی آید و این مثل این است بادشاه یوستانی  
 بنا کرده است و انواع اشجار و قصور با عجب در آنجا ترتیب داده است و امر و عظام دارد که  
 ندیده اند بادشاه بر سر لطف و اکرام آمده گفته است شمایان با اصحاب خدمت خود با رفته تفریح  
 بکنید چرا که مردم کلان بے اصحاب خدمت در سیر حظ ندارند و هر کدام با اصحاب خدمت خود سیر می کنند  
 بمراتب یک جمعی از خدام هستند که پیش رفته راه می نمایند و مواعظ را در و در کوفت ابواب و غیره  
 نمایند و جمعی اصحاب برابر مخدوم و یا پیش و یا عقب مشی می نمایند و شک نیست که این اصحاب خدمت  
 همه طفیلی اند بمراتب که مخدوم رفته است همه رفته اند بعلت اعلیٰ خلقه و خطوره نمی کنند برابری و یا تقوی

ع  
 چنانکه در  
 نقاشی دولت  
 دارند ایشان  
 است و بر  
 باری این  
 این است  
 ایشان این  
 است

خادم و یا اصحاب را با مخدوم و در دارا خرة حوران و نخلان که در خدمت سرور کائنات در مقام  
 و سید باشند لازم می آید که برابر فضل مخلوقات باشند و یا تقوی بر سایر انبیاء داشته باشند  
 خدمت سهو هم هر که کتب قوم بر آید و معنی فنا و بقا فهمیده است نیک می داند که بعد وصول  
 بمرتبه فنا غیرت یکسر ازل می شود و مولانا روم قدس سره می فرماید ۱۵

زین نمط بسیار آمد در خبیر گفت قابل در جهان در ویش نیست هست از روی بقائے ذات او چون زبانه شمع پیش آفتاب هست باشد ذات او تا تو اگر نیست باشد روشنی ندیده تو در دو عهد من شهید یک دقیقه خل نیست باشد طعم خل چون می چسبی پیش شیرے آبو میچ میپوش شد این قیاس ناقصان بر کار رب بعض عاشق بے ادب بر می جوید بے ادب تر نیست نه و کس در جهان هم به نسبت دان فاق نامی نجیب بے ادب باشد چو ظالم رنگری چون به باطن رنگری دعوی کجاست	کان به نسبت باشد ای جان معتبر و بود در ویش آن در ویش نیست نیست گشته وصف او در وصف تو نیست باشد هست باشد در حساب بهمی پنبه بسوزد زان شرر کرده باشد آفتاب او را نفا چون در افگندی و در و گشت حمل هست یکد قیه فزون گر بر کشی هستیش در هست و روپوش شد جوشش عشق است بر ترک لب خویش را در کفه شرمی بکفد با ادب تر نیست نه و کس در جهان این دو ضد با ادب یا بے ادب که بود دعوی عشقش هم سری رو که دعوی پس آن سلطان فناست
--	--

۱۵ ملا جمال الدین محمد بن محمد بن شمس القونوی در مشتمه قنار دشنوی مستغنی از توصیف است در کشف الظنون مفصل کیفیت  
 دشنوی نگویاست علامه بحر العلوم که بنوی رحمة الله علیه شرمی خاوی و جامع بزنجار شسته ۱۲

مذہب مجاہدین

<p>لیک فاعل نیست کو عاقل بود ور نہ او مفعول و مولتس قائل است فاعلی با جملہ از دے دور شد</p>	<p>مات زید زید اگر فاعل بود اوز روسے لفظ نحوی فاعل است فاعلے چه کو چنان معقول شد</p>
<p>درین مقام حضرت معترضین بر معنی مراد کہ ذکرش ننوده نظر انداختنی است کہ بنای شبیه متزلزل سے ساز دے</p>	
<p>لیک بیون تراکاش تماشاے کرد</p>	<p>آنکہ من مخمور ز صہبایے کرد</p>
<p>خدا شہ چہارم لفظ مرید درین مقام غلط است و بنی بزد ہول از معنی مرید درین جا مراد گفتنی است قال سبحان اللہ در ارادت خدا مت پیغمبر شریکی باشد خصوصاً با محمد کہ ہتر و بہتر پیغمبر نیست صلے اللہ علیہ وسلم قول ابن معینی ہچگونہ محل استبعادیت زیرا کہ شرکت در ارادت نسبت بخواص مثل شرکت در ایمان است نسبت بجوام کہ بزند ہب منصور حضرت ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان در ایمان زیادتی و نقصان را بار نیست چنانکہ شرکت ایمانیہ یا حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ باعث منقصت نیست همچنان از شرکت ارادیہ شنکتہ فی محصل ابن است کہ نفس شرکت در امری محل استبعاد نیست حق تعالی جل شانہ فرماید قل انا بشر ممشکم البتہ شرکتہ ممنوع است کزان دعوی ہمہری خیر و فتاھو ممنوع کبیس ثبابت حضرت مجدد رحمۃ اللہ در رسالہ مبدد و معاد می فرماید و لے ہر کمالے کہ می یابد و بہر درجہ کہ می رسد بطغیل متابعت بنی خود است علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر متابعت بنی بنی بود و نفس ایمان او بنی بود راہ بدرجات از کجا می کشود پس اگر ولی را فضلے از فضایل جزئیہ حاصل شود کہ بنی را حاصل بنودہ و درجہ خاص از درجات علیا میسر شود کہ بنی ندا شتہ بنی را نہر ازلان فضل جزئی و از ان درجہ خاص نصیب کامل است چه حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن بنی است نتیجہ ہست از نتائج اتباع سنت او پس ناچار بنی را از ان کمال بہرہ تام باشد کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام</p>	

و اگر شرکت دو  
مذہب مجاہدین  
در شہادت  
عقوبت است  
تبت نیست  
عقل چنانکہ مذہب  
بہل خلاص  
ابو علیہ وسلم  
مکہ پیدا کرد  
اہل ذہب و بنی  
بنی از بنی  
تبت و جبر  
کبیران علی







عبدی قدس

پس شرکت عام مطلق باشد و همسری خاص مطلق زیرا که در مفهوم همسری شرکت معتبر است  
و تمام مفهوم همسری در شرکت معتبر نیست اما دلیل بر مفهوم شرکت آن است که شرکت گاهی  
بجای همسری استعمال می شود و گاهی بجای غیر آن بوجهی که معنی همسری انداخته اند گزیده است  
نمی شود اما استعمال اول پس شایسته و بدیهه

و دون زود و ابرو شدنانی دو باطل | شرکت بخدا قول بجاوردن محمد

چیز ظاهر است که تا آنکه در نفس ذات و تمام صفات یا در نفس ذات و اکثر صفات یا در  
تمام صفات یا اکثر صفات فقط قابل شرکت نشوند هرگز هرگز اطلاق شرکت بدین معنی  
بر و رواندارند و کافرش نه پذیرند و چون کفار غیر خدا را در امور مذکور شریک او  
تعالی جل شانہ می کنند مستنی همسرت عیان عیان بزبان قال یا حال مثل سجده و غیر  
آن مودی می نمایند اطلاق کفر بر ایشان روا شد اما استعمال ثانی پس محقق در توانی  
در اخلاق و جمالی در بیان حکمت علمی می نویسد و آن عبارت است از علم باحوال نفس فاطمه  
انسانی ازین رو که افعال محموده و مذمومه یا اذات از و صادر تواند شد تا بسبب آن علم  
از ردائل متخلی و بفضائل متخلی شود و نگه بکمالی که متوجه آن است برسد و افعال مذکور منقسم  
بر دو قسم است یکی آنکه راجع شود با هر نفسی با افراد و آنرا علم اخلاق و غیر متنگ خوانند و دیگر  
آنکه راجع باشد بشراکت با افراد و این نیز دو قسم است یکی آنکه راجع شود بشراکت منترلی  
یعنی آنچه سبب تمام حوال اهل منترل واحد باشد و آنرا علم کتبدانی و تدبیر منترل گویند

۱۰ بدانکه اگر هم سری یعنی برابر است مگر لفظ برابریم مقتضی مماثلت کلیه نیست در سبع سنین مولوی عبدالواحد  
باگرای مذکور است شیخ ابوالحسن بعد از زده سال شیخ محمد را خرقه خلافت پوشانید و دست شیخ محمد گرفته سمت قبله نهاد  
شد و گفت ای محمد چشتی را خرقه مدویشی پوشانیدم او را در کار دین سهقامت بخشی و فدای قیامت بروی محمد مصطفی  
صلی الله علیه و سلم جمع بران با سر فرودانی آواز می شنید که خاطر جمع دار ما دعای تو قبول کردیم فدای قیامت محمد چشتی  
را برابر محمد مصطفی صلوات الله علیه و سلم همیشه بر زمین چشتی کی از دوستان است هر که محمد چشتی بر او دست درازد نیز همیشه  
پیران شیخ ابوالحسن را بشکر زانکه در وقت بیگانه گشت در وقت درویشی کار نیاید و در وقت ثروت با او بیگانه گشت و در وقت فقر

دیگر آنکه در خارج مشارکت در بلذ ولایت یا اقلیم مملکت و آنرا علم مملکت و از بی و سیاست من  
 خوانند اینهمی و ازین عبارت صاف مستفاد است که گمانیکه مشارکت در منزل یا بلذ دارند در  
 ایشان شرکت در منزل یا در بلذ یافته می شود زیرا که مشارکت مصدر است از معامله مع بنا  
 همسرت یعنی مذکور یافته می شود زیرا که در خانه موسی و عبید مسکن می پذیرند در بلذ غنی و فقیر  
 و بادشاه و رعیت می باشند و درینها اصلا راجحه همسرت بمشام خواص و عام در نمی آید اما دلیل  
 بر خصوص همسری آن است که معنی همسری سواست مفهوم مذکور جای مذکور نشده و براسنه  
 احدی از خواص و عوام نمی رود و معنی الفاظ با تصریح آنکه لغت مدرک می شود یا به تفاسیر عرف  
 فاذا انتفی انتفی ازین تمهید مقدمات چند امور واضح شد اول آنکه نفی شرکت از شرکت  
 که از دعوی همسری خیر و بی تاویل درست است زیرا که عام بدین حیثیت که در ضمن خاص یافته  
 می شود از خاص دیگر مسلوب می شود و دوم آنکه در بعضی شرکت دعوی همسری نمی  
 خیر و چنانکه در شرکت منزل موسی یا عبید یا شرکت در بلذ غنی و فقیر و سلطان و رعیت امر سیوم  
 آنکه شرکت عام مطلق است و همسری خاص مطلق نه آنکه نزدیک برادری و یا نسیب و اتحاد  
 فی مفهوم برادری گویند و نزدیک برادری امری است مستحدث

گرش لیل و نهار است چه می باید کرد	فتنه از چشم نگار است چه می باید کرد
دوش از ان شوخ جفا پیشه خود نالیدم	دل کشید آه که یار است چه می باید کرد

حضرت غلام علی شاه صاحب رحمة الله علیه فرماید الحق در فیض کسبی واسطه را دخل  
 نیست نه در فیض و سبب اگر منصبی که بواسطه وزیر معروضات خود به بادشاه میرساند  
 پس نسبت کمال الطفضل بادشاهی بواسطه مجبور معروض نمایان از کمالات تقرب و جاه وزیر  
 است در حضرت بادشاه که بنده او باین مرتبه رسیده است حضرت شیخ رحمة الله علیه ازین  
 رفع توسط همسری نمیدانند معترض شدند حضرت مجد رحمة الله علیه فرموده اند میفرمایند همسری کفر است پس  
 همسری با تمام اهل اسلام و سنی و شیعه و یهود و نصرانی و زرتشتی و مانوی و آله و انبیاء و اولاد

ایشان از انکے جواب ماور خود گفته صلی اللہ علیہ وسلم عز و تعالیٰ و آیه شریفہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بحسب انک  
 علیکم من شیء رفق توسط می نماید توسط پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع  
 عقائد و اعمال و اخلاق ہمیشہ ثابت است ثبوت رفق توسط در کلام بزرگان از احوال بزرگان  
 از علیہ احوال است کہ خیالیت ذات پاک اسلمہ کائنات علیہ فضل الصلوٰۃ وراخر مشہود  
 معنی شود نہ کہ در واقع نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاق و محبت و قرب بہہ بواسطہ جناب  
 مقدس است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان خود در مکتوبات نفی مساوات می نمایند شریک  
 دولتتم نہ شرکتی کہ انان ہمہ سری خیر و کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم با مخدوم بدانکہ در  
 دولت توحید و ایمان و انوار ولایت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خازن و قاسم آن است  
 ہر کہ شریک نیست مہمان نیست پس شریک شدن مرضی حق سبحانہ است اما در ثبوت کہ ختم  
 است بر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ مسلمان معنی گویند و معنی اندیشند انتہی  
 قال و آنکہ گفته اند بلکہ شرکت خادم با مخدوم است یعنی اگر چه این خادم چیزے از خانہ خود  
 نیاوردہ و ہر چه دارد از مخدوم دارد ولیکن ہر چه مخدوم داشت بوسے داد و شہ بکی خود بچو خود  
 گردانید این ہرگز بوجود معنی آید مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال و سے باشد و مخدوم  
 خادمان بسیار دارد بہر کدام نجس و سے می دہد چنانکہ ذکر اولش در کلام ایشان در بیان این  
 معنی بسیار واقع شدہ است از اولش دادن لازم نمی آید کہ ہر چه در خانہ داشت داد بلکہ  
 آنچه در خوراوست می دہد و خود درین مطالب عالیہ چہ گنجائش این تفتیلات و تفریرات دارد  
 اقول تفسیر شرکت بنی برہان معنی غلط است کہ لطلالتش تبو صیح بیان کردہ شد و الا بر  
 شرکت خادم با مخدوم ضرور نیست کہ آنچه مخدوم پس خود داشته باشد بخادم سپارد و  
 بچو خود گرداند فی الواقع معمول برین جا رست کہ مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب  
 حال خادم می باشد لیکن این قدر اعطاء براسے ثبوت معنی شرکت بسند است و من ہم نگویم

لہ ستایش میکنم اللہ تعالیٰ ما ۱۲ اسلمہ نیست از حساب تو بر ایشان چیزے ۱۲



کہ از اعطاء اولس لازم نمی آید کہ ہر چیز در خانہ داشت داد بلکہ آنچه در خوراوست می دید ہرگز  
در مجموع مطالب عالیہ ذکر تمثیلات با کسبت بلکہ از تمثیلات انکشاف مدعا بطرز دل خواہ سے  
گرد نمی نگزند کہ کلام رب الفرت از تمثیلات و تشبیہات مالا مال است قال تعالی و تعذس  
ممثل نوریہ کیشکوۃ فیہا مصباح علاءہ برین از تمثیل و تشبیہ است کہ ما خادمیم و سرور  
ما خدوم ما قال و مقرر است کہ دعوی مساوات با انبیا خصوصاً با سید انبیا صلوٰۃ  
وسلامہ علیہم باطل است اقول بلکہ کفر است چنانکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بیان تصریح  
نمودہ و خود حضرت شیخ آل را نقل کردہ ہاشاکہ در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ دعوی مساوات  
و برابر بی با انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام واقع شدہ باشد حضرت غلام علی شاہ صاحب فریاد  
بدانکہ آیہ شریفہ یُریدُونَ وَجْهًا جَمَاعًا عِیَابِ امْرِئٍ حَصْرًا تَعْبِجَانَهُ فَمُرَّ بِدَعْوَاہِ  
شَرِیفَہِ یَا اَللّٰهُ تَوَقَّ اٰیٰتِہُمْ تَابِتٌ شُوْرًا جَاے اعتراض چرا گردانہی قال و تفرقہ و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی  
و اصالت فرعیات نیز باطل و عاقل اقول این تفرقہ باعتبار مخدومی و خادمی و اصالت  
و فرعیات ضروری است کہ انکارش از انکار بدہیات است ہر کہ پیر است فیض از حق گرفته  
بر خلق پاشیدہ مخدوم است در ایصال فیض اصل است و مرید خادم و در اکتساب فیض  
فرع مولانا شاہ عبدالغیر زہد دعوی رحمۃ اللہ علیہ درین باب عجب ہے کہ تحریر ساختہ قابل وجہ است  
می فرماید کہ سبیل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم را مخدوم و اصل ندانند و خود را خادم و فرع نہ پندارند  
اگر این تفرقہ باطل است پس لازم می آید کہ فیض انبیا عظیم باشد و بد دیگرے نرسد و هو باطل عند

۱۱ حن تعالی جل شانہ فرماید و تلک الامثال نضر بہا للناس لعلم یتفکرون ۱۲ ۱۱ مثال نور او در سچہ است کہ  
زرد چہرہ باشد ۱۲ و آنچه در کلام اقطاب کلام واقع شود مان ما بر مساوات یا ترقی محمول نباید فرمود حضرت غوث  
انام فرماید ۱۳ انکنت مع نوح باطلی سفینتہ ۱۴ بجا را و طوفان طغی کف قدرتی نہ و کنت و ابراہیم طغی بنا بقہ  
۱۵ و ابرو انبیا اللہ دعوی الی آخر القصیدہ ۱۲ ۱۳ این باطل است نزد تمامی اہل اللہ ۱۴



جَمْعِ أَهْلِ اللَّهِ أَهْتَى قَالَ واز زبان بعض مہدویہ شنیدہ شدہ است کہ ہر کمالی کہ  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سیر محمد مہدی نیز بود فرق یہاں است کہ آنجا  
 باصالت بود و اینجا بہ تبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ مجھوا و شدہ و این بعینہ  
 منقولہ الی شان است اقول این بنا بر فاسد بر فاسد است از تحریرات سابقہ ظاہر است  
 کہ نسبتے کہ خادم بابا محمد دوم باشد ہرگز مقتضی مساوات نیست و خود از مہدی این چنین نقل  
 منقول نیست فلان معین الدین بیدہ اللہ الملقب بالخلیفۃ السخولشکی کچھستی در کتاب خارج  
 الولاہ فی مدارج الہدایۃ می نگارد رسید محمد مہدی نام پدر او یوسف است اصل باواز  
 جیون پور است مرید و خلیفہ شیخ دانیال است و از اولیاء مسلوب بحال و صاحب سکر بودہ  
 در حالت سکر چنانکہ بعضی اکابر انا اللہ و انا الحق و سبحانی و قدیمی تشریح فرمودہ  
 و امثال آن گفتہ وے درین حال انا مہدی فرمودہ و در حالت افاقہ چنانکہ اکابر از  
 دعوی الوہیت استغفار کردہ و گفتہ و ان قلت سبحانی فانما مجوسی فاقطع زناہم و اتواک  
 اللہ الا اللہ او نیز از دعوی مہدیت تائب شدہ و مہدی موعود اقرار نمودہ چنانکہ نزاکت  
 از اکابر این مقدمہ بدیہی است فاما جمعی از جہلا کہ در زمان سکر حاضر بودہ و زمان صحرا ادراک  
 نہ نمودہ مساودت او را اعتبار نکرده و بر سخن اول اصرار نمودہ او را مہدی موعود دانند و  
 طایفہ از جہال کہ معنی سکر و صحوا و لیاہ اسد ندانند گفتہ کہ سخن سکر را اعتبار نہ نیست بلکہ وی  
 در زبان صحودعی این معنی شدہ و دعوی خود را با ثبات رسانیدہ است و این محض افترا  
 و بہتان است کہ بر آن سید بیچارہ بستہ اند انتہی اگر عقیدت مہدویہ حسب تلمیح حضرت شیخ  
 تسلیم کردہ شود پس می گویم کہ حاشا از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این چنین دعوی سے  
 یافتہ شود و معادوم نمی شود کہ از کجا منقولہ مہدویان بعینہ منقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ  
 نہیں شدہ قال و چنین شنیدہ می شود کہ شیعہ نیز در شان اللہ اثنا عشر رضوان  
 سلمہ من مہدی ام ۱۲ سے اگر سبحانی گفتہ ہیں آتش پرست ہم ہیں نار خودی شکم وے گویم اللہ ۱۲

لا  
خدا را درستی

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین می گویند کہ ایشان شاگرد پیغمبر اند صلی اللہ علیہ وسلم بمرتبه است  
رسیده اقول شاید مقوله شیعیان همچنان باشد مگر حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نہ نفس  
نفس خود را ہم پلہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام می داند و نہ کلامی از ارادتمندان چنین عقیدہ  
نسبت وی دارد قال برہر تقدیر این خادم را باید حق نعمت شناخت و نزد مخدوم جز بہ  
بندگی و نیاز دم تزد و دعوی مساوات نگیرد مع اسے ایاز آن پوستین را یاد دارد  
اقول ہر گاہ بخیاں حضرت شیخ در مطالب عالیہ گنجایش تمثیلات و تقریرات بنود پس از خادم  
و مخدوم چہ حرف زد و چہ حکایت یاز را بیا د آورد فاما در نفس صحت این کلام شبہ نیست قال و مثال از  
خادم ہا این مخدوم کہ دم از برابری مینزد و گستاخی میکند حال آن علام است کہ ہمراہ خواجہ کہ مقرب گاہ  
سلطان بود در مجلس سلطان رفت پس خواجہ بجلوس قریب نشست و غلام نیز ایجا با ستاد و چون خود را در مجلس  
بادشاہ با خواجہ یکجا دید بنازید و مغرور گشت از بس بے خردی و بی تابانی کہ ہم غلامان است خود را کہ در با خواجہ شریک  
و برابر گرفت و گفت من ہم بندہ بادشاہ و مقرب در گاہ اویم و ندانست کہ همچنان کہ نخست  
نزدیک سلوک طریق کہ قرب و وصول بوساطت و طفیل خواجہ بجلوس بادشاہ رسید و وی و علم  
بود الآن کہ قرب و وصول حاصل شد است نیز واسطہ است ولیکن از غایت غرور و بے خردی  
و کم فکری وجود و ساطت از نظر و ساقط شدہ و در حیطہ کفران نعمت افتاد اقول جب  
این تقریر را برین کلام قل و دل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ختم کنم کہ  
ہمہ وہم خود است ہر خادم ہا بن صفت موجود نیست انتہی قال - و ایجا ہم ہمین جوہر  
بخاد مخدوم دادند این سخن بہیچ فائدہ نمی کند جز فرق بہ تبعیت و اصالت اما دعوی ہمسری  
و برابری لازم ہا بن این کلام است بلکہ دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول  
و نامسموع تراست اقول الحق دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و نامست  
تراست خصوصاً سرور انبیا و محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اسجاد و زندقہ و کفر اکبر است  
لیکن از ہر تحریر و تقریر حضرت ایشان دعوی ہمسری و برابری مستفاد نشدہ گماہر ہمہ ہمہ قرآن و سنی

اینجا که احدی از عقلا از مقوله بالا بر سر می و همسری نمی فهمد و دعوی لازم بین عام ازین  
 که بالمعنی الاعم باشد یا بالمعنی الاخص نظری است محتاج بدلیل و پیش ازین بطلان لزوم کرده  
 شد پس این امر محمول است بر عدم فهم معنی لازم بین کما لا یخفی علی ارباب المعقول

تو هر بان نه شدی در نه آنچه در دل بود هزار بار فروزن ناله از زبانه رفت پیچ

قال - عجب آنکه فرموده اند که بر خوان این دولت هر چند طفیلی ام امانا خوانده نیامده ام

هر چند تابعم اما از اصالت بی بهره نیم اینچه معنی بود و طفیلی خود همان کس را می گویند که ناخواسته

بیاید و تبعیت ضد اصالت است و اجتماع ضدین مجال اقول در هر دو فرق ما بالذات

و ما بالتبع است یعنی طفیلی بالذات بوده ام و مدعو بالعرض و تابع بالذات ام و اصیل بالعرض

و میان هر دو تبعیت فرق با است و تقریر رفع اجتماع ضدین این است که در عرف طفیلی

که عزت دارد از براسه خوشنودی ضعیفی خوانند قال و اگر گویند بوجه تابعیم و بوجه

اصیل این سخن معنی محصلی ندارد و یا نخست در وقت سلوک تابع پیرو مرید بودم اکنون بعد

از وصول بمرتبه اصالت رسیده ام و بسبب خودم و همه وسائل و وسایط که بودند ساقط شدند و

از میان بدر رفتند چنانکه اسباب ترتیب خود را بمعدات تشبیه داده اند و پیش ازین مرید

محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم یا مرید یکے از خاصه گان درگاه وے بودم اکنون مرید خدام

بیواسطه و ارادت من با قدر تعالی قبول و سائل نمی کند و ارادت من بی واسطه با قدر تعالی است

من هم مرید محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم با اعتبار سابق و هم هم پیره او و هم حکم حال تعالی اعدا از تصور این معنی و تکلم

با این کلام موی بر بدن اعتقاد و اخلاص مسلمانان میبخیزد و سجداسوگند بسبب عظیم است این کلام و

بغایت شایع است این مزام اقول این سخاشی از عدم فهم کلام متکلم است پیش ازین معنی

کلام بتوضیح تمام بزرگاشته ام درین تقریر غلطی صریح این است که حضرت مقرر من می نگارند اکنون

مرید خدام بی واسطه حالانکه ما این معنی مرید نیست بلکه معنی مراد است حضرت مقرر من معنی

مرید و مراد خلط لایمی کند حالانکه ما و معنی مرید و مراد بزرگاشته اند و مراد را بی واسطه گارند



در بیان

کاش اگر در معنی مرید و مراد با معان نظر بلا حظه می فرمود ازین چنین خطلی قاش معجون می ماند منشا آن لقل بالمعنی است معنی او بر هیچ جا در کلام حضرت مجدر حتمه الله علیه مرید به واسطه تحریر نشده نه از کلامش استفاد است و آنچه تحریر فرموده من هم مرید رسول الله صلی الله علیه و سلم با اعتبار سابق و هم هم پره اویم حکیم حال تقید سابق و حال از اختراعات حضرت معتر است البته این معنی از حضرت معترض باعث صدگونه اعجاب است بقالی الله از تصور این معنی و تکلم باین کلام موسی بر بدن عقاد و اخلاص می خیزد بخدا سوگند پس عظیم است این کلام بغایت شینع است این مرام

در دل گفتم تغافل کرد خواری را به بین	گریه کردم خنده ز دلبه اعتباری را به بین
صبر کردم سر کشید و شور سر کردم رمید	شکوه کردم رنج شد ناسازگاری را به بین

مولانا شاه عبدالغیر ز دهلوی رحمه الله علیه فرماید بدی است که دخل پیغمبر و مرشد در فیض کسی است نه در فیض عیبی یدل علی ذلک ما قاله عائشه رضی الله عنک بکرم الله وجهه و لا یخدا احدنا انتهی قال راه راست آنست که اعتقاد کنند و بگویند که همه مریدان حضرت رسول الله صلی الله علیه و سلم و رسول مرید خداست جل جلاله از حق فیض می گیرد و بخلق میرساند معنی بنوت رسالت این است اقول ظاهر درین کلام تجاشی است از اطلاق مرید الله و مراد این معنی معنی است بمصطلح صوفیه هر که از اصطلاح صوفیه واقف است نیک میداند که این از مراتب کمترین اولیاد است معنی الله عنهم پس چنانکه مرید رسول الله گفتن بجای است همچنان مرید الله و مراد الله و آنچه حضرت معتر من گفته هرگز راه راست نیست بلکه راه راست این است که چنانکه حضرت رسول الله صلی الله علیه و سلم را مرید الله گویند همچنان مراد الله نسبت وی صلی الله علیه و سلم انتفاص هرگز زیبا نیست اعتقاد باید داشت که سرور عالم صلی الله علیه و سلم جامع جمیع صفات انسانی و ملکوتی بوده اند قال هیچ کس را به وساطت وی صلی الله علیه و سلم راه نیست بسوی خدا و در درگاه وے جای نه خواه در وقت سلوک یا بعد از وصول اقول ز این کلام فی الجمله منافات دارد

در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان  
در بیان



از تقریرے کہ حضرت شیخ در رسالہ تبیین الطریق لایل الارادة بالتزام وظایف اخیر والعبادة -  
 بدین عبارت نگاشته اما احتیاج مردم بمرشد و استاد پس از برای تسهیل طریق و سرعت وصول  
 است و سلوک طریق سبب مرشد و استاد اگر توفیق رفیع گردد فی الجملة ممکن است بوجوب  
 قوله تعالى وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن بہ تعب شدید و  
 مدت طویل و ہونا در جدا و بعد علم انتہی و تحقیق مقام این است کہ اگر از وساطت تبعیت مراد  
 باشد در صحت این کلام شبہ نیست اگر حیولت مقصود باشد پس در فیض و بہی حیولت نبی باشد  
 والا فیض و بہی نخواہد بود قال دیگر اطلاق سلسلہ در ارادت اللہ تعالی کہ بے واسطہ غیر  
 است عجب واضح شدہ است اطلاق سلسلہ در جای مناسب است کہ بواسطہ باشد ظاہر  
 ہو قلم است یا بطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ سَهْلٌ  
 اقول جواب اشکال بدو وجہ گزارش می رود اول آنکہ از تقریرات سابقہ اطلاع کافی دارد  
 شدہ است کہ درین محل از عدم توسط عدم حیولت متصور است این عدم توسط را توسط تبعیت  
 لازم الوجود است توسط بمعنی تبعیت از وسایط چارہ نیست پس لفظ سلسلہ از مناسبتہ شام باشد و ہمچون  
 استعارہ تخیلیہ است ارادت را بباب تشبہ دادند و سلسلہ را با وثاقت کردند درین صورت  
 ضرورت بواسطہ نیست این چنین استعارات متعارف است آیات قرآنی ازین مالا مال است  
 حق تعالی جل شانہ فرماید فَاذْفَعْنَا اللَّهُ لِيَأْسَلْ الْجَوْزَ وَيَلْتَضَوْنَ حَتَّىٰ يَلْبِسُوا وَجوهَهُمْ بِجَانِبِ الْكَلْبِ  
 وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَيَاتِ الْكَثْرَةُ يَابِي حَالِ اعترض طالب علمی کار طالب علم است سخن از خصوصیت  
 راندانی بود این ہوس در دل باقی است

وہو قلم است یا بطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ سَهْلٌ  
 اقول جواب اشکال بدو وجہ گزارش می رود اول آنکہ از تقریرات سابقہ اطلاع کافی دارد  
 شدہ است کہ درین محل از عدم توسط عدم حیولت متصور است این عدم توسط را توسط تبعیت  
 لازم الوجود است توسط بمعنی تبعیت از وسایط چارہ نیست پس لفظ سلسلہ از مناسبتہ شام باشد و ہمچون  
 استعارہ تخیلیہ است ارادت را بباب تشبہ دادند و سلسلہ را با وثاقت کردند درین صورت  
 ضرورت بواسطہ نیست این چنین استعارات متعارف است آیات قرآنی ازین مالا مال است  
 حق تعالی جل شانہ فرماید فَاذْفَعْنَا اللَّهُ لِيَأْسَلْ الْجَوْزَ وَيَلْتَضَوْنَ حَتَّىٰ يَلْبِسُوا وَجوهَهُمْ بِجَانِبِ الْكَلْبِ  
 وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَيَاتِ الْكَثْرَةُ يَابِي حَالِ اعترض طالب علمی کار طالب علم است سخن از خصوصیت  
 راندانی بود این ہوس در دل باقی است

نہ خفت خسرو مسکین درین ہوس شب ہا | کہ دیدہ در کف پایت ہند بخواب رود  
 قال وگفتہ اند کہ بدین نایب بیاد است این فرج و نتیجہ ارادت اللہ است چہ پدید آمد  
 نایب پدید می باشد اما تلوح می افتد بقول حق سبحانہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَبْتَغِيْنَ وَجْهَ رَبِّكَ اِنَّهَا بِرِضْوَانِ  
 اللہ الْاَلْبَسَتْ واین بہ حقیقت وقتے راست آید کہ برویے آرزو آرزویت اذ ذرہ حقیقت

لکن اللہ تعالیٰ سترت کرد کہ بریک مشقت خاک لشکر می را منہدم گرداند و بی آن حکایت ربانی  
 بیش نیست اقول آنچه گفته شد چه ید مرید نایب پیر می باشد بدو وجه صحیح نیست اول  
 آنکہ حضرت شیخ از مرید معنی مشارف مراد داشته نہ مصطلح متصوفین حالانکہ در کلام حضرت  
 مجدد رحمہ اللہ مصطلح صوفیہ مراد است ہذا درین مقام مراد باید گفت نہ مرید دوہم آنکہ وجہ  
 انابت حسب مذاق اہل فن فنا و بقا است در فصل الخطاب از ترجمہ عوارف منقول است فنا  
 عبارت است از بہایت سیر الی اللہ عزوجل بقا عبارت است از بہایت سیر فی اللہ سبحانہ و سیر  
 الی اللہ سبحانہ وقتہ منتہی کرد کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ عزوجل  
 از گاہ محقق شود کہ بندہ بعد از فنا مطلق در عالم الصفات باوصاف الہی و مخلوق باخلوق  
 ربانی ترقی نماید انتہی پس ہر گاہ مرتبہ فنا و بقا حاصل گردد دست وی نایب مناب اللہ باشد

انرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است	نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است
رفت او زمینان ہمین خدا ماند خدی	الفقر اذ انتہی هو اللہ این است

در حالت فنا و بے بر خیزد

زمینان کہ بقائے خویش تن میخواستی	از خرمن ہستیت جوے کے گاہی
تا یک سہ روز خویش تن آگاہی	گردم زنی از راہ فنا گاہی

در رسالہ مشاہدۃ الانوار بین لعلی والا ستار خود حضرت شیخ در میان محبوب و معبود و قاصد  
 و مقصود و طالب و مطلوب و محب و محبوب فرق را در نمودہ حیث قال آبا عنوانات دیگر کہ  
 طالب و مطلوب و محب و محبوب است بمقین حکم نتوان کرد کہ طالب کیست و مطلوب کہ محب  
 کیست و محبوب کدام ہر دو ہم طالب اند و ہم مطلوب ہم محب اند و ہم محبوب بوجہ او طالب

۱۵ فقرہ گاہ تمام شدان اللہ دست ۱۱ ۱۲ در کشف المحجوب از شبلی رحمہ اللہ منقول است صوفی آن  
 بود کہ اندر دو جہان بیچ چیز نہ بیند نیز خدای عزوجل و از علی بن عبدالعزیز فی نیشاپوری منقول است تصوف  
 آن بود کہ ظاہر و باطن خود را نہ بیند و جملہ بر حق را بیند ۱۲

و این مطلوب و در مرتبه دیگر و مطلوب این طالب و بی بگزار که حقیقت یکی است من  
 يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ وَ يَدُلُّهُ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ زِيَادَةً بَرِيْنًا جِهَةٌ كَوَيْمُ كَفْرًا كَيْ حَقِيقِي وَر سِيْنَةً دِيْنًا  
 باب مضمحل است که اگر آن را بیرون انگشم صدایمان مجازی از آن بر شک آید اسرار در پرده بهتر  
 و ناگفته به استیجاب آنچه ذکر تلویح نموده شد صریح خطا است که نزول آیت در باب دیگر است یعنی  
 هرگاه غزوه حدیبیه پیش بود آن حضرت صلی الله علیه و سلم از صحابه رضی الله عنهم که یک هزار  
 چهار صد بودند بیعت گرفت بعضی صحابه رضی الله عنهم برین امر بیعت کردند که ما جنگ نخواهیم کرد  
 تا آنکه قتل شویم و بر رخ برین امر که از جنگ فرار نخواهیم کرد قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ بِأَلْوَقَاءِ مِثْلًا  
 وَ عَدَّهُمْ مِنْ الْخَبَرِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ وَر تفسیر ابی سعور رومی مذکور است اِنَّ الدِّيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اَي  
 عَلَيَّ فِتَالٍ قُرَيْشٍ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ بَعْنِي اَنْ مُتَابَعَتِكَ هِيَ مُتَابَعَةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّ الْمَقْصُودَ  
 تَقْبِيْلُ الْعَهْدِ بِوَعَاةٍ اَوْ امِرَةٍ وَ تَوَاعِيْهِ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ بَعْنِي اَنْ عَقْدَ  
 اَلْمِيْثَاقِ مَعَ الرَّسُوْلِ كَعَقْدِهِ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ غَيْرِ تَفَاوُتٍ  
 بَيْنَهُمَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ  
 انتم مختصراً در تفسیر کبیر مذکور است يَدُ اللَّهِ بِمَعْنَى نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ فَوْقَ اِحْسَانِهِمْ  
 اِلَى اللَّهِ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اَي نَصْرَتُهُ اَيَّامُ اَقْوَمِي وَاَعْلَى مِنْ نَصْرَتِهِمْ اَيَّامُ

تفسیر  
 کبیر

۱۵ هر که اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد الله را ۱۲ ۱۵ ابن عباس رضی الله عنهم گوید که آنچه الله تعالی بایشان  
 وعده خیر کرده دست ادب برای او فایز دست ایشان است ۱۵ کسانیکه بیعت رسول الله صلی الله علیه و سلم بر قتال  
 قریش می کنند ایشان بیعت الله تعالی می کنند یعنی متابعت رسول متابعت الله تعالی است زیرا که مقصود  
 استقامت عهد است بر احوال او امر و نواهی و معنی تعالی یه الله فوق ایدیهیم یعنی عقد پیمان از رسول الله صلعم  
 چنان است که با الله تعالی شده درین هر دو هیچ فرق نیست الله تعالی فرماید هر که اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد  
 الله تعالی ۱۲ ۱۵ معنی یه الله این است که نعمت الله تعالی بایشان زیاد از احسانی است که انا ایشان  
 تمام شده و نصرت خداوند تعالی بایشان زیاد تر است از نصرت ایشان که می کنند ۱۲



اشتبہ مختبر ازین تقریر ظاہر است کہ سو ق آیت در امر دیگر است و کلامی کہ در آن میرود  
 چیزے آخر فستان پینجا و آیہ فَاَمَّا مِثْرًا ذُو صَاعٍ مِثْرًا لِّیْهِمْ مِثْرًا کَرِیْمًا  
 آنستگان صحابہ اندر صنی احمد عنہم در امی مشیت خاک سرور عالم بودہ اند صلے اللہ علیہ وسلم  
 انچه ذکر اعمار کفر با بیان فرمودہ شد از حضرت شیخ رحمہ اللہ این چنین تحریر در ورطہ حیرت انگیز

گلدہ در پیش صیانتان گل رعنا کردم | اگر ہے داشت دلم عنچہ صفت واکردم

قال اکنون بمعارف وحقایق کہ در تحقیق این دعا و سے نوشته اند دست زودہ دفع  
 این خلجاناات و شبہات کنیم و من بامد الاستعانة والتوفیق اقول انچه پیشتر ازین  
 بیجاست تمام اگر دران تا بل کافی رود دفع تمامی خلجاناات و شبہات ہا متکفل خواہد بود مگر چون  
 حضرت شیخ رحمہ اللہ دست بدان مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث زودہ ایرادات کردہ است  
 پس چنان مناسب دانم کہ عبارت مکتوب را و نا نقل کنم پس برہم ایراد را ذکر کردہ بدفع ان گویم

بہ بینیم کہ تا کردگار جهان | دین اشکارا چہ دارد نہان

عبارت مکتوب این است اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِبَادِكَ الَّذِيْنَ اَصْرَفْتَ  
 صحیفہ گرامی کہ از روئے شفقت و مہربانی نامزد این فقیر ساخته بودند بمطالعہ آن مشرف  
 گشت اندراج یافته بود کہ عزیزے بر عبارت مکتوب ہے کہ در اجہیر نوشته بودے اعتراف  
 دارد در حل ان باید نوشت و بعضی از یاران چون تعین مواعین اشتباہ نوشته بودند  
 بانذارہ ان چند مقدمہ در حل آن اشتباہ نوشته آمد وَاللّٰهُ سُبْحَانَكَ اَعَادَ جَمْعًا اِلٰی  
 سَبَبِ الشُّكْرِ مَعْدُومًا لِّمَا سِيرَ مَرَادِي وَسِيرَ مَرِيدِي اَمْرًا اَسْتَكْبِرُ بِوَجْدَانِ صَاحِبِ اَنْ سِيرَ  
 تعلق دارد و الزام امرے نیست کہ بغیر تعلق داشته باشد پس محبت و برہان بر اثبات  
 آن طلبیدن گنجائش ندارد و مع ذلک کسی را کہ حضرت حق سبحانہ قوت قاسیہ دادہ است  
 اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر نیک ملاحظہ نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف

لہ ستایش مرغی را است و سلام بر بندگان او کہ برگزیدہ اند | اللہ تعالیٰ کمانیدہ بہت راہ راست



الهی بل شانه که او بان ممتاز است مشاهده کند تواند بود که حکم بسیر مرادی او نماید و هیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکه بعد از ملاحظه قرب و بعد و مقابله و اجتماع که قمر را با شمس است حکم کند که نور قمر مستفاد از نور شمس است اگر چه این معنی بر غیر ارباب حدس محبت نبود و نیز حضرت نوحا جبه ما قدس سره در اوایل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده یزدند شاید یاران هم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیات شنومی مطابق حال فقیر دانسته می خوانند

عشق معشوقان نهان است و ستیز	عشق عاشق باد و صد طبل و نغیر
لیک عشق عاشقان تن زه کند	عشق معشوقان خوش و فر به کند
وز مرادان هر که و اصل گشته است	او بر راه اجتبا سے رفته است

راه اجتبا مخصوص بانبیا نیست علیهم الصلوة و التسلیمات صاحب خوارق قدس سره در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده است و راه مریدان را راه انابت و راه مرادان را راه اجتبا گفته قال امده نقاسی الله یجتنی الیه من یشاء و یجذب الیه من یشاء ارای راه اجتبا با اصالت مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة و التسلیمات و امتان را در رنگ سائر کمالات به تبعیت ایشان است نه آنکه اجتبا مطلقا مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة و التسلیمات و امتان را از ان اصلا نصیب نیست که آن غیر واقع است مجذوب و وصول فیوض مر سالک را توسط و حیلولت خیر البشر علیه و علی الله الصلوة و السلام تا زمانه است که حقیقت آن سالک که محمدی الشرب است بحقیقه محمدی منطبق نگشته است و بان متحد نه شد و چون بکمال متابعت بلکه بعض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بان حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چه توسط و حیلولت در مغایرت است در اتحاد متوسط و متوسط و حاجب مجرب نبود آنجا که اتحاد است معالیه بشرکت است اما چون سالک تابع و احاطی و طفیلی است از قبیل شرکت خادم بود با مجذوم و آنکه گفتیم که حقیقت

اور باحقیقت آن سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام الطباقتی و اتحادی پیدا می شود  
بیانش آنست که حقیقت محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام جامع جمیع حقایق است و  
آن را حقیقت حقایق گویند و حقایق دیگران در رنگ اجزایند و او را با جزئیات زیر آنکه اگر محمدی  
المشرب است حقیقت سائلک در رنگ جزئی است مرآن کلی را و محمول است برومی حقیقت  
غیر محمدی المشرب در رنگ جز است مرآن کل را و غیر محمول است برومی و این حقیقت  
محمدی المشرب اگر اتحادی در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواهد بود که این بر قدم  
اوست و محمول بر آن حقیقت خواهد شد و شرکتی در کمالات مناسبت او را پیدا خواهد کرد  
لیکن از قسم شرکتی خادم بود با محمدم چنانچه گزشت و چون این جزئی را بقلاقه کمال متابعت  
بلکه بعضی فضل محبت خاص بکلی خود پیدا می شود و شوق وصول آن دامنگیر او میگردد  
و آن قید بیکه کلی را به جزئی آورد و بود بعضی خداوندی جل شانہ روزوال می آرد و بتدریج  
بعد از زوال این جزئی را بان کلی الطباقتی و احاطت حاصل می شود و آنکه گفتیم محبت خاص  
پیدا می شود در رنگ آنکه بعضی فضل این فقیر را پیدا شده و در غلبات ان محبت می گفت که محبت  
من بحضرت حق سبحانہ ازان جهت است که اولئکائے رب محمد است صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ  
وسلم و میان شیخ تاج و یاران دیگر ازین مقوله تعجب میکردند و نگارم که از خاطر شما هم نرفته باشد  
و تا این قسم محبت پیدا نہ شود احاطت و اتحاد چگونه متصور بود و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء  
و اللہ ذو الفضل العظیم حقیقت توسط و عدم توسط را بیان می نماید نیک استماع فرمائید طریق  
جذبہ را چونکہ کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی جل شانہ متکفل حال طالع بستن چار  
قبول و سلطت نمی کند در طریق سلوک چونکہ انابت طالب است تزه جو و وساطت چاره نبود  
و در نفس جذبہ هر چند وساطت در کار نیست اما تمامی جذبہ منوط لسلوک است که اگر سلوک که  
عبارت از امتیاز شریعت است از توبہ و زهد و غیره با جذبہ منعم گردد جذبہ ناتمام و ابتر  
است بسیار سے از بند و مانا برده را دیده ایم کہ جذبہ دار ندانند چونکہ بتا ابعث صاحب

لا این  
نیشلس نظر  
است می بود  
چو سبائی زود  
اسد فکله تبا  
خیشک کبر

۴  
زابت باز  
گردیدین  
سوی خفا  
خالی و باز  
عشق  
کار سب  
نتیج

شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام متعلق گشتہ اند خراب وابترازد و غیر از صورت جذب  
 نصیب ندارند سوال حصول جذب بخوی از محبوبیت می طلبد پس گفتار را که اعدا را اندانند نصیب  
 از جذب چگونه بخوینر نموده اید جواب تواند بود که بعضی از گفتار سخوی از مستنی محبوبیت داشته  
 باشند که باعث حصول جذب شان شده باشد و چون آنرا متابعت صاحب شریعت علیہ و  
 علی آلہ الصلوٰۃ والسلام متعلق شناختند خاطر و مخدول مانند و آن جذبہ غیر از حجت برایشان  
 درست نکرده که اعلام استعداد شان نموده که بچهل و عناد آنرا از قوه بفعل نه آورده اند و ما  
 ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون و در طریق جذبہ اگر توسط متابعت صاحب شریعت  
 علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام که عبارت از سلوک است و عولی مطلوب میسر شود بواسطہ و  
 بے حیولت امری خواهد بود گفته اند لَوُ و لَیْتُمْ بِدَلُو لَوْ قَعْتُمْ عَلَی اللّٰہِ یعنی اگر کشیدہ  
 شوید حضرت حق سبحانه و رساینده شوید بالطن بطون ہر آئینہ در میان شما و در میان  
 حق جل و علا حیولت و حجاب امرے نخواہد بود و شاید کہ بخاطر شریعت شامہ مانده باشد کہ حضرت  
 خواجہ باقدس سرہ می فرمودند کہ وصول از راہ معیت کہ حق را جل سلطانیہ بانبدہ است اگر سیر  
 شود ناچار بے توسط امرے خواهد بود کہ مناسب معیت است و اگر واسطہ است در سلسلہ تربیت  
 است کہ عبارت از سلوک است و راہ معیت یکی از طرق جذبہ است و حدیث المسرّع  
 مَعَ مَنْ أَحَبَّ عَلَی صَاحِبِہِ الصَّلٰوٰۃِ وَالسَّلَامِ نِزَی تَیْدِیْنِ مَعْنٰی می فرماید زیرا کہ مرد را با محبوب  
 خود چون معیت بہ ثبوت پیوست و واسطہ مرتفع گشت اجتماع فرمایند ہر ظل را باصل خود شاہانہ  
 است و سچ چیز در میان شان حامل نسبت اگر عنایت خداوندی جل شانہ ظلے را بااصل  
 خود میلے پیدا شود و گشتہ باو ہویدا گردد و بدولت متابعت صاحب شریعت علیہ وعلی  
 آلہ الصلوٰۃ والسلام آن ظل را بان اصل وصولے و احاطے حاصل آید ہر آئینہ بے حیولت  
 امرے خواهد بود و چون آن اصل آسمی است از اسمائے الہی ظل شانہ ناچار در میان ہم  
 و سہ اسمے او حاصلے نخواہد بود و وصول ظل ازین راہ باصل کہ سہ اسمے آن اسم است بے



توسط امرے خواهد بود و ایضا هر که واصل حضرت ذات است تقالی بوصول بچے چونی توسط و  
 حیولت امرے در حق او مفقود است هر گاه در صورت وصول بحضرت ذات سبحانه حیولت  
 و عبادت صفات همی جل سلطانہ منفع گردد و حیولت و عبادت غیر صفات چه گنجائش دارد  
 سوال صفات واجب را جل شانہ هر گاه انفکاک از حضرت ذات او تقالی اجائز نباشد ارتفاع  
 حیولت صفات از میان واصل و موصول البته بچہ معنی بود جواب سالک را چون وصول  
 و تحقیق باصل خود که همی است از اسمای الهی جل شانہ و آن سالک ظل اوست حاصل گردد  
 هر آینه در میان حضرت ذات تقالی هیچ توسط و حیولت نخواهد بود چنانچه در میان اسم  
 و سماے او حیولت امری کائن نیست پس نه ارتفاع لازم آمد و نه انفکاک مثل این تحقیق  
 گزشته است در میان اتحاد حقیقت سالک و حقیقت محمدی علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام  
 و نیز شمه ازین میان در بیان وصول ظل باطل هم گزشته تبلیه ساده لوحی ازین عدم  
 توسط که در طریق جذب و غیر با گفته شده است استغنائی از تبعیت خیر البشر علیه و علی  
 آله الصلوٰۃ والسلام گمان نبرد که ان کفر و اتحاد و زندقه است و انکار است از شریعت حق  
 او علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام و بالا گزشته است که جذب به توسط سلوک که عبارت از  
 ایقان شریعت است علی صاحبها الصلوٰۃ و اتحیه ابر و ناتمام است و نتمت است که بصورت نعمت  
 برآید و محبت را بر صاحب جذب به ناتمام تمام کرده با جمله کشف صحیح و اهام صریح نیز بقید پیوسته  
 است و هیچ دقیقه از دقائق این راه و هیچ معرفتی از معارف این قوم بے واسطه او و  
 بے توسط تاجت او علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام نیست و منتهی را در رنگ بتدی و  
 متوسط فیوض و برکات این راه بے تبعیت بے طفیل او حاصل نه

امحال است سعدی که راه صفا	توان رفت خرد بے مرصطفی
افلاطون از بے خردی صفا سے کہ در نفس خود از ریاضت و مجاہدات یافت خود را از بعثت انبیا علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات مستغنی دانگشت سخن قوم شیدین لا حاجۃ بنا ان	

توسط امرے  
 حیولت امرے  
 عبادت صفات  
 جل سلطانہ  
 منفع گردد  
 حیولت و  
 عبادت غیر  
 صفات  
 چه گنجائش  
 دارد  
 سوال صفات  
 واجب را  
 جل شانہ  
 هر گاه  
 انفکاک  
 از حضرت  
 ذات او  
 تقالی  
 اجائز  
 نباشد  
 ارتفاع  
 حیولت  
 صفات  
 از میان  
 واصل و  
 موصول  
 البته  
 بچہ  
 معنی  
 بود  
 جواب  
 سالک  
 را چون  
 وصول  
 و تحقیق  
 باصل  
 خود که  
 همی  
 است  
 از اسمای  
 الهی  
 جل  
 شانہ  
 و آن  
 سالک  
 ظل  
 اوست  
 حاصل  
 گردد  
 هر آینه  
 در میان  
 حضرت  
 ذات  
 تقالی  
 هیچ  
 توسط  
 و حیولت  
 نخواهد  
 بود  
 چنانچه  
 در میان  
 اسم  
 و سماے  
 او  
 حیولت  
 امری  
 کائن  
 نیست  
 پس  
 نه  
 ارتفاع  
 لازم  
 آمد  
 و نه  
 انفکاک  
 مثل  
 این  
 تحقیق  
 گزشته  
 است  
 در  
 میان  
 اتحاد  
 حقیقت  
 سالک  
 و حقیقت  
 محمدی  
 علیه  
 و علی  
 آله  
 الصلوٰۃ  
 والسلام  
 و نیز  
 شمه  
 ازین  
 میان  
 در  
 بیان  
 وصول  
 ظل  
 باطل  
 هم  
 گزشته  
 تبلیه  
 ساده  
 لوحی  
 ازین  
 عدم  
 توسط  
 که  
 در  
 طریق  
 جذب  
 و غیر  
 با  
 گفته  
 شده  
 است  
 استغنائی  
 از  
 تبعیت  
 خیر  
 البشر  
 علیه  
 و علی  
 آله  
 الصلوٰۃ  
 والسلام  
 گمان  
 نبرد  
 که  
 ان  
 کفر  
 و اتحاد  
 و زندقه  
 است  
 و انکار  
 است  
 از  
 شریعت  
 حق  
 او  
 علیه  
 و علی  
 آله  
 الصلوٰۃ  
 والسلام  
 و بالا  
 گزشته  
 است  
 که  
 جذب  
 به  
 توسط  
 سلوک  
 که  
 عبارت  
 از  
 ایقان  
 شریعت  
 است  
 علی  
 صاحبها  
 الصلوٰۃ  
 و اتحیه  
 ابر و  
 ناتمام  
 است  
 و نتمت  
 است  
 که  
 بصورت  
 نعمت  
 برآید  
 و محبت  
 را  
 بر  
 صاحب  
 جذب  
 به  
 ناتمام  
 تمام  
 کرده  
 با  
 جمله  
 کشف  
 صحیح  
 و اهام  
 صریح  
 نیز  
 بقید  
 پیوسته  
 است  
 و هیچ  
 دقیقه  
 از  
 دقائق  
 این  
 راه  
 و هیچ  
 معرفتی  
 از  
 معارف  
 این  
 قوم  
 بے  
 واسطه  
 او  
 و  
 بے  
 توسط  
 تاجت  
 او  
 علیه  
 و علی  
 آله  
 الصلوٰۃ  
 والسلام  
 نیست  
 و منتهی  
 را  
 در  
 رنگ  
 بتدی  
 و  
 متوسط  
 فیوض  
 و برکات  
 این  
 راه  
 بے  
 تبعیت  
 بے  
 طفیل  
 او  
 حاصل  
 نه







درجات کمال است و ایجاد پرده پس کمال در عدم توسط بود و قصور در توسط از شوکت و عظمت مخدوم است که خادم او در هیچ مقامی از او نمیگردد و بیعت او شریک دولت بندگان او گردد و از آنجا است که ان سرور فرموده است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام  
 عَلَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ رُوتِ اخروی  
 بے توسط و بے حیولت امرے خواهد بود در حدیث صحیح آمده است علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام  
 کہ بندہ چون بہ نماز داخل می شود حجابیکہ در میان بندہ و خداست مرتفع می گردد و ایند صلوٰۃ مطرح  
 موسن آمد و حظ وافر از ان بفضیلت منتهی و اصل گشت چه رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی است  
 پس ارتقاع توسط و حیولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است کہ  
 بمحض فضل و کرم آنرا عطا فرموده اند و بحقیقت آن متحقق ساخته

من اینخاکم کہ ابر نو بہاری | کند از لطف بر من قطره باری

خوش گفت

اگر بادشہ بر در پیرزن | بیاید تو ای خواجہ سببت کین

مشایخ طریقت قدس احدی را ہم در توسط و عدم توسط آن سرور اختلفا فرما دارند علیہ و علی آله الصلوٰۃ والتسلیمات جمعے بتوسط رفته اند و گروہے بعدم توسط و بیچ کدام شان تحقیق توسط و عدم توسط نہ نموده است و از کمال و قصور شان سخن نگفته ارباب ظواہر نزدیک است کہ عدم توسط را کہ کمال ایمان است کفر و اندوقایل آنرا نادانستہ تضلیل کنند و توسط را از کمال ایمان تصور نمایند و قایل آن را از کمال تابعان شمرند و حال آنکہ عدم توسط یعنی از کمال متابعت است و توسط مشعر از قصور متابعت کہ امرے کُلِّ ذَلِیْلِ مِثْلِهِمْ  
 بِعَدَمِ الدَّرَكِ عَنْ حَقِيقَةِ الْحَالِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِبُّوا  
 يَعْلَمُوهُ وَمَا يَأْتِيهِمْ نَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ  
 تند و ما و لیسے گفتن انکارے از پیر ظاہر نیست زیرا کہ او لیسے کسی است کہ روحانیان را در

تربیت او مدخلتے باشد حضرت خواجہ احرار اقدس سرہ باوجود پیر ظاہر چونکہ ارادے از روحانیت  
 حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ یافتہ بودند اویسی می گفتند و همچنین حضرت خواجہ نقشبند باوجود  
 پیر ظاہر چون مدد از روحانیت حضرت خواجہ عبدالمخالق قدس سرہ یافتہ بودند اویسی بودند  
 علی الخصوص شخصی کہ باوجود اویسیت اقرار بہ پیر ظاہر دارد و بزور انکار بر پیر مراد بسبتن  
 عجب الضاف است مخدوم و نامراد از ترکیب لفظ عبدالباقی معنی اصنافی است نہ معنی علمی  
 ہر چند بابلغ و جوہ اشعاری بمعنی علمی ہم دارد یعنی پیرین ہر چند بندہ باقی است اما تکفل  
 تربیت من است باقی است اینجا کہ نام تحریف است و چہ سو را ادب اللہ تعالیٰ الضافی بدہ مخدوم  
 قصور سے کہ در معنی سجالی کہ از بسطامی قدس سرہ در غلبات سکر صادر شدہ است گفتہ  
 باشد لازم ہنی آید از آنکہ آن قصور در قابل آن مستقر و ستم باشد تا دیگرے از وی افضل ہو و چہ  
 بسا معارف است کہ در وقتہ بمقتضای حال الوقت صادر شدہ است و در وقت دیگر بعضی  
 خداوندی جل شانہ چونکہ قصور آن معرفت را دریافتہ است از ان در گزشتہ و بمقام فوق  
 رسیدہ در مکتوب شریف اندراج یافتہ بود کہ ارباب سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند  
 گنجایش دارد اما از ارباب صحواظہا این سخنان بسیار مستبعد است مخدوم ماہر کہ این سخنان نوشتہ  
 است منشای آن سکر است و بی مخرج سکر دین باب دست بقلم نہ برودہ غایت مافی الیباب  
 در سکر مراتب کثیرہ است ہر چند سکر بدیشہ شطح غالب تر سکر بسطامی باید کہ بے تخاصی قفل  
 لوای اسر قع من لوای محمد از ان ہو بود آید پس ہر کہ صحو دار دگمان کنند کہ سکر ہمراہ او  
 نیست کہ آن علین قصور است صحو خالص نصیب بلام است ہر کہ صحو را ترجیح دادہ است مرادش غلبہ  
 صحو است نہ صحو صرف و همچنین ہر کہ سکر را ترجیح می دهد مرادش غلبہ سکر است نہ سکر خالص کہ آن  
 آفت است جنید قدس سرہ کہ رئیس ارباب صحو است و صحو را بر سکر ترجیح می دهد چنانکہ عبارت  
 سکر آمیز دارد کہ چہ تعداد آن نماید فرمودہ هو العارف والعرف و گفته ولون الماء لون انشاء  
 و فرمودہ الحکمت اذا فصرین یا لقد جبر لکم ربکم لہ اشواق صاحب عوارف کہ از

است و شایسته  
 شدہ  
 ملاحظہ  
 بر عوارف باقیم  
 پیر و عوارف  
 لا شوق  
 گفتہ



کمال اہم باب صحیح است در کتاب و چندان معارف سکریہ است کہ چہ شرح آن دیدہ و این فقیر در  
ورقے بعضے معارف سکریہ اور اقدس سرہ جمع کردہ است از بقایایے سکر است کہ تجویز افشار  
اسرار نموده می آید و از سکر است کہ مباحات و افتخار کرده میشود و از سکر است کہ عزت خود بر دیگری  
اظهار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار را بجا نبرد و خود را از دیگرے بہتر دانستن شرک باشد  
بقیہ سکر در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است اگر نمک نہ باشد طعام معطل و بیکار بود

اگر عشق بنودے و غم عشق بنودے | چندین سخن بفر کہ گفتی و شنودی

صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدیمی ہذا علی رقبۃ کل قلبی را کہ از حضرت شیخ  
عبدالقادر قدس سرہ صادر شدہ است بر ہیئت سکر محمول داشته است مرادش قصور این قول  
نیست کہ ما تو ہم کہ آن عین محبت است بلکہ بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن کہ  
بنی از مباحات و افتخار است بے بقیہ سکر کا بن نیست کہ در صحو خالص بہ امثال ابن سخنان حکم نول  
و شوار است این فقیر کہ این ہمہ وفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہر  
سخن شریف شاعر را یافتہ است کہ از روی صحو خالص فریفتہ است بے مزج سکر حاشا کہ آج ام  
و سکر است و گراف و سخن باقی است سخن با فان کہ بصحو خالص متصفت اند بسیار اند چرا این قسم  
سخنان نیافتند و دل با سے فردم بلانہ جانہ برند

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہر زہ نیست | ہم قصہ غریب و حدیث عجیب است

مخدومال این قسم سخنان کہ بنی از افشای اسرار باشد و از ظاہر مصروف در ہر وقتے  
از مشایخ طریقت قدس سرہ تعالی اسرار ہم بظہور آمدہ است و عادت ستمردہ این بزرگانان  
گشتہ امری نیست کہ این فقیر آن را ابتدا کردہ باشد و اختراع نموده کیس ہذا اولی قاسم و مہر  
کثیرت فی اہل اسلام پس این ہمہ شور و غوغا چیست اگر لفظے صاوری شدہ است کہ ظاہر ش  
سلاہقت معلوم شرعیہ ندارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نموده مطابق باید ساخت  
و مسلمان را ستم نباید کرد و اشاعت فاحشہ و تفسیح فاسد و ہر گاہ در شریعت حرام و سکر باشد تفسیح

مسلمانان بر مجرب و اشتباه چه مناسب بود و نیز بشهر آن متناهی کردن کبریا تمیزین باشد طریق  
 مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه ظاهرش مخالفت و کلمه شریعہ است اگر از شخص سے صادر شود باید  
 دید که قائل آن کیست اگر ملحد و زندق بود در آن باید کرد و در راه اصلاح آن نباید کوشید و  
 اگر قائل آن کلمہ از مسلمانان بود و ایمانی بخدا و رسول داشته باشد در اصلاح سخن او باید  
 کوشید و محل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن  
 عاجز آید صحبتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر برفق اولی است کہ با حاجت نزدیک است و  
 اگر مقصود حاجت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است اللہ تعالی توفیق دہا و عجب آنکہ  
 از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباهی و انحرافی  
 در طائران شمانی ظاری شده بود مانکہ انعکاس باشد بایستی کہ مظان اشتباه را ایشان خود  
 حل می کردند و برین فقیر یعنی انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید کہ  
 بعضی از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت نمیدادند

### ماز یاران چشم یاری داشتیم

قال نوشته اند کہ سیر مرادی و عمریدی امری است کہ بوجہ ان صاحب آن سیر تعلق دارد  
 پس صحبت و برہان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و ایچاکس چه سخن کند کہ باہ سخن بر بستند  
 لکن ہر چیز را حجت و برہان باید ہیچ چیز بے حجت و برہان معقول و مقبول نمی افتد مراد ان و  
 محبوبان خود در اصلاح قوم ہمان کسانی کہ نخست ایشان را جذب می نمایند و بدرگاہ می کشند  
 بعد از ان توفیق سیر و سلوک دادہ و اہل می سازند کہ معنی مجذوب سالک است و عمریدان  
 انانکہ ایشان را بعد از سلوک می کشند و ایشان را سالک مجذوب می گویند یا این ہم میباشد  
 کہ صاحب سیر مرادی بجای میرسد کہ در ادرت ادب حق و قرب و وصول سے جناب قلم سے  
 تقالے و سالت حضرت سید المرسلین و سالتان محبوبین علیہ السلام سقوط می پذیرد و  
 بر من افتد و در جمیع کمالات برابر سید المرسلین می باشد و بہ دعویٰ شرکت و ہمسری و برابری

می کشد و جامع کمالات ابراهیمی و محمدی می گردد و صاحب این سیر هم پره محمد رسول الله صلعم  
 می گردد و می گوید که هم چنانکه آن حضرت مرید خداست بیواسطه من هم مرید خدا ام بیواسطه  
 اقول برین قول خدشه با دارد می شود خدشه اول مرتبه مریدان و مرزوان اگر استقامت  
 نظر دیده شود از ان واضح خواهد شد که تا آنکه مرتبه سلوک جذب اطله کرده باین مقامات نرسد  
 مرید و مراد و مقامات ایشان را نتوان شناخت

سرفقت بقیس و قصه مہدی

من لم یذق لم یدر ع لذت می شناسی بخدا ناخشی در عوارف المعارف  
 تعریف مریدین مذکور است **وَالسَّالِكُ الَّذِي تَدْرِكُهُ الْجَذْبَةُ هُوَ الَّذِي**  
**كَانَتْ بِدَائِيَةِ الْجَاهِدَةِ وَالْمُكَابِدَةِ وَالْمُعَامَلَةِ بِالْإِخْلَاصِ وَالْوَفَاءِ بِالشَّرْطِ**  
**تَوَارُجَ مِنْ وَجْهِ الْمَكَابِدَةِ إِلَى رَوْحِ الْحَالِ فَوَجَدَ الْعَسَلَ بَعْدَ الْعَلَقِ**  
**وَتَرَوُحَ بِنَسَمَاتِ الْفَضْلِ وَبِرِزْمٍ مِنْ مَضِيْقِ الْمُكَابِدَةِ إِلَى مُتَسَحِّ**  
**المسَاهلة و أنس بنفحات القرب و فقه له باب من المشاهدة فوجد دواء**  
**وفاض و عاءة و صدرت منه كلمات الحكمة و مالت إليه القلوب**  
**و توالی علیه فتوح النیب و عمار ظاهره مسددا و باطنه مشاهدا**  
**و صلب للجلوة و صهار له في جلوته خلوة فيغلب لا يغلب و يفترس و لا**  
**يفترس يو هل مثل هذا المشيئة لانه اخذ في طريق المحبين و در تعریف**  
**مرادین مسطور است المجدوب المتدابك بالسلك ببادية الحق بالكشوف**  
**و انقاد اليقين و يرفق عن قلبه الحجب و يستتر بانوار المشاهدة و ينشرح**  
**و ينفسم قلبه و يستجاف عن الشر و وينيب الى دار الخلود و يرتوي**  
**عن بحر الحلال و يتخلص من الاغلال و الاعلال و يقول معلنا لا عبد ربنا الا الله**  
**ثم يفرض من باطنه على ظاهره و يجري عليه من الجاهلية و العاهة من غير مكابدة**

لا  
 تبيّن  
 من  
 المشيئة  
 لانه  
 اخذ  
 في  
 طريق  
 المحبين  
 و در  
 تعریف  
 مرادین  
 مسطور  
 است  
 المجدوب  
 المتدابك  
 بالسلك  
 ببادية  
 الحق  
 بالكشوف  
 و انقاد  
 اليقين  
 و يرفق  
 عن قلبه  
 الحجب  
 و يستتر  
 بانوار  
 المشاهدة  
 و ينشرح  
 و ينفسم  
 قلبه  
 و يستجاف  
 عن الشر  
 و وينيب  
 الى دار  
 الخلود  
 و يرتوي  
 عن بحر  
 الحلال  
 و يتخلص  
 من الاغلال  
 و الاعلال  
 و يقول  
 معلنا  
 لا عبد  
 ربنا  
 الا الله  
 ثم يفرض  
 من باطنه  
 على ظاهره  
 و يجري  
 عليه  
 من  
 الجاهلية  
 و العاهة  
 من  
 غير  
 مكابدة



آن روز کہ آتش محبت افروز شد	عاشق روش روز مستشرق آفتاب شد
از جانب دوست سرزد این روز گذار	تا در نہ گرفت شمع پروانه سوخت

پس چنانکہ مرید و مراد سالکان راہ دریا نیز همچنان سیر مرادی و مریدی امریست کہ بوجہ این صاحب آن سیر تعلق دارد پس محبت و برہان براسے اثبات آن طلبیدین گنجائش ندارد و درین امر راہ سخن بر بستہ نیست اگرچہ راہ مراد صعب است و وصول الیہین راہ بجز محنت محال است فاما اگر ذوق دارند چر محنت نکشند و مقامات سلوک اطمینان کنند و بمرتبہ مریدی فایز نشوند تا این مقام کجا ہم بصیرت بنگرند خدشہ دوم براسے ہر چیز ضرورت محبت و برہان در محل نظر است در مریات و ندوات کہ طفل سیوار ہم از ان واقف باشد راہ استدلال بر بستہ اند بر اعمی تبین انوار شمس بچ محبت و دلیل نسیب و کسبیکہ مدت العمر شکر و نمک را نہ چشیدہ شکل اول بدیعی الانساج گرسے از ان نہ کشاید خدشہ سیوم تعریف مراد و مرید کہ بزرگاشتہ شد در ان مقصود راست و  
 الا عمر ما بقینا خدشہ چهارم در تعریف مجدد ب سالک لفظ نخست تحریر فرمودہ شد و درین لفظ نخست و بواسطہ درین مقام فرقی نمی نماید پس این مادہ شہاسے باشد کہ جا بجا حضرت معترض بر لفظ بواسطہ مرہ ابتدا ولی و کراۃ بعد اخرے وارد نموده

وقت مردن دامن قاتل بدست آمد مرا | آخر عمر آرزو سے دل بدست آمد مرا

اگر حضرت معترض معنی لفظ نخست را ندہن خود منقش می فرمود بار بار این اعتراض را اعادہ

حضرت معترض در اخبار الاخبار در ذکر حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی کہ اسناد معترض بود می نویسند

عزیز کردہ شد کہ فحاشی و حدت چہ باشد فرمودند کہ آن البقی است چہ چشیدان تعلق دارد و مطلوب حقیقی جمیع

عالمیان این ادراک تہان لذت است و ہر کس کہ در غیر خود یکبار آن لذت چشید دیگر تازندہ است ذوق آن باقی است

انہی پس چہ استعین کلام استاد خود را فراموش کند و چرا بر آن محبت و برہان نہ طلبد و چرا نہ گوید کہ هیچ چیز بجز محبت بر

معتول و مقبول نمی افتد سیر مرادی و مریدی ہمان مقام فنا است فہوس است کہ معترض کلام استاد خود را فراموش کردہ اعتراض

کہ باجیب بسوی کلام استاد و است ۱۲ منہ ۱۵۔ امران است سخن تہان است کہ من بیان کردم ۱۳



نہی کردہ اندرین صورت تمام اعتراضات را چہ بسوے کلامش خواهد بود	
چہ بے دردانه امشب رود دل با یاری گفتم	کہ او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم
خدا ششم پنجم حضرت معترض در تعریف مراد می فرماید بعد از آن توفیق سیر و سلوک اود و اصل می سازند بانکہ اول گفته کہ نخست ایشان را بخود می کشد کہ بمعنی وصول است والا کلام صحیح نمی شود کہ معنی مجذوب با لک همین است کہ اول وصول است بعد از آن سیر و سلوک سخن معترض رحمه الله کہ بعد از آن توفیق سیر داده و اصل می سازند عکس نیست بدین مقام بغایت ادب گزارش می رود کہ ہر گاہ حضرت معترض را بہ فن تقوی و چنان ممارست نباشد کہ تعریف مراد و مریدین بزرگوارند پس اینجا کس چہ سخن کند کہ راہ سخن بر بستند بجز آنکہ گفته شود کہ سیر مرادی و مریدی امرے است کہ بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس	
حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدین گنجایش ندارد	
اے کہ شور محشر از بے باکیت نہ گامہ است	از خدا خفت برای ما سفارش نامہ است
خدا ششم ہشتم ہر گاہ خود حضرت معترض در تعریف لفظ نخست زرب تحریر فرمودہ پس نہ سقوط و ساطت کدام است حالہ است اگر و ساطت است پس نخست چرا تحریر ساخته فعلیہ البیان خدا ششم ہفتم پنچہ تحریر فرمودہ بر می افتد از بیچ جاز کلام حضرت مجدد یافته نمی شود کما بینا	
پرسید ز من کیسیکہ معشوق تو کیست	گفتم کہ فلان کس است معصود و پوخت
بنشست و بہای نامی بسنگ کیست	کز دست چنین کس چہ جان خواہی برست
خدا ششم ہشتم ہر گاہ معترض در معنی مرید نگاشتم کہ بعد از سلوک می کشند پس درین فعل کہ آنحضرت مریدند است بی واسطہ و مرید خدام بی واسطہ اجتماع مٹا فیدین است و ذہول است از معنی مرید	
جای نمی روی کہ دل بدگمان ما	تا باز گشتن تو بعد جانی رود
قال وانکہ نوشته اند کہ کسی را کہ حق تعالی قوت قدسیہ دادہ اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر نہ کیسکے علامتہ نماید و فیہ حق و برکات و علوم و معارف الهی اشانہ کہ او بان متذکر است	

مشاہدہ کند تو اندک کہ تکمیل بسیر مراد می آید تا به هیچ محتاج بدلیل نبودن سبب است یعنی شتاب این قدر  
 ادراک و شعور ندارد یکہ او ضلع و احوال و جمال و کمال ما را ملاحظہ نماید و فیوض و برکات و  
 علوم و معارف ما را کہ بدان متفرد و ممتازیم مشاہدہ کنند و بسیر مراد می آید تا به هیچ محتاج بدلیل  
 چه حاجت است اقول زنا تم کہ این چه اعتراض است و بجز واصلان بارگاہ مقربان در گاہ  
 را کہ مشناسد و یکہ معنی مراد و مریدند استہ باشد از وقوع ادراک احوال و ضلع بسیر  
 مراد می کہ می توان شد مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ فرمودہ اند کہ چون علامہ سید  
 شریف جرجانی بہ صحبت حضرت خواجہ علاء الدین عطار عطر اسد تریبہ رسیدند و آنحضرت ایشان  
 را قبول فرمودند ایشان از حضرت خواجہ التماس نمودند کہ مراد صحبت با کسے فرمایند از صحاب خود  
 کہ بواسطہ صحبت وی اہلیت این مجلس حاصل کنیم و مناسبتہ با اہل این نسبت پیدا سازم حضرت  
 خواجہ ایشان را بہ صحبت ما حوالہ کردند و سید بعد از فراغ درس می آمدند و پیش ما می نشستند  
 و سکوت می کردند روزے نشسته بودند و مراقبہ کردہ ناگاہ بے خودی بے طاقتی از ایشان  
 ظاہر شد چنانچہ عمامہ از سر ایشان افتاد ما برخاستیم و عمامہ بر سر ایشان نهادیم چون بہ حال خود  
 آمدند سبب آن بے خودی پرسیدیم گفتند عمر ما بود کہ آرزو سے آن داشتیم کہ یکساعت بوح بند کہ  
 من از نقوش علیہ پاک شود و زمانے دل من از اندیشہ منلو مات خود خلاص یابد درین ساعت  
 بہ برکت این صحبت آن معنی دست داد از غایت ذوق و لذت آن مرا بے خودی روی نمود  
 از من بے ادبی صادر شد

نقد حیات خواہی جان کن فدا سے جانان	کین بہت در رہ عشق آئین مہربانان
مستان جام شوقش بر بوی لطف جامش	بر در گہ جلالش آئید جان فشانان
از چشم بد بہانند از خویش تن بہسان تر	عالم شدہ سمن بواز بوسے آن بہانان
چہن شیر روزگاری زان رہ نشان چہ بچی	گر رہ روی نشان جواز راہ بے نشانان

قال ایجاب آن سخن یاد می آید کہ یکبار سے از زمین باران یکے بخورمت ایشان نوشتم بود

کہ حسب است کہ با وجود این عظمت و جلال و مرتبت کرامت از شما ظاہری ستور در جواب او  
نوشتند کہ امام کرامت بالاتر ازین معارف و حقایق باشد کہ با بیان می کنیم و بر او آدمی گردد کہ  
دیگران را طاقت بیان آن نیست معجزه حضرت رسول اند نیز سخن بود کہ بجز تہ اعجاز رسیده  
بود اقول این کلام بیچگونہ محل اعتراض نیست کہ بچنان از بزرگان مروی است منقول است  
کہ مولانا صفہانی کہ در حدیث بے نظیر روزگار بوده بحضرت عزیزان خدا سے داد قدس  
سرہ بر سبیل تفرغ گفتہ کہ شما دعویٰ قطبی بہ کردہ اید سلطان ماساہ بیگ خان می خواہد کہ بر  
سر راضی رود چند ہزار زرہ و سلاح در کار است پیدا بکنید چون قطب ہر چہ خواہد می کند  
حضرت عزیزان فرمودند کہ دعویٰ از درویشان دور است لیکن اگر بمنصب قطبی قانع باشیم  
از فرعون و فرود بدتر باشیم چہ منظور این طائفہ عالیہ غیر از محبوب حقیقی نیست

چہ منصب تعلق بود ای سپہ	تعلق حجابت بود سر سپہ
تعلق حجابت و بے حاصلی	چو پیوند با بکسلی و حاصلی

پس از مجلس حضرت عزیزان بغضب برخاستہ اند و مولانا سے مذکور دامن آن حضرت ا  
بر سبیل معذرت گرفتہ الشیطان التفتات بوی نہ کردہ متوجہ فرار فالٹن الانوار حضرت خواجہ  
بہار الحق والدین قدس سرہ شدند چون بہ پل علی سلیمان کہ در راہ ہزار آن حضرت است  
رسیدہ اند فائقہ بروح پر فتوح الشیطان خواندہ برگشتہ اند فرمودند کہ بہر دشمنندے را ولی  
از اولیاء اللہ مہربی است و ہر ولی را بنی از انبیاء اللہ علیہم السلام مہربی است چون مولانا صفہانی  
بر بابے ادبی کرد متوجہ شدیم کہ از اولیاء اللہ مہربی این مولانا باشد معلوم باشد کہ حضرت  
خواجہ بزرگ قدس سرہ مہربی و سے بودہ اند چون بدینجا رسیدیم روح شریف حضرت خواجہ  
بزرگ پیشوا آئندہ فرمودند ما از ان مہربی کہ بر شما ہے ادبی کردہ گزشتیم تا زینجا خبر یاد کردہ

۱۵ در سالہ فارغات علی بہائی رحمہ اللہ مذکور است بتدی راغب کرامت است ہنہی طالب ہمتقامت ظہور کرامت ہنہ

استدراج اہل حرمان ثبوت استقامت سراج معراج ارباب ایتقان ۱۲



برگشتم بیداران بنمایان نه کشیده که مولانا می هم زمانی بتیلت خیرام بتیلتا گشته بهان عیلت بلک  
 شده است فقط غرض از نقل این حکایت این است که از اولیاء اللہ اگر خواستگار کرامتے شوند  
 ضرورت نیست کہ حسب تمنای شان ظاہر کرده شود و بجا آن سخن یاد می آید کہ یکبار سی از یاران  
 یکے خدمت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ عرض کرد کہ عجب است کہ با وجود این  
 عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از شما ظاہر نمی شود در جواب او فرمودند کہ کلام کرامت بالا  
 تر ازین خواهد بود کہ با وجود چندین بار گناہ بر روی زمین میتوانم رفت و زمین از بار گناہ ما  
 عرق نمی شود تحقیق مقام آن است کہ خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضے مردان  
 اولیاء اللہ اند و مقربان در گاہ و خرق عادات اینها ظاہر نہ شد چنانچہ از اکثر اصحاب سہولت  
 صلے اللہ علیہ والہ وسلم خرق عادات مردی نیست حالانکہ عموماً اصحاب و از دیگر اولیاء اللہ فضل  
 اند پس معلوم شد کہ فضیلت بعضے اولیاء بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه فضل عبارت است  
 از کثرت ثواب و خوارق در خطوط است مناط ثواب نیست مگر عبادت و قرب الہی و ہذا می بین  
 کرامات اصحاب در مناقب ذکر نہ کردہ اند بلکہ کرامات را باب علیحدہ آورده اند بعد ذکر معجزات  
 خرق عادات در جوگیان ہم می باشد این چنین حضرت مجدد رحمہ اللہ فرمودہ صاحب  
 عوارق گفتہ کہ حق تعالی بعضے مردم را خوارق می دہد و دیگران را خوارق نمی دہد و اینها  
 افضل باشند از صاحب خوارق و خرق عادات کثرت است در مرتبہ از ذکر قلبی تجوید و سہ  
 و شیخ الاسلام خواجہ عبدالصمد انصاری گفتہ کہ مراتب عرفان مطلق است بدریافت ہفت عادات  
 طالبان و مقامات اولیاء و فلست اہل ریاضت و گرسنگی مخصوص بدریافت صور و احوال  
 اشیا کہ غائب از نظر اوست ہر گاہ کہ اکثر خلایق بدنیہ مشغول از روزانہ نماز منقطع و لہای  
 شان بیشتر باطل است بسوی کشف احوال غائبان و این را بسیار عمدہ می دانند انہما  
 با کشف اہل عرفان و حقیقت کار ندارند و می گویند کہ اگر اینہا انہما اہل اللہ می بودند احوال  
 غیب خبردار با سہیستہ چہن این قدر خبر ندارند پس دیگر چه خواهند در یافت این چنین سنافقان

اصلاح  
 اولیاء اللہ  
 در وقت خواب  
 آفتاب بزم  
 یا شب  
 در وقت بیداری  
 بجا آید و ہر وقت  
 است



در حق سید المرسلین علی امده علیه وسلم می آید از این مہمان باین خیالات فاسد و از برکت  
 و دوستان خدا محروم اند و معنی مانند که حق تعالی در باره دوستان خود غیرت دارد که او  
 شان را بشیر خود مشغول نمی کند

من ندانم قاعلات و فاعلات	شعری گویم بہ از حاجات
قافیہ اندیشم و دلدار من	گویدم مند لیس خریدار من

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ از پیر خود روایت کرده اند کہ شیخ محی الدین عربی بعضی جا نوشته  
 است کہ بعضی اولیا کہ از اہنکرامات بسیار ظاہر شدہ وقت رحلت آرد و کردہ اند کہ کاش کہ  
 از ما این قدر کرامت ظاہر نمی شد اگر کسی گوید کہ اگر خوارق شرط ولایت نباشد چگونه معلوم  
 کردہ شود کہ این ولی اللہ است حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ازین سخن دو جواب فرمودہ اند  
 یکے آنکہ معلوم کردن ولایت ولی چه ضرور است ولایت نسبتے است با خدا کہ ازان مطلع  
 باشد یا نباشد اکثر اولیاء اللہ از ولایت خود اطلاع ندارند تا بدیگران چه رسد بعد مرگ مثلاً  
 آن خواهند دید احتیاج بخوارق مرافیاء است کہ برای دعوت خلق اند ضرور است کہ بر خلق  
 بنوت خود ظاہر کنند و با ثبات رسانند اولیاء دعوت می کنند بسوی شریعت پیغمبر خود و معجزہ  
 برای دعوت او کافی است علما و فقہا بنظاہر شرع دعوت می کنند و اولیاء مریدان را اول  
 بسوی بجا آوردن نظام شریعت دعوت می کنند بہتر انہارا ذکر تعلیم می کنند و معجزہ  
 کسا و قات خود بہ یاد اہی مہمور کن تا کہ ذکر اہی مستولی شود و غیر خدا در دل تو خلون کند و درین  
 دعوت احتیاج کرامت نیست دو عم آنکہ مرید بشیخ ہر ساعت ہر لحظہ کہ است شیخ در ذات خود  
 بہ تقییر احوال نیرومی بیند کہ دل مردہ او را زنده کردہ باشد و مکاشفہ سراسر از ساختہ زنده  
 کردن حرف نر و عوام عمدہ کار است زنده نمودن روح و قلب نر و عوام مستہر است پس  
 کہ است در نظر مرید موجود است برای عوام در کار نیست و تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسی  
 اللہ بزرگوار است شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ گفته است کہ بر آب رفتن دور ہوا پریدن و

این  
 قسم  
 متن  
 سابق  
 نام  
 حضرت  
 علی  
 نسبت  
 از  
 جانب  
 است  
 از  
 شیخ  
 عثمان  
 مغربی  
 در  
 وسط  
 در  
 بیان  
 فضیلت  
 او  
 از  
 شیخ  
 عثمان  
 مغربی  
 در  
 وسط  
 در  
 بیان  
 فضیلت  
 او  
 از  
 شیخ  
 عثمان  
 مغربی  
 در  
 وسط  
 در  
 بیان  
 فضیلت  
 او

و از غیب خبر دادن این بیچ کرامت بنزد کرامات آن باشد که کسی را به تمامی عمر بجز اتباع نباشد  
 حرام نرود این عطا در انشا بدان دیگر ممکن باشد که از شیطان بود که شیاطین به این از غیب  
 خبر است و کسانی که ایشان را کاسین گویند از بسیار با خبر دهند و خبرهای عجیب بر ایشان برود  
 اگر بر شیعہ توانی رفتن باک مدار چون آن سگ غضب را که در سینه نسبت در زیر پاهای زوی  
 و مقهور کردی بر شیعہ شستی و اگر از غیب خبر توانی داد باک مدار چون عیب و غرور نفس خوشتر  
 بدانستی و از آفت و تبیین و آگاه شدی از غیب یافتی و اگر آب توانی رفت و در هوا توانی  
 پرید باک مدار چون بیرون از حس و خیال ترا مقامی پیدا آید و بران برفتی در هوا پریدی نهی  
 تفصیل این بحث در مقدمه مذکور شد فارغ الیها و بر حقی از کرامات حضرت مجدد و محمد امجد نیز  
 مذکور شده مگر اصل این است

ما بر اے استقامت آیدیم | نے پے کشف کرامت آیدیم

قال آیدیم بمقصود که در امتیاز شما به بیان علوم و معارف سخن نیست لیکن غایت آنچه ظاهر ہے  
 گردد آن است که شمارا عالم و فاضل و ماہر و دانشور و سخندان و انیم بلکه عارف و کاشف ہم گویم  
 اما آن را از کجا معلوم کنیم شما بسیر مرادی بمرتبہ رسیدہ اید کہ وساطت حضرت سید المرسلین و  
 سیدنا ثنائت علی امہ علیہ وسلم در میان شما و خدای عزوجل نمائندہ است تا آنکہ ہم پیرہای  
 آنحضرت شدہ اید این معنی لازم سیر مرادی نیست و احوال و اوضاع و علوم و معارف  
 شما دلیل نیستند بر آن قول

پس از عمرے نگاہی گریه سویم کرد و جا دارد | شہید زخم شمشیر قفاشل اجر ما دارد

اے برادر علمم علمم مستنزم علمم ہم نم نیست اگر حضرت را علم این معنی نیست کہ حضرت مجید و حکیم  
 بسیر مرادی رسیدہ اند پس از این لازم نمی آید کہ فی الواقع باین درجہ فائز نشدہ باشند  
 اگر گدای بزرگ خدای رسیدہ ظاهر کنند کہ از ماہب اعطایا اکتساب فیض و سہمی می نماید کہ محض  
 بیواسطہ است و در صورت آنکار چسبیت آنچه حضرت باقی باسد قدس سرہ اثبات حضرت معنی مذکور

پہرہ مجذوبہ

حضرت شیخ خود شاہد آن است و این چنین انکار نسبت بیشتر اولیا را انداز علماء سے ظاہر فرمایا  
شده درین محل احوال و اوضاع حسب دعوی خود پیش کردنی بود تا به دفع خلجان متوجہی  
شدم سکوت در پیچہ مواقع از داب مناظرہ و راست

رحم می آید مرابری بلبل آن بوستان | از تراکت های گل فریاد نتوانست کرد  
حضرت خواجہ محمد پارسا رحمه الله در فصل الخطاب می فرماید طائفہ مشایخ اندکہ بجدات عنایت  
حق سبحانہ سلوک راہ دین و سیر بعالیقین حاصل کرده اند و از مکاشفات الطواف خداوندی  
علوم لدنی یافته اند و در پرتو انوار تجلی صفات حق سبحانہ بنیای حقایق و معانی و اسرار گشته اند  
و بر احوال و مقامات و سلوک اہ حق سبحانہ و قونی تمام یافته و از حضرت معزہ سبحانہ ولایت مشایخ  
بدالات و تربیت خلق و دعوت حق عز و علما مورثہ بعد از آنکہ عمری و اعظ نفس خویش بوده  
اند کہ غط نفسک ثم غط للناس و الا فاستحیی منی و از واعظ احمد سبحانہ فی قلب کل مؤمن قبول  
و غط کرده و کمین گاہ بگرد حیلہ نفس نگاہ داشته بحکم فرمان بدعوت خلق مشغول شده اند و  
خلق را از خرابیات دنیا و خمر شہوات و مستی غفلات بخاطر قدس و مجلس انس و مقعد صدق و  
شراب طہور و تجلی جمال ساقی و سقلم بہم بخواتد بحکم و ذکر ہم پیام احمد و ایشانرا از ذوق مشارب  
مردان می چشانند و سلسلہ شوق و محبت در دل ایشان می جنبانند و بحسب عقل و شناخت  
و ذوق و شوق ہر طائفہ از شریعت و طریقہ و حقیقہ بیان میکنند تا ہر کس حظ و نصیب خویش  
بقدر سمیت خویش برمی دارد کہ قدر علم کل اناس مشہر بہم و اگر مرغ جانی بگذر شیانہ بچہم طیران  
کرده بر شبکہ ارادت می افتد و بداندہ بچونہ در دام بلا و عشق بندگی شود آن شہباز بلند  
پرواز را کہ سخت غریب و بدیع افتادہ است در گریز گاہ غلو تنانہ میکنند و چشم ہوائی  
نفس او را مرادات دو جہانی می دوزند و لطمہ ذکر پرورش میدہند تا آن گاہ کہ آن دوشت  
التفات بما سلوی حق سبحانہ از و مشقطع شود و مقام انس حاصل کنند و مستعد و مستحق آن  
شود کہ نشستن بر دست بزرگ ایشان را از ہوا تا آسمان نشین و خلیفہ حق باند سبحانہ و نایب میراث



دار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل دیدہ ہر کس پر جمال و کمال  
ایشان نیتند کہ در زیر قباب غیرۃ حق متوازی اند

مردان ہر ش زندہ بجائے دگرند	مرغان ہواش ز آسمانی دگرند
منگر تو بدین دیدہ بدیشان کالیان	بیرون زدو کولن در جہانے دگرند

خلق از ایشان ہمین سروریش منبید کہ از خویش قیاس جمال ایشان بر خویش و دیگران  
گنند و ایشان را و اعظی از و اعظان یا عالمی از عالمان شمرند و نداشتند لایقاس الملائکۃ  
بالحدادین قال و با وجود کثرت علوم و معارف ایامتصو ز نیست کہ یک جا خطا واقع  
شود و عصمت مخصوص انبیاء است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و خطا در کشف بالتفاق از باب  
کشف جائز است و ملازمان کہ خطا ہا بر شیخ بن عربی ثابت کردہ اند از ہمین عالم است کہ با وجود  
این جقائق و معارف کہ شیخ وارد خطا کردہ است اقول تحقیق مقام این است کہ اگر کشف  
و الہام مخالف حدیث احادیث مخالف قیاسی باشد کہ جامع باشد شرایط قیاس و التجدد  
و قیاس را ترجیح باید داد و حکم باید کرد بخطا در کشف و این مسئلہ مجمع علیہ است در میان اہل  
و خلف چہ کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجتہ قطعہ است و جمال کذب و لسیان در  
روایت ثقات ضعیف است و در کشف اولیا خطا بیشتر واقع می شود و وقتے کہ در میان  
دو کشف اختلاف واقع می شود پس ہر کدام کہ شرع موبدا و باشد اولے تراست بقبول  
و اگر شرع از ان ساکت باشد پس صاحب ہر دو کشف اگر یک شخص است پس کشف خیر او اولے  
و مقبول است چہ کہ صوفی دانگان در ترقی است پس صاحب کشف در زمان اخیر اقرب است بسو  
خدای تعالیٰ و مثل است با نیا و اگر صاحب کشف دو کس باشند پس کشف صاحب صواب اولے  
است از کشف صاحب سکر چہ کہ کلام سکران بسیار احتمال فلفلہ دارد و اگر ہر دو در صحو و سکر کیست  
باشد پس کسیکہ کشف او گاہی مخالف شرع نہ شدہ باشد از کشف ہمین بہتر است کہ نادر کشف و معاف  
شیخ افتادہ باشد و کسی کہ نادر کشف شرع افتادہ باشد کشف او بہتر است از کشف کسیکہ غالباً مخالف افتادہ



و اگر درین مورد برابر اند پس مرتبه کشف دست که منزلت او اقرب است بخدای تعالی بین همه  
 وجوه قوت کشف اند و اگر بهر دو کشف در قوت برابر باشند ترجیح به کثرت اصحاب کشف است  
 اگر یک کشف برده کس منکشف شود و دیگر کشف بر یک مرد منکشف شده کشف ده اولی  
 و مقبول است لیکن اگر صاحب کشف مردی اقوی باشد کشف اقوی بهتر باشد از کشف  
 جماعت و حکم العام همچو حکم کشف است علوی مرتبه کشفهای مجدد الف ثانی رحمة الله علیه دریا  
 است که گاهی مخالف شرع نه افتاده بلکه بیشتر از شرع موید است و بعضی چنان است که  
 شرع از ان سبک است و این همه امور بر کسی که در کلام او نظر انصاف بیند مخفی نماند و جهال  
 خطا مستندم خطا نیست نه ازین جهال اطلاق خطا جائز است تا آنکه خطا ثابت نکرده شود  
 بدلیه اگر از شیخ ابن عربی خطا ثابت کرده شد از ان لازم نیاید که تمامی مکاشفات او لیاقت  
 خطا باشد قال و آنکه نوشته اند که حضرت خواجه مقدس سره در اوایل حال سیر این فقیر  
 را سیر مرادی مقرر فرموده بودند حضرت خواجه اثبات ثمال بسیار می کردند و کسان را واقف اند  
 بر ان بیشتر از همه این فقیر اما اگر الان در قید حیوة صوری می بودند یقین است که با این سخنان  
 از شمار رضی نمی شدند و هیچکس با این رضی نخواهد بود و امیدواریم که شاہم در باطن رضی  
 نخواهید بود و امداء علم عبارت در اوایل حال کسی را درین در طریقی اندازد که گوید شاید  
 در اوایل حال نشانها سے این دریافت با شید بعد از ان حال متغیر شده باشید و الله  
 یحیی الایحی اللہ فایشاء و یتیم مقصود شما خود آن است که در ابتدا در حال این  
 حکم می کردند در انتها خود چه خواهد بود مسلم سیر مرادی و مقام مراد ان ابتدا در انتها شمارا  
 حاصل است اما آنکه سیر مرادی این نتیجه حضرت رسول امد علیه وسلم این معامله دست داد  
 و اینچنین در برابر افتادند که ایشان از میان ساقط شدند و وسطه نماندند قبیح است  
 اقول حضرت شیخ خود این امر را تسلیم می سازند که حضرت خواجه رحمه الله اثبات حضرت  
 مجدد رحمه الله بسیار می کردند و بسیار کسان از ان واقف اند و حضرت شیخ به نسبت

نسبت کنند  
 اجمال است  
 نسبت می کند  
 استغفار  
 بیخبری را که  
 عذر پذیرد و قرار  
 در دست  
 چیزها را که  
 خواهد بود

دیگران زیادہ تر اطلاع دارند

وَاللّٰهِ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهِ | وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَكْثَادُ

وظاہر است کہ ہر گاہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ سیر حضرت مجدد رحمہ اللہ را سیر مرادی مقرر فرمودہ  
 بودند آن اوائل حال بود پس باخرچہ رسد آنچه ایما شد کہ اگر الان در قید حیوۃ صوری می بودند  
 یقین است کہ باین سخنان راضی نمی شدند این محض خطا است حضرت خواجہ دریای معرفت  
 بودند اگر شخصی کہ از فن تصوف بی بہرہ باشد بکدامی کلام معرفت راضی نباشد از ان لازم نمی  
 آید کہ عارف ہم نارضا مندی ظاہر فرماید البتہ این خیالش حسب فرعون و سہ خواہد بود آنچه  
 قیاحت سیر مرادی ذکر کردہ شد همان است کہ خود معترض بان قائل است و جذب مرادان  
 را بواسطی انگار و پس ہر گاہ حضرت معترض تعریف مجذوب سالک بزنگاشتہ بود خیال این  
 معنی کردنی بود کہ ازین تعریف مرادان را سقوط و واسطی گردد و وہمان اعتراض کہ صد بار اعادہ  
 می نماید بر معترض عاید می شود پس اگر این کلام باعث نارضا مندی حضرت خواجہ رحمہ اللہ  
 علیہ در سخیلہ معترض رحمہ اللہ علیہ مرتکز است پس کمال ادب گذارش می کنم کہ اگر حضرت خواجہ  
 رحمہ اللہ علیہ الان در قید حیوۃ صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان از شما راضی  
 نمی شدند و سچکس باین راضی نخواہد بود امید واریم کہ شما ہم در باطن ازین تعریف راضی نخواہد  
 بود قال باز ہمان سخنان کہ مذکور شد پیش می آید و مکرر می شود اقول فی الواقع در  
 مکتوب شیخ از بس تکرار واقع است تا آنکہ اگر تکررات را حذف کنند بر چند ورق مینویسند  
 بود اگرچہ بچوبی فقیر حقیر یا الفاق تحریر بعض مضامین بہ تکرار می افتد مگر ہماکن بر تکررات  
 شیخ قلم زندہ

ہنرم از فریاد خود اگر حرفی گردد و لیک | گو بہ بندم لب بہ افغان سینہ روزن میشود

قال و نوشتہ اند کہ اجتناب مخصوص نسبت بانبیاء علیہم السلام و ہمچنین باین کہ اگرچہ در آیات  
 قرآنی اجتناب ہمہ جا نسبت بانبیاء واقع شدہ است قولہ تعالیٰ وَلَکِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنِیْنَ





وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الخزان المراد محمول في حاله معان على حرركاتهم وسعيه والحمد  
 مكفي مصنون عن الشواهد والنواظر وهذا الذي قاله الشيخ أبو سعيد هو الذي  
 اشْتَبَهَ حَقِيقَتَهُ عَلَى طَائِفَةٍ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَلَمْ يَقُولُوا بِإِلَّا كَثِيرًا مِنَ النَّوَافِلِ  
 وَقَدَرُوا وَأَجْمَعُوا مِنَ الْمَشَائِخِ قَلَّتْ نَوَافِلُهُمْ فَظَنُّوا أَنَّ ذَلِكَ حَالُ مُسْتَمِرٍّ عَلَى  
 الإِطْلَاقِ وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ الَّذِينَ تَرَكُوا النَّوَافِلَ وَأَقْتَصَرُوا عَلَى الْفَرَائِضِ كَانَتْ  
 بَدَايَا نُهُمُ بَدَايَا كُ الْمُرِيدِينَ فَلَمَّا وَصَلُوا إِلَى رَوْحِ الْحَالِ وَأَذْرَكَهُمْ  
 الْمَكْشُوفُ بَعْدَ الإِجْتِهَادِ امْتَلَأُوا بِمَحَالِ فَطَرَحُوا نَوَافِلَ الْأَعْمَالِ فَأَقَامُوا  
 فَتَبَقِيَ عَلَيْهِمُ الْأَعْمَالُ وَالنَّوَافِلُ وَفِيهَا قَرَّةٌ أَعْيَبَهُمْ وَهَذَا التَّوَكُّلُ وَالْكَمَلُ مِنَ  
 الْأَوَّلِ فَهَذَا الَّذِي أَوْضَعْنَا لَهُ لِحَدِّ طَرِيقِ الصُّوفِيَّةِ فَأَمَّا الطَّرِيقُ الْأُخْرَى  
 الْمُرِيدِينَ وَهُمْ الَّذِينَ شَرَطُوا لَهُمُ الإِنَابَةَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَهْدِي إِلَيْهِ  
 مَنْ يَنْتَهِبُ فَطَرَحُوا نَوَافِلَ الإِجْتِهَادِ أَوْلَا قَبْلَ الْمَكْشُوفِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ  
 جَاهَدُوا وَإِنَّا لَنَهْدِيهِمْ سُبُلَنَا يَدْرَجُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَنَاجِرِ الْمَكْسَبِ  
 بِأَنْوَاعِ الرِّيَاضَاتِ وَالْمَجَاهِدَاتِ وَسَهْرِ الدِّيَارِ وَظَمًا الصَّوَابِ فَتَبَاحُ فِيهِمْ  
 يُذَرُّنَ الطَّلَبِ وَتَسْتَجِبُ دُونَهُمُ لَوَاعِمِ الْأَرْبَابِ يَمْقَلُونَ فِي رَمَضَانَ إِذْ رَادَ  
 وَيَتَخَلَّوْنَ عَنْ كُلِّ مَأْلُوفٍ وَعَادَةٍ وَهِيَ الإِنَابَةُ الَّتِي شَرَطَهَا الْحَقُّ سُبْحَانَهُ  
 وَتَعَالَى لَهُمْ وَجَعَلَ الْهَدَايَةَ مَقْرُونَةً بِهَا وَهَذِهِ الْهَدَايَةُ إِنْفَاحُ هَدَايَةِ خَاصَّةٍ  
 لِذَهَابِ آيَةِ إِلَيْهِ غَيْرَ الْهَدَايَةِ الْعَامَّةِ الَّتِي هِيَ الْهَدَى إِلَى أَمْرِهِ وَتَقْيِيهِ بِمَقْفَضِ  
 الْمَعْرِفَةِ الْأُولَى وَهَذَا حَالُ السَّالِكِ الْمُحِبِّ الْمُرِيدِ فَكَانَتْ الإِنَابَةُ غَيْرَ الْهَدَايَةِ  
 الْعَامَّةِ فَآمُرْتُ هِدَايَةَ خَاصَّةً وَاهْتَدَى وَإِلَيْهِ بَعْدَ إِذَا اهْتَدَى وَالْهَدَى بِالْمُرَايَاتِ  
 فَخَلَصُوا مِنْ مُضَيِّقِ الْعُسْرِ إِلَى فِضَاءِ الْيُسْرِ وَبَرَزُوا مِنْ الإِجْتِهَادِ إِلَى رَوْحِ  
 الْأَعْمَالِ فَسَبَقَ إِجْتِهَادُهُمْ كُسُوفَهُمْ وَالْمُرَادُ مِنْ سَبَقِ كُسُوفِهِمْ إِجْتِهَادُهُمْ



ازین تقریر ظاہر است کہ برتنے از صوفیہ بہ اجتناب صرف سرفراز باشند و بعض ہدایت خاص  
 باشند بشرطیکہ ثابت مقدم باشد اما طائفہ اولے پس اجتناب محض این طائفہ علیہ منوط بہ محبوب  
 الہی باشد ایشان بلحاظ اصطلاح صوفیہ محبوب مراد گویند کہ بدون سابقہ کسب حق تعالیٰ جل شانہ  
 برایشان ظاہر شود و کشف ایشان بر اجتناب مقدم باشد چنانچہ بعض از اجلہ صوفیہ چنان  
 یافتہ شدند کہ اولاً بجدب الہی حجب از قلوب ایشان زائل شد و شعاع نور البقین بر قلب ایشان  
 پرتوے انداختہ تا آنکہ سحاب عنایت تمامی لغت ابرایشان باریدہ و کرامات و بخشایش ہائے  
 انواع واقسام بے طلب ایشان بخشیدہ پس ایشان توجہ باعمال واجتہاد نمودند اعمال ایشان  
 علت اجتناب بودہ است بلکہ اجتناب مقدم باشد بر اعمال اما طائفہ ثانی پس قرب ایشان بر کسب  
 و ریاضت و مجاہدہ نفس و بیداری شب و روزہ و کم خوردنی منوط باشد این طائفہ را سالک  
 محب مرید گویند مگر بدستے کہ با ایشان حاصل بود ہدایت خاصہ باشند عامہ کہ ہدایت بسوا از معروفی و منکر  
 را گویند این انابت غیر ہدایت عامہ باشد بہ برکت این ہدایت این طائفہ از مضائق عسر آید  
 بہ فضا و لیس طہیران کنند و بحالات و مقامات فائز گردند خدشہ دوم پنچہ اجتناب اولیاء و احد  
 منحصر در کسب ریاضت گفتہ شد سخن بے دلیل است کہ بمقابلہ کلام شیخ الشیوخ بگوئے نہ  
 ارزد اگر در میناب اولیاء است را با انبیا مشارکت باشد بیچ محذورے لازم نیاید و این با  
 تفسیر قول حق سبحانہ تعالیٰ یجتبی الیہ من یشاء المرید الیہ من یشاء و النسب تبعید است  
 درین آیت یجتبی الیہ من یشاء را بمعان نظر دیدنی است معنی این است حق تعالیٰ اجتنابی  
 کند ہر کسے خواهد یعنی بدون سعی او برگزیدہ می کند و ہدایت می کند کسے را کہ رجوع می آرد  
 جذب مطلق کہ عبارت است از اجتناب چنانچہ انبیا را سے باشد بہ سبب مناسبت با مبدء  
 فیاض اولیاء را ہم دست می دہد لیکن بعد حصول مناسبت تام با حق تعالیٰ چرا کہ مانع از جذب  
 مطلق عدم مناسبت بود و آن مناسبت بتبدل باشد پس معلوم شد کہ صوفی چون بسیر  
 مریدی واصل شود و دیگر منازل طے کردہ بمقام محبوبیت رسد و مبتلا بہت رسول خدا صلے علیہ

علیہ وسلم محبوب خدا گرد درین وقت اجتناب او بہ نیابت موقوف نباشد پس انہاں آنچه ترقی  
 اورا خواهد شد بسیر مرادی خواهد شد مراد رومی از شیخ تاج الدین روایت کرده کہ گفت کہ گاہ  
 باشد کہ حق تعالیٰ جذب کند بندہ را بسوی خود و بیچ استادی را بروی نگزارد و از حسن  
 پر سیدند کہ مرشد تو کسیت فرمود پیش ازین عبدالسلام بن شیبہ بود اکنون وہ در ریاست  
 پنج در آسمان است پنج در زمین است از شیبہ پرسیدہ شد کہ مرشد تو کسیت گفت پیش ازین  
 جماد و باس بود اکنون ازد و دریامی خورم دریایے نبوت و دریایے فتوت خدشہ سیدم  
 وجہ مباحات صرف عدم توسط نیست بلکہ تمامی احوال سیر مرادی کہ بمقام خود مذکور است  
 موجب ہزاران مباحات است ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء قال تو کہم  
 رسول فیوض سالک اب توسط و حیلولت خیر البشر تا زمانے است کہ حقیقت سالک حقیقت  
 محمدی کہ جامع جمیع حقانیت است و از حقیقتہ اسحقان گویند منطبق نگشتہ است و بہ آن متحد  
 شدہ است و چون کمال متابعت بلکہ بعض فضل این حقیقت را بان حقیقت اتحاد حاصل  
 گشت توسط برخاست چہ توسط حیلولت در مغایرت است انتہی اتحاد حقیقت سالک  
 با حقیقت محمدی کہ حقیقت اسحقان است چہ معنی دارد و چہ صورت دارد این سخن از مقام ادب  
 والضان و راست و گستاخی صریح و گداز و فصحیح و با قطع نظر از حکم عقل کہ اتحاد خبر یکے شدن  
 انہا ہر چند خبر و کل و خبری و کلی باشند از محالات است لازم می آید کہ حقیقت ہر سالک  
 کہ باین مرتبہ و مقام رسد حقیقتہ اسحقان گردد و ذلک ظاہر السطلان پس اگر از اہل حقیقت  
 کسے این اطلاق کردہ باشد و حکم با اتحاد نمودہ معینش فناے آن در دو غیبت از خود در  
 حضور و سے خواهد بود بحیث کمال متابعت و غلبہ محبت چنانکہ فنا فی الشیخ می گویند و خود  
 است تمام عالم و پیر چلبہ بنی آدم و وجہ تمام کائنات و قبلہ موجودات اوست علیہ فضل الصلوٰۃ  
 و اکمل التحیات ہمچنانکہ اتحاد بذات مطلق الہی را تفسیر کردہ اند باستغراق در ہستی حق گذارنے  
 الفقرات و چون اتحاد اعتبارے و حکمی است با مغایرت حقیقی و لقس الامرے منافات نخواہد

داشت و منافی و وساطت و حیولت نخواهد بود و خود تعیین تشخیص حقیقت سالک و جہت  
او باقی است چنانچه اہل فنادر توحید میگویند

تواوینہ شومی وے اگر جہد کنی | جای برسی کز تو تونی بر خیزد

یعنی ان تونی و دونی کہ پیش از فنا و گم شدن دروے بود بلکہ ہمیں گم شدن و فانی گشتن  
دروے قرب و وصول بحق است بوساطت وی پس این اتحاد و تطابق کہ حاصل گشته  
است عین توسط است اگرچہ این واصل جہت غلبہ بخودی و فنادر یافت این وساطت  
مخفی تواند کرد حقیقت محمدی را عارفان واسطہ می دانند و می یابند در وجودات تمام اشیا و  
صفات و کمالات از جوہر و اعراض کہ وصول بحق و شہود وے نیز از ان جملہ است چہ آنہا کہ  
بان حقیقت رسیدہ و دروے فانی گشتہ و حکم اتحاد گرفته و چہ غیر آن بلکہ توسط نسبت لطائف  
اولے و دریافت ان نسبت اقرب نظر باشد و این سخن دقیق است اقول این کلام از سرتا  
پا از عدم متبع کلام قوم ناشی است اگر حضرت شیخ بہ کتب قوم رجوع می آورد البتہ تفسیر حضرت  
مجدد رحمہ اللہ بہ فہم عالیہ می رسید درین مقام از حضرت محضر سبب علم مزاوت کتب  
لصوف بیشتر خطا با سر زده کہ ذکرش باعث تطویل است فاما بطور المنوذج بہر چند امور اکتفا  
مے رود امر اول درین مقام اتحاد بمعنی یکے شدن جزو کل و خبری و کلی نیست بلکہ در اصطلاح  
متصوفین **الاتحاد** مطلقاً **شہود الواحد الحق سبحانه الذی بالکل** **بہ** **موجود** **فالحق سبحانه**

لہ اتحاد شہود واحد حق است کہ الہوی موجود است پس حق سبحانه متحدے شود باوے کل باین حیثیت کہ کل شے بوسے موجود  
است و معدوم بنفسہ است نہ ازین حیثیت کہ براسے او وجود خاص است کہ باو متحد شدہ کہ این مجال است و بعضے  
گفتہ اند اتحاد ظہور سلطان حق است بر بندہ باین حیثیت کہ انداز تصرف باز دارد و قائم مقام او شود باین اشارہ است  
سبوی حدیث صحیح کہ بطور حکایت است از امام نعلی من گوش ادیم چشم ادیم و ہر گاہ سلطان حق بر بندہ باین طور ظاہر نشود کہ انداز  
تصرف باز دارد و قائم مقام او گرداند ملاحظہ شود و حسن طور صفات و افعال از بندہ وان فی حقیقت از حد اکتالی است کہ در بندہ  
بصفت ذاتیہ خود متصرف است چنانچہ در حدیث گفت **لہ سمعوا لہوا وای است ۱۲**



يَعْدِيهِ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنِ كُلِّ شَيْءٍ مُوجُودًا بِهِ مَعْدُومًا بِنَفْسِهِ لَا مِنْ حَيْثُ  
 أَنَّ لَهُ وَجُودًا خَاصًّا بِأَحَدِيهِ فَإِنَّهُ هَجَالٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْإِتِّحَادُ هُوَ ظُهُورُ  
 سُلْطَانِ الْحَقِّ عَزَّ وَعَلَا عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يُعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَتَوَبُّ مَنَابَهُ  
 وَهِيَ إِشَارَةٌ إِلَى مَعْنَى الْحَدِيثِ الْقَوِيضِ حِكَايَةً عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كُنْتُ سَمِعُهُ وَبَصَرُهُ  
 وَإِذَا ظَهَرَ سُلْطَانُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يُعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَتَوَبُّ  
 مَنَابَهُ يُرَى فِي الْحَيْسِ ظُهُورُ الصِّفَاتِ وَالْأَعْمَالِ مِنَ الْعَبْدِ وَهِيَ فِي الْحَقِيقَةِ لَوْلَا  
 عَزَّ وَجَلَّ لَمْ تَصْفِرْ لِصِفَاتِهِ الدَّائِمَةِ فِي الْعَبْدِ عَلَى مَا وَرَدَ فِي فِرْكَتِكَ لَمْ تَسْمَعْ وَأَبْصَرَ  
 چنانچه حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ در فصل الخطاب افادہ فرمودہ پس این چنین اتحاد را

از ادب و انصاف دور دانستن یا گستاخی و گزاف شمردن غلط فہمی است امر و حقیقت  
 محمدی در اصطلاح صوفیہ ہی الذات مع التعین الاولیٰ هو الاسم الاعظم کا و مصطلح  
 حضرت مجدد رحمہ اللہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ سے فرماید باید دانست کہ قابلیت آد  
 کہ معبر حقیقت محمدی است علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحمیہ قابلیت ذات است مراعتبار علی  
 کہ متعلق شود بر سبیل جمال بآن ہمہ کمالات کہ در شان کلام بلکہ در قرآن مجید تفصیل یافته و  
 این قابلیت رب محمد است علیہ الصلوٰۃ والسلام و تواند بود کہ کلام بعض صوفیہ کہ فرمودہ  
 اند کہ رب آن علیہ الصلوٰۃ والسلام شان العلم است راجع ہمین معنی باشد و باعتبار این  
 قابلیت اولیایا قادر نسبت او تعالیٰ متحقق گشت و ارباب متابعان کمال او کہ بر قدم  
 و بند علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاد علیہم ثانیاً قابلیت اعتبار مذکورند کہ کالاجرا اند مر این قابلیت  
 جامعہ را و ارباب انبیا اولیٰ الغرم و غیر ہم من الانبیاء والرسل غیر از پیغمبر علیہ و علیہم  
 الصلوٰۃ والتسلیمات قابلیت ذات است مراعات جمیع صفات را علی سبیل الاجمال  
 و ہمین قابلیت بہ بعض اعتبارات متبعض شدہ حقایق متعدده ایشان گشتہ علی تفاوت در  
 درجات ہم و جماعہ کہ بر قدم ایشان باندازین مقدم بمرہ دارند لیکن حقایق ایشان سائر صفات اند

تفسیر



که در تحت همین قابلیت اخیره واقع شده اند و این قابلیت بر خست میان ذات وصفات  
 از جل شانہ و قابلیت اولی بر رخ است میان ذات و شیونات ذاتیه و میان آن قابلیت  
 که کالا خبر اند مر آن قابلیت را در بزخ چون حکم همتین خود می کرد لاجرم در قابلیت اخیره حکم  
 حجابیت پیدا شد چه جهت اخیر و صفات که زاید اند بر ذات و موجود اند بوجو زاید بر ذات  
 کما هو مقرر عند علماء اهل الحق شکر الله تعالی سعیم و الحق همچنین است و لا معنی للحجاب الزائد علی  
 الشی و قابلیت او که چون جهت تختانیه او قابلیت است که زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار  
 المحض پس بعباغ ان قابلیت از ان جهت موجب حجابیت نباشد آری و بجا هم حجاب علی پیدا  
 شد بخلاف در صورت اولی که حجاب عینی و خارجی است لیکن باید دانست که رفع حجاب علی  
 ممکن نیست بلکه واقع است و رفع حجاب خارجی ممکن نیست **فَمِنْ هُنَا وَقَعَ التَّرْقِيَاتُ لِلَّهِ  
 لِلْمُحْسِنِينَ وَالْعَمَلِ جَاتُ لَهُمْ مِنْ أَسْرَابٍ مِمَّا يَنْزُلُ مِنَ السَّمَاءِ فَاكْبَرَهُمْ يَكُونُ النَّجْوَى الَّذِي  
 يَخْتَصِرُ صَرَافَهُ وَيُكْتَبُ عَلَيْهِ عَلَيْهِمْ وَحَلِيهِمْ السَّمَلُونَ وَخِيَّتُ وَبَدَلُ هُنَا مِمَّا يَنْزِلُ حَجَابِ فَتَسَائِلُ**  
 و در جناب صفات قابلیت ان خروج از خلایق و ارباب خود ممکن نیست چه این حجاب مانع  
 نمی شود و تا خروج ممکن باشد کما و بعضی از صونیه که حقیقت محمدی را علیه الصلوة و السلام  
 قابلیت القواف ذاتی جمع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کرده اند منشار ان گمان نیست  
 کما انجماعه در خانه صفات اند و از ان مقام که دارند و قابلیت آن مقام قابلیت مذکوره  
 است کما مر پس بضرورت آن مقام عالی را با این سرور نسبت کرده اند **الْحَقُّ فَذَكَرَ آوَلًا وَاللَّهُ بِسْمِئِهِ  
 أَحْكَمُ وَهُوَ كَيْدُ السَّبِيلِ** و همچنین است حکم ایشان با آنکه این قابلیت فوق شیونات است  
 و شیونات را در تحت او اثبات نموده اند ان شیونات نیستند بلکه صفات اند که در تحت آن  
 قابلیت اند و چون نظر آن طائفه از ان خانه گذشته است صفات را شیونات دانسته اند و  
 از این جهت نیادنی صفات را هم منکر آورده بلکه شیونات همین مانند و صفات زاید بر ذات اند  
 انهمی چون فرق میان شیون و صفات امری نیست که بجز رجوع بعلم تصوف یا تحت بجهت

در تحت همین قابلیت اخیره واقع شده اند و این قابلیت بر خست میان ذات وصفات  
 از جل شانہ و قابلیت اولی بر رخ است میان ذات و شیونات ذاتیه و میان آن قابلیت  
 که کالا خبر اند مر آن قابلیت را در بزخ چون حکم همتین خود می کرد لاجرم در قابلیت اخیره حکم  
 حجابیت پیدا شد چه جهت اخیر و صفات که زاید اند بر ذات و موجود اند بوجو زاید بر ذات  
 کما هو مقرر عند علماء اهل الحق شکر الله تعالی سعیم و الحق همچنین است و لا معنی للحجاب الزائد علی  
 الشی و قابلیت او که چون جهت تختانیه او قابلیت است که زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار  
 المحض پس بعباغ ان قابلیت از ان جهت موجب حجابیت نباشد آری و بجا هم حجاب علی پیدا  
 شد بخلاف در صورت اولی که حجاب عینی و خارجی است لیکن باید دانست که رفع حجاب علی  
 ممکن نیست بلکه واقع است و رفع حجاب خارجی ممکن نیست **فَمِنْ هُنَا وَقَعَ التَّرْقِيَاتُ لِلَّهِ  
 لِلْمُحْسِنِينَ وَالْعَمَلِ جَاتُ لَهُمْ مِنْ أَسْرَابٍ مِمَّا يَنْزُلُ مِنَ السَّمَاءِ فَاكْبَرَهُمْ يَكُونُ النَّجْوَى الَّذِي  
 يَخْتَصِرُ صَرَافَهُ وَيُكْتَبُ عَلَيْهِ عَلَيْهِمْ وَحَلِيهِمْ السَّمَلُونَ وَخِيَّتُ وَبَدَلُ هُنَا مِمَّا يَنْزِلُ حَجَابِ فَتَسَائِلُ**  
 و در جناب صفات قابلیت ان خروج از خلایق و ارباب خود ممکن نیست چه این حجاب مانع  
 نمی شود و تا خروج ممکن باشد کما و بعضی از صونیه که حقیقت محمدی را علیه الصلوة و السلام  
 قابلیت القواف ذاتی جمع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کرده اند منشار ان گمان نیست  
 کما انجماعه در خانه صفات اند و از ان مقام که دارند و قابلیت آن مقام قابلیت مذکوره  
 است کما مر پس بضرورت آن مقام عالی را با این سرور نسبت کرده اند **الْحَقُّ فَذَكَرَ آوَلًا وَاللَّهُ بِسْمِئِهِ  
 أَحْكَمُ وَهُوَ كَيْدُ السَّبِيلِ** و همچنین است حکم ایشان با آنکه این قابلیت فوق شیونات است  
 و شیونات را در تحت او اثبات نموده اند ان شیونات نیستند بلکه صفات اند که در تحت آن  
 قابلیت اند و چون نظر آن طائفه از ان خانه گذشته است صفات را شیونات دانسته اند و  
 از این جهت نیادنی صفات را هم منکر آورده بلکه شیونات همین مانند و صفات زاید بر ذات اند  
 انهمی چون فرق میان شیون و صفات امری نیست که بجز رجوع بعلم تصوف یا تحت بجهت

مشایخ نقشبندیہ بیسیرونیوں میں انہوں نے ذکرِ خالی از قلم نہ نیست حضرت مجدد و مجددیہ در  
 رسالہ معارف لدنیہ می فرماید حق سبحانہ و تعالیٰ شیون ذاتیہ خود را کہ عین ذات اویند در  
 خارج در مرتبہ واحدیتہ جدا جدا دانست و چون علم مقتضی تمیز است آن شیونات در خانہ علم  
 تمیز پیدا کردند و ہر شانی مقتضی تمیز خاص و تشخیص علاحدہ گشت و این شیونات متغایرہ و  
 علم ممکنات یافتند چہ ممکن نیست کہ وجود و عدم در وسع مساوی باشد و در ایشان ہمچنین  
 است زیرا کہ اینہا برابر از رخ نامند بین الوجود و عدم نسبت بذوات خویش رو بوجود دارند چہ  
 شیون ہر خارج میں یافتند و نسبت بہ تمیز و تشخیص و عدم دارند چہ تمیز وجود و عدم بہت بلند ہر شیون  
 و این صور علمہ صلا در خارج وجود ندارند و از خانہ علم نہ برآمدہ اند بلکہ حق سبحانہ و تعالیٰ با آثار و احکام  
 در خارج ظاہر است پس این صور علم ہر شیون احکام آثار ایشان در خارج لیکن این آثار و احکام در خارج  
 میں یافتند زیرا کہ در خارج ہر حدیث مجزود کہ مطلق الظہور علیہا لیس جوہر مطلق الظہور حکما لیس  
 و آنکہ می نماید کہ این صور نیز در خانہ چند توہمی است محض تصور است و اسی گمانیہ ہند  
 بہ ذوق ارباب الکشف و العرفان و نشاء این توہم است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بقدرت  
 کاملہ خود این صور علمہ را بطاہر وجود نسبت بہ جوہر الکفایت بخشید و خلق عبارت از ایجاد آن است  
 و نسبت نمایندگی در خارج شد چنانکہ صورت شخصی را نسبتہ بآنکہ کہ محاذی اوست پیدا می شود  
 کہ سبب نمایندگی آن صور در آئینہ می گردد و آئینہ همچنان بر بیرنگی و صفائی خود است فہو  
 مستحانہ الائن کما کان فی الازل و کالہی معاً کما لیسون در علم غیر از همان از یکدگر رنگ دیگر  
 قبول نکرده اند و آنچه در خارج سوائے تمانز ایشان ظاہر است از احکام و لوازم خارجہ ایشان  
 و اینہا سالک چون بعین ثابت خود میرسد و آن عین ثابتہ برو منکشف می شود و از اشکال  
 خارجہ بیخ پر رونمی یابد و غیر از شی متتمیز چیز دیگر برو منکشف می شود و اگر در اسے تمیز رنگ  
 دیگر میداشت ظاہر میداشت و این سلسلے کہ می نماید بواسطہ اشمال اوست بر شیونات  
 متعددہ و کرویہ بواسطہ آنست کہ شکل طبعی بسیدہ کرد است امر سیوم در معارف لدنیہ

علم مقتضی تمیز است آن شیونات در خانہ علم  
 تمیز پیدا کردند و ہر شانی مقتضی تمیز خاص و تشخیص علاحدہ گشت و این شیونات متغایرہ و  
 علم ممکنات یافتند چہ ممکن نیست کہ وجود و عدم در وسع مساوی باشد و در ایشان ہمچنین  
 است زیرا کہ اینہا برابر از رخ نامند بین الوجود و عدم نسبت بذوات خویش رو بوجود دارند چہ  
 شیون ہر خارج میں یافتند و نسبت بہ تمیز و تشخیص و عدم دارند چہ تمیز وجود و عدم بہت بلند ہر شیون  
 و این صور علمہ صلا در خارج وجود ندارند و از خانہ علم نہ برآمدہ اند بلکہ حق سبحانہ و تعالیٰ با آثار و احکام  
 در خارج ظاہر است پس این صور علم ہر شیون احکام آثار ایشان در خارج لیکن این آثار و احکام در خارج  
 میں یافتند زیرا کہ در خارج ہر حدیث مجزود کہ مطلق الظہور علیہا لیس جوہر مطلق الظہور حکما لیس  
 و آنکہ می نماید کہ این صور نیز در خانہ چند توہمی است محض تصور است و اسی گمانیہ ہند  
 بہ ذوق ارباب الکشف و العرفان و نشاء این توہم است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بقدرت  
 کاملہ خود این صور علمہ را بطاہر وجود نسبت بہ جوہر الکفایت بخشید و خلق عبارت از ایجاد آن است  
 و نسبت نمایندگی در خارج شد چنانکہ صورت شخصی را نسبتہ بآنکہ کہ محاذی اوست پیدا می شود  
 کہ سبب نمایندگی آن صور در آئینہ می گردد و آئینہ همچنان بر بیرنگی و صفائی خود است فہو  
 مستحانہ الائن کما کان فی الازل و کالہی معاً کما لیسون در علم غیر از همان از یکدگر رنگ دیگر  
 قبول نکرده اند و آنچه در خارج سوائے تمانز ایشان ظاہر است از احکام و لوازم خارجہ ایشان  
 و اینہا سالک چون بعین ثابت خود میرسد و آن عین ثابتہ برو منکشف می شود و از اشکال  
 خارجہ بیخ پر رونمی یابد و غیر از شی متتمیز چیز دیگر برو منکشف می شود و اگر در اسے تمیز رنگ  
 دیگر میداشت ظاہر میداشت و این سلسلے کہ می نماید بواسطہ اشمال اوست بر شیونات  
 متعددہ و کرویہ بواسطہ آنست کہ شکل طبعی بسیدہ کرد است امر سیوم در معارف لدنیہ

مذکور است فنا عبارت از نسیان مادون حق است سبحانہ بواسطہ استیلا ر شہودستی  
 او جل ذکرہ بیانش آہست کہ روح الشافی مع کایتکم مکتوبہ من المرآتیب من السیرۃ الخ  
 وَالْحَقُّ بِسِوَاكَ مِنْ تَعْلُقِ بَدَنِ بَصْنَانِخِ خُودِ جِلِّ سِلْطَانِ عِلْمِیِّ دَاشْتِ وَنُحُوسِ اَز تَوْجِہِ  
 بَا بِنْتَابِ قَدْسِ اَوْ رَا مَحْقُوقِ بُوْدِ وِجُوْنِ دَر مَہَادَا وَا سَعْدَادِ تَرْقِیَاتِ مَہَادِہِ بُوْدِ نُوْظِ مَہُوْرَانِ  
 اَسْعَادَاتِ مَنُوْطِ بُوْدِ مَعْلُوْقِ بِبَدَنِ عَنَصْرِیِّ لِاَجْرَمِ اَوْلَا اَوْ رَا صِفَتِ لِعَشُوْقِ وَ مَحَبَّتِ عَطَا  
 فَرْمُوْدِ مَدُوْرُوْسِ اَوْ رَا ثَانِیَا بَا یَنْ سِکِرِ مِیُوْلَانِیِّ گِرُوْدِ اِنْدِ نَدُوْرِ تَبَاطُجِیِّ بِرُوْجِہِ کِمَالِ دَر اِنْبِہَاطِ  
 اُوْرُوْدِ نَدِیْسِ رُوْحِ بُوْ اَسْطِہِ اِیْنِ تَعْلُوْقِ جِیِّ بِسَبَبِ کِمَالِ لِحَافَتِ خُوْلِیْسِ خُوْدِ رَا دِرِیْنِ مَحْبُوْبِ  
 ظَلْمَانِیِّ گِمِ سَاخْتِ وِ وِجُوْدِ خُوْدِ رَا بَا تَوَاجِیْحِ اَنْ اُوْرُوْسِ قَانِیِّ گِرُوْدِ اِنْدِ اِنْدِ اَبْسَارِیِّ اَز مَطَا خُوْدِ  
 رَا غِیْرِ اَز جِسْدِ مَعْنِیِّ اَنْ کَارِ نَدِ دُوْرَا سِ جِسْمَا مَرَسِ دِیْگِرَا ثَبَاتِ وَ حَضْرَتِ حَقِّ سُبْحَانِہِ کِہِ اَرْحَمِ الرَّحِیْمِیْنِ  
 اَسْتِ اَز کِمَالِ مَحَبَّتِ خُوْلِیْسِ بِالسَّنَةِ اَبْنِیَاہِ کِہِ رَحْمَتِ ہَا سِ عُوْمَالِ نَدِ صَلُوَاةِ اِہْدِ لِعَالِیِّ وَ سَلِیْمَاةِ  
 عَلِیِّ اَجْمَعِمْ عُوْمَا وِ عَلِیِّ اَفْضَلِمْ وَ خَالِمْ مَخْصُوْصًا اِیْشَانِ ہَا بِہِ جِنَابِ قَدْسِ خُوْدِ دَعُوْتِ فَرْمُوْدِ  
 وَا زَا نِ اِ تَعْلُوْقِ ظَلْمَانِیِّ مَنَعِ مَنُوْدِ وَقَالَ اللهُ سُبْحَانَہِ قُلِ اللهُ فَرَدُّوْا سُرُّہُمْ ہِرْ کِسِ رَا  
 سَعَادَاتِ اَنْ لِی دَر کَا رِ گِشْتِ رِجُوْعِ قِہْمَرِیِّ مَنُوْدِ وِ دَوَاعِ مَوُوْتِ عَالِمِ سَفَلِیِّ کِرُوْدِ وِ رُوْسِ بِعَالِمِ عَلُوْیِّ  
 اُوْرُوْدِ وِ سَاعَتِ فَنَاسَعَتِ مَحَبَّتِ قَدِیْمِ عَلَیْہِہِ کِرُوْدِ وِ دُوْسْتِیِّ حَادِثِ رُوْسِ بِزُوَالِ اُوْرُوْدِ تَا اَنْ کِہِ نَسِیَاتِ  
 تَامِ نَسِبَتِ بَا یَنْ مَحْبُوْبِ ظَلْمَانِیِّ مِیْسِرِ شَدِ وَا ثَرِہِ اَز مَحَبَّتِ اَوْ تَا نَدِ اِیْنِ زَمَانِ فَنَاءِ جِسْدِیِّ  
 سَتَحَقُّوقِ گِشْتِ وَا زُو وِ خَطُوْہِ کِہِ دَرِیْنِ رَاہِ اَعْتِبَارِ مَنُوْدِہِ اَنْ دِ کِہِ خَطُوْتَا نِ وِ قَدِ وِ صِلَتِ بَیْکِ خَطُوْہِ  
 بِاَنْجَامِ رَسَانِدِ بَعْدِ اَزَا نِ اِگِرِ مَحْبُوْبِ فَضْلِ اِیْزِدِیِّ جِلِّ سِلْطَانِہِ تَرْقِیِّ اَزَا نِ مَقَامِ وَا قِیْعِ شُوْدِ شُرُوْغِ  
 سِے اَفْتَدِ وِ رَسِیَانِ وِجُوْدِ نَقْصِ رُوْحِ وِ تَوَاجِیْحِ وِجُوْدِیِّ اَوْ اَنَا قَا نَا اِیْنِ لَسِیَانِ اَز دِیَا فِہِ  
 پِیَا مِیِّ کَنْدِ تَا اَنْ کِہِ خُوْدِ رَا اِتْجَامِ مِیْنَسِے مِیِّ گِرُوْدِ اَنْ دِ وِ جِزِ شِہُوْدِ حَضْرَتِ وَا جِبِ اَلْوِجُوْدِ جِلِّ جَلَالِہِ بِیَجِ  
 مِیْنَسِے مَانْدِ اِیْنِ لَسِیَانِ جِبْرِ لِقْنَا وِ رَحْمِیِّ اَسْتِ کِہِ خَطُوْہِ دُوِیْمِیِّ اَسْتِ اَزَا نِ دُو وِ خَطُوْہِ مَقْصُوْدِ وَا فِہِ  
 فَرُو وَا دِنِ بِعَالِمِ سَفَلِیِّ تَحْصِیْلِ اِیْنِ قِسْمِ اَخِیْرِ فَنَاءِ بُوْدِ وِ بَدُوْلِ اِیْنِ دَوْلَتِ مِیْرِنِیِّ شَدِ اَلْسِیْرَةِ اَلْعَالِیْمِ



في ذلك خير حتى على كثر اهل الله وذلك السير هو ان الروح لا بد له من نسيان  
 نفسه من شدة المحبة وكمال المودة مع الغير والصلبة كما تكون خلية  
 في الشهادة لا يكون في الخشب مثلاً فاكسب في الشهادة كمال المحبة الغنة لتضر العجم  
 اولاً فاعلم في الغيب فناء فستانيا وهذا سر غامض لا يعرفه الا اكابر من العرفاء في القلب للمعابر  
 بالحقيقة الجامعة وهو تابع للروح فلما اسرقى من مكانه الى مكان  
 الروح حصل له هذا النسيان يتبعه الروح وقناء بفناءه  
 واما النفس پس تربية او برسيدين است در مقام قلب بعد از ارتقاء قلب بمقام روح وصاحب  
 عوارضها كه شيخ الشيوخ است نسيان مذكوره را در ماده نفس اثبات نمي كند و كمال طهارت او را  
 جز وصول بمقام قلب نمي گويد اما اين ضعيف مي گويد كه نسيان مذكور در ماده نفس نيز متحقق  
 مي شود ليكن بعد از ارتقاء نفس از مقام قلب بمقام روح پس نفس را هم فنا متحقق  
 شود چنانكه قلب را اين نفس است كه <sup>بنيان</sup> <sup>بنيان</sup> رجوع برب خود كرده است  
 و از مقام قلب بتتابع قلب پيوسته و را نمي مرصعي گشته جن سبحانه و نقاله در شان او  
 مي فرمايد يا ايها النفس الباطنة اسرعي الي ربك <sup>بنيان</sup> <sup>بنيان</sup> سر اضية مرقضية تارے ناد مقام  
 قلب است كه شيخ الشيوخ از ان خبر داده است و انرا مطمئنه ناميده است نسيان مذكور در  
 حق او منقوض است بلكه اسم اطمينان نيز در ان موطن او را نمي شايد مربي شده است اما  
 تا با اطمينان نيز پيوسته است مقام قلب و موطن بقلب است اطمينان ضد اوست پس خروج از ان  
 مقام شرط اطمينان باشد فهم هر كس اينجا نرسد ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء  
 والله ذو الفضل العظيم <sup>بنيان</sup> <sup>بنيان</sup> اما معامله كه با قالب است هوامی اعمال جوارح كه شريعت مصطفوية عليه  
 وعلى الصلوة والسلام والتمسيتها بان ناطق است از دائره ولايت معروفه خارج است  
 و از هر دو طريق جذب و سلوك بيرون است زيرا كه در ابي تصفيه قلب و تزكية نفس است  
 اطلاع عماده بر علوم و معارف المتقام مگر اقل قليل را از اكابر اوليا راند و چون بچكيس مدين با



بہ تفصیل سخن نہرانہ است و در کلام ربانی و احادیث نبوی اگرچہ مذکور است اما با اشارت  
 و رموز است این ضعیف نیز درین اوراق از آن مقولہ سخن مبنی بر اندوختن بر مراتب افینہ  
 مرتبہ ولایت معروفہ نماید اگر در ثانی الحال در ستمعان فہم این سخن دریافت باندازہ دریافت  
 خود و فہم ستمعان درین باب نخواہد رساند انشاء اللہ تعالیٰ و ہوسبحانہ الموفق للصواب یا بدوست  
 کہ لازم نیست کہ ہرگز فناء روحی ہمیشہ شود فناء قلبی ہم ہمیشہ شود این قدر است کہ قلبی امیل  
 بجانب روح کہ در رنگ پدر است مراد را پیدا می شود و اعراض از نفس کہ در رنگ مادر است  
 حاصل می گردد و اگر این میل و سلبہ کند و تمام او را بجانب پدر بکشد و بمقام او رساند  
 آن زمان بصفت پدر کہ فناست متحقق می شود و ہم چنین است حال نفس کہ فناء روحی و قلبی مستلزم  
 فناء او نیستند غایۃ مافی الباب نفس را بجانب پسر کہ قلب است میل و کشش پیدا می گردد و اگر  
 این میل غلبہ کند و بمرتبہ پسر باز کہ بمقام پدر صراح رسیدہ است برساند ناچار بصفت پسر کہ  
 شتعلق سچاق پدر است متصف گردد و فنا سے حاصل کند و مراتب سہ گانہ کہ فوق روح ہنہمین  
 حال دارند کہ فناء روح مستلزم فناء آہنہا نیست آری در وقت ہبوط روح آن مراتب سہ گانہ  
 کلاً و بعضاً بمرافقت روح ہبوط کردہ یا شند و غلبہ محبت روح در اینہا تسلط کردہ باشد  
 بمرتبہ نسبان نفس آہنہا رسانندہ بودی شاید کہ در وقت رجوع قہقری فناء نسبت بایشان  
 کلاً و بعضاً راہ یابد و در رنگ روح خالی گردند پوشیدہ مانند کہ رفع خواطر از قلب بالکلیہ عکس

گرد ہر اندرین معنی مطلق یافتہ است و پندارند کہ این فنا بمعنی فحذات نیست گشتن شخص است و این بقا آنکہ بقا یعنی بہ  
 سہ ہبوط و این ہر دو حال است و اندر ہندوستان مردی دیدم کہ مدعی بود تفسیر تکریم و علم با من اندرین مناظرہ کرد چون  
 نگاہ کردم و سہ خود فنا را بینی شناخت و بقا را بینی دانست قہیم را از محدث فرق نمیدانست کہ درین از جمال این طایفہ بسیار  
 عکس قہمیت دانند و این حکایہ میان بود کہ ہرگز فنا اجزا لطیفی با قطع آن روان باشد مراد این خطیان پہلہ را میگویم کہ  
 چون فنا ہر خواہند اگر چند فنا میں محال بود و اگر گویند فنا و صفت و اداریم فنا صفتی بقا صفتی دیگر کہ حوالہ ہر دو صفت  
 ہندہ باشد و محال باشد کہ کسی بصفت قہری قہیم باشد کہ گشت الحجب ۱۱

سنان ہاوست ہر مادون حق سبحانہ زیر کہ خطرہ قلبی عبارت از حصول شئی است از اشیاء و  
خطورائست و مظاہر ابتداوند کرا و حصول و خطور نفس علم است و چون خطرہ بالکل منفی شد تا  
بحدے اگر بہ تکلف بیارند نیاید و اگر یادش بدہند یادش نیاید پس علم بالکلیہ زایل گشت و ال  
علم ہمان سنان است کہ در فنار معبر است نیست نہایتہ مقام فنا از مشائخ اچ کس باین تفصیل  
درین مقام سخن نکرده است و پیش از سنان مادون حق سبحانہ از فنا بقبر نہ نموده و ہنوز گنجائز  
نیست سخن بسیار است اگر توفیق خداوندی جل سلطانہ مدد فرمود ازین ہم بہ تفصیل تر سخن خواهد  
کرد کہ این مقام محل غلط طلب است و اسد سبحانہ اعلم بالصواب گاہ باشد کہ نظر سالک بر عالم ارواح  
افتد و آن عالم را بواسطہ مناسبت بمرتبہ وجوب اگر چہ آن مناسبت بحسب صورت باشد حق سے  
انگار و در شہود آن عالم را شہود حق جل سلطانہ تصور می نماید بآن مخطوط و متلذذ سے گرد و چون  
عالم ارواح را بعالم اجساد سخوی از تعلق حاصل است شہود آن عالم را درین عالم شہود و حدت  
در کثرت می ماند و حکم باحاطہ ذاتیت و معیت ذاتیت می کند و باین تخلیات راہ ترقی و وصول  
مطلوب حقیقی بر سالک سدومی گرد و واضحتر اگر اورا ازین مرتبہ بگذرانند و از باطل سخن  
بعضے از مشائخ درین مقام سی سال روح را بخدائی پرستیدند و چون از ان مقام گذرانیدند  
شناختہ از ادانتد امر چہارم عبارت فقرات این است اگر پرسند کہ اتحاد چیست گو  
استغراق وستی حق تاہی این کلام نہایت مختصر و لطیف است مگر مراد از ان ہمان معنی فنا  
است کہ مذکور شد و این فنا منافی و ساطت و جیلوت است و کوکان اتحاد اعتباری گاہی

دات و نفس  
دات ۱۱

اصول پنجم اچہ قول اہل فنا مذکور شد

توانہ ستوی وے اگر چہ گنی	جای برسی کز تو دوی بر خیزد
پس ہر گاہ توفی و دوی کہ پیش از فنا گم شدن در بوسے بود نائل شدہ پس لامحالہ این	معنی منافی و ساطت و جیلوت خواهد بود چہ و ساطت و جیلوت مقتضی دوی است
فَنَانَ الْوَاسِطَةَ لَا تَكُونُ بَيْنَ الدَّائِمِ وَالْمَقْصُودِ	پس این صریح اعتراف است بقول حضرت





در سیرت و شریعت و شہادت کہ بولانا محض حقیقت شرف صدور یافته سے فرماید بگوش ہوش استماع نماید  
 لَقَالَ عَزَّازٌ مَنْ قَائِلٌ وَمَنْ قَائِلٌ لِيَمِينٍ حَبْلِ الْوَرِيدِ ذَاتِ حَضْرَتِ وَاحِبِ الْوَجُودِ جَلَّ  
 سلطانہ و همچنین کمالات ذاتیہ او تعالیٰ از بندہ بہ بندہ نزدیکتر است پس سیرت کہ باین مراتب  
 متعلق شود و راس سیر آفاقی و سیر نفسی باشد و نیز و راس جذبہ و سلوک بود چہ سلوک  
 سیر آفاق است و جذبہ سیر نفسی سیر آفاقی را بعد در بعد فرمودہ اند و سیر نفسی را ہر چند  
 قرب در قرب گفته اند لیکن آن قرب بظنی است ازین قرب اتحاد و باندگی گزشت تا معاملہ اقربیت  
 روئے نماید و چنانچہ زوال علم حصول اشیا کہ عبارت از فنا قلبی است بے تمامی سیر آفاقی  
 ممکن نیست و بے شروع در سیر نفسی سیرت و همچنین زوال علم حضور سے شخص کہ بذات و صفات  
 او متعلق است و فی الحقیقت فنا سے نفس است بانہما سے سیر نفسی و دخول در مراتب اقربیت  
 مربوط است و در سیر نفسی علم حضوری عارف بر جاست چہ نفس درین ہوطن بعنوان جہانیت  
 پیدا است و از قیدان بہ تمام رہا سے بحصول نہ پیوستہ تا وصول بمطلوب حقیقی پیدا آید چہ سلطانہ  
 بموجب کرمیہ سابقہ و راس نفس است و آنچه در نفس نمودار است از آیات و آلاء است چنانچہ  
 قرآن مجید بآں مشعر است سُبْحٰنَہٗ اَیٰتِنَا فِی الْاَفَاقِ وَ فِی الْاَنْفُسِ سُبْحٰنَہٗ لَیْسَ لَہُمْ اَنْہُ اَعْمٰی  
 و چون علم حضوری عین عالم است ناچار بزوال آن زوال نفس عارف خواهد شد و اثری از روئے  
 نخواہد ماند و زوال علم حضوری باین معنی است کہ علمی تعلق بذات عارف داشت از اسجا کذہ  
 بواجب تعالیٰ متعلق شود و حاضر در اہل ہوطن حق باشد سبحانہ ذات او بیانش آنست کہ ہر  
 کمالیکہ در ممکن نمودار است ہمہ مستفاد و مستعار از مرتبہ و جویب است تعالیٰ از وجود و  
 حیوۃ و علم و قدرت و امثال آن و ممکن باین کمالات را از خود ہمیدہ خیانت و امانت نمودہ  
 است و چون عارف را بعض فضل و کرم باین دید عارفیتے بنوازند مرۃ ثانیہ تواند بود کہ حکم  
 اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاٰمَانَاتِ لَیْسَ لَہُمْ اَنْہُ اَعْمٰی امانات را درست بہ اہل امانات  
 بسیار و چون علم حضوری او پر تو سے است از حضور ذاتی مطلوب باین حضور بآن حضور

حقیقت تعالیٰ  
 تعالیٰ سے سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت  
 سیرت و شریعت و شہادت



فاتی بحق خواهد شد در رنگ سایر کمالات که باصول خود بحق می گردود درین هنگام عارف خود را خالص  
 محض خواهد یافت و بعد از آن بحق خواهد دیدند ذکر سے در خود احساس نماید و نه توجه و نه پستی  
 بود و نه حضوری بعد از حقوق باصل اگر یافتست از خود بخود است و اگر حضور است هم از خود  
 بخود کائنات الحوادث اذا قوسیرن یا القدر یعبر کعبه حقیق که اگر درین موطن که موطن فیما  
 نفس است بروجه کمال اطلاق کلمه انا عارف نازل می شود و عارف از خود به انانیت تواند  
 تعبیر کرد زیرا که بعد از تقاضای نفس که مورد کلمه انا بود انا را مورد دے نماید که بران اطلاق یابد نه  
 باین معنی که انا بر حق اطلاق شود و خود را حق بیند که خودی در میان نمانده است و انانیت بر  
 کنده سوال هر گاه علم حضوری عین عالم باشد و آن علم بعد از کمال جاهل خود که علم حضوری  
 واجب است بحق می گردد و مقرب است که حقوق هر کمال جاهل خود کائنات است نه با مرکه که مبتدا  
 اصل آن باشد لازم می آید که حقیقت هر شخص مبداء تعین او علم بود و حال آنکه صفات دیگر نیز  
 سبب می تعیینات خلایق است چنانچه بطور حضرت ایشان با قدسنا سر بسره الا قدس تکوین مبداء  
 تعین حضرت آدم است و کلام مبداء تعین حضرت موسی و قدرت مبداء تعین حضرت عیسی علی  
 نبینا و علیهم الصلوٰۃ والسلام و جمیع که دخل ولایات این بزرگواران مانند سبب می تعیینات  
 شان جزئیات این صفات اند و جزئیات جزئیات این صفات علی تفاوت الدرجات جواب  
 حقیقت محمدی علی مصدرها الصلوٰۃ والسلام و آنچه چنانچه مقرر این طائفه است اجمال  
 حضرت علم است و حقاین سایر خلایق تفصیل این اجمال است پس نظر باین معنی توان گفت که  
 حقاین جمیع خلایق علم است چه همه خلایق ظهور و تفصیل آن حضرت است علیه و علی آله الصلوٰۃ  
 والسلام غایتی مافی الباب آن حقیقت جلی را در مرتبه تفصیل حصص لایحیی است با اندازه کمالات  
 مفصله علم که در حضرت اجمال اندراج و اندماج داشتند پس حقیقت هر شخص از اشخاص سوای آن  
 سرور علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام حصص بود از حصص علم که تعلق علم در مرتبه تفصیل به کمال  
 از کمالات مندرجه اجمال حاصل گشته است مثلاً مبداء تعین حضرت ابوالبشر علی نبینا علیه الصلوٰۃ والسلام

در حدیث صحیح

حصہ است از علم کہ از تعلق آن بصفات تکوین کہ در اجمال مندرج بود بحصول پیوستہ است علی  
 بہا القیاس سائر الحقایق لیکن چون تمیز میان حصص و حقایق بآن کمالات است حقیقت ہر شخص  
 مسی یکمالمے از ان کمالات کہ نسبت خاص بآن شخص دارد کہ سبب تمیز او شدہ است منودہ  
 پس علم اشرف صفات شد و برکات آن شامل جمیع موجودات آمد جو اب دیگرانکہ اتحادشے  
 بالے مستازم آن نیست کہ شی اول حقیقت می ثانی باشد چنانچہ خاصہ را با ماہیت نسبت  
 اتحاد است بانکہ از عوارض است اگر بوند برین تقدیر کہ علم ذات و حقیقت انسان نبود حقایق  
 جمیع موجودات را تفصیل حقیقت محمدی گفتن چگونہ راست آید چہ حقیقت محمدی علم است گویم کلام  
 نیست کہ اجمال ذاتی تفصیل بود چہ انواع مندرجہ تحت حیوان را تفصیل ماسے توان گفت چہ  
 ماسے ذاتی آن نیست ولو سلم گویم کہ حقیقت محمدی را اجمال و کل ہمہ حقایق گفتن باعتبار اجمال  
 و جامعیت علم است مر آن حقایق را بانکہ گویم تواند بود کہ حقیقت محمدی عبارت از جمیع کمالات  
 ذاتیہ بود کہ متعلق علم است علی وجہ الاجمال نہ نفس علم من حیث ہو لیکن چون در ان مرتبہ علم  
 را از ان کمالات تمیزے نیست و غیر از حضور و انکشاف امرے در ان موطن ہویدا و مفہوم  
 نہ ہندا آن مرتبہ را وحدت گویند و قابلیت محض خوانند و نیز علم را با معلوم بطور بسیاری  
 از محققان اتحاد کاین است ناچار تعبیر از ان حقیقت بعلم منودہ اند ہندا در مرتبہ تفصیل بیان  
 کمالات متمیزہ حقایق سائر اشخاص راند و برین تقدیر تقابل اجمال با تفصیل بے تکلف می افتد و  
 بغیر آن نہ چنان و موید این توجیہ است کہ نزد حضرت ایشان ماقد سنا احد سبحانہ بسرہ  
 الا قدر حقیقت محمدی اجمال لغین وجودی است با تعین حی کہ تعین علمی از ان بمراتب پایا  
 است چنانچہ تحقیق آن در جابے دیگر ثبت یافتہ است اگر گویند کہ کلام بعضے اکابر ناطق  
 است بانکہ علم حقیقت انسان است چنانچہ مولوی قدس سرہ فرمودے  
 اے برادر تو ہمیں اندیشہ انہ  
 و از حضرت ایشان نیز در بعضے اوقات مثل آن مسموع گشتہ گویم تواند بود کہ این اکابر

بر سبیل تجوز و مبالغه فرموده باشند یعنی عمده در توهمین فکر و اندیشه است باید که آن در  
غیر مطلوب حقیقی مصروف بنود بلکه تمام مصروف آنجناب مقدس گردد تحقیق درین مقام  
آنست که حضرت ایشان با افاده نموده اند جاسی که فرموده اند ازین بیان لازم آید که  
در علم حضوری هم صورت معلوم با وجود حضور نفس معلوم کاین است که حاضر نفس معلوم  
خالص نیست اعتباری در وی راه یافته است که از نفس بصورت آورده است هم هر کس  
باین وقت نرسد و تا بذات بخت وصل نشود بوصول بچون این دقیقه را در نیابد استی مختل  
ازین تقریر ظاهر شد که حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیه اجمال حضرت علم را گویند و از فنای  
این مقام هیچگونه اسارت ادب لازم نیاید و همچنان معنی اتحاد هم مذکور شد سلمنا که معنی اتحاد  
فنا است چنانکه اتحاد بذات مطلق را فنا می گویند و میان اتحاد اعتباری و حکمی و مغایرت  
حقیقی و نفس الامری منافات نیست لیکن هر گاه توفی بر خیزد البته این معنی منافی و ساطت و  
حیلولت خواهد بود و این اتحاد را عین توسط گفتن هرگز بخیاال نمی آید و هر گاه این دو معنی بجهت  
غلبه بی خودی و فنا در یاقوت این و ساطت نمی تواند پس اگر او انکار و ساطت نماید چه  
باک خواهد بود و نظیرش برای توضیح پیش میگویم نگرستی است که در سنگین سرکه و انگبین را با هم  
بنوعی مخلوط می کنند که اشاره حسیه بسوی احدی ازین اجزایین اشاره بسوی دیگر  
می باشد مگر نمی توان گفت که سرکه انگبین گردیده یا انگبین غلبت با سیت لباس سرکه پوشیده  
آنچه ادعای این معنی نموده شد که حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند یعنی است بر  
عدم اطلاع بر اصطلاح صوفیه کرام چنانکه مذکور شد قال تو لکم انجا که اتحاد است معامله  
بشکرت است این نیز خالی از غرابته نیست چه شرکت دونی را می طلبد و شریک در امر  
و کس می باشد و حقیقت اتحاد خود اصلاً بشکرت جمع نمی شود و بمعنی فنا و غیبت نیز که  
اتحاد کلمی است فانی و غایب از میان رفت حکم عدم گرفت شرکت از وجه ظهور دارد و نور سطر گفتند که دونی  
می طلبد شریک در شرکت نیز همین است اقول هر گاه هر چه بود توجیه کلام خود فرموده باشد پس ضرورت این معنی چیست



کہ انرا تسلیم نشاختہ بمعنی دیگر محمول کردہ قابل باستعمالہ شوندا اتحاد بمعنی فنا است و شرکت  
کہ ہست مثل شرکت خادم است با محذور ملاحظہ فرمودہ شود اگر یہ تعصبت مخدومی خادمی در بارگاہ  
شاہنشاهی در آمد در شرکت مثل کلامی نخواہد بود مع فقدان التوسط زیرا کہ در یک محل جاگزین  
تحقیق مقام این است کہ مراد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ صورت ثانی است مثلاً کہ در سیر سلوک  
خود را بحقیقت محمومی متحد یافت و بہر فیضی کہ می آید بیک حقیقت میرسد ظاہر و امار ضمن او  
حقایق دیگر ہستند کہ بہمہ میرسد پس معاملہ بشرکت گفتن راست شد و ہمین لفظ معاملہ قرینہ  
است چرا الضاف از دست داده شود

کاش گردن از سرم بیرون برسد و امی تو | یا مرا صبر سے دہ چنانکہ استغنائے تو  
قال قولکم طریقہ جذبہ را چون شش از جانب مطلوب است و عنایت الہی متکفل حال طالب  
است ناچار قبول و سالیط یعنی کند و در طریق سلوک چونکہ انابت از جانب طالب است  
از وجود و سالیط چارہ بنود این عین مدعاست و سخن بے دلیل است طریقہ جذبہ و مرادی  
و محبوبی چنانکہ سابق بیان رفت زیادہ بر آن نیست کہ لطف اللہ تعالیٰ بندہ خود را پیش  
انانکہ طلب کند و سلوک نماید جذب می کند و آنجذب بہم اجمالی است کہ بدان سلوک اسان  
می گردد و قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات آن بعد از سلوک حاصل می گردد و این  
مناقات بوجود و سالیط آر و بلکہ چون جذبہ بہ کار نمی آید و سلوک بے سالیط یعنی باشد  
لازم آید وجود و سالیط چنانکہ مقرر قوم است و خود ہم گفتہ اند کہ در نفس جذبہ بہر چند و سالیط در کار  
نیست اما تمامی آن منوط بہ سلوک است کہ اگر سلوک نباشد جذبہ نا تمام و ابرا است اقول  
این کلام از اول تا آخر مخدوش است خدشہ اول بہر گاہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ درین  
باب مناظ کلام پر عوارف شیخ الشیوخ بہادہ و این تقریر بیان است کہ از عوارف منقول شد  
پس این را عین مدعا و سخن بے دلیل گفتن از باب مناظرہ بعید است برای ناقل کلام شیخ  
الشیوخ دلیلے است کافی معینا ہر کہ قدم در بادیہ عشق بہادہ و از اتفاق ملاحظہ ناز و نیاز

جذبہ و سلوک





از وصول بر طرف می شود بخلاف طریقه سلوک که اینجا بعد از وصول نیز واسطه می ماند چنانکه گفته اند که در طریقه جذب اگر چه بتوسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول مطلوب میسر شود بیواسطه حصول امری خواهد بود گوئیم چه دلیل است برین دعوی مفهوم جذب و حصول طریقه و غیره مقتضی این نیست چنانکه معلوم شد و مدعا کے دوم که در طریقه سلوک از وسط چاره نبود مگر قابل بود توسط مطلقا داخل در آن مناسب نیست ولیکن بطریقه بحث و مناظره گفته آمد که چرا اینجا هم بعد از وصول بوجود وسائط واسطه بر طرف نشود بوجود جذب بعد از سلوک بلکه همچنین باید بقول ایشان که خاصیت جذب عدم وسایط است و سقوط اینهاست و در کلام شایع اشاره به آن واقع شده است اینجا که گفته اند در طریق سلوک از شیخ هر که در میان آمده است توسط و حاجب شود سالک است و ای اگر در آخر حال جذب تدارک نماید یعنی وسایط از میان بر ندارد و حاصل آنکه در طریقه جذب و سلوک هر دو پیش از وصول وسایط در کار است و آنکه در طریقه جذب بعد از وصول وسایط ساقط گردد و در طریق سلوک میماند محکم است چنانچه هر دو باقی ماند و چنانچه هر دو ساقط نگردد سخن در همین جا است و اگر گویند که این امر کشفی و وجدانی است بحث فایده ندارد آن چیز دیگر است اما شاکه مقید است شده اید و توجیه ننوده اید که چون در طریقه جذب کسب حسن از جانب مطلوب است عنایت الهی متکفل حال طالب است تا چنانچه قبول وسایط نمی کند و در طریق سلوک چون از جانب طالب است از وجود وسایط چاره نبود و خود جذب و سلوک هر دو تقییر فرق بتاخر و تقدم فایده ندارد و اگر گویند مدعا و دلیل هر دو کشفی است چنانکه یکبارگی از شما مثل این سخن شنیده شده است این گریزگاه خوب است و بعد از آن در اثبات عدم توسط و تقریر این طرف دیگر بیان کرده اند یکی وصول از راه سعیت که حق را با بنده است تا چنانچه توسط امری خواهد بود مناسب است و اگر واسطه است در سلسله تربیت است که عبارت از سلوک است اقول این قول سراپا مخدوش است و مبنی است بر عدم فهم معنی جذب و سلوک و توسط

خدمتہ اول ہر گاہ حضرت محترم در مفہوم جذبہ لفظ نخست تحریر ساختہ پس مفہوم جذبہ  
و حصول وے مقتضی عدم توسط است ۵

خوش آن مجلس کہ ایجا توبہ خود چون کنز ظاہر | مراسمی گریبان گیر و دے در گلو ریزد

خدمتہ دوم حصول کلامی امر بدون واسطہ محل استبعاد نیست اگر بکتب قوم رجوع

نمودہ آید آشکارا میتوان شد کہ در بعض امور توسط را باریست و ایجاب خبری تناقض

سلب کلی است امام شعرانی در مقدمہ طبقات می آرد و کان الشیخ ابو یزید السبطی

رحمۃ اللہ یقول بعلماء عصرہ اخذتم عنکم من علیہم الرسول ممدت عن ممدت ولخذنا

من انجی الذی یقول در فتوحات مکیہ نیز ان حکایت منقول است این کلام بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

ناطق است بر عدم توسط امام شعرانی در یواقیت میفرماید ان قلت فهل یكون الا لهما

بلا واسطۃ فالجواب نعم قد یلکم العبد من الوجه الخاص الذی بین کل

انسان و بین سر بہ عزہ و جل فلا یعلم بہ ملک الا لہما لکن ہذا الوجه

یتسارع الناس الی انکارہ و قیہ انکار موسی علی الخضر علیہما السلام

فعلم ان الرسول والنبی بشہادۃ الملك لرؤیہ بصور غیر الرسول عین فائز ولا

یواہ فیلہم اللہ تعالیٰ بواسطتہ فایشاء او یعطیہ من الوجه الخاص

بما یرتفع الوسائط و ہذا اجل الالقاء و اشرف و یقیم فی ظن الرسول فالولی

الشیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ می گفت بہ علمای زمان خود کہ شاعلم خود از علمائے رسوم حاصل کردہ اید کہ یکے بعد دیگرے

مردہ اند و من علم خود ما از زندہ حاصل کردہ ام کہ ہرگز نیرد یعنی امام تعالیٰ حاصل کردہ ام ۱۲ ۱۱ اگر بگوئی کہ ایہام

یعنی واسطہ می باشد جواب نیست کہ بدون واسطہ می باشد گانہ ایہام بندہ را سے شود بوجہ خاص کہ در انسان و خداوند

تعالیٰ سے باشد فرشتہ ایہام ما ہم بان خبری باشد مگر مردمان بانکارش متوجہ شوند و درین انکار موسی است بر خضر

علیہ السلام پس دانستہ شد کہ رسول نبی چشم سرفرشتہ می نگردد فیقول نشاہنا سے فرشتہ می یا بندہ کے نگرنے ۱۲



ہر گاہ الہام بلا واسطہ شود و درین محذوری عاید نگردد پس اگر در جذب ہم واسطہ نباشد چه  
 ایک بود شیخ عبدالکریم جلی در کتاب مناظر الہیمی نویسد التَّجَرُّدُ مَعْنَى الْأَسْمَاءِ وَالصِّغَرِ  
 لِيَكُونَ هُوَ فِي نَفْسِهِ ذَاتًا سَادَةً جَافًا لَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَاسْطَةً لِيَكُونَ كَصِفَةِ  
 وَفِي مَوْضِعٍ دِيْكَرٍ فِي كِتَابِ مِي نُوَيْدُ وَهُوَ مَعَ الذَّاتِ وَكُلُّهَا تَجَلَّى عَلَيْهَا صِفَةُ  
 سَرَّاجٍ عَنَّا إِلَى الذَّاتِ بِمَا هُوَ كَمَثَلِ مِثْلِهَا فِي هَذَا الشَّهَادَةِ رَأَيْتَ الْأَمَامَ  
 أَبَا جَبْرِ النَّوْبَلِيِّ وَمَعْرُوفَ الْكُرْمَنِيَّ وَجَاعِدَةَ مِنَ الشَّيْخَانِ فِي عِبَارَتِ بَدِيدِهِ أَمْعَانُ نَكْرَسِيْتَنِي هِيَ  
 کہ چه قدر حجاب ساطت رامی در قطب بنامی قدس سرہ در مکتوبات خود می نویسد کہ ہر  
 مقصود را با حق تقابلے دوراہ است در یک راہ واسطہ میان بندہ و حق ثابت است  
 و در راہ دیگر هیچ واسطہ در میان نیست این بعینہ ناظر بہین تحقیق است کہ حضرت ایشان  
 نوشته اند کہ واسطہ در راہ سلوک است نہ در راہ جذب چون اقوال ائمہ فن بساعت در  
 آمد پس گویش شنیدنی است کہ مفہوم جذب و حصول طریقہ و سے مقتضی ظہر توسط است بچنان  
 مفہوم سلوک و حصول طریقہ و می مقتضی توسط جذب بمعنی کشیدن است چون مطلوب طالب را  
 توجہ خاص بسوے خویش کشد احتیاج توسط چیست البتہ طالب را بوصول مطلب احتیاج  
 ذرا بیع و توسط می افتد ہر گاہ سلوک موصل لمطلوب شود تا آنکہ جذب نباشد بدون توسط چارہ  
 نبود ہر گاہ جذب پدیدار آمد پس رفع توسط از جذب خواهد بود نہ از محض سلوک برای تصدیق  
 قلب این مسئلہ را بجامظاہر و در بار سلاطین چرا قیاس نکنند و چرا بہر حالات سلوک نظر نہ اندازند  
 گاہے امیدوار سے راشون تقابلے بادشاہ برای انجام حاجات و عرض و معروض در سرے  
 افتد اولاً الباسے کہ برای حصول ملازمت سلطانی مقرر است از جامہ و نیمہ و دستار و قبا و  
 عبا تیار کنانیدہ بر تن خود راست می کند و کمر را از کمر بند زرین محکم برے بند و نذر برای  
 سلطان مہیامی دارد و ہر گاہ وزیر رسا سے حاصل می کند چون وزیر دران سامانے  
 ولیاقتے کہ برای حضور بی پیش سلاطین در کار می باشد ملاحظہ می فرماید موقع یافتہ بہ پیش

لہ تجرود  
 اندک سادگان  
 فی قلب ذلت  
 سادہ می باشد  
 پہنکنا باشد  
 در میان او  
 ذات اسما  
 واسطہ است  
 و صحت  
 لہ ان با  
 فحالت است  
 محض کلمہ  
 سادہ  
 بر سادگی  
 گردانان  
 بسوی ذات  
 جمع عامہ  
 سخن از صفات  
 رکن است  
 و درین نظم  
 سخن نوری  
 و معروض  
 سخن جوین  
 زینجی



ہدیہ مجددیہ

سلطان عرض می دارد سلطان اور اطلب می سازد و او با وزیر تا وقت دربار حاضر می باشد  
باز او را باز یا بے حاصل نمی شود اگر حاصل بشود بہین طور کہ ہمراہ وزیر رفت و واپس آید مگر  
سلطان را بوسے میلانے خاص نمی باشد و نہ بطور خود او را اجازت حضور می می باشد گاہ ہے  
شخصے باطاعت وزیر طبیعت وزیر را چند بان خویش اہل مے کند کہ وزیر بدرگاہ سلطانی  
چنان عرض میدارد کہ این شخص لیاقت آن دارد کہ او در سلک خاص و محرمان و جلیسان  
سلطانی منسلک کردہ آید پس سلطان بوساطت وزیر یا بطور خود او را اطلب داشته از خواہ  
و محرمان و جلیسان خویش بیمازد پس درین ہر دو صورتی مخدور شرعی یا عرفی نیست اگر  
نیک ملاحظہ رود اول نظیر سلوک است و ثانی طریق جذب این نظیر را کے تہنیم شخصے کہ از کشف  
بہرہ ندارد پس است اگر چشم بنیاد داشته باشد این معنی او را از کشف و وجدانیات من قبل  
مرئیات خواہد بود چون حالت جذب سلوک متفاوت است و ہر دو متقابل بودہ اند پس چگونه  
حالت یکے نزان مثل دیگرے خواہد بود یعنی اگر واسطہ باشد در ہر دو جا و اگر ساقط شود در ہر دو  
جا بلکہ در سلوک واسطہ خواہد بود نہ در جذبہ خدشہ سیوم کشفے بودن اصلا گریز گاہ نیست  
چنانکہ معقولات از او ہام بدرک نہ شود و موہومات در دام خیالات در نہ آید و تخیلات بہ  
صنبط خواہد نرسد امرے کہ بعین یقین معاینہ کردہ می شود او را کس بعلم الیقین از دائرہ امرے  
خارج باشد حضرت معترض در رسالہ تحصیل التعرف از شیخ عبدالوہاب نقل فرمودہ بنی العلم  
علی البحث و التحقیق و بنی السجال علی التسلیم و التصدیق و حضرت خواجہ محمد پارسیا در تحقیقات  
می فرماید بعد از ان علوم خواہد و علوم مشاہدات و مکاشفات کہ علم اشارت عبارت از ان علوم  
است پدید آید و این ان علوم است کہ طایفہ متصوفہ بدان مخصوص گشہ اند بعد از جمع حصول  
سائر علوم مذکور و اما این علوم را بدان سبب علوم اشارت خوانند کہ از مشاہدات قلوب و مکاشفات  
اسرار عبارت توان کرد چہ در تقریر نگینہ بلکہ معرفت این علوم بمنزلات و مواجید کہ در باطن  
ساک طالب پدید آید توان یافت و حقیقت این علوم را جز آنکس کہ بمقام مشاہدہ و مکاشفہ

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

رسیدہ بود و این معانی حال او شده نتواند شناخت و ادراک نتوان کرد سعید بن مسیب روایت  
 کرد از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ  
 كَهَيْئَةِ الْمَكْنُونِ لَا يَكْتُمُهُ إِلَّا اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ فَاِذَا نَطَقُوا بِهِ لَمْ يَكُنْ لاهل الغيوب الا بقرانہ  
 و عبد الواحد بن زید گفت از حسن بصری سوال کردم کہ علم باطن چیست حسن گفت از حذیفہ  
 الیمان پرسیدم از علم باطن او گفت کہ از رسول صلی اللہ علیہ وسلم پرسیدم از علم باطن فقال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت جبریل علیہ السلام عن علم  
 الباطن فقال جبریل علیہ السلام سالت اللہ جعل ثناؤہ عن علم الباطن فقال هو  
 سر من اسرری احدث فی قلب عبد لا یقیم علیہ احد خلقی قال و گفته اند کہ  
 راه معیت یکے از طریق جذبہ است انتہی پوشیدہ مانند کہ ہر گاہ راہ معیت یکی از طرق جذبہ  
 باشد و قرار یافت کہ در طریق جذبہ از سلوک چارہ نیست پس در طریق معیت برای حصول  
 نیز سلوک در کار خواهد بود و از وسایط ناگزیر و کلام دروس ہم چنان خواهد بود کہ در طریق  
 جذبہ گذشت اقول این تقریر خارج از داب مناظرہ است تقریر معیت را حضرت مجدد  
 رحمۃ اللہ علیہ از حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نقل میفرمایند و ہذا نقل تصحیح است نہ نقض بر  
 تقدیر تسلیم گفتہ شود کہ درین شک نیست کہ راہ معیت یکے از طرق جذبہ است و  
 نہ جذبہ از سلوک چارہ نیست پس در راہ معیت از سلوک یعنی جمعیت چارہ  
 نخواہد بود مگر سلوک مصطلح موقوف علیہ یا متوسط جذبہ یعنی باشد و من الاشیاء علیہ  
 الاشیات قال دیگر مثال ظل با اصل نمودہ اند کہ ہم طریقے است اگر بغایت الہی ظل را

۱۱ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بعضے از علم مثل سستہ ہمان داشته شدہ است کہ آنرا بجز اہل معرفت کہ  
 نہ داند ہر گاہ اہل معرفت بان کلام گفتند آنرا کہ کار نہ کنند مگر شخصے کہ او را نا اشنائی باشد بخداوند کریم ۱۲ گفت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ از جبریل علیہ السلام پرسیدم کہ علم باطن چیست گفت من ازین از بابی تعالی پرسیدم گفت  
 ہمارا سبط راز ہای کہ در قلب بندہ طوری اندازم بران کہے مطلع نمی شود ۱۲ و ہر کہ دعوی کند بر اشیا است ۱۲





















است معانی بیت مولانا سے رومی کہ گفته سے

مقتصد بنفتاد قالب دیدہ ام | اچھوسنہ بارہا رویدہ ام

بعد از ان اگر عنایت شامل حال صوفی شود از انجا عروج واقع شود و بمتابعیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دخول در دائرہ اسما و صفات می گردد کہ اصل این دوا بر ظلال است و سیریکہ در ان واقع شود سیر فی اللہ خواهد بود و شروع در ولایت کبری خواهد بود کہ ولایت انبیا علیہم السلام است دیگران را بہ تبعیت این دولت رسیدہ ہر کرار رسیدہ ہنایت عروج لطایف پنجگانہ عالم امر ہنایت این دایرہ است بعد از ان بمحض فضل الہی جل شانہ ازین مقام عروج واقع شود سیر دائرہ حصول اینہا خود بود و اگر گزشت آن دایرہ حصول و بعد از طے آن دایرہ ثوقانی ظاہر میشود حضرت مجدد الف ثانی میفرماید کہ چون غیر قوسی ظاہر نشد بہمان قوس احتصار کردہ اند درین سیری خواهد بود کہ بران طالع بخشیدند و این حصول سگہ گانہ اسما و صفات کہ مذکور شدند مجرد اعتبارات اند در حضرت ذات تعالی و تقدس حصول کمالات این حصول سگہ گانہ مخصوص بنفس مطمئنہ است و حصول طہینان نفس ہمدرین موطن سیر گردد و در ہمین مقام شرح صدر حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و نفس مطمئنہ بر تخت صدور جلوس میفرماید و بمقام رضا ارتقائی نماید این موطن منتہا سے ولایت کبری انبیا است حضرت مجدد میفرماید کہ چون سیر تا بایخبار رسانیدم متوہم شد کہ کار تمام شدند دادند کہ این ہمہ کہ تفصیل ہم الظاہر شد کہ یکبار و کے طیران است و اسم الباطن متعلق از مبادی تعینات ملائکہ علی است و شروع درین سیر نمودن قدم نهادن در ولایت علیا و ولایت ملائکہ حضرت مجدد در حتمہ آمد فرماید کہ بعد از حصول موجناح اسم الظاہر و اسم الباطن چون طیران واقع شد معلوم شد کہ ترقیات بالاصالت نصیب عنصر نار نیست و عنصر سوانی و عنصر آبی ملائکہ را ازین عنصر سگہ گانہ نصیب است چنانچہ وارد شدہ کہ بعضی از ملائکہ از نار و تلج مخلوق اند و تسبیح شان **سجنان من جم بین النار و الثلج** است و فوق آن بعضی الہی چون سیر واقع شود

در بیان سیر  
در بیان سیر  
در بیان سیر  
در بیان سیر



انتہی اگرچہ منور در دل حکایت با باقی است فاما بخوف طالت بر ہمین قدر اکتفا میرود

سعدی از داغ جگر پنبه مکس | انکسار وزن آتش کده را

قال و قولکم تحقیق این مقام آن است که توسط سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام  
 برود معنی تواند بود یکے آنکہ او صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل و حاجب بود در میان سالک و در میان  
 مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطریق اولی و توسط و تبعیت و متابعت وی صلے اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم مطلوب واصل گردد و در طریق سلوک و پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط  
 برود و معنی کاین است بلکه می انگارم کہ درین طریق از شیوخ ہر کہ در میان آمدہ است متوسط و  
 حاجب و شہود سالک است و اسے اگر در آخر حال جذبہ تدارک نماید و معاملہ بہ بے پردگی نکند زیرا  
 کہ در طریق جذبہ و بعد از رسیدن بحقیقت احتیاق توسط بمعنی شانی است کہ لطیف و تبعیت است  
 نہ حیلولت حجاب کہ پردہ شہود گردد و مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلافنا  
 دارند جمعی بتوسط رفتہ و گرد ہے بعدم توسط انتہی پوشیدہ مانند کہ در توسط و تبعیت و طفیل  
 ایچ کس را جای سخن نیست و متفق علیہ است و جمہور عرفاء محققین بر آنست کہ توسط یعنی  
 حیلولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در میان سالک و شہود و مطلوب نیز ثابت  
 است ایچ شہود سے بے توسط روحانیت آنحضرت صلعم حاصل نیست و قول مخالف لایعبار است  
 و ناشی از کوتہ نظری است و ایشان می گویند کہ توسط روحانیت آنحضرت در جمیع مراتب بوجہ  
 و شہودی یعنی جمہور عرفاء و عیانی و معاوینی تمامہ عوالم جسمانی و روحانی ثابت است و این  
 توسط داخل حجابی نیست کہ ازان پردہ بردوی شہود نشیند بلکه موجب انجلا

در کشف المحجوب مذکور است مرتقن گوید الصوفی لایسین ہمہ خطوط البتہ صوفی آن بود کہ اندک سے با قدم دے

برابر باشد یعنی جملہ حاضر بود دل آنجا کہ تن و تن آنجا کہ دل بقول آنجا کہ قدم و قدم آنجا کہ قول این نشان حضوری بود بے غیبت  
 بر خلاف آنکہ گویند از خود غایب است و بحق حاضر بلکہ حق حاضر و بخود حاضر و این عبارت از جمیع اجماع بود و از آنچه تا دمیت خود  
 حضور و غیبت خود از خود چون بتیغاست حضوری بے غیبت بود

واكتشاف است در رنگ حیولت غنک در انصار عالم ظاهر مثلاً وجود ادراک و شهود ذات  
 بی پرده ممکن نیست ع در پرده عیان باشم و بی پرده نهان و میگورند که حقیقت  
 احقائین بودن آنحضرت و احاطه جمیع مابیات مخصوص بخواهر ذات نیست بلکه عام و شامل است  
 در صفات و معانی را که شهود مخدوبان و محبوبان و مرادان یکی از آن جمله است و میگورند که در  
 وقت این شهود و حضور که در قریب و وصول حاصل است روح پرفروش سید المرسلین و محبوب  
 رب العالمین حاضر است و واسطه است و از ذات حق مفارق نیست چه محب و محبوب از  
 یکدیگر جدا نشود خصوصاً این محبوب که محبوبیت و معنی ذات بحت بی ملاحظه جمیع شیون و  
 اعتبارات بود از جهت بودن او نظر جامع قَالَ بَعْضُ الْعَاوِرِ فِیْنِ مَا ارْسَلِ الرَّحْمٰنُ  
 اَوْ بِرَسْلِ مِنْ رَحْمَتِهِ تَصْعُدُ اَوْ تَنْزِلُ فِی فَلَوْ كَتَبَ اللهُ وَفَلَكِهِ مِنْ كُلِّ مَا يَخْتَصُّ  
 اَوْ يَشْمَلُ اِلَّا بِوِاسِطَةِ الْمُصْطَفِیِّ عَبْدِهِ وَنَبِيِّهِ وَفُتَّاسِرَةِ الرَّسْلِ وَاسِطَةِ فِیْنِهَا  
 وَاعْتَبَلُ لِحَا يَعْلَمُ هَذَا كُلُّ مَنْ يَعْقِلُ اِنْ شَاءَ اِنْ شَاءَ اِنْ رَوَى النَّبِیُّ  
 مَا غَابَتْ مِنْ نَفْسٍ بِاللَّهِ فِی اللّٰهِ طَابَتْ وَقَالَ فِی وَصْفِهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَقُّ  
 السَّكْوَةُ بِرَأْسِهَا عَلَى كُلِّ مَنْ ادْعَى مَعْرِفَةَ اللّٰهِ فَجُرْدَةٌ فِی نَفْسِ الْاَمْرِ عَنْ نَفْسِهِ الْحَمْدُ  
 و میگورند که این مشاهده مخدوب با سائل تواند که جهت تصور معرفت و تمیز با جهت غلبه  
 فنا و بیخودی از ادراک و دریافت آن قاصر و ذایل باشد اما در نفس الامر ثابت و دائم و قائم  
 است و آن زهول در حقیقت از قبیل عدم علم بعلم است چنانکه در مواضع دیگر گفته اند ازین همه  
 غیر شقیم و مسلم و مثبتیم که مشایخ طریقت در توسط و عدم توسطان سرور اختلاف دارند اما ان  
 گروه که ذایل اند بعدم توسط یا دعوی شکر و همسری و هم پیگی واجتبا و عدم بدخلیت آن  
 حضرت در حق ایشان و عدم توجیه ایشان با جناب چنانکه گفته می کنند و مشایخ در اینجا هم  
 اختلاف دارند سخن در اینجا است حاشا و کلام همه متفق اند در رعایت بندگی و نیاز مندی و  
 سرفکنندگی و احتیاج بان جناب اقول آخر گفته رفته کار بجای رسید که حضرت شیخ حاکم



چند عبارات حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنان نقل فرمود کہ ان اصل مرام کا شمس فی رابعۃ  
النہار اشکارا اگر دید و شن و خاشاک بہائے کہ از اول تا آخر در صد اثبات آن بودہ برہنہ پر  
خالجہ علی ذلک ہمانا این چنین امور حضرت شیخ را بر رجوع مجبور کردہ باشد ہذا  
بعد الحق الا الضلال اکنون وقت است کہ از انوار و برکات روحانیت حضرت شیخ رحمہ  
بعد حق نگری

الضمان جویم و در راہ کشف حال و توضیح مقالہ جویم

سرایاناز من از ترتیب دامن کشان گذر | مبادا غافل از حالم بر آرزو دستے

ہر گاہ از عبارت منقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ظاہر و باہر است کہ توسط روحانیت حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع مراتب وجودی و شہودی ثابت است مراتب توسط و حجابی نیست  
کہ ازلان پروردہ بر روی شہود نشینند بلکہ موجب انجسار و انگشاف است و این معنی  
را بہ حیولت عینک تشبیہ دادہ پس این توسط را بمعنی حیولت و حجاب قرار دادن بہنایت  
بعید است ہچنان ہر گاہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حقیقہ الحقائق بود ان حضرت را چنان خام قرار  
دادہ اند کہ شامل است مرصقات و معانی را کہ شہود و مجذوبان و محبوبان و اہل ان یکے ازان  
جملہ است و روح پر فتوح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از ذات حق متفارق نمیدانند تا آنکہ بیچ  
شہود و حضور نخواہد بود کہ در ان روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم متفارق باشد تا آنکہ  
اگر کدھی مجذوب یا سالک مدعی این معنی شود کہ او معرفت ذات باری بقالے بوجھے نمودہ  
کہ نفس محمدی بوسے متقارن نبود این را محمول بقصور معرفت وی نمودہ پس اکنون کہ ہم  
موقع خدشہ خواہد بود آیا این تقریر بہتر است یا اصرار داستبداد برین معنی کہ ذات پاک  
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ بمعنی حجاب است

نہ گویم حال دل از حال من گوے خبر باشد | بہ بے درد ان بیان درد دل درد و گریہ باشد

البتہ در مرتبہ سلوک کہ مرتبہ بتدی است ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی واسطہ و حجاب  
نی باشد در مرتبہ جذبہ و معیت وظل ہرگز واسطہ باین معنی نی باشد بلکہ بوجھے میباشد کہ ہر

توسط روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر جمیع مراتب ثابت است

اطلاق سلفیہ سے شہ چنانچہ مگر شاید چونکہ شغب از عدم فہم مراد حضرت مجدد علیہ الرحمہ است  
والا ہیچکس بہتر و بیشتر در معارف ازین سخن نتوان گفت حضرت خواجہ احرار کہ منظر کلام بانی  
وکاشف اسرار حقانی اند برین معنی لقیح کرده اند کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجاب  
وپردہ شہود ساک نیستند فقیرہ حصول اپنے مقصود است از خلقت انسانی خیر تجرید قلب  
از شواغل نیست در دل چیزے ماندہ اند اگر تصنیف تجرید دل از ہر چیزے است حاصل شود اپنے ظاہر  
شود ہیچ چیز مقابل آن چیز نیست خیر تجلی ذاتی و درین تجلی فنا و کلی از خود و ہمہ حاصل شدہ  
شعور سن از کثرت خلقیہ بلکہ از کثرت صفاتیہ منقطع شدہ بلحق ہمین شود و اگر خواہند کہ اورا  
چنان سازند کہ از دیگران بہرہ مند شوند اورا رہائی از خود حاصل شود اورا قوتے از نزد  
خود حق سبحانہ بدہد تبصیر ازین معنی بہ بقا بعد الفنا و وجود موہوبی حقانی کردہ اند و بعضے  
قابل بان شدہ اند کہ در وجود قلب اجحاری باشد مثل حجریت و غیر آن تبصیر ازین حجریت نکتہ  
فاتیہ فی القلب کردہ اند بسبب حجب غلیظ ظاہر یعنی شود و گفتہ اند این نکتہ ذاتیہ مثل مردم  
چشم است و مثل ساعتی است کہ در روز جمعہ پنهان است و گفتہ اند اگر بردوام ذکر و تلاوت اعمال خیر  
دل صافی و سزکی شود و قالہا فایقابل سوی الحضرۃ الحق الذائتہ فینشر من ذلک الحجج  
نور من لحد التجلی فی سائر فی نروا یا الجسم فہیت العقل و ذلک و تینہم ذلک النور المنفوس من ذلک  
الکج و شعشانیہ و لا یظہر لہم تضریف و احکمت لا ظاہرہ و لا باطنہ و لہذا سمی الحجج البہتہ فاذا

صلی شیخ محمد الدین بن عربی در تحقیق این مسئلہ در کتاب لتوحات در باب عقائد و سیوم تحریر سے فرماید کہ اصحاب ایمان در صفت  
سیر و قسم اندیکے گردے اند کہ مربوط کردہ اند بہت خود را برین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نیست گرنہ و معلم بطریق و صلت  
بجناب حق عزوجل و چون علم بدان حاصل آید واسطہ از راہ بر خیزد و تخلیص می شود میان آہنا و میان خدای تعالی پس آن گردہ  
چون سادہت حسانت کنند بسوی خیرات نمی بیند پیش خود با قدم احد سے از مخلوقات و آہنا چون در آئینہ در مجاہد  
خطب می کند حق با آہنا بکلام الہی بغیر واسطہ زبان حسین و دیگرے گردے است کہ ممکن کردہ اند در نفوس خود پاک نیستہ راہ بسوسے  
خدای تعالی مگر کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ است و ما جبہ است پس آہنا مشاہدہ نمی کنند احد سے ناخدای تعالی مگر کہ می بیند مشر  
خود نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را تبار و خطاب یکے خدا سے تعالی مگر در بیان رسول و لغت او





و جنود وجود حق مشاہدہ نمی کنند و بجز تبار ابرواح ہمہ رسیده است کہ در جمال احد متخیرند و در  
 حسین بن علی علیہ السلام را پرسیدند کہ عارف را کہ مشاہدہ شود گفت کہ چون شاہ نظام  
 گردد و شواہد فانی گردند و حواس نماند و اخلاص منجمل شود یعنی شاہد حق نظام  
 گردد و آن افعال و اطوار حق است کہ در انزل با تو کرده است از انواع نیکوئیها و کرامت با و  
 معرفت و توحید و ایمان بدو کہ ترا بخشیده است رویت این نعمتہا سے حق تعالی ترا در خود  
 فانی گرداند از دیدن افعال و نیکوئیها و اطاعت با سے خود تا بسیاری از افعال و طاعت  
 با سے خود را در اندک آنچه از ان حضرت بود مستغرق بانی و آنچه از او بود اندک نباشد و آنچه  
 از تو بود بسیار نبود اما شواہد است کہ رویت خلق از تو ساقط شود یعنی نہ ضرر از ایشان  
 بینی نہ نفع و نہ ذم و نہ مدح اما معنی ذہاب حواس است کہ حواس در نور حق فانی گردد تا تو  
 بنور حق بینی و بشنوی و بگوی چنانکہ رسول میفرماید <sup>لَا حِکَايَةَ لِعَنْ سِرِّيَ فَبَشِي كَيْسَمِعُ وَ بَشِي كَيْسَمِعُ</sup>  
 يَنْصِقُ امر سیوم چون بحق سبحانہ و تعالیٰ نزدیک گردد و حق غر و علما از مقام عزت بہ نیت  
 نزدیک شود گویا در یک منزل جمع شدہ اند این را مقام منازلہ گویند امر چہارم ابن عطا  
 گفت رحمہ اللہ تصوف است کہ حال خود را بحق تعالیٰ فرود آرد تا مستغرق در حال خیر او  
 تعالیٰ بنود امر پنجم جنید رحمۃ اللہ علیہ را پرسیدند کہ تصوف چیست گفت تصوف پیوستن  
 سراسر بحق سبحانہ و تعالیٰ و این معنی خیر بقاء نفس از اسباب و وسایط و قوت روح  
 و قیام بحق دست نہد امر ششم ارباب احوال و عجاب کمال اند کہ عقائد صافیہ ایشان  
 بنا بر اصول صحیحہ است از کتاب سنت جماع است موبد ابدا لالتعلیہ و شواہد عقلیہ و با این مسائل ذوق و جلیان و کشف  
 عیان اند <sup>قَدْ اَقْبَلَ سُبْحَانَہُ وَ تَعَالَى عَلَیْہِمُ بَلْطَفِہُ وَ جَلَّ بِہِمَّ عَرْشُ جَلَّ لِیَہُ بَعْظَمِہُ</sup>  
 لہ بطور حکایت از پروردگار عالم از من سے شنود ماز من سے نگر از من سے گوید ملک توجہ شدہ اللہ تعالیٰ  
 با ایشان بہر بانی خود و کشید ایشان را بسوی خود یعنی خویش با ایشان بہر بانی باری تعالیٰ توجہ کردید پس  
 فخر کردند ایشان بہ اللہ جانہ سیر کردند بسوی ہر کسی گردانیدند ایشان را بسوی اللہ چنانہوار ایشان پاک کرد

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰











است کسی باشد که کسی را از هر یک اندکی بود و کسی بود که از او بسیار بود و کمال این درجه  
 تمامی رسول بار بوده است صلی الله علیه و سلم و در ایشان هر سه کمال بوده طائفه از اولیا  
 چنانکه ذات و هستی خود را از خود نه بیند بلکه خودی خود را از خود نه بیند این طائفه را نه ذات  
 بود و نه صفت و نه فعل و نه حال و نه مقام و نه اثر در هر دو عالم خبری ندارند و این وصف کبریا  
 ندارند هم ندارند صحو در صحو ایشان داشت یعنی فعال ایشان را فعال حق نیست شده و محق  
 فی محق یعنی صفات ایشان در صفات حق نیست شده و طمس فی طمس یعنی هستی ایشان در  
 هستی حق نیست شده و همانا که الْفَقْرُ فَخْرٌ مِی که خواجہ علیہ اسلام ترموده اشارت بدین فقر  
 است و ازین فقر است که صوفیہ در آن بیچ مقام بیوت نکرده اند و صاحب این فقر ادرود کون  
 بیچکس نشناسد جز حق سبحانہ چه خداوند سبحانہ عینور است اولیا خود را از نظر اعینار مستور دارد  
 تا غایتی که از نظر خودشان نیز مستور دارد و اولیای محبت قبایع کلا بفرہم غیری بیان حال  
 ایشان <sup>ع</sup> و کَلَيْسَةَ الشَّمْسِ الْهَيَاكُلَانِ يَكُونُ مَا اخَذَ الْعُلُومَ اذْ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
 مِنَ الْفُتُوحِ وَالْمَكاشِفَةِ بِالسَّحْقِ + گفته اند که بنیاد این کار بر نفس می باید نهاد و نفس  
 عبارت است از دوام حال مشاہدہ و تواتر و تعاقب امداد ان که حیات قلب اہل محبت بدان  
 مربوط است بر مثال تواتر و تعاقب انفاس است کہ بقا و حیات قالب بدان مشروط است  
 چنانکہ اگر ساعتی مدد انفاس جدیدہ و اثر ترویج ان از صورت قلب منقطع شود از شدت حرارت  
 غریزی دل سوخته گردد و مردہ لپاک شود اگر کج خط و لمحہ مدد شود از حقیقت قلب مشتاق منقطع گردد  
 از شدت لغزش و حیات ثنوق بسوزد <sup>ع</sup> و قَالَ الْاَفْضَلُ الْاَعْمَالِ صَلَاةُ الْاِنْفَاسِ مَعَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
 حجاب ہا ہمہ از بندگان است و گرنہ حق تعالی منزہ است از حجاب و بیچ چیز حجاب حق تعالی  
 نتواند شد آنچه نورانی بود بر روحانیت تعلق دارد و آنچه ظلمانی بود بہ نفس تعلق دارد و ہم  
 اصل در محبت نا دیدن و ناشنودن بود کہ محب غیر دوست نہ بیند و از غیر دوست نشنود چیزی

دین علی بن ابی طالب  
 تہذیب ابن ابی  
 فی شناس  
 ایشان از سزا  
 سن ۱۲  
 شخص این فی  
 شود تا کہ  
 فتح و کاشف  
 رہ از سزا  
 باشد از  
 گفته اند کہ  
 انفس علی  
 نماز انفس  
 است  
 بجائہ

زہستی مردہ ام احمد شد	بجائان زہدہ ام احمد شد
-----------------------	------------------------



بذوره برده ام احمد شد	از فضل و رحمت و توفیق نیروان
مصفا خورد ام احمد شد	از جام مصطفی شرب الهی
تبر آکرده ام احمد شد	تو لایم محبوب است و از خود
ببار آورده ام احمد شد	درخت وصل را در باغ وصلین
اگر در پرده ام احمد شد	ندارم پرده با معشوق و از خلق
قناسد پرده ام احمد شد	از قاسم پرده در پیش دل بود
<p>اگر همه اش مسلم داریم پس شنیدنی است که هر گاه با اعتراف حضرت عترت مشایخ در توسط و عدم توسط اختلاف میدارند پس درین مسئله کلام حضرت مجدد محل اعترافین نماید</p>	
آرزو دارم که پرسم از تو بعد از اشقی	بے سبب از خالص بیچاره رنجیدن چه بود
<p>باقی ماند این معنی که اکنون صرف اعتراف بر دعوی شکر و همسری و غیره است این محمول است بر عدم اطلاع بر معانی این الفاظ که ما قبل فصلناها فاسرجع الیها حتمه یاتیک الیقین</p> <p><small>بنامه تفسیر و تفسیر استام پس چون کتب سبوی در تفسیر این آیه ۱۲</small></p>	
سعیا این همه فریاد تو بے چیز نیست	آنستے هست که دود از سران کے آید
<p>قال مخفی نمائند که توسط آنحضرت در شهود وصل موجب عظمت و جلالت و سبق و تقدم است و در درگاه عزت و عدم توسط بسبب تاخیر و سقوط و قصور حاصل حکایت عدم توسط بان راجع می گردد که سالک همیشه خادمانه همراه آنحضرت تبعیت و طفیلی میرفت و اقتباس انوار از وی میکرد چون بقرب درگاه رسید بیشتر رفت و درون درآمد و آن حضرت را پس انداخت و بیرون در گشت و از میان ساقط گردانید و خود در مجلس درآمد و بر منصفه قرب و وصال به نشست و کامران شد و می گوید که من و تو برابریم من هم بنده و تو هم بنده و ترا توسط در میان من و خدا نمائند اگر چه دراصل بنده تابع تو و خادم تو بودیم و بواسطه تو رسیدیم الان تو هیچ محل و توسط نداری اقول همین خیال حضرت شیخ جمعا سدر اکشان کشان پیر سرانگلا آورده بنای این خیال تعلیط است میان معنی توسط بالا بیان شده است که توسط آن سرور کائنات علیه السلام</p>	

الہ الصلوٰۃ والسلام بدو معنی تواند بود معنی اول است کہ او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم  
 حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم است کہ سالک لطیفیل او  
 بتوسط تبعیت و متابعت او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات و السلام بمطلوب اصل گردد و در طریق سلوک  
 پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کاین است چون فرقی را کہ میان بہر دو توسط  
 است از دست دادند صورت تخیلہ کہ مذکور شد پدید آید مثال توسط معنی اولی است کہ وزیر  
 شخصے را پیش بادشاہ حاضر آرد و بادشاہ بذریعہ وزیر از و کشف حال نماید داد ہر چہ گوید وزیر  
 خدمت شاہ رساند مثال توسط معنی ثانی این است کہ بر حال یکے از مقربان وزیر سلطان اطلاع  
 باشد پس باین وجہ کہ او مشرف بہرست سلطان بر وزیر توجہ حاصل است سلطان خود آن مقرب وزیر را پیش خود طلب آرد و وزیر  
 اتفاقاً فرماید این مرتبت حاصل نشود مگر شخصے را کہ بہ قصے درجہ متابع باشد اگر چہ این معنی خود ظاہر است مگر  
 چون از چشم ہر میان حقایق داشت شبہ را بیان فرمودہ دفع ساخت چنانچہ میفرماید کفیتہ  
 نہ شود کہ این عدم توسط اگر چہ بیک معنی بود قصور سے بجناب حضرت خانمہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ  
 و التحیۃ لازم نمی آید گوئیم کہ این عدم توسط مستلزم کمال انجناب است علی صاحبہما الصلوٰۃ و السلام  
 نہ مستلزم تصور وجود توسط است زیرا کہ کمال متبوع آن است کہ تابع او لطیفیل و تبعیت او  
 بحمیم درجات کمال برسد و بیچ دقیقہ فرونگزارد و این معنی در عدم توسط کاین است نہ در  
 وجود توسط کہ انجا شہود ہے پردہ است کہ اقصای درجات کمال است و انجا در پردہ پس کمال  
 در عدم توسط بود و تصور در توسط است ہی پیش ما مردم این افادہ از قبیل باریہات است انرا  
 تخیل محض و از قضایا سے شعریہ قرار دادن حکم محض است و فتح باد کہ پیش ازین سچند بار معنی  
 توسط گذارنہش نمودہ ام پس بار بار ضرورت با عادہ ان نبود

یا اوبشا ہراہ طرفیت گذر نہ کردی	یا بخت من طریق مروت فرو نداشت
در سنگ لاخ قطرہ باران اثر نہ کردی	گفتم مگر گبریہ دشمن مہربان کنسم
معنی این مسئلہ را بچیرے توضیح بزنگارم ملاحظہ فرمودہ شود و صیل باین مقام عالی صورتے	









بدر محمدی

میش بوده است و حق را بحق دارد و فارغ شد از دعوی بمعنی و این فانی مثل مجنونست  
 و این است معنی ثنا و صلواتی که از بنده صادر میشود و حقیقت ثنا علم او تعالی بجمع کمالات  
 او کما هو هو است و حقیقت صلوة تفصیل صفات اوست تعالی بذات او کما هو هو لا اخصی  
 تَنَاءُكَ عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَنْتَ تَعَلَى نَفْسِكَ وَ قَدْ يَا مَعْجَانِ رَبِّكَ يَصِلُ اَشَارَتِ بَابِ  
 باشد و گویا این است نسبت مرتبه نبوت و ازین معنی بجز حضور در حضور و حضور بخت بجز دیگر  
 تعبیر نمیتوان کردن و این است معنی کلام بزرگان که گفته اند از حقیقت محمدی عبور شده و یا  
 از مراتب و جوب گذرانیده و یا حقیقت محمدی حایل و پرده شهوند نیست نه ان خیالات فاسده  
 که بواسطه تو رسیدم تو از میان رفتی و حال امن و تو برابر شدم و میان من تو فرق نیست  
 تو هم بنده و من هم بنده و غیره و غیره بلکه این همه معنی است بر عدم خدمت علم تصوف پیران  
 و خواجگان نقشبندی علیهم الرضوان که این معنی از وظایف ایشان است

بامن بودنت نمیدانستم | بامن بودنت نمیدانستم | اتم چون از میان انام | انام بود زانی دانستم

قال اولکم و ازینجا است که آن سرور فرموده است **عَلَمَاءُ اُمَّتِي كَانْتِيَاءَ بَنِي اِسْرَائِيلَ**  
 این را بران نکته چه متفرد و مترتب ساخته اند از بیان سابق خود لازم آید که فرمایند **عَلَمَاءُ**  
**اُمَّتِي** کانا زیرا که شما ایشان را اقصی درجات کمال ثابت گردانیدید و در تمامه کمالات شریک  
 آن گردانیدید این خود بالاتر از مرتبه انبیا و بنی اسرائیل است زیرا که هیچ یکی از ایشان شریک  
 آن حضرت صلی الله علیه و سلم در تمامه کمالات نیست و حق آنست که مرتبه علماء امت بر مرتبه  
 انبیاء نمی رسد و تشبیه باعتبار خلافت و نیابت در تبلیغ احکام و شرایع است چنانچه انبیا و بنی  
 اسرائیل تابع توریت بودند و بعد موسی علیه السلام تبلیغ احکام ان می کردند در قدر و  
 مرتبه و نزدیک محدثین این حدیث بصحت نرسیده است و حدیث العلماء و شریک

علای ایسی

له ضبط کنی کنای تو بر تو شبان آن همه که کنای خود کرده و باست ای که ضای تو نمازی گذارد ۱۲  
 علمای امت من مثل بنی اسرائیل بوده اند ۱۲ علمای امت من مثل من ۱۲







كالشافعي و ابن حنبل و من جبري بحري هو الاله حرام في حفظ الاحكام اما خامسا  
 پس از تقریر بالا ظاهر شد که در مجازینهار صرف در ظاهر و ارتکاب خلاف ظاهر نیست فعل  
 للعرض الاثبات قال فرغی شیخ نوالی می گفت بسیار زوایشان قول شهور الولا این افضل من النوة مذکور  
 شد فرمودند هر چند تو جهات و تاویلات راست و درست دارد اما موهم خلاف حق است بنیام  
 این تناقض است تناقض است کلام ایشان بسیار است بالجمله در عنایا بل نیست و جماعت مقرر شده است  
 به جبری زرسیده اقول در تسلیم این نقل ازین وجه تامل با واقع است که در مقدمه آنچه مسلک  
 حضرت مجدد رحمة الله علیه مذکور شده اتان ظاهر است که این کلام از سرکرات است و فی نفسه  
 صحیح نیست اگر تسلیم کنیم پس تناقض را تسلیم نمی کنیم زیرا که بعضی تاویلات که در مقدمه مذکور  
 شد اتان سخن راست و درست می نماید اگر چه موهم خلاف حق است این چه تناقض است در  
 کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه تناقض واقع نیست و اگر تناقض بلحاظ مقامات متبادر گردان  
 فی نفسه تناقض نخواهد بود قال و قولکم در حدیث آمده که بنده چون به نماز داخل میشود و  
 سجایک در میان بنده و خدا است مرتفع می گرداند لهذا صلوة معراج مومن آمده و حفظ و افر  
 از ان نصیب نهی و اصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به و اصل نهی است پس از تقاع حیولت  
 و توسط ثابت گشت نهی این خود صحیح است ولیکن این یعنی بنید که در تشهد که آخر وقت  
 ادای نماز است وقت اکلیت و انیت مشهود است می گوید السلام علیک ایها الذی  
 و بعد از وصول بلتم واکمل مستغنی و فارغ نشینند از توسط به جمال و کمال آنحضرت و نیاز و  
 تسلیم و توجیه پذیر گاه و پس هنوز توسط و توسط مرتفع نگردیده است و این حجاب که در وقت  
 نماز مرتفع میشود حجابها است که بنده بدان از مقام قرب و حضور در افتد نه حیولت و توسط  
 حقیقت محامی که و س با خدا است دائم اقول احمد بن محمد که حضرت معترض عقبات این معنی  
 نمودند که در نماز حجاب مرتفع می گردد و درین هیچ شبهه نیست که مصلی کامل در وقت ادای نماز  
 گویا از دنیا که از دولت قربت کلیل انصیب است اگر نصیب دارد قربت طلبی دارد و باید و بداند

حجاب

و





نیست و متوسط است و چرا حقیقت محمدیه را حقیقت احقایق نہ گویند فافہم و تذکر قال انکہ نوشتہ اند کہ رویت اخروی بی توسط و حیولت احدی نخواہد بود بے موقع است زیرا کہ سخن در رویت و شہود دنیا و نیست و این بے پردہ نمی باشد لاقلاً پردہ صفات در میان است و حقیقت رویت اخروی نیز بے پردہ صفات نخواہد بود و صفات حق منفک از ذات نیست و بنا بر عرف است یکن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات میگویند کسیکہ زید را می بیند یا چندین صفات از طول و عرض و لون و شکل و خضآن میگویند زید را دید و هیچ کس نگفته است کہ در آخرت ذات بحت مجرد از صفات را خواهند دید پس اگر روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ با ذات حکم صفات وارد نیز باشد چه مانع است اقول برین کلام نقض تفضیلی وارد می شود صفات امر معنوی است کہ قائم بذات است پس چگونه حایل ذات باشد در رویت بصری آری در رویت قلبی جایز است چرا کہ بدون صفات ذات مطلق در تعقل نمی آید ۵

فہم سخن تانہ کند مستمع | قوت طبع از متکلم مجوسے

و آثار صفات کہ ظہور او در خارج ذات است و خارج از مراتب صفات است می تواند کہ حایل رویت بصری شود و در آخرت این حایل نباشد تا مزیت لازم آید و فرق شود و آن جماعتی کہ بہ احاطہ ذاتی بے کیفی قابل اند گویند رویت بصری در پردہ را در دنیا قابل اند چنانکہ شیخ عبدالمطلبانی قدس بامد سرہ گفته ۵

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم | از پاسے طلب می نہ نشینم ہر دم  
گویند خدا چشم سر نتوان دید | آن ایشانند من چنینم ہر دم

و بر تقدیر تسلیم می گویم کہ کلام در ضرورت و عدم ضرورت توسط است عام از نیکہ دنیاوی باشد یا اخروی و ہر گاہ دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات گویند و بر توسط صفات نظر نمی یافتہ صفات را توسط نمی گویند پس اگر رویت اخروی را کہ تجلی بصقات باشد بی توسط حاکم گویند از آن چگونہ مذکور لازم نیاید و در کلام حضرت مجدد در حتمہ اللہ علیہ این معنی مذکور نیست کہ

پیر محمدیہ

در آخرت ذات بخت مجرد از صفات را خواهند دید این معنی منی بر فہم معترض است اندرین صورت  
 اگر روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ با ذات حکم صفات دارد نیز باشد درین مانع نیست بلکہ اگر عباراتی کہ  
 پیش ازین حضرت معترض از حضرت مجدد در حجتہ اللہ علیہ نقل فرمودہ اند نیز ملاحظہ فرمودہ شود از ان واضح شد کہ  
 میں دعاست فرق این است کہ حضرت مجدد در حجتہ اللہ علیہ روح محمدی را بحجاب نمیگویند و حضرت معترض  
 بحجاب پروردہ بتعبیر نمیآید پس آنچه رعایت اداب در کلام حضرت مجدد در حجتہ اللہ علیہ بودہ است بوی  
 ازان از کلام معترض بشام نرسد قال قولکم این معرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است  
 کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بچمن فضل و کرم آن را عطا نمودہ بحقیقت ان تحقق ساخته است و این معرفت  
 مشارکت با آنچه گفتہ کہ عدم توسط موجب کمال است و توسط موجب نقصان کہ اینجا شہود بی پروردہ  
 است و اینجا پروردہ درین کمال تابع است و گفتہ اند کہ کمال و شوکت و عظمت مخدوم بتبوع است کہ  
 تابع و مخدوم او بجای رسیده کہ او انجا رسیده است و بتبعیت او شریک دولت او شدہ بجان  
 این چه تمثیل و توہم است و سرور و ابتهاج است و در لوازم این سخن نمی نگزند کہ چہا است استقامت  
 رسول خدا است از میان و دعوی مساوات با وی ترجیح اولیاء بر انبیاء علی نبینا و علیہم السلام  
 چنانچہ تقریر آن گذشت حاجت بہ تکرار نیست اما ہمین یک سخن باز تکرار کردہ میشود کہ واسطہ  
 کرامت میگویند و کرامتے خواهند محمد رسول اللہ را سے خواهند کہ محبوب رب العالمین و مقصود دنیا  
 و دین است و آنحضرت را پروردہ میگویند و حجاب نام می نهند زہے سعادت آن عارف و کمال  
 آن مشاہد کہ حق را در مراتب محمدی مشاہدہ کند جاہان فدا می عشق این پروردہ با وسع جان احد این  
 نقصان است کدام کمال بالاتر ازین باشد کہ جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم و کمال حق ہر دو  
 مشہور و مشہور و منظور گردد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم را حق براسے ان افریدہ است کہ در آئینہ جمال  
 و کمال سے قدس ذات را مشاہدہ کنند و در خلوت خانہ حقیقت وی در آمدہ با ذات و صفات  
 حق مواصلت نمایند کہ ہر چه نیست در ہنجا نیست کمال بعض العارفین لا یصلیٰ اشعۃ اللہ  
 یقلبہ من مرآة برہان النور المظلم و ہا سے کہ دور باید کرد پردہا سے ظلمانی و روحانی و انفسی

بہ ہر حال از آنجا کہ  
 حجاب کمال شود خصوصاً  
 وقتیکہ اولیاء را در انجا  
 حضور نمودند تا نام خود  
 بعض خصایر را در انجا  
 چہ اشعار بدانان نقل نمود  
 قطع مہج و کمال  
 تا سادہ و نازت از ان  
 سبب چنانکہ در انجا  
 از انجا قطع شدہ  
 استفادہ رسیدنی بہ حقیقت  
 با اولیاء اللہ سے مجالست  
 طور سینا مذکور است  
 انہی بہ کمال انصاف  
 کمال و عظمت پروردہ  
 بعض عارفین گویند کہ  
 باری تعالیٰ بر کمال حق  
 شدہ کرامت آئینہ کمال  
 ظلمت است



وفاق است که محاب مقصود پرده مشهود شوند نه آنکه ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم را پرده گویند و از  
 میان ساقط گردانند و چیزها گویند که نباید گفت این تفسیر انشاء اللہ تعالیٰ در روز جزا شخص گردد  
 بلکه در عالم برزخ نزد آنحضرت مذکور شود اگر من پیش از شما از عالم رفتم اول شکایتیکه از شما پیش  
 آنحضرت کنم این خواهد بود و اگر شمار نسبت گرفت و گیر که بر شما شود این خواهد بود و اسد علم و  
 اگر درین دنیا بوقایع و معاملات هم مطلع شوید نیز در این است اقول این معرفت را مقصود  
 امری داشتن مقصود است چرا که تحقیقات را مرجع قرار ندهند چه این همه امور از افادات حضرت  
 میبود است علیہ الرحمہ کہ هیچیکے بان پے نہ برود و آنچه در باب کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع  
 فرموده شد کہ تابع او در هیچ مقامی از وی محفل نہ کند و بتبعیت او شریک دولت همگان ناو گردد  
 از عبار مخدوم پاک و صاف است عام از نیکنہ فی ذاتہ باشد یا بلوازمہ این را اسقاط رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم با دعوی مساوات اندیشیدن خیال غلط است ساعتی عینک انصاف بر  
 دیدہ حق بین ہنوادہ ملاحظہ فرمائید کہ ہر گاہ تابع بتبعیت مخدوم متبوع بجائے رسیدہ است  
 پس این اثبات مخدومیت و بتبعیت انخطاط مرتبہ تابع را مقتضی است نہ اسقاط و مساوات  
 را محو صیرم کہ بار بار از ذکر الزامی کہ پادری ہوادار و چه سو دایا اناعادہ این چنین الزام ہے  
 سر و پا عام از نیکنہ ہزار بار باشد عبارے بر دامن می نشیند جانشا و کلا بلکہ قال مردمان این  
 را محمول بر نفسانیت می کنند چہ اگر خطا است یکبار و دوبار نہ از اول تا آخر یک خطا این قدر  
 استبداد و اصرار ضرورت چیست کہ آنحضرت را پرده و حجاب نام ہند چرا موجب اخبلا و انکشاف  
 نہ دانند و حقیقہ محقایق نہ گویند زہے سعادت ان عارف و کمال ان مشاہد کہ حق را در مرات  
 محمدی مشاہدہ کنند نہ آنکہ پرده و حاجب بگذارند و میان این وان فرق زمین و آسمان است  
 چہ در صورت اول جمال محمد و کمال حق ہر دو مشہود شود و منظور گردد محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 را حق برائے آن آفریدہ است کہ در آئینہ جمال و کمال وی قدس ذات را مشاہدہ کنند و در  
 خلوت خانہ حقیقت وی در آمدہ با ذات و صفات ہی ہر صلت نمایند کہ ہر چه بہت در انجا

تغیر خطا



ہست قال بعض العارفين لا يتجلى الله بقلب من قرأ سورة وهو النور المطلق  
 در صورت ثانی تا سطر و پرہ حجاب است کہ در جذب محبت برافتد و معاملہ عیاناً مشاہدہ افتد و  
 درین صورت اول عجب کیفی پیدا کند و **وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**  
 پس ذات مہم را پرودہ گفتن مستلزم استقامت در محو صورت و ہر کہ چشم میا دارد  
 این قصہ پیش سے از مریات تشخیص دے و بروز جزا محول ماختم طالبین تحقیق  
 تا این مت چشم ہر راہ انتظار داشتن است چون در تحقیق مراحل تصوف  
 راہ استدلال بر بستہ اند و بنائے دے بر ریاضت و مجاہدہ نہادہ اند  
 پس چرا در مجاہدہ کمر مت بر نہ بندند و بنگرند کہ در ہر دو صورت چہ فرق است الحمد للہ  
 کہ در عالم دنیا حضرت معترض میسر شدند و عشاوہ بشری از دل انوار منزل حضرت ایشان نایل  
 گردید اگرچہ این اتفاق نمی افتاد در عالم برزخ ذات حقیقہ احقایق را صلے اللہ علیہ وسلم مظهر انوار  
 حجابی ملاحظہ نمودہ اعتراف بقول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ می نمودند نوبت بہ شکایت بنیر سہ  
 و انچہ امر حق را مستحق گرفت و گیر تصوریدہ شد بچو ابش ہمین قدر کافی است ۵

بدم گفتمی و خر ستم عفاک امہ نکو گفتمی | جواب تلخ سے زید لب لعل شکر خارا

معیند ابغایت ادب عرض پردازم کہ حضرت معترض در رسالہ تکمیل التعرف تحریر می فرماید  
 کہ آنچه بعض علماء کتب در رد صحاب صوفیہ صافیہ تصنیف فرمودہ اند تا سالکان را از راہ غلط  
 و مواضع اہتمام گاماتند و ایشان در ورطہ بدعت و غفلت نہ افتند ازین کتب ہیچ یکے مستفید  
 نمی توان شد تا آنکہ جامع سہ شرایط نہ باشد اول آنکہ معترض عالم محقق متورع مجتہد باشد  
 تا در صورت خطا مشابہ باشد دوام آنکہ تاویل قول قایل بر خود لازم گیرد و بر محل حل  
 کند کہ اعتراف و انکار را بوسے بار نباشد او بقول **لَا تَأْتِيهِ سُلَيْمٌ وَرِجَالٌ مِّنَ الْأَشْجَالِ يَأْتِيهِمْ مِّنَ غُيُوبِ الْأَسْفَالِ**  
 حال او طبع شکر و المنطق لا ضبط ولا اختیال ہو یا گوید کہ در اینجا غلطی و خطا واقع شدہ  
 و لیس مجال اولیس جمع صوح یا گفته شود کہ قایل ازین مسئلہ واقف بنودہ است

۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



اقول معارف دارید حضرت مجدد در حمتہ امده علیہ راسی بینیم کہ ہمہ زبان حال و قال تو بوسل و گداگر  
 و استمداد و استفادہ از ان جناب کشادہ کہ بندگی و نیاز و شکستگی و سگی و غلامی سے نمایند  
 بروی معتزین نمیدانم کہ کدام در معرفت کشادہ اند و روسے حقیقت نموده کہ این چنین سخنان  
 بوجود آمدہ سرزردہ است حیرت است ظاہر السنہ کہ شاد و غاخورده اید نمیدانم کہ از دست کہ خورده  
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَالْحَاقِقَةُ بِالْخَيْرِ

در حضور غیر با من این ہمہ دشنام چیست | ای بقران تو من این لطف بے ہنگام چیست

قال - شیخا محمد و ما طریق صواب است کہ قطع نظر از این تفصیلات و تحقیقات معارف کہ مذکور

است نموده بے تردد و تفصیل گویند کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن قبل الوصول

و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبوبان را و محبوبان را ہمہ تبعیت و طفیل و توسل آنحضرت است

و دیگر سخن نیست زیادہ چہ گوید اقول جناب الامکتوبات شریف بغور ملاحظہ فرمودہ شود در

مکتوبات شریف چند جالتیج باین معنی رفته است کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن

قبل الوصول و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبوبان را ہمہ تبعیت و طفیل و توسل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل است و اگر کدامی مطلب بقضیل بیان کردہ شد مضائقہ

ندارد قال عجب کہ این آیتہ کہ در شان کافران و مکذبان قرآن وارد شدہ بَلْ كَذَّبُوا

بِالْحَقِّ مِثْقَالَ حَبِّ اَبْرَاهِيمَ اِنَّهُمْ تَاوَلُوْهُ اِنَّهُمْ لَشَرٌّ قَوْمٌ اِنَّهُمْ لَشَرٌّ قَوْمٌ اِنَّهُمْ لَشَرٌّ قَوْمٌ

آیتہ را بخوانند و اضلہ اللہ علیہم چی شود قال قول حضرت مجدد در حمتہ امده علیہ قہاس

است کہ در کلام عرب از متقدبین و متاخرین شایع و ذایع است لطف این است کہ در این آیت

صرف بیان واقع است و لفظ نیست کہ ان ہنگ شان شان گرد و عجب کہ حضرت شیخ از طرف

ایشان و اضلہ اللہ علیہم بر خوانند باین معنی از ذایع لغایت بعید است

ہر دم آزدگی غیر سبب راجع علاج | مالک شتیم ز لطف تو غضب راجع علاج

حضرت خواجہ محمد یار سار حمتہ امده علیہ و تحقیقات و ذیل آیتہ اشرایت من استخذ الہیۃ حواء



وَاضْلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّمِّي فَمَا يَدْرُ مَا دَامَ فِي السَّالِكِينَ مِنْ تَطَلُّعِ إِلَى الْغَيْرِ فَقَدْ  
 ذَلِكَ التَّطَلُّعَ الْيَسِيرَ يَنْقَطِعُ عَنْ تَطَلُّعِهِ إِلَى الْمَحْبُوبِ وَيَنْقَطِعُ عَنْ وَصْلِهِ وَفَرَمَ  
 فَإِنَّ عَرَفَ بِالْيَقِينِ أَنَّ الَّذِي فِي التَّخَذَةِ الْفَاهِوِ فَإِنَّ وَهَالِكُ رَجَعُ مِنْ ضَلَالِ  
 الْأَثْبَاتِ إِلَيْهِ إِلَى هَذَا الْحَرَجِ مِنْ عِنْدِهِ وَالْأَقْبَالَ بَكَلِيَّةٍ عَلَى مِنْ طِلْمِ الْفَالْحَقِيقِيَا وَمَحْبُوبًا صِلَاتًا  
 فَادْعَتْ هَذَا وَأَقْبَى ذَلِكَ الْقَدْرَ الْيَسِيرَ مِنْ بَقَايَا كَثْرَةِ نَفْسِهِ حَيْثُ يَظْهَرُ وَحْدَانَةٌ  
 قَلْبِهِ وَيَتَجَلَّى فِيهِ حَضْرَةُ مَحْبُوبِهِ وَحْدَانَةٌ تَوْحِيدًا عَلَى الصِّرَاطِ وَاتَّقَى عِنْدَهُ اثْرَابَاتِ الْغَيْرِ وَفِي  
 نَظَرِ شُهُودِ الْكَثْرَةِ يَظْهَرُ وَلَكِنْ مَعَ ذَلِكَ إِذَا رَجَعَ بِحُكْمِ حَضْرَةِ النِّشَاءَةِ إِلَى نَفْسِهِ فَحَسْرَةً  
 وَعَقْلِهِ فَرَأَى عِنْدَهُ ظُهُورَ الْوَلِيِّ فَظَهَرَ لَهُ شُهُودُ الْغَيْرِ بِحَيْثُ يَزْعُمُ وَيَدْعَى أَنَّ هَذَا الْغَيْرُ  
 ثَابِتٌ فَلَمْ يَثْبُتْ لِشَاكِكٍ فِي مَقَامِ التَّوْحِيدِ مَالِحِجُ اثْبَاتِ الْغَيْرِ وَدَعْوَاةُ آيَاةِ الْكَرْخَاتِ  
 مَعْرِضُ الْإِطْلَاعِ بَرِينَ مَعْنَى مَعْنَى بُودِ رِزِينِ مَحَلِّ تَلَاوُثِ بَيْنَ آيَاتِهِ بِاخْتِلَافِ مَقْصُودِ خُودِ مَعْنَى وَالنَّسْتِ نَسْ

باصد کرشمہ آن بت بدست سے رود | خود سے کند خرام و خود از دست میرود

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهَدْيَ قَالَ وَنُوشْتَانْدَكُ بِه كَشْفِ صَحِيحِ وَالْهَامِ صَحِيحِ بِه يَلْقَانِ بِه  
 اسْتِ كِه صَحِيحِ دَقِيقَةً اَز دَقَائِقِ اَيْنِ رَاهِ وَبِحِجِ مَعْرِفَتِي اَز مَعَارِفِ اَيْنِ قَوْمِ مِوَا سَطَهْ وَبِه بَعِيَّتِ  
 وَصَلِي اَمَدِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِزَّتِ وَهَيْتِي رَا دَر رَنگِ بِنْدِي فَيُومِنُ وَبِرَكَاتِ اَيْنِ رَاهِ بِي  
 تَبَعِيَّتِ وَبِي طِفِيلِي حَاصِلِ نَشُودِ اَهْتِمِي اَيْنِ اَمْرِ مَجْمَعِ عَلَيْهِ اسْتِ دَر دِينِ حَتِيَا جِ بَكَشْفِ  
 وَالْهَامِ حِي دَارِ دَر حِكَمَاتِ دِينِ وَصِفَاتِ مُسْلِمَانِي اِهْمِ مَوْقُوفِ بَرِينَ اسْتِ وَكُوِيَا تَقْصِيصِ بِه

سَلَامٌ تَا كِه سَاكِلِ رَا اَدْنِي وَفَوْقِي بِسُوءِي غَيْرِ بِاَسْتِ لِقَدْرَانِ اَز وَفَوْقِ مَحْبُوبِي تَقَدَّرَ اَبَدًا اَز وَصَلِ وَتَقَرَّبِي اِلَى مَحْرُومِ مَانَدِ بِسِ  
 بِرِگَاهِ بِه يَلْقَانِ حَالَتِ كِه اَمْرِي رَا كِه اَوَالِدِ قَدْرِ مَادَهْ اسْتِ حَيْثُ خَا بَدَر شَدَانِ كَلَامِي الْقَنَاتِ دِي رَجُوعِ خَوَا بَدَر دِي اَهْتِمِي  
 وَ مَحْبُوبِ اَمَلِي مَتَوَجِّهْ خَوَا بَدَر شَدِ بِسِ چُونِ اَيْنِ مَعْرِفَتِ حَاصِلِ كَرْدِيدِ اَنْ قَدْرِ طِفِيلِ الْقَدْرِ اسْتِ كَرْدِيدِ وَبِحِجِ اَلْحَقِيقِي وَدَر وِلْسِ  
 مَانَدِ بِسِ تَوْحِيدِ حَقِيقِي شَكْرِ كِسْتِ وَاثْبَاتِ فِرَا اَكِلِ كَرْدِيدِ وَشُهُودِ كَثْرَتِ وَنَظَرِ مَعْنَى بِاَسْتِ لِكِنْ بِرِگَاهِ بِسُوءِي نَفْسِ حَسَنِ وَخَلِ خُودِ  
 بِسِجِ اَوْرِدِ بِسِ ظُهُورِ وَاجِدِ مَانَدِ وَغَيْرِ مَحَلِّ بَاقِتِ بِسِ سَاكِلِ مَقَامِ تَوْحِيدِ مَعْنَى مَانَدِ تَا كِه اَسْبَابَاتِ خَيْرِ وَدَعْوِي مَعْنَى بَاقِي مَانَدِ ۱۲



د قایق و معارف بہت ان است کہ سخن درو است بلکہ مقصود از بیان آن است کہ ہر کہ این  
 د قایق و معارف بیان میکند و مخصوص شرح و بیان آن است بہ یقین باید داشت کہ  
 بحال متابعت موصوف است و زبان رد و اعتراض ازو سے قاصر است چنانکہ ذرا اول کتاب  
 افادہ نمودہ اند بعد از ان زبان چندان بجرح و شتم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حجتیاج  
 کلی بتوسط و توسل سے صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ اند کہ جان را سیرب و دل را شاداب بگرداند  
 و دفع تمام توہمات و سوءظن میکند با وجود این رفع و سالیط و ہستنا و آن از میان دقایق  
 و معارف و کلمات دیگر ناگزیر سو ادب و گستاخی چیست اقول اگر کدامی امر جمیع علیہ از  
 کشف و الہام ہم دریافتہ شود در ان مضائقہ نیست و این معنی کہ منہی بزرگ بلندی است  
 امریست محتاج بکشف و الہام واضح باد کہ مراتب علم باہم مختلفا ہا دارد اگر سورہ **الْهٰکِمُ التَّكْوِيْنُ**  
 و آخر از وقت تلاوت نمودہ شود این معنی ظاہر خواہد شد در حدیث است **لَيْسَ الْخَيْرُ**  
**كَالْعَائِدَةِ نَقْل** است کہ روز سے علامہ تفتازانی از حضرت خواجہ نقشبند پرسیدند کہ عقیدہ  
 شما مردم چیست ایشان فرمودند کہ عقیدہ اہل السنۃ و الجماعہ علامہ گفتند کہ اگر بچہین است  
 خود را ممتاز ساختن چیست ایشان فرمودند کہ امور ظنی بہ یقین برسداگر قائلی گوید کہ امور  
 دینی ہمہ نوحی است ظن چہ جمال دارد میگویم کہ حضرت ابراہیم در جواب **اَوَلَمْ تَكُنْ مِنْ قَوْمِ**  
**لَا يُكْرَهُ لِيَطَّيَّرِيْ قَلْبِيْ** و جوابین گفتند **وَجِوَابُ حَضْرَتِ عِيسَى وَ تَطْمِيْنُ قُلُوْبِنَا وَ لِحَلْمِ اَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا**  
 بزرگترین مکتوبات شریف مخفی نیست کہ مکتوبات شریف از ذکر احتیاج کلی بہ توسط و توسل سے  
 صلی اللہ علیہ وسلم بالامال است برین یک مقام حضرت نیست ۵

من بہ باختیار خود میروم از قفا سے او	آن دو کند عنبرین سے بروم کشان کشان
از ہمین جا است کہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ در اتباع سنت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم ممتاز	است و میان اقران سرفراز تبعین شریعت گرفتارین سلسلہ اند و متولہین طریقت ذکر ربای
این طریقہ ۵	

در بیان حجتیاج کلی بتوسط و توسل سے صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ اند کہ جان را سیرب و دل را شاداب بگرداند  
 و دفع تمام توہمات و سوءظن میکند با وجود این رفع و سالیط و ہستنا و آن از میان دقایق  
 و معارف و کلمات دیگر ناگزیر سو ادب و گستاخی چیست اقول اگر کدامی امر جمیع علیہ از  
 کشف و الہام ہم دریافتہ شود در ان مضائقہ نیست و این معنی کہ منہی بزرگ بلندی است  
 امریست محتاج بکشف و الہام واضح باد کہ مراتب علم باہم مختلفا ہا دارد اگر سورہ **الْهٰکِمُ التَّكْوِيْنُ**  
 و آخر از وقت تلاوت نمودہ شود این معنی ظاہر خواہد شد در حدیث است **لَيْسَ الْخَيْرُ**  
**كَالْعَائِدَةِ نَقْل** است کہ روز سے علامہ تفتازانی از حضرت خواجہ نقشبند پرسیدند کہ عقیدہ  
 شما مردم چیست ایشان فرمودند کہ عقیدہ اہل السنۃ و الجماعہ علامہ گفتند کہ اگر بچہین است  
 خود را ممتاز ساختن چیست ایشان فرمودند کہ امور ظنی بہ یقین برسداگر قائلی گوید کہ امور  
 دینی ہمہ نوحی است ظن چہ جمال دارد میگویم کہ حضرت ابراہیم در جواب **اَوَلَمْ تَكُنْ مِنْ قَوْمِ**  
**لَا يُكْرَهُ لِيَطَّيَّرِيْ قَلْبِيْ** و جوابین گفتند **وَجِوَابُ حَضْرَتِ عِيسَى وَ تَطْمِيْنُ قُلُوْبِنَا وَ لِحَلْمِ اَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا**  
 بزرگترین مکتوبات شریف مخفی نیست کہ مکتوبات شریف از ذکر احتیاج کلی بہ توسط و توسل سے  
 صلی اللہ علیہ وسلم بالامال است برین یک مقام حضرت نیست ۵

لیلی و موی مشک بوہر کس کہ دیدش ہو بمو	فانکہ زنجیر از چہ زود گردن مجنون بود
حضرت معترض مدہم رفع تمامی توجہات و سوزن گردیدہ بسیدابی جان و شادابی دل سائیدہ درین مقام ہمین قدر براسے شکر یہ حضرت معترض کافی دانم سے	
ادای حق محبت عنایتی است زدوست	وگر نہ عاشق مسکین پیہج خرمند است
جز آہ اللہ سخنا و سخن سنا ترا بجد دین خیار الخیراء بجرمہ تبتیہ سبتیل الابدیاء	
معہذا انچہ شکایت رفع و سالیط و استنار آن از میان رقیاق و معارف و کلمات دیگر کہ ناظر در سوراہ و گستاخی است نمودہ شد محل تعجب است چہ این معنی خود تناقض است	
وے پیغم می زدومی گفت پہان زیر لب	این سراسے انکہ اظہار محبت میکند
و پیش ازین مرۃ بعد اولے و مرۃ بعد اخرے کیفیتش معروض داشتہ ام و صد بار بعبارت مختلفہ بر گاشتہ ام اگر حضرت معترض پے بحقیقت کلام می بردند و متک باہن بقصوف زدہ از مقالہ عقلی و توجہات دور از کارے گذشتہ این توہم را گنجائشے نئے ماند سے	
دل اندرز لیلی بند کار از عقل مجنون کن	کہ عاشق را زبان از مقالات خرد مندی
لاکن چون خیال میکنم کہ اخر الامرشاوت بشری زائل شد ہیچونہ شکایت را موقعی نئے	یا ہم زیادہ ازین چہ عرض داشتہ شود
من پیچ و کم ز پیچ ہم بسیارے	او ز پیچ و کم از پیچ نیاید کارے
قال منظر راست کہ ارباب صحو مفضل اند بر ارباب سکر و ارباب سکر محکوم وقت	
اند و حال حاکم است بر الشیان و الشیان را ابن الوقت گویند و از تنگنای نفس و حوال بر	
نیامدہ و الشیان را با اصحاب صحو کہ ازین مضایق برآمدہ و حاکم و غالب شدہ اند بروقت	
و الشیان را ابو الوقت گویند چہ نسبت قال - اولاً تقریب سکر و صحو در میزان	
عقل سنجیدگی است پس از ان اختلافیکہ درین مسئلہ واقع است شنیدنی شیخ شہاب الدین	
سہروردی رحمۃ اللہ علیہ در عوارف و معارف می طراز و السکر استیلاء سلطان الحال	

بندکار از عقل مجنون کن  
 لیلی و موی مشک بوہر کس کہ دیدش ہو بمو  
 حضرت معترض مدہم رفع تمامی توجہات و سوزن گردیدہ بسیدابی جان و شادابی دل سائیدہ درین مقام ہمین قدر براسے شکر یہ حضرت معترض کافی دانم سے  
 ادای حق محبت عنایتی است زدوست  
 وگر نہ عاشق مسکین پیہج خرمند است  
 جز آہ اللہ سخنا و سخن سنا ترا بجد دین خیار الخیراء بجرمہ تبتیہ سبتیل الابدیاء  
 معہذا انچہ شکایت رفع و سالیط و استنار آن از میان رقیاق و معارف و کلمات دیگر کہ ناظر در سوراہ و گستاخی است نمودہ شد محل تعجب است چہ این معنی خود تناقض است  
 وے پیغم می زدومی گفت پہان زیر لب  
 این سراسے انکہ اظہار محبت میکند  
 و پیش ازین مرۃ بعد اولے و مرۃ بعد اخرے کیفیتش معروض داشتہ ام و صد بار بعبارت مختلفہ بر گاشتہ ام اگر حضرت معترض پے بحقیقت کلام می بردند و متک باہن بقصوف زدہ از مقالہ عقلی و توجہات دور از کارے گذشتہ این توہم را گنجائشے نئے ماند سے  
 دل اندرز لیلی بند کار از عقل مجنون کن  
 کہ عاشق را زبان از مقالات خرد مندی  
 لاکن چون خیال میکنم کہ اخر الامرشاوت بشری زائل شد ہیچونہ شکایت را موقعی نئے  
 یا ہم زیادہ ازین چہ عرض داشتہ شود

تفصیل صحیح و کم ز پیچ ہم بسیارے  
 او ز پیچ و کم از پیچ نیاید کارے

والصحو العو الترتیباً لافعال و تہذیباً لاقوال برین تعریف تقریر کور راست می آید شیخ  
 محی الدین بن عربی در فتوحات سے طراز و هو علم الاحوال لہذا لا یکن الا لما مقام الطرف  
 والالتذاذ پس صاحب فتوحات برای سکر سہ مرتبہ قرار داده سکر طبعی و سکر عقلی و سکر الہی چنانچہ  
 میفرماید فالسکر الطبعی سکر المؤمنین و سکر العقل سکر العارفين و بقی سکر  
 الکمال من رجال اللہ و هو السکر الہی قال فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و سکر اللہ عزیزی دنی فیک تحیر او السکران حیران فالسکر الہی  
 ابتہاج و سرور بالکمال و قد وقع فی التبحر فی الصویرة سکر فذلک سکر یجوز کما قال  
 بعضهم و اسکر القوم دق سکر ہیں + و کان سکر من المدیس  
 ازین تقریر آشکارا شد کہ تفضیل ارباب صحو برباب سکر عموماً قابل تسلیم نیست تمامی ارباب  
 سکر محکوم وقت نہ باشد و حال حاکم بر ایشان بنا شد چہ سکر الہی این چنین نباشد قال  
 پس از نسخہ از بعضی اقطاب کہ قدردان ارباب صحو و تکمیلین مفاخرتے دمایا ہاتے و تفضیل بر  
 مشایخ دیگر واقع شدہ است بہ امر الہی است نہ بغلبہ سکر حیان کہ حضرت غوث اقلین امام الطریقین  
 شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ اند قد می ہذا علی ہرقہ کل و اللہ و بزرگے دیگر  
 فرمودہ است من تحت خضراء السماء مثلے و امثال آن با امر الہی است کہ در باطن اولیاء  
 احد میباشند نہ صادر بغلبہ سکر و طمع حال و سکر حیرت و بے تمیزیت و اشارت ہذا منافی  
 آنست کہ در بعضی احوال و مقامات حضرت رسول احد صلی اللہ علیہ وسلم قدم ایشان را

۱۰ سکر علم احوال است از ہمین جا است کہ سکر نے شور و گر کسی را کہ حرکت و طوق و التذات مشہد باشد ۱۱  
 سکر طبعی سکر مؤمنین است و سکر عقلی سکر عارفین و سکر کمال سکر الہی است رسول احد صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ  
 در خوشین ما تخریر عطا فرما سکران گشتہ می باشد سکر الہی خوشی است کمال بر کسی کہ جلی باری تعالی پر تو سے انگند سکر  
 طاری نے خود این سکر حق است اجنبی گویند کہ قوم از دور خطاب سکر آوردند و سکر من از ساقی است ۱۲  
 ۱۳ کبیت از آسمان مثل من ۱۴

وقتی از تہذیب و تہذیب اولیاء

۱۰



بر اقدام خود بنیاد فرمودہ اند کہ این قدم تو قدم من است پس گفت حضرت شیخ قدیمی ہلہ علی برقیہ کل و اللہ پس آن حضرت امثال امر الہی کہ بہ حدیث ثانیہ واقع شدہ است قول احمد مدکہ تحدیث نہمت اسد امثال امر الہی قرار دادہ شد۔

درین بار از ان نذرہ ام کہ گاہے نسیم ماطفے زان دیار سے آید

اکنون شنیدنی است کہ آنچه از حضرت عوث اعظم رضی اللہ عنہ قدیمی ہلہ علی برقیہ کل و اللہ علیہ منقول است در ان سہ مسلک است مسلک اول در حالت صحو فرمودہ با مثال امر الہی تھا بنیاد اسد مسلک دوم در حالت سکر فرمودہ یہین است مسلک حضرت شیخ شہاب الدین بہروردی علیہ الرحمہ چنانکہ بیاید انشا اللہ قالے مسلک سوم در حالت سکر با مثال امر الہی فرمودہ این است متمسک امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ قال اگر کویند پس صیت تفاوت و اختلاف احوال مشایخ و اولیا از ارباب صحو و کمین از صحابہ و غیر ہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ بعضی گفتہ بعضی گفتہ اند گویم ایشان تکلم نمی کنند مگر باذن خدا سے عزوجل و امر وی جل و علی پس ہر کہ امر کردہ شد گفت ہر کہ امر کردہ نشد نہ گفت چنانکہ مذکور است از مشایخ وقت پر سیدہ شد کہ آیا شیخ عبدالقادر این کلمہ را با مرگفت گفتند نعم با مرگفت بی کیفیت و گفتند این لسان قطبیت است و از اقطاب ہر زمانے کسی است کہ امر کردہ میشود بسکوت و گنجایش ندارد اور اگر سکوت و بعضی امر کردہ می شوند بقول پس گنجایش ندارد ایشان را خبر قول این اکمل است در مقام قطبیت زیرا کہ این لسان شفاعت است و شیخ صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ مقتضای قیاس عقل و مبلغ علم خود این سخن را و امثال این سخن را بر شیخ سکر و غلبہ حال و استراق نفس حمل کردہ و محل کلام شیخ بر قصد محبت این قول و عدم تصور ان چنانکہ شمارا سے منصحت وقت کہ درین مکتوب بہر حرج و تفصیل سکر واقع شدہ است حمل کردہ اید بر ان ظاہر عبارت شیخ سیاقا و سباقا مخالف است ہم شیخ در سبب این چنین رفتہ چہ توان گفت و قول سے در میناب مخالف احوال کہ بار مشایخ آنوقت مثل شیخ ابو عدین و شیخ ابو نجیب بہروردی کہ پیر شیخ شہاب الدین بہروردی است واقع شد



است و دیگر شایخ غلام که عدد ایشان موجب اطناب است چنانکه در بیحیه الاسرار که کتاب معتبر است و ذکر آن است در کتب قوم در طبقات ذہبی که از مشاہیر علماء محدثین است و شیخ محمد جزیری که قدوه علماء متأخرین است و غیر آن مذکور است مصنف آن بدو و سلم حضرت غوث الثقلین میرسد و در کتب دیگر مثل وضه المناظر فی مناقب شیخ عبدالقادر که تالیف شیخ محمد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس است و در کتب امام عبدالعزیز یا فی و غیره مذکور است اقول شیخ شہاب الدین ہروردی علیہ الرحمہ مسلک ثانی را اختیار فرموده و برین مسلک صرف حضرت شیخ زرقانی بلکه دیگر اکابر نیز ہمین مسلک اختیار فرموده اند در عوارف المعارف میفرماید قُلَّ ان يَنْفَكُ مَرِيْدٌ فِي مَبَادِي ظُهُورِ سُلْطَانِ الْحَالِ مِنَ الْعَجَبِ حَقِّي لَقَدْ نَقَلَ عَنِ جَمْعٍ مِنَ الْكِبَارِ كَلِمَاتٌ مُؤَدَّنَةٌ بِالْأَعْجَابِ وَكُلٌّ مَا نَقَلَ مِنْ ذَلِكَ الْقَبِيلِ مِنَ الْمَشَائِخِ لِبَقَايَا السُّكْرِ عِنْدَهُمْ وَالْمَحْصَارِ بِرُحْمٍ فِي مَضِيْقِ سَكْرِ الْحَالِ عَدَمِ الْخُرُوجِ إِلَى فِضَاءِ الصُّكْرِ فِي ابْتِدَاءِ أَمْرِهِمْ وَذَلِكَ إِذَا حَذَقَ صَاحِبُ الْبَصِيْرَةِ نَظْرَةَ يَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْ اسْتِرَاقِ النَّفْسِ السَّمْعِ عِنْدَ تَرْوَلِ الْوَارِدِ عَلَى الْقَلْبِ وَالنَّفْسِ إِذَا اسْتَرَقَ السَّمْعُ عِنْدَ ظُهُورِ الْوَارِدِ عَلَى الْقَلْبِ ظَهَرَ بِصِفَتِهَا عَلَى وَجْهِ لَا يَحْفُوا عَلَى الْوَقْتِ وَصَلَاةِ الْحَالِ فَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ كَلِمَاتٌ مُؤَدَّنَةٌ بِالْعَجَبِ كَقَوْلِ بَعْضِهِمْ مِنْ تَحْتِ خَضَاءِ السَّمَاءِ مِثْلَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ حَيَّ

عنه ابو عبد الله تركمانی معروف به ذہبی از حفاظ محدثین بود در سنه ۷۳۳ هجری متولد شد در دمشق روز دوشنبه سوم ذی قعد ۷۳۳ هجری انتقال کرد ۱۱۱۵ ه قائل فی کشف الظنون قال شیخ عمر بن عبدالوہاب القرظی الکلبی فی ظہر نسخه من نسخ البیہیہ ذکر ابن الوری فی تاریخہ فی البیہیہ اسرار الاصح و مبالغات فی شان شیخ عبدالقادر التلیق الابا ربوبیہ انتھی و مثل ہذہ المقالہ قبل عن الشہادہ ابن حجر العسقلانی و اقول بالمبالغات التي غریت الیہ عمالاجوز علی شہدہ وقد تبعہتا فلم احد فیہا نقلا الا اولہ متابعون و قالہ ما اورده فیہا نقضہ الیافعی فی استی المغانہ و فی نشر الحاسن و روض الریاضین و شمس الدین الزکی الکلبی الیوم فی کتابہ الاشراہ و اعلم شیخ نقل عنہ انہ امی المونی کا حیائہ الہ جابجہ و لعمری ان ہذہ القصۃ نقلہا تاج الدین السبکی و نقل الیہ عن ابن البرقانی و غیرہ و انی یعنی جابل حاسدین عمرہ فی ہم مانی اسطور و وقع بک من ترکیبہ لنفس القباہ علیہ استجبانہ و تعالی ان یغیرہ الی علی صدرہ سجادہ و

تعالی اور بار من انیس  
فی الایام الاثر و اولہا کمال  
انتصاف بل یقتضی ان یحیی  
علی یعنی کہ مرید و رب  
ظہور سلطان حال از غوثین  
یعنی مخفوف می ماند و این معنی  
مخفیست بکبار کبارت است  
مخفی بودہ اند چنان کلمات  
سرساز ذکر آن خود معنی  
بیشتر می گردد و این  
از استیجاب کبار این چنین  
اقل متداول  
تعالی سکر ایشان غیبت  
کہ در زمانہ حضور و بعد از  
استیجاب سکرانی است دلیل  
باین دعوی آن است کہ  
چون نیک گویان شود  
می گردود که عاقله دار و جوی  
ز دل کند از نفس بکین  
سخنان از زبان برآید و وقت  
و بعد از آن رضی علیہم  
تعالی پس علیہم  
آن خود می نماید و  
بعضی دیگر

علی راقبة جميع الاولياء و بهین قول حضرت مجدد استناد کرده اگر گفته شود که در حواله و استناد عوارف که به  
 نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سجانی رضی الله عنه کرده شده است برین خیرم نمودن  
 باطل است در عوارف نام نامی جناب محبوب سجانی مذکور نیست و نه ذکر خاص قول حضرت  
 و نه کلام عوارف بر اقوال و احوال حضرت موما یا خصوصاً منطبق میتوان شد چه در عوارف  
 ذکر متبدیان اهل سکر و مغلوبین وقت می باشد پس ارشاد متهمیان اهل صحو و تمکین را که بامر  
 ربانی باشد در آن داخل نمودن از عقل و دیانت دور است علاوه بر آن هر گاه شیخ الشیوخ  
 حضرت شیخ نجیب الدین سهروردی این قول را تسلیم کردند و اطاعت فرمان نمودند و قایل  
 این معنی شدند که این از امر ربانی است پس اگر احیاناً در عوارف این بر محمول بر سکر  
 نمودند هرگز قابل ترجیح و تسلیم نمی شد خواهیم گفت که این قول از سیرت یا مخدوش است  
 زیرا که در عوارف نام نامی قایل بسبب شهرت گذاشته شده علاوه بر آن این قول مختص است  
 بحضرت محبوب سجانی به پنجگی که از حضرت عوث رحمة الله علیه منقول است از کسی دیگر مروی  
 نیست در پیجیه الاسرار مروی است از شیخ ابی المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر قدس  
 سره که خبر داد مراد پدر من که پرسیدم از عم خود شیخ عدی بن مسافر اموی قدس سره ایادانسته  
 هیچ یکی از مشایخ متقدمین که گفته باشد قدھی هذا علی راقبة کل ولی الله خبر شیخ  
 محی الدین عبدالقادر رضی الله عنه گفت نمیدانم انتهی و در عبارات عوارف اگر چه ذکر متبدیان  
 است مگر این هم مذکور است و کل ما نقل من ذلك القبيل من المشائخ بقایا السکر درین کلیه  
 تمامی منقولات مندرج است سوای این در عوارف مذکور است و من اشکل علیه ذلك  
 ولم یعلم الله من استراق النفس السمع فلیزن ذلك بمیزان احوال اصحاب رسول الله  
 صلی الله علیه وسلم و تواضعهم و اجتنابهم امثال هذه الکلمات و استبعاد  
 ان یجوز للعبد التظاهر بشئ من ذلك حضرت مجدد که استناد  
 بقول عوارف نموده مقصودش همین است که این کلام از سکر مرزده است نه بخمال عوام این

علی راقبة جميع الاولياء و بهین قول حضرت مجدد استناد کرده اگر گفته شود که در حواله و استناد عوارف که به  
 نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سجانی رضی الله عنه کرده شده است برین خیرم نمودن  
 باطل است در عوارف نام نامی جناب محبوب سجانی مذکور نیست و نه ذکر خاص قول حضرت  
 و نه کلام عوارف بر اقوال و احوال حضرت موما یا خصوصاً منطبق میتوان شد چه در عوارف  
 ذکر متبدیان اهل سکر و مغلوبین وقت می باشد پس ارشاد متهمیان اهل صحو و تمکین را که بامر  
 ربانی باشد در آن داخل نمودن از عقل و دیانت دور است علاوه بر آن هر گاه شیخ الشیوخ  
 حضرت شیخ نجیب الدین سهروردی این قول را تسلیم کردند و اطاعت فرمان نمودند و قایل  
 این معنی شدند که این از امر ربانی است پس اگر احیاناً در عوارف این بر محمول بر سکر  
 نمودند هرگز قابل ترجیح و تسلیم نمی شد خواهیم گفت که این قول از سیرت یا مخدوش است  
 زیرا که در عوارف نام نامی قایل بسبب شهرت گذاشته شده علاوه بر آن این قول مختص است  
 بحضرت محبوب سجانی به پنجگی که از حضرت عوث رحمة الله علیه منقول است از کسی دیگر مروی  
 نیست در پیجیه الاسرار مروی است از شیخ ابی المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر قدس  
 سره که خبر داد مراد پدر من که پرسیدم از عم خود شیخ عدی بن مسافر اموی قدس سره ایادانسته  
 هیچ یکی از مشایخ متقدمین که گفته باشد قدھی هذا علی راقبة کل ولی الله خبر شیخ  
 محی الدین عبدالقادر رضی الله عنه گفت نمیدانم انتهی و در عبارات عوارف اگر چه ذکر متبدیان  
 است مگر این هم مذکور است و کل ما نقل من ذلك القبيل من المشائخ بقایا السکر درین کلیه  
 تمامی منقولات مندرج است سوای این در عوارف مذکور است و من اشکل علیه ذلك  
 ولم یعلم الله من استراق النفس السمع فلیزن ذلك بمیزان احوال اصحاب رسول الله  
 صلی الله علیه وسلم و تواضعهم و اجتنابهم امثال هذه الکلمات و استبعاد  
 ان یجوز للعبد التظاهر بشئ من ذلك حضرت مجدد که استناد  
 بقول عوارف نموده مقصودش همین است که این کلام از سکر مرزده است نه بخمال عوام این

معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست کما توهم که  
 آن عین محدث اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی ضد و راین قسم سخن که بنی از میان  
 و افتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحت خالص به امثال این سخنان حکم نمودن و شوار  
 است انتهی امام با فنی در نشر الحاسن می طرز در آن القوم و ورد و ابجرالین که ساحل  
 و کل احد من المنکرین علیهم من ذلك المورود و ساحل بما فیه من جواهر المعارف  
 و الاسرار و المحکم جاهل و سقوا بکؤس الوصل و راح المحبة التي لم یثم ریح  
 من لم یقض من قتل نفسه نجبه فاخذ ینکر علیهم من لا یعرف تلك الجواهر التي  
 لا یعرفها الا من هو فی ذلك البحر ماهر و صدرت عنهم الفاظ فی حال السكر  
 فاخذ ینکرها من لا یعرف القدر و ذلك بجهله بالاسرار التي فی تلك المعارف  
 و الراح التي فی تلك المعارف و هانا وان كنت جاهلا بذلك او من به واسلك  
 فی الجواب المذكور سبعة مسالك الاول الاعتذار عنهم بالسكر ذلك  
 ان الشطیيات الصادات رات عنهم منها ما وقع لما وقع منهم فی حال السكر الغیبة  
 بعارضات الاحوال و السكر بسبب مباح لیسقط التكلف فی الشرع بالشرط  
 المعروف فی كتب الفقه المسلك الثاني الاعتذار عنهم بصدور ذلك عنهم علی سبیل  
 الحکایة عن الله سبحانه المسلك الثالث الاعتذار عنهم بالامراعی ان من الشیخ  
 المذكور فامر و ابه فصدر عنهم افتتال الامر و یكون ذلك الامر تنویها بفضله  
 و بیانا لعلو شانهم و تعریفا للجاهل بکبیر قدرهم و ارشادا الی التعلیق بهم و التوسل  
 برفیع جاههم و غیر ذلك من المصالح و من ذلك ما روی فی کتاب مناقب الشیخ  
 عبد القادر رضی الله عنه من طرق کثیرة بروایات شهیرة عن جماعة من المشائخ الاکابر  
 و العلماء الافاضل و الاخبار الثقات و اشتهر استفاض حتی فی الجهات البصیطات  
 فی مجلسه و هو علی الكرسي یتكلم علی الناس قدامی هذه علی رقبة کل ولی الله

معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست کما توهم که  
 آن عین محدث اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی ضد و راین قسم سخن که بنی از میان  
 و افتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحت خالص به امثال این سخنان حکم نمودن و شوار  
 است انتهی امام با فنی در نشر الحاسن می طرز در آن القوم و ورد و ابجرالین که ساحل  
 و کل احد من المنکرین علیهم من ذلك المورود و ساحل بما فیه من جواهر المعارف  
 و الاسرار و المحکم جاهل و سقوا بکؤس الوصل و راح المحبة التي لم یثم ریح  
 من لم یقض من قتل نفسه نجبه فاخذ ینکر علیهم من لا یعرف تلك الجواهر التي  
 لا یعرفها الا من هو فی ذلك البحر ماهر و صدرت عنهم الفاظ فی حال السكر  
 فاخذ ینکرها من لا یعرف القدر و ذلك بجهله بالاسرار التي فی تلك المعارف  
 و الراح التي فی تلك المعارف و هانا وان كنت جاهلا بذلك او من به واسلك  
 فی الجواب المذكور سبعة مسالك الاول الاعتذار عنهم بالسكر ذلك  
 ان الشطیيات الصادات رات عنهم منها ما وقع لما وقع منهم فی حال السكر الغیبة  
 بعارضات الاحوال و السكر بسبب مباح لیسقط التكلف فی الشرع بالشرط  
 المعروف فی كتب الفقه المسلك الثاني الاعتذار عنهم بصدور ذلك عنهم علی سبیل  
 الحکایة عن الله سبحانه المسلك الثالث الاعتذار عنهم بالامراعی ان من الشیخ  
 المذكور فامر و ابه فصدر عنهم افتتال الامر و یكون ذلك الامر تنویها بفضله  
 و بیانا لعلو شانهم و تعریفا للجاهل بکبیر قدرهم و ارشادا الی التعلیق بهم و التوسل  
 برفیع جاههم و غیر ذلك من المصالح و من ذلك ما روی فی کتاب مناقب الشیخ  
 عبد القادر رضی الله عنه من طرق کثیرة بروایات شهیرة عن جماعة من المشائخ الاکابر  
 و العلماء الافاضل و الاخبار الثقات و اشتهر استفاض حتی فی الجهات البصیطات  
 فی مجلسه و هو علی الكرسي یتكلم علی الناس قدامی هذه علی رقبة کل ولی الله



در مورد

تکلیف ظاهری در  
 باطنی کرده بود خلافت را باز  
 وقت یافتند تعداد در بیان  
 تا بعد از رسیدن بود شیخ  
 آدم ولی زاد بود اول  
 سپاه گری استقلال داشت  
 چون جاذب جینی از بود  
 کشید زک کرده فقر اختیار نمود  
 کرامات و خاصیت در بیان  
 مدار بود بیشتر از تعریف  
 دارد در تصوف به تالیف  
 سیزدهم اشوال کسب  
 به پیشینه نمود  
 وفات یافت  
 در حین التماس  
 روضه حضرت عثمان  
 العزیز مدون است  
 سینه امامیه در روزی  
 بزرگ معدن انوار  
 است

امام یافعی ارادتی که بجناب بزرگان دین عموماً و حضرت عوث انام رضی الله عنهم خصوصاً دارد  
 از تصنیفاتش همچو خلاصه المفارح فی انتخاب مناقب شیخ عبدالقادر رضی الله عنه و تاریخ مرآة  
 سبحان و غیره ظاهر است کلامش نگرستی است که قول قدیمی را بحالت سکر و به اقتضای الهی  
 می گوید و حاشا که عبار منقصت بر دایمان کلام قدسی نظامش نشیند چه به امری که اظهارش  
 به اقتضای امر الهی بوده باشد تا مردم علوی شالشی در یابند و عظمت جاه و سئ شناسند و از او  
 در فهم خویش توکل کنند بر استراق نفس نیز محمول خواهد بود و بر مردم اتباع آن حکم لازم  
 خواهد بود و منکران روسه خسران و خذلان خواهند دید حضرت قدوه ارباب طریقت سید  
 آدم بنوری رحمه الله در کتاب خلاصه المعارف و اسرار العقاید تحریر میفرماید که مرتبه کمال دروکت  
 اولیاء است که ولایت خاصه است بکمالات غوثیت است و اکملیت درین مرتبه غوثیت  
 جن و انس است و این نصیب خاصه حضرت شیخ عبدالقادر حیلانی رضی الله تعالی عنه است  
 که غوث الثقلین است و لهذا غوث الاعظم اکمل حقیقی است و خود اهل ولایت انبیا است که فوق  
 این باشد و اهل این مرتبه را که اهلیت ولایت انبیا است مرتبه امام باشد اگر چه خفی باشد و  
 داخل دوازده امام نباشد اما در همه اولیاء است باین آن هر دوازده امام این امام باشد در  
 هر عصری که باشد سر قدسی عذرة علی ساقیة کل ولی الله ازینجا توان جست بهر دو معنی  
 یکے یعنی کمال غوثیت و دیگر بر نظر ظاهر ولایت خاصه انبیا است نسبت به اولیاء

کتابی است در نقون محتوی بر فوائد عظیمه و سید آدم بنوری از اعظم خلقای شیخ احمد مجدد العارف ثانی است رحمتا علیه در  
 ابتدای طریق از حاجی خضر تعلیم طریقه فرمود بعد از آن با بازاری حاجی خضر خدمت حضرت مجدد رحمتا علیه مشرف شده در حاجت  
 عالی رسید در ادبیل حال بهر از علوم ظاهری نداشت روزی در قاعه دید که از بانف غیب ندای شود که ای شیخ آدم قرآن چه خوانند  
 عرض کرد که الهی تو قادری حالاً هم تعلیم فرمائی فی الحال دست نرانی پیدا آمد و بر سینه بی کینه وی مس کرد و قرآن حفظ نمود علوم  
 ظاهری را تعلیم گرفت و کمال بهتقامت شریعت معروف بود در خالقاه وی زیاده از هزار کس طلباء روزی جمع می بودند که سخن مردم  
 وقت ایشان از نگرشی آدم بود و موردی است از قوای سر نهادند و سه بنوری بود گویند که در عشرین صد کس اولیاء کمال و کمال



اولین و آخرین غیر از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم غالب ظہور آمده بود و لفظ کل ولی اللہ بدین  
 معنی فرموده باشد پس در اولیاء اہل ولایت خاصہ بنظر امامت کہ بوصول ولایت انبیا  
 منوط است اگرچہ مخفی باشد قدم حضرت بر رقبہ ہر ولی اہل مرتبہ عامہ و خاصہ ولایت مطلق باشد  
 یعنی توفیق ایشان بران ہمہ دیگران واقع باشد و اولیاء اہل کمال باطن مرتبہ خاص انخاص  
 و خاص انخاص ولایت مطلق ازین زیر قدمی بیرون باشند و چون نادر است کہ در اولیاء  
 است فردے بولایت انبیا برسد کہ این مرتبہ خاص انخاص از ولایت مطلق است بلکہ بولایت  
 ملأ علیہ ہم کہ این مرتبہ خاص از ولایت مطلق است پس حکم مرا کثر راست لاچار کل اولیاء ہم  
 توان گفت و رسیدن بعلم و کمالات ولایت انبیا آسان نداشتند کہ برہانش آنچه پیش ازین  
 نوشته شدہ است در کتب رسایل اکشر اولیائے امت نایاب است و دیگر اکابر قدس  
 اسرار ہم بنظر کل مطلق مخصوص ہر زمانہ ایشان گفتہ اند و معلوم این مسکین آن معانی گشتند  
 کہ مذکور شد و یک روز پیش تر از روز ستوید این حقیقت قبل ازین بچند سال ہمین ہر دو وجہ  
 کہ بالا مسطور گشت بخاطر می گزشتند کہ اندران وقت روح آن حضرت غوث الثقلین حاضر  
 شد و باین فقیر این عبارت فرمود کہ فرزند اباین ہر دو وجہ خود هیچ غلطی نیست بعد از ان  
 معلوم شد کہ این کلمہ از آنحضرت بے نظر و تفکر بطریق بے قصدی بالقادر ربانی از عیب ظاہر  
 شدہ است و حضرت شیخ الشیوخ ہم در عوارف فرمودہ است قدس سرہ کہ این کلمہ از حضرت  
 شیخ عبدالقادر در سکر برآمدہ اسے برادر نزد این فقیر تقدیر سکر این سکر مدوح است نہ مذموم  
 ازین جهت کہ هیچ ترقی خالی از حالت مستی مطلق نمی شود مستی جلی باشد یا مخفی و چون آنحضرت  
 بدان مراتب خاصہ مخصوصہ خود مشرف شدہ اند بقدرت اللہ سبحانہ فی تکلف و بی قصد  
 بالقادر غیر فرمودند قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ من شیء ان تقویٰ ظاہر ولایت کہ بروجہ نامہ  
 نصیب خود یافتند و روشن است کہ در کلام صوفیہ ظہور سکر عبارت انان حالت است کہ حیاء  
 آنحالت نتواند پوشیدن چیز بر آن چیز پیش از ان حالت لایق لازم بودہ است پس واضح شد

کہ حضرات اصحاب کرام و حضرت مہدی و بعضے افراد دیگر ہم من حیثیت کمال باطن مرتبہ خاص و خاص  
 انخواص ولایت ازین زیر قدمی بیرون باشند و فوق بلکہ افوق بوند اگرچہ از ہر ہمہ اولیاء  
 اولین و آخرین غیر اصحاب کرام من حیث جمع آن ہر دو وجہ مذکورہ کہ کمال ظاہر ولایت بخاص  
 انخواص و کمال غوثیت باشد کہ منصب اکمل مستوجب کمال مرتبہ خاص انخواص و کمال غوثیت  
 باشد کہ منصب اکمل مستوجب کمال مرتبہ خاص ولایت تفوق آنحضرت غوث الثقلین واقع  
 باشد اما کسانے کہ من حیث کمال باطن ولایت خاص انخواص برابر ایشان باشند یا برابر ایشان  
 تقویٰ داشته باشند یا نہت پیدا نمی کنند و آن تفوق مستلزم افضلیت غوث الثقلین بر  
 ایشان نمی باشد **فَا فَهْمُوا اسْرَاسَ كَلَامِ الْاَوَّلِيَاءِ يَا اَخْوَانِي** و اگر این جوہ مخصوصہ را بگذاریم  
 و بر حکم علی العموم آئیم عا سہ اولیاء آنوقت باشند از مبتدی تا انتہی ولایت مطلق چنانچہ حضرت  
 حماد و باس آنہم کہ پیر صحبت ایشان بودہ اند فرمودہ اند کہ این عجمی را قدمیت کہ در وقت وی  
 برگردن ہمہ اولیاء آن وقت خواہد بود ہر آئینہ ما مور شود تا آن کہ بگوید قدحی ہذہ حلے  
 مراقبہ کل ولی اللہ ہمہ اولیاء گردن نہند و بدانند کہ لفظ ما مور منظر اثبات سکر کہ حضرت شیخ  
 الشیوخ علیہ الرحمہ فرمودہ است مراد بامرغنی باشد تقدیر او ارادہ بامر جلی الہا ما و انکہ حضرت  
 حماد و باس گفت کہ این عجمی را قدمیت از دلیل کبرتبہ مخصوص ظاہر میکنند از مراتب ولایت مطلق  
 کہ قدمی گفت بقید حروف یا قدم تکلم کرد و معتبر ساخت یعنی چنانچہ اشارت مرتبہ بغوثیت تا سہ  
 کہ اکملیت مرتبہ خاص است با وجود مرتبہ خاص انخواص از ولایت مطلق و نیز از عبارت شیخ حماد  
 مذکور قبلاً زمانہ ایشان بعبارت وقت ایشان ہویدا نیست نیز نقل است کہ از حضرت شیخ فریدالدین  
 چشتی قدس اللہ تعالیٰ سرہ شخصے پرسید کہ شیخ عبد القادر جلی رحمۃ اللہ علیہ قدمی بندہ از فرمودہ  
 است شامچہ میفرمایید فرمودند کہ اگر من در انوقت می بودم بر چشم خود میگرفتم پس تا بیان  
 شیخ فریدالدین گفتمہ اند قدس سریم کہ این اشارت بتخصیص زمانہ ایشانست بتفکر کل مطلق  
 اولیاء آن زمانہ و زمانہ عبارت از مدت صد سال است و نیز چون مجدد آن زمانہ خود ایشان

بودند و در آنوقت دیگر هم قرین ایشان واقع نباشد لاجرا قدم ایشان بزرگ کردن همه اولیاء  
 آنوقت بود یعنی در آن زمانه تفوق ایشان بر همه آن اولیاء واقع باشد و این تفوق نه مثل  
 تفوق دیگر است بلکه سبب تفوق است دیگر باید دانست که لازم نیست که در هر مائت یکس دیگر  
 افضل از مجددان مائت نبود چنانچه حضرت شیخ ماقدم سره که مجدد این المت ثانی است و هدی  
 المت حضرت هدی افضل و کامل از ایشان و همه اولیای المت مبعوث شدند ایشان  
 تعالی انهمی در حیدرآباد و کن که ما وارد انیم از مائت اجری تا این زمان که مائت اجری است  
 در قول قد می هذه علی مراقبة کل فی اللہ معرکه اراد در پیش است برخی از فضلاے  
 سلسله قادریه می فرمایند که حضرت غوث انام رحمة اللہ علیہ این جمله را در حالت صحو فرموده و  
 درین کلام توقیت نیست و بعضی حضرات از سلسله چشتیه قایل به توقیت بوزه اند و سلسله  
 تحریر از طرفین بس دراز است بهمیم که آخر الامر کدام مسلک بر کرسی اثبات می نشیند و کدام فریق  
 روی فتح و نصرت می بیند ازین خیال بر همین تقریر گفتا و رزیدم اگر کسی را زیادہ تحقیق منظور  
 نظر بوده باشد رسایل علماء معاصرین ملاحظه فرماید قال و مریدان شمارا درین سخنان شما  
 سه قسم یافتیم جمعی میگویند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان  
 است هر چه گفته اند اعتقاد می کنیم که حق است و جماعت میگویند که اینها از سکر و بے خودی  
 است و فرقه میگویند که هر چه ایشان میگویند و میکنند همه با ما الهی است و من ہم برینے  
 با شتم اگر بر این قاطعه از کلمات و آیات که از ان بزرگان منقول و مشهور است مشاہدہ  
 کنیم و ببینیم بکام تحسین ظن مجوز و متوقفم الا این حرف که در روی نسبت بسرور کائنات  
 صلے اللہ علیہ وسلم گستاخی و بے ادبی لازم می آید این را بانی شک منکر میدانم ان اللہ لا  
 یامر بالفسق و النکر قول آنچه در باب مریدان گفته شد کیفیتش این است که مریدان  
 هنوز بسا یہ تکمیل نرسیده بودند و فهم و درک مطلب بکویت شریف یعنی داشتند بعضی  
 از ایشان گفته باشند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان

وقت مریدان مائت مائت شانه



هر چه گفته اند تعداد میکنند که حق است و برخی از ایشان ظاهراً کرده باشند که از سکر و تجردی است  
 و فرقه که میگویند که آنچه ایشان میگویند و میکنند همه با امر الهی است این قول محقق و صواب  
 است و برای تسلیم این دعوی آنچه ضرورت بر این قاطعه از کرامات و آیات گفته شد اگر مراد  
 از ان عنایت الهیه است که موجب استقامت بر احوال سینه و اعمال صاحب باشد پس حضرت  
 شیخ را خود بران اعتراف است و از زبان حضرت باقی باشد قدس سره نیز شنیده اند و اگر مراد  
 از کرامت معنی ملتعار است پس کیفیتش از مقدمه باید جست قال و بهر تقدیر چنانکه عادت  
 این فقیر است توقف و تسلیم و تجویز در میان داشت که صد در آن ناسخ از مقام صحو و تکلمین  
 باشد اما شائبه زبان شریف خود اعتراف کردید و گفتید که هر که مثل این قسم سخنان گفته باشد آن  
 سکر است و سکر را تخریب بر صحو کرده اید و گفته اید که صحو صرف بی مزج سکرین تصور است و صحو  
 خالص نصیب نام است این سخن اختراعی است و خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ است که صحو مرتبه  
 است که صاحب آن بحال تمیز و اطلاع بر مراتب و مقامات متصف شده در هیچ جا بسکر که  
 بی تمیزی و بی اطلاعی است از تمامه اشیا و مخرج نگرود و در حقیقت صحو و سکر ضدانند که  
 جمع نمی شوند صحو خالص که آنرا نصیب عوام گفتند کدام است سخن در مقام عارفان و کاملان  
 و اهل امد مخصوص می رود و از کلام ایشان معلوم میشود که از بزرگان آنها که صحو ایشان بسکر  
 مزوج نیست و صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکرده اند داخل عوام اند این چه سخن  
 است اقول آنچه حضرت مجدد در حتمه اسد علییه فرموده اند عین صواب است اعراض از ان  
 بسبب عدم مجاهده است یا عدم اطلاع است بر اقوال صوفیه کرام تا آنکه ازین دو امور کام  
 حاصل نشود در معرکه تقوی قدم نهادن خالی از خطر نیست

حاصل نشود در معرکه تقوی قدم نهادن خالی از خطر نیست

بیان می روی و همچو بیدمی نرم که از شگفتن گلهای تو هو آن رسد

درین مقام اولاً حقیقت سکر و صحو مذکور می شود سکر در عرف صوفیان عبارت است از رفع  
 تمیز میان احکام ظاهر و باطن بسبب اختلاف نور عقل در شعه نور ذات و بیان این سخن آن است



که اهل وجود و طایفه اند مجبان ذات و منشاء وجد ایشان ذات بود و مجبان صفات منشاء  
 وجد ایشان عالم صفات در وجد مجبان صفات فقرات و وقفات بسیار اتفاق افتد بخلاف مجرب  
 مجبان ذات بسبب عموم ذات و خصوص صفات و نیز وجدی که از عالم صفات بود آن قوت  
 ندارد که وجدی که از آثار انوار ذات دارد پس واجد ذات در بدایت وجد بحیث قوت  
 و غلبه که دارد مغلوب سلطنت حال گردد و عقلش که رابطه تمیز و بصیر قلبی است در تواتر اشعه  
 انوار ذات و غلبه آن متخلف و متغایر شود و سر رشته از دست تصرف و اختیارش سبک  
 گردد چنانکه محل حکم ظاهر که تفرقه است از محل حکم باطن که جمع است باز شناسد و به افشاء احوال  
 ربوبیت که گمنون خزینه عزت اند میالات نمایند و مثل سجانی و انا الحق زبان انبساط دراز  
 کنند و صوفیان این وجد را باعتبار تواتر و قوت غلبه حال خوانند و باعتبار رفع تمیز سکرو  
 اما صحو عبارت است از معاودت قوت تمیز و رجوع احکام جمع و تفرقه با محل و مستقر خود و  
 بیانش آن است که چون وجود سالک در نهایت حال غلبه انوار ذات فانی و مستهکک شود  
 حق سبحانه در نشاء ثانیه او را وجودی باقی بگذرد که از لغمان انوار ذات متلاشی و محل نگردد  
 و هر دو صفتی که از وی فانی شده باشد معاودت کند پس عقل نیز که رابطه تمیز است معاودت  
 نماید بطرز لوث حدوث و باقی به بقا حق تعالی و برزخی گردد میان روح و نفس تا هیچ یک  
 صبر و روح از حد خود تجاوز ننمایند و بر یکدیگر نفی نکنند و حکم جمع را با مستقر خود که عالم روح است  
 راجع گردانند و حکم تفرقه را با محل خود که عالم نفس است رد کنند و ترتیب افعال و تهذیب افعال  
 و حفظ اداب و کتم اسرار هر یک دیگر باره باز آید و بر وجهی که از آفت زوال امین بود چون  
 معنی سکر و صحو منقش خاطر شریف شد بدگر خد شاستی که بر کلام حضرت معترضین مستنبط میشود  
 توجه میشود خد شاول هر گاه کلام صوفیه کرام گاست از صحو و تمکین و گاست از سر چشمه سکر سر  
 بر می زند پس عمومًا محل کلام این طایفه بر صحو و تمکین نشانده شده و در صحو صرف بی  
 مزج سکر امین تصور گفتن و صحو خالص را نصیب عوام دانستن سخن اختراعی نیست و در



اعظم بود از حق و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشری و در باب تدبیر و اختیار و  
 فنار تصرفش اند خود به بقائے معانی و قوامی که اندروی و وجود دار و بخلات جنس و  
 و آن ابلغ و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داود صلوة اللہ علیہ اندر حال صحو بود فعلی از و  
 بوجود آمد خداوند تعالی فعل ویرا بدو اصناف کرد و گفت و قتل داود جالوت و پیغامبر  
 صلی اللہ علیہ وسلم اندر حال سکر بود فعلی از وی در وجود آمد که خداوند عزوجل باورا  
 بخود اصناف کرد و گفت و قارہمیت اذہر میت و لکن اللہ سبحون بندہ بخود قایم بود چنان بود که چون  
 داود را علیہ اسلام بکنظر بجای افتاد کہ می نبالست یعنی بر زن اور یا دید آنچه دید و چون بندہ کج  
 قایم بود چنان بود کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بکنظر افتاد ہم از ان جنس زن زید بر زید حرام شد از آن نظر  
 در محل صحو بود و برین نظر در محل سکر بود و باز آنانکہ صحران فضل نهند بر کوی آن جنید است کہ علیہ و متابعان و  
 گویند کہ سکر محال است است از آنچه تشویش حال است ذهاب صحت و کم کردن سر شسته خویش در لطایف اشراف مذکور  
 است حضرت قدوہ الکبری میفرمودند در طیفوریان و جنیدیان اختلاف است در تفصیل ارباب  
 صحو و اصحاب سکر طیفوریان بر آنند کہ اہل سکر فاضل اند بر اہل صحو چہ سکر از مواہب  
 الہی و صحو از مکاسب بندہ در گاہی ہر آئینہ مواہب عالی باشد از مکاسب جنیدیان نیز  
 کہ صحو اعلی بود از سکر چہ در سکر طریق ترقی بہارج و سبیل تلقی بہارج منقطع بخلات صحو کہ  
 اسخ حضرت معترض در زبہ اسرار الفاق مشایخ برین معنی نگاشتہ کہ عموماً اہل صحو بر ارباب سکر تفصیل دارند یعنی است بر  
 عدم اطلاع برین معنی کہ مشایخ را درین باب اختلاف است در سکر مختلف فیہ دعوی اتفاق نازیبا است و ضعیف بعید علی ہذا  
 آنچه حضرت معترض در ان رسالہ نگاشتہ کہ تفصیل خود بر غیر در مقام صحو واقع میشود زیرا کہ اہل سکر در مقام مشاہدہ احدیت  
 ذات میباشند کہ از نفس خود غایت میباشند ہر گاہ ذات خود را مشاہدہ کنند پس غیر را کہ ملاحظہ خواهند کرد قابل تسلیم نیست  
 زیرا کہ چون در سکر نشاط کثیر و ذوق وافر پیدا کرد و آنچه بر زبان ایشان بر می آید بخودانہ و مستانہ سر برینند و در حالت صحو کہ  
 بشریہ علم متصف میباشند ظہور این چنین کلمات عقل تسلیم کنند و سولنی ما اعظم شانی و لیس فی الدارین غیر فی لیس فی ہنئی  
 سوی ابتدا تا آخر ہم از کلمات سکر الباقی ای سکر است نہ در این کلمات را یا مثل این کلمات را بچو خاص مخصوص

کردن صحت  
 کلمہ صحت  
 صحت  
 با بجا آوردن  
 در استماع  
 این گروه  
 نقلی بابی  
 نیز طیفوریان  
 بی عیبی  
 بن سوان  
 اسطاس  
 کند مشاہدہ  
 از روی  
 تصور نہ بود  
 از کبریا الشیخ  
 و درین باب  
 سکر بود و در  
 سکر صحت







۲۰۹

حجام چون حضرت رسالت را صلے الله علیه وسلم حجامت کرد همه خون حضرت رسالت را شامید  
 سکر و دم هبابت است چنانکه عمر رضی الله عنه ردای مبارک حضرت رسالت علیه السلام گرفت  
 بروی می کشید و باغ می میشد و می گفت که یا رسول الله بر جنازه عبد الله آنی که او از منافقان  
 بود نماز نگذار و حضرت رسالت پناه صلے الله علیه وسلم بر عمر بیج مواخذه نکرد سبب آنکه  
 در وند او سکر هبابت بود سووم سکر حمیت چنانکه موسی علیه السلام سر بارون علیه السلام  
 را گرفته می کشید علماء ظاهر که ایشان از عالم جبروت که عالم انبیا است محروم اند گویند که این  
 چنین سکر در انبیا جایز نیست پس سکر محبت بمنزله غفلت است و حیرت چنانکه در مستی خمر  
 در خوردن خمر ادمستی نیست بلکه مقصود شارب النش و نشاط و ذوق است پس انبیا  
 علیهم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند که بنخیر  
 باشند اما ذوق و نشاط از بنخیری نیست بلکه کرامت من الله است پس سکر اولیا  
 نیز بمبیرین طریق است که اولیا در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیهم السلام در مقام  
 مسند مقتدا و امامت اند بدانکه سکر شرب محبت با نسیات و ذوقیات بر انبیا علیهم السلام  
 نیز جایز است بی هیچ قبیل پس اگر این چنین سکر در اولیا قدس الله ارواحهم صادر شود انکار  
 نباید کرد خدشه پنجم استعجاب ازین معنی که بزرگانے که صحو ایشان بسکر مزوج هست  
 صحو صرف دارند و باین نوع کلمات کلم نکره اند داخل عوام اند منی است بر عدم رجوع به  
 کلام المئه لقوت در عوارف المعارف مذکور است <sup>له</sup> فَاَلَسَّا لَكَ الْجُودَ لَا يُوْهَلُ لِلشَّيْخَةِ  
 وَلَا يَبْلُغُهَا لِبَقَاءِ صِفَاتِ نَفْسِهِ عَلَيْهِ فَيَقِفُ عِنْدَ خَطِّهِ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ  
 تَعَالَى فِي مَقَامِ الْمَعَامَلَةِ وَالرِّيَاضَةِ

در مستی خمر ادمستی نیست بلکه مقصود شارب النش و نشاط و ذوق است پس انبیا علیهم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند که بنخیر باشند اما ذوق و نشاط از بنخیری نیست بلکه کرامت من الله است پس سکر اولیا نیز بمبیرین طریق است که اولیا در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیهم السلام در مقام مسند مقتدا و امامت اند بدانکه سکر شرب محبت با نسیات و ذوقیات بر انبیا علیهم السلام نیز جایز است بی هیچ قبیل پس اگر این چنین سکر در اولیا قدس الله ارواحهم صادر شود انکار

<p>از حوادث برداران صوفیان گریز          ز ایشان شنو حقایق فقر از برای آنکه</p>	<p>کز بود تا خوش اندوز تا بود شادمان          تصنیف را مصنف نیکو کند بیان</p>
<p>قال و گفته آید که سکر بسطامی که بی سخاشی قول گوئی آنهم من کواء محمد انان بوجود</p>	



ولا هو صاحب حق بلکہ بچپن صحور افاض صاحب حضور و بقا خواہند گفت در حالت مکر تازی در میان امور کے  
 کہ لایق اذاعت و اشاعت است و یا اختفا و استار است باقی مانند و بسا باشد کہ امور کے  
 بزرگان اند چون بجالست صحو در ایند تمانیز نام حاصل گردد و آنچه قابل اذاعت است بزرگان  
 آرے و آنچه لایق استتار است مخفی دارند ازین سبب قول صاحب مقبول است و قول سکران  
 مقبول نیست اگر چه قول سکران ہم حق باشد لیکن این کلیہ نیست شہور است کہ حضرت  
 شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرمودند کہ ما و منصور حلاج از یک کاسہ نوشیدیم پس حلاج سکر آورد و  
 مہوس و قتل گردید چون بجلج این خبر رسید گفت کہ اگر شبلی نوشیدی آنچه نوشیدہ ام  
 حالش ہمان شدے کہ من دارم یا ہمان گفتمی کہ من گویم چون شبلی از ارباب صحو و تکمین  
 بود و حلاج از ارباب سکر قول شبلی را بر قولش ترجیح دہم چون حالت صحو حالت امتیاز است  
 پس صاحب صحو استغفار کند از نیکہ بجالست سکر امر پوشیدنی را بر ملا گفتہ چون سکران مثل نایم  
 یا مجنون نمی باشد بلکہ اورا فی الجملہ احساس باقی باشد لہذا استغفار کند و عرفا شطیحات  
 را تاویل کنند چون این امر تنقش خاطر شریف گردید پس دانستنی است کہ در کلام حضرت  
 مجدد رحمۃ اللہ علیہ تعارضی و تخالفی نیست چون در مکتوب شریف اندراج یافتہ بود کہ ارباب

سک منصور حلاج با شیخ ابوالقاسم جنید وغیرہ مشایخ صحبت با داشت ابو حامد غزالی در مشکوٰۃ الانوار کلمات منصور  
 را مثل انا الحق و بانی الحق الامد را محال حسدہ بر آورده و گفته کہ این از فرط محبت و شدت وجد صادر شدہ روزی  
 در مجلس حامد بن عباس و ذریہ امام مقتدر حضور قاضی ابی عمر کلامی از منصور سرزد قاضی و فقہا حاضر مجلس قلم بفتوای قتل  
 دے برداشتند منصور ایشان را منع کرد و گفت کہ من مسلمان ہستم و از اہل سنت از فتوای قتل اجتناب نہ زید ایشان  
 بیچ اصفا کردند منصور بار بار ہمین کلام ناامادہ میکرد مگر ایشان فتوای قتل بزرگداشتند حلاج ہمان وقت متعبد کردہ شد  
 وزیر مقتدر از تمامی کیفیت مجلس اطلاع داد مقتدر حکم داد تا ایشان را ہزار تازیانہ زندہ اگر باعث ہلاکت شود فقہا و الایانہ  
 ہزار تازیانہ زندہ بعد انان گردش زند و وزیر کلا دیش داد و گفت کہ دو بار حسب حکم مقتدر اورا تازیانہ زندہ پس دستش بریدہ  
 شود پس پایش پس دست دیگرش پس پانسے دیگرش پس گردش زدہ شود و جیش سوخته شود اگر ترا بفرمید کہ من فلات

و صاحب حق بلکہ بچپن صحور افاض صاحب حضور و بقا خواہند گفت در حالت مکر تازی در میان امور کے  
 کہ لایق اذاعت و اشاعت است و یا اختفا و استار است باقی مانند و بسا باشد کہ امور کے  
 بزرگان اند چون بجالست صحو در ایند تمانیز نام حاصل گردد و آنچه قابل اذاعت است بزرگان  
 آرے و آنچه لایق استتار است مخفی دارند ازین سبب قول صاحب مقبول است و قول سکران  
 مقبول نیست اگر چه قول سکران ہم حق باشد لیکن این کلیہ نیست شہور است کہ حضرت  
 شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرمودند کہ ما و منصور حلاج از یک کاسہ نوشیدیم پس حلاج سکر آورد و  
 مہوس و قتل گردید چون بجلج این خبر رسید گفت کہ اگر شبلی نوشیدی آنچه نوشیدہ ام  
 حالش ہمان شدے کہ من دارم یا ہمان گفتمی کہ من گویم چون شبلی از ارباب صحو و تکمین  
 بود و حلاج از ارباب سکر قول شبلی را بر قولش ترجیح دہم چون حالت صحو حالت امتیاز است  
 پس صاحب صحو استغفار کند از نیکہ بجالست سکر امر پوشیدنی را بر ملا گفتہ چون سکران مثل نایم  
 یا مجنون نمی باشد بلکہ اورا فی الجملہ احساس باقی باشد لہذا استغفار کند و عرفا شطیحات  
 را تاویل کنند چون این امر تنقش خاطر شریف گردید پس دانستنی است کہ در کلام حضرت  
 مجدد رحمۃ اللہ علیہ تعارضی و تخالفی نیست چون در مکتوب شریف اندراج یافتہ بود کہ ارباب











در حدیث

فی حال سکره شیئا فیعطیه الصّوّان یستغفر الله من ذلک و غدره مقبول  
 وان الاستغفار عندنا فی طریق الله یكون فی مقامین المقام الاول فاذا کثرناه  
 و هو ان ید و منه فایکون مستورا فیحیب علیه الاستغفار من ذلک وقد یقع  
 الاستغفار من لا ید و منه شیء یوجب الاستغفار فیستغفر من هذا مقامه  
 ای یطلب ان یستره الله فیکشف عناته ان ید و منه بحکم ذلک الحال فاینبغ  
 ان یستره و هذا هو المقام الثانی الذی لا هل الاستغفار فیند بوز یطلب  
 الستر عن الله عز وجل عن حکم یوجب علیه الاعتذار من وقوعه  
 و هذا هو استغفار الاکابر من الرجال المعصومین  
 و شرک درین مقام حسب مطلق متصوفین است نه تکلمین از عدم مزاولت  
 کلام صوفیه این چنین خدشات وارد کرده میشود و در صوفیه روایت غیر شرک گویند پس  
 خود را از غیر بهتر دانستند چرا شرک نباشد در کشف مجهول است ابو بکر شبلی گوید  
 شرک لانه صیانه القلب عن رویه الغیر و لا غیر تصوف شرک است از آنچه آن صبا نیت  
 از روایت غیر وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید روایت غیر شرک بود و چون اندر  
 دل غیر را قیمت بنود صیانت کردن مراد را از ذکر غیر محال بود بنگرید ای مولانا می  
 درم فرماید

تا که باشد یاد غیری در حساب	ذکر مولی باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذره از هستی بجای	کفر باشد گریزی در عشق پاس
گر همه عالم ثواب تو بود	چون تو باشی آن عذاب تو بود
گر شوی چون خاک زره پایمال	تا بد جان را بدست آری کمال
تا تو با خویشی عدو بینی همه	چون شوی قانی احد بینی همه

مولانا عبد الرحمن جامی در نغمات در ذکر ابو بکر شبلی می آرد عبد الرحمن خراسانی گوید که شخصی  
 بدرستی شبلی آمد در بزرگ شبلی فرار آمد سر برهنه و پاس برهنه گفت گرامی خواهی گفت



شبلی علیہ الرحمہ راگفت نہ شنیدی کہ مات کافر الارحمہ اند شیخ الاسلام گفت کہ نفس خود را  
مے گفت خوش گفت ہر آنکہ گفت سہ

ہران کو غافل از حق یک زمان است | در آن دم کافر است اما نہ سان است

قال و نوشته اند کہ این فقیر کہ این ہمہ وقایع در بیان علوم و اسرار این طایفہ علیہ نوشتہ  
است ظاہر بخاطر شاق قرار یافتہ است کہ از روی صحو خالص نوشتہ است بی مزج سکر حاشا  
و کلا کہ آن حرام و منکر است و گداز و سخن باقی است بہی سبحان احد تا اکنون گمان این  
بود و از کلام ہاے شمانیز کنایت و مشافہتہ معلوم میشود کہ ایشان صاحب صحو و تمکین  
اند و از سکر و تلویح منزہ و میرا اند درین وقت چنین معلوم میشود کہ صاحب سکر بودہ اند و متفر  
است کہ مرتبہ ہل سکر سافل و نازل است پس تحقیقات مذقیقات کردہ اید بر اثبات سکر کردہ آید یا براسے  
تصحیح و تصدیق آنچه واقع شدہ است باین سکر برای اثبات سکر چہ معنی دارد و اگر آنچه واقع شدہ  
است باین سکر صحیح و مؤسس بر قواعد طریقت و موافق قرار داد اہل حقیقت است چنانکہ از بیان  
کردن حقایق و معارف برای اثبات او ظاہر میشود چہ عم دارند و چہ احتیاج باعتذار و انکسار  
است والا از اول می بایست گفت کہ معذور دارید چیزیے از مستی و بیخودی واقع شدہ است  
و بعد از نشستن عیار مستی آن سخنان را از حیز اعتبار و صفحہ روزگاری تراشیدہ و محو نمودہ  
و توبہ کردہ و کلام التکاسرے بطوی و کایروی و عجب است ازین طور کسیکہ جمیع فضائل کمالات  
محمدی علیہ فضل الصلوٰۃ والسلام و اکملہا حاصل کردہ و باقصی الغایات مراتب متابعت و  
کمال رسیدہ در قرب و وصول بجای رسیدہ کہ ہمہ را پس انداختہ و حقیقت را بی پردہ دیدہ و در یافتہ  
اگر فتار باشد بہ سکر دیگران خود چہ کار کنند کہ باصل نہ رسیدہ گرفتار ظل ماندہ اند و مجو بند از ایشان  
اگر جہتہ بقاسے حجاب سگری و بے تمیزی واقع شود عجب نباشد اقول این کلام از سر تا پا مخدوم  
است اما اولاً پس اگر تا اکنون این گمان بود کہ حضرت مجدد رحمہ احد صاحب صحو و تمکین اند  
بدون مزج سکر پس این گمان فاسد بود صحو خالص نصیب عوام است و حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

علا شیبی  
کافر و اوست  
اصاحم کنیدی  
اصاحم کنیدی  
محقق در سکر  
نہ ہفتہ لاسر  
بجائزہ و بالظن  
اشیاء و تحقیق  
ارال عا را بایست  
این نقل ہم سخن  
انسان بنیاد  
علا شیبی  
قلمت نیکوکار  
کہ بنیاد است  
علا شیبی  
چو ہدی شود  
منابت کردہ  
نی شود



۴۰۰

جای دعوی این امر نکرده اند که صحیح خالص دارند <sup>و من ادعای</sup> <sup>فعلیه</sup> البیانات اما تائید  
 هرگز مقرر قوم نیست که مرتبه اهل سکر نازل و سایل است بلکه این مسئله مختلف فیهاست چنانکه مذکور  
 شد اما ثالثاً پس آنچه حضرت مجدد رحمة الله علیه تحریر فرموده اند نه برای اثبات سکر است و نه  
 برای تصحیح و تصدیق این معنی که آنچه واقع شده بسکر بلکه تحقیق این معنی است که بزرگان بسکر  
 کلام کرده اند و کلام سکر قابل ملامت نیست فاین هَذَا مِنْ ذَاكَ درین کلام از حضرت  
 مجدد رحمة الله علیه اعتماد و انکسار دانستن غلط فہمی است از حضرت مجدد رحمة الله علیه هیچ جا کلام  
 صادر نشده است تا گنجایش این قول باشد که معذور دارید چیزی از مستی و بخودی واقع  
 شده است بیدیدہ تامل نگیرند که جواب بعد از تسلیم بطور قضیہ شرطیہ است و کدامی شرطیہ  
 مستلزم تحقق مقدم نیست میفرمایند مخدوما این قسم سخنان که بنی از افشاکی اسرار باشد و از  
 ظاہر مصروف در هر وقت از مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرار ہم لظہور آمده است و عادت  
 ستمہ این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده  
 لبس <sup>له</sup> هذا اول قاس و رة کسرت و الاسلام پس این ہمہ شور و غوغا چیست اگر بلفظ صحیح  
 شده است که ظاہر ش مطابقت بعلم شرعیہ ندارد ان را باندک توجه از ظاہر مصروف  
 نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشہ و تقصیح فاسق ہر گاہ در  
 شریعت حرام و منکر باشد تقصیح مسلمانی بجز داشت باہ چه مناسبت بود انرا با بقا پس بر  
 تقدیر تسلیم میگویم کہ حضرت مجدد رحمة الله علیه در معارف لدنیہ می فرماید باید دانست کہ در ہر  
 مقامی از مقامات ولایت و شہادت و صدیقیت علوم و معارف جدا است کہ مناسبت  
 ان مقام است در مرتبہ ولایت علوم سکر آمیز بسیار است کہ سکر غالب است و صحو مغلوب در مرتبہ  
 شہادت کہ ثانی درجہ است از درجات ولایت سکر مغلوبیت پیدامی کند و صحو غالب می آید  
 اما ذوال سکر یا کلینیہ است و در درجہ صدیقیت کہ ثالث مرتبہ است از مراتب ولایت و شہادت  
 درجات ولایت است و فوق آن درجہ ولایت نیست بلکہ مرتبہ نبوت است علوم آن درجہ

من  
 ہر کہ پہا  
 ان کہ  
 ادیبان  
 انہا  
 نیست  
 این اصل  
 تفسیر  
 کہ ہر کہ  
 شہادت



نہا شد و بسا کس کہ حرف زدن نداشتند و کامل باشند تا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کمال است  
 و ہم سخن سخنان خوب شاہ بسیار اند و دل ربا اند اما این سخن شنیع کہ نسبت با حضرت صلی اللہ  
 علیہ و آلہ و سلم بے ادبی و گستاخی کرده اید آہنار سے پوشد و بدنام ہے سازد اقول حراد از  
 مردم عام است خواص باشند یا عوام اگر حضرت معترض از ان مخلوط نہ شوند ان تصور سخن نیست

سخن شناس نہ دلبر خطا اینجا است | چو بشنوی سخن اہل دل گو کہ خطا است

مگر ہر گاہ خود حضرت سنجیدہ تر سے از سخنان حضرت نجد در خوب و در با تجویز کنند و بر عمر  
 خود صرف چند سخن را محمول بر بے ادبی و گستاخی نموده اند باعث بدنامی خیال کنند پس متفلسف  
 از مردم کہ خواص اند یا عوام لغو و باطل خواهد بود

می نماید کہ سر خرد شکستن داری | خشم این بار تو چون رخسار تیر بار تو

و بے اعتباری اصل سخن موجب فراوان تعجب است کلام حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ  
 کہ جن و جنات و ارواح انبیاء را مد برای استماع آن حاضر می شدند **كَلِمَاتُ طَهْرٍ  
 مِنْ بَحْتِ الْاَسْتِ كَرَامَاتٍ** است بر صلیت سخن

تا مر سخن نہ گفتہ باشد | عیب و منرش نہفت باشد

منقول است کہ روزی حضرت غوث الاعظم کبر سر منبر بیان علوم و معارف میفرمودند درین  
 اثنا گذر حضرت خضر واقع شد حضرت فرمودند ای اسرار علی بیای کلام محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم  
 ملک العالم بدیدہ بصیرت نگریستہ شود از ان ظاہر خواهد شد کہ کلام در صلیت کلام هیچ اصلے  
 ندارد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید صفت کلام بلکہ شان کلام  
 کہ کلام مادر آست برای آن محتاج الیہ است کما فادہ بے آن متصور نیست پس جمیع کمالات ذاتیہ  
 و شیونات ذاتیہ اولاد مرتبہ آن صفت بلکہ شان فالین سے شوند و از آنجا بعالم افادہ می  
 آیند مثلاً شخصی کہ کمالات بسیار دارد می خواهد کہ آن کمالات را ظاہر سازد و لا آن را در متو  
 قوۃ کلامیہ فرود می آرد و از آنجا اظہار آن می نماید پس در واجب تعالی و تقدس در مرتبہ



شیونیات کہ زاید بر ذات نیستند الا باعتبارشان کلام باین معنی مخصوص گشت و هر چه از کمالات  
در مرتبه ذات و شیونیات متخوم بود تمام در شان کلام فایض گشت حاصل تمام حقیقت ان  
شان همین قرآن است و پس همین عبارت عربی و ترتیب مہود مکتوب در مصاحف و ہر  
کتابیکہ بر سببی صلے اسد علیہ وسلم منزل شدہ است جزو لیست از اجزاء این قرآن کہ از بعض  
عبارات او بہ بعض وجوہ مستفاد است و تخلیق جمیع کمونات من الاول لے الآخر مستفاد از  
وَأَمَّا قَوْلَنَا لَشَيْءٍ إِذَا رَدَّاهُ انْ نَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ صدق این قول است و این قرآن باین عظم  
شان داخل دایرہ اصل است هیچ ظلیتے با و راہ نیافتہ و ہمانا کہ آنچه بعضے اکابر اولیاء اسد رضی  
اسد عنہ میفرمودند کہ قرآن از مرتبہ جمع است ناظر این معنی است و قابلیت اولی کہ معجز حقیقت  
محمدیہ است علیہ من الصلوٰۃ اتمھا و من التجمیات اجملاھا ظل این قرآن مجید است  
پس این قابلیت نیز جامع جمیع کمالات ذاتیہ و شیونیات ذاتیہ باشد لیکن بطریق ظلیتہ نہ  
بطریق اصالتہ و قرآن بطریق اصالت جامع است و ہمین مناسبت قرآن مجید بران سرور  
منزل گشت و او را باین نعمت عظمی مخصوص گردانید و ہمانا کہ اشارت حضرت عائشہ صدیقہ  
رضی اسد تعالی عنہا کہ حضرت صلی اسد تعالی علیہ و علی آلہ وسلم در شان او فرمود خذُوا شَطْرَ  
دِينِكُمْ مِنْ هَذِهِ الْقُرْآنِ و در بیان خلق آن سرور علیہ الصلوٰۃ و السلام و التحیۃ فرمودہ <sup>ع</sup> كَانُ خَلْقَهُ  
الْقُرْآنَ ہمین مناسبت است کہ اصالتہ او ظلیتہ است و بزرگی شریعت او را علیہ الصلوٰۃ  
و السلام از ہمین قیاس باید کرد کہ متابعت او را سرمایہ جمیع سعادات می باید دانست  
این کار و ولست کنون تا کراد ہند بہ این علیست کہ مخصوص بعضے احاد افراد  
است کہ بہ خلق قرآنی او را خلق گردانیدہ اند و بنور او دیدہ بصیرت او را مکتمل ساختہ قطاب  
را نظر تا باینجا نمی رسد و از مراتب ظلیت نفوذ نمی کند۔ رقایق علوم مقامات ظلیتہ مخصوص  
بہ بعض افراد قطاب است بلکہ قطاب ارشاد مدارا کار دیگر در پیش است و بخدمت  
خاص مخصوص اند فلوی لمن جمع بین المرتبۃ القطبیۃ و الفریدیۃ کجند البغدادی سید

لا  
باعتبارشان  
باید که در کمالات  
حقیقت پس بود  
۱۲  
دین خود را غایب  
۱۲  
صفت او در قرآن بود  
۱۲  
باید برای عقل  
کرد در بیان  
قطبیت در این  
شک  
عائشہ صدیقہ  
خبر بخبر  
۱۲



الطائفة... و این نسبت فردیت او را از شیخ محدوده است...  
 قطبیه شیخ سمری سقلی است صنی الله تعالی عنهم و سید الطایفه نسبت قطبیه را در جنب نسبت  
 فردیت فراموش کرده میگوید مردم میدانند که من مرید سمری ام من مرید محمد قصاب ام بر اصل آن  
 سخن رویم و گوئیم که در قران الفاظ ماضی و استقبال برای آنست که جمیع از منزه از لیه و ابدیه از  
 بظهور آمده اند بعضی از ان بخاصی تعلق دارند و بعضی دیگر بحال و بعضی اخر با استقبال او شامل  
 کل است پس ماضی و استقبال نسبت بقران نباشد بلکه نسبت بعضی از منزه باشد که قران شامل  
 است بران مثلا شخصی از احوال گذشته خود بعبیر بخاصی می کند پس ان ماضویه نسبت  
 بزمان حال آن شخص است نه به نسبت آن شخص جمیع از منزه است و الله سبحانه اعلم  
 بالصواب الملهو بطریق السداد والله یحق الحق و هو یهد السبیل پس مصدق قران مطالع  
 احکام بر طبق آن مصدق جمیع کتب سماوی است و حاوی کمالات جمیع شرایع انبیا و صلوات  
 الله تعالی و سلامه علیهم جمعین و مکذب این کلام الله مکذب جمیع کتب مترجمه است و عدم اتیان  
 بموجب این شریعت مستلزم حرمان عظیم است

محمد عربی کابروی هر دو سراسر است | کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او  
 انتہی قال این کلمات بقصد استفسار و استکشاف حال و دفع تالم غار عن بیان و تسکین  
 حرقت صدر نوشته شد و قصد ان داشت که چیزی بنویسد و بالزام نفس خود و افحام راضی  
 باشد اصل غرض نصیحت و خیر خواهی و کشف حال است که الدین النصیحة این را در چند مجلس  
 اظہار نموده و ہر بار استخارہ بجناب حق و استفادہ از شرف نفس و شیطان و تبری از حول و قوت  
 میبالغہ آکید و کجاح تمام می نمود و منی نوشت امید که مغذور باشد بلکه ماجور گردد و قول  
 تحریر کے بقصد استفسار و استکشاف حال میباشد زبان اطالت و دراز نفسی رواندارند تا این  
 سراسر سراسر است کہ آنچه گفته شد بطور الزام است و نفع و ابرام

مارا بغزہ کشت و تبارا بہانہ ساخت | خود سوی ماندید و حیارا بہانہ ساخت

۴۰ مجدیہ  
 سقلی خال و اور ستارہ  
 منہ اند علیہ بودند و زینہ  
 مدونت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سقلی خال در کان خود نشسته  
 بودند کہ معرفت آنحضرت بظن  
 تشریف آوردند و فرمودند  
 کہ برای این تمام را چہ بدہ  
 تا پیش سمری بتعمیل حکم فرمودند  
 حضرت مصدق و حق را فرستادند  
 آمد و کار کرد کہ اندر قضاے  
 دنیا را از خود دور دارد و  
 راستی و بہتر  
 زبان کہ در ان  
 پس سمری و کان را کذا  
 و بخار سینه نمود و در ان  
 انتقال فرمودند ۱۲  
 استغاثے مانالی صواب  
 است و در اول گفتند  
 دستنی اند غایت حق را  
 فریاد و راهت نماید ۱۶



۲۰ نمبر

<p>جان نگر و تبادل وحدت خیال کے بچشمانت تواند کرد گل</p>	<p>تا نباشد در روئی تغیر حال جلوه طاووس خوبی صلح کل</p>
<p>حکایت</p>	
<p>اندرین کاشانه کثرت اساس از تقدس طبع او آئینہ خیر وحدت ایجاد می زہستی پریشان ست جام ساقی آن بزم بود ترد او شد بوالفضول خام کار از بہار معرفت رنگی نداشت گفت کامی قیض تو نور شاہ دل یک نگاہ لطف بر رویم بکن کنین دل از نیزنگ دنیا مایل است در جوایش گفت کاسے محو ہوس کنین قفس بستان اہل دل بود کے زوحشت اہوان اید بدام چون شنید این نکتہ شور من خیر شد</p>	<p>بود از ارباب دل معنی شتاس وز صفا قدوسیان را آب ریز از صنم سوئے حرم محل کشان تا نہ اران جلوہ درستی نمود وحشت ایجاد طلسم است بار بلبل آسا شوق اہنگی نداشت نوریان از پاکی طبعت خجس دام چین و صید آہویم بکن از دم اعجاز کیشان غافل است مرغ بال افسان کے اید در قفس کے از وطبع ہوا مایل بود کے بود اہل ہوس از بست زرام از مٹنا اضطراب انگیز شد</p>
<p>۱۰ ہوا ہوتے تر و عارف آگاہ در آمد و استدعای بیعت نمود عارف ابابکر چون استبدادش ملاحظہ فرمود گفت کہ در فلان گلشن برود درختانش بسوزد پیر و باغبان مابزن ہوا ہوس چون شنید یہی ہل داشت جان گلشن رفتہ در زانہش سوخت و باغبان را بسیار نرم کرد باغبان بر پائے او افتاد و گفت کہ گلشن راستی و مار از وی بحاصل بر جلال تو ہویدا است امروز بیادام تادست و پائیت ہا لہم دنیا قفس کم با نمود و از غلطہ جزہ ما ز عارف این داستان بیان کرد عارف گفت مرد چون علم مثل دو داری ہیبت تو قبول کنم ورنہ ہوا ہوسی بگرہ سخت دو ماہ محویش گرفت ۱۱ ۱۰ قولہ وحدت بچاد سے اہم وحدت بچاد یعنی</p>	

توحید کا اور  
یعنی دل میں خیال تو محدود  
ایجاد ہو کہ سبھی اور از وی  
افشان گیت از جلوہ وجود  
افغان ہمہ گیر انجیکہ در صم  
سید در حرم سے بگرت  
لہذا از غیر جانب حرم  
کے کشیدہ اسلئے قولہ  
دام چین از یعنی علم انما  
دام چین عبوب نفسانی  
یعنی از دام و حظ عبوب  
نفسانی سنا ز من بگیا  
افشان از یعنی غم  
در قفس سے آید و نوحہ بگیا  
در ہوا ہوس مایل  
در دام زہد قوای آمد



بہر تخییر تو راست گشته ام  
 خرمن حرص و ہوار اسبوستم  
 شعلہ سان در پیش تو استادم  
 مرد دانا اندکے خاموش ماند  
 مرد کے باشد در انجاشاد کام  
 در رگ ہر گل چو برق آتش فروز  
 تا شود فریاد او شور شن فگن  
 چون خزان بر گلشنش بکشا دین  
 بلبلان در نالہ از آہنگ او  
 لالہ از جان نبض خونابے کشود  
 صد طپش نبض خس و خاشاک زد  
 سوسن از خاموشیش حیرت فرود  
 نبض برق از ہر رگ بر گے کشود  
 چون رگ گل ہا طپش ایجاد شد  
 آتش گل را بگشت افروختن  
 گر نہران برق در آغوش بود  
 بر تن او زخم ہا گل بار شد  
 رفت بیرون از فضای گلستان  
 گفت کامی و الالفس قدسی نہاد  
 اگر چہ جان گلستا نمر السبوخت

گفت شیخ صید دامت گشتم  
 آتشی از الفت افروختم  
 بہر چہ فرمائے سبحان آمادہ ام  
 چون بہ پیش اہل دل این قصہ راند  
 گفت چون باد اندرین گلشن خرم  
 نور سان باغ او یکسر بسوز  
 بعد از ان ان باغبان را چو بن  
 رفت ان مردک بشوق امتثال  
 سرور حیرت شد از نیرنگ او  
 گل بجاش زہر خندی سے نمود  
 یا من جیب و گیر بیان چاک زد  
 غنچہ از زخم جگر جان خون نمود  
 چون بی بخش آتش افروزی نمود  
 جان بلبیل غیرت فریاد شد  
 تا گلستان گشت نذر سوختن  
 باغبان چون شعلہ خاموش بود  
 تا بجال او جفا کردار شد  
 چون بشد فارغ ز حال باغبان  
 باغبان چون دید در پایش قناد  
 عرض تکلیف تو جاکم را بسوخت

کہ تو گفت انم خلاصہ ہن سہ شعرا ہیں است کہ آن عارف بعد نال فرمود کہ درین بیان شے خوش حال باشد تو در ان بیان برود

تو ہاں بی باغ  
 کیست زندان کیست  
 کہ باغبان است  
 چو باغبان در باغ  
 نہ سوسن نہ گل  
 ز تو نیرنگ  
 است در حیرت  
 تمام است  
 گل بجاش زہر  
 خندی سے نمود  
 یا من جیب و گیر  
 بیان چاک زد  
 غنچہ از زخم  
 جگر جان خون  
 نمود  
 چون بی بخش  
 آتش افروزی  
 نمود  
 جان بلبیل  
 غیرت فریاد  
 شد  
 تا گلستان  
 گشت نذر سوختن  
 باغبان چون  
 شعلہ خاموش  
 بود  
 تا بجال او  
 جفا کردار  
 شد  
 چون بشد  
 فارغ ز حال  
 باغبان  
 باغبان چون  
 دید در پایش  
 قناد  
 عرض تکلیف  
 تو جاکم را  
 بسوخت



دریغ مجدی

<p>گر بفرمودے بجان سے سوختم چون بکدو سے درگستان ترکناز رونق باغ و بہارم بودہ اندکے آرام کن درخسانہ ام دید چون آن وحش خوشخیر او وضع او کردش بدل عبرت خیال جو زمین برو سے و جان بازی مکن نزد آن صاحب دل آمد وقت شام گفتش آن قدسی نفس کا سے دیوار گر شوی تسلیم فطرت ہجو او ور نہ چون آہو ازین صحرایم چون شنید آن وحش خواہن راز او معنی بیگانگی شد آشکار اکو دل عب بان کہ محور از شد</p>	<p>شعلہ در دامان گل افروختم اندکے سستی بجالت گشت باز نور چشم انتظارم بودہ غیرت فردوس کن کاشانہ ام میکند دام و مسخنجیب او گفت کای جان تو شد نذر وبال بجز راز ما و فسون سازی مکن گفت آن افسانہ بحیرت پیام او مرید من بود فرخ نہساوید رنگ تحقیق از ریاض من بجوید دین ہوا برو سے گل رویان ہجو شد جنون خیران چو آہو کو بکو غفلت جان داشت انداز شکار گوشش کوتا از حقیقت باز شد</p>
--	--

قال وطن فقیر شیخ جمیل است این مقدار کہ مرابثتا نسبت محبت و اتحاد است کم سے را  
خواہد بود صاحب کشف المحجوب در باب شیخ حسین بن منصور طلاج گفته است بجا شد تیرت وی پر  
دل من با طریقت بیچ وجہ مقبول نیست او کا قال و نرد این فقیر شام غم غم زاید و ہم طریقہ شام این سخنان  
کہ نسبت بحضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم میگوید اینہا را تاب ندارد آنچه نسبت

سہ قول بفرمودی از یعنی باغبان میباید کہ اگر در کلم سوختن باغ من میفرمود بجان دل سوختم و اندکے دریغ میکند و بدان کہ جان سوختن یعنی  
از درد شدن ہم آہہ است لیکن درین مقام این معنی ملحوظ نیست چہ رضای خود در پیش آن ظالم و امی نماید در عایت شعلہ و گل طاہر است و سہ  
در مشرق ہم بخش ۱۲ سہ قول جو صحت ہذا نظام میگوید کہ بگوید جو کردہ ام دور عاویہ و تواضع مرا خدا فسون نمی نماید پس تواضع ترا می پسندم

دریغ مجدی  
نور چشم انتظارم بودہ  
غیرت فردوس کن کاشانہ ام  
میکند دام و مسخنجیب او  
گفت کای جان تو شد نذر وبال  
بجز راز ما و فسون سازی مکن  
گفت آن افسانہ بحیرت پیام  
او مرید من بود فرخ نہساوید  
رنگ تحقیق از ریاض من بجوید  
دین ہوا برو سے گل رویان ہجو  
شد جنون خیران چو آہو کو بکو  
غفلت جان داشت انداز شکار  
گوشش کوتا از حقیقت باز شد

بحضرت مشایخ گفتند کرنا و جبر ابرو و ششم ابا برداشت این کلمات از طاقت حال این فقیر بیرون  
 است اقول چراطن جمیل و محبت نباشد چه حضرت مجدد و طریقہ ایشان عزیزند ستم شده شود  
 کہ از زبان حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اثبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شنیده اند ازین جاست  
 کہ مجربان عمومًا و فقیر خصوصًا بحضرت شیخ راسخ الاعتقاد می باشیم همانا شک نیست کہ شیخ تراجم  
 احادیث و سیر کہ بزبان فارسی نموده ازین کتب کبیر ہندیان نوری و در اول شان سرور  
 پیدا شدہ اگرچہ برخیز از طاقت علیہ مجددیہ مثل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی و حضرت شاہ غلام  
 رحمۃ اللہ علیہ دہلوی و قاضی ثناء اللہ پانی پتی در تنقید احادیث و وسعت علم و قوت تحریر  
 و تقریر از حضرت شیخ تقدم بالشرف می داشتند باین حضرت شیخ را بر ایشان تقدم بالزمان است  
 کہ در خدمت عمر نسبت می بندم چه شد قدم | بر ہمین می شدم گرامین قدر ز نامی بستم  
 اما انتساب بود ادب یعنی است بر ہم کلام تصوف و اصطلاح متصوفین حضرت خواجہ محمد پار سادر  
 تحقیقات می فرماید باز این طایفہ منصورہ را اصطلاحات است مشہورہ فی ما بینہم کہ بان متفرد  
 اند و عبارتے است و کلماتی است متداولہ بینہم در اشارات ایشان یا یکدیگر علی الخصوص  
 ما بتضمن تلك العبارات والكلمات وکنہ حقا لقا بالایدخل تحت الاشارة فضلا عن  
 الكشف بالعبارات فان مكاشفات القلوب ومشاهدات الاسرار لا يمكن العبارة عنها  
 على التحقيق ولا يعرف الا من نازل تلك الاحوال وحل علوم تلك المقامات علوم این طائفہ علوم الاحوال  
 بود و احوال ہواریش اعمال است و کسی از علوم ہوال میراث برد کہ اعمال را درست کردہ باشد  
 و بحق آن قیام نمودہ قال و ہمیشہ دعای این فقیر در خلوت و جلوت بعد از صلوت و سایر  
 اوقات این بود و هست اللهم انزلنا الحق و ارزقنا اتباعه و ارزقنا الباطل باطلا و ارزقنا  
 اجتنابا به اللهم ايجب و بعد از ان کہ اوازہ کمالات شاد در میان است ان نیز میگویی خداوند  
 این مرد از کمالات خود این چنین خبر می دهد اگر صادق است ما را دلیل صدق و حقانیت او  
 الہام فرمایا و نا تصرفی در ما پیدا آید کہ رفع مشبہ و التباس کند و اگر چنین نیست او را بر سر

لعل علاوہ  
 آنکہ مضمون این عبارات  
 و کلمات وکنہ خلاف اینهاست  
 ایشان را نشانہ شد  
 چگونه کشف آنست  
 و کلمات و کلمات  
 نشانہ است اسرار  
 کہ از عبارات  
 ہمین است  
 زانی نشانہ است  
 سیدہ و علوم این  
 علم کردہ  
 بنام این  
 و کلمات  
 اتباع او و بنسب  
 را حق و کلمات  
 انان خلاف این  
 قبول نہا

۱۰۰ مجدیہ

انصاف آرد ازین روش بازدارا قول مجیب الدعوات بہ فضل خود دعائے حضرت معترض  
علیہ الرحمہ را بندر وہ اجابت مقرون داشت و غشاوت بشری از ایشان زائل شد در واقعہ  
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدہ کہ میفرماید ہر کہ اخلاص بہا دارد با ایشان نیز داشتہ  
باشد و مشارکت بحضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمود و کیفیت رجوع بہ تفصیل در مقدمہ مذکور شدہ

نقصان ز قابل است و گرنہ علی الدوم | فیض سعادتش ہمہ کس را برابر است

قال یکبارے شنیدہ شد کہ نسبت بہ فقیرین آیہ می خوانند و ان یتک کا ذبا فعلیہ کذبا  
و ان یتک صادقاً فیہم بعض الذمۃ یعدکم اقول اولامردمان سخنان از کجائتا کجائی رسانند  
کدامی خود غرض با امید اشتغال طبع حضرت معترض این خبر بخدمت وی رسانیدہ باشد  
پس لایق اعتماد نباشد ثانیاً ہر گاہ ہوا خواہان حضرت معترض بجالس با حضرت مجدد رحمۃ  
اللہ علیہ کیفیت شکایت معروض داشتہ باشد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور اقتباس این  
آیت را تلاوت فرمودہ باشد پس غور فرمود نیست کہ بدایت از کیفیت ہر گاہ بدایت از حضرت  
معترض است پس محل رنجش نباشد

چو تیر انداختی بر روی دشمن | حذر کن کاندر اما جیش لشتی

قال التماس السنۃ کہ اگر این طریق کہ مردم دست او نیز انکار شما ساختہ اند ترک وہیب  
و اسلام نمایند دوستان ہمہ در رقبہ طاعت و انقیاد بلکہ دشمنان نیز براہ محبت و اعتقاد

آیت اقول

اکتون کہ گفتہ نظر سے ہست با منشن | ای روزگار فرستے اسے مرگ پہلے

ای برادر دین باب چہ گفتہ شود کہ انکار بزرگان دین از قدیم الایام جاری است امرے  
محدث نیست یعنی بنی کہ علامہ ابو الفرج ابن جوزی کہ از کبرائے محدثین و نقادان حدیث  
است و در تصانیف ید طولانی دارد و تراجم و طبقات محدثین از مدائح او مالا مال است  
چہ قدر منکر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بود چنانچہ خود حضرت معترض در رسالہ

انکار علامہ ابن جوزی بر حضرت غوث الاعظم



تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف سے طرازو کا زین الجوزی نے فی زہن سیدنا  
 مولانا القطب الزقانی والغوث الصمدی التیمحی الدین عبدالقادر الجیلانی وہاں  
 بساکن معہ رضی اللہ عنہ طریقہ الاجتناب والاستنکار محروما عن کاب محبتہ حسن عقیدتہ  
 بانکہ ابن جوزی بیاداش انکار باوصف رفعت پایہ تادیت نجسب سجون شد مگر انکارش از  
 تلبیس ابلیس توان سنجید تقشع منہ جلود الذین یخشون ربہم ابن جوزی اگرچہ بظاہر  
 مذرمی آرد کہ انام نقصد بیان غلط الغالط الا تتریبہ الشریعہ والخیرۃ علیہا من الدخل  
 وقاعینا من القائل والفاعل واما نودی بذک امانۃ العلم ومانزال العلماء بین  
 کل منہم غلط صاحبہ قصد البیان الحق ولاظهار عیب الغالط ولا اعتبار بقول جاهل بقول  
 کیف ترد علی فلان الزاهد المتبرک بہ لان لا تقیاد انما یوزن الی واجات بہ الشریعۃ لا الالتمصاص  
 مگر اگر جوش کلامش نظر سے انداختہ شود عیان خواہد شد کہ این مقصد سے جہلت وی بود  
 چنانچہ در رسالہ تحصیل التعرف مذکور است والظاهر من حالہ ان ہذا تلبیس منہ وهو قائم  
 دائم علی الانکار و تظہیر کتبہ بکلامہ انما ہولاستیفاء عنینہ باتمام تصابینفہ  
 وجاہے در ان رسالہ مذکور است و رئیسہم ومقدمہم واشدہم فی الانکار ابو الفرح بن  
 جوزی سجل من اعیان العلماء والمحدثین وقع فیہم وافضیہم هذا القوم وانکر علیہم اشہ  
 انکار فی شدۃ وخشونۃ وضمنف فی ذلک تصنیفا سماء تلبیس ابلیس و ذکر فیہ داخل  
 الشیطان فی الناس فالتخالف ظاہر السنۃ عموقا خصوصاً فی هذا القوم و ذکر فا ذکر عافانا اللہ تعاضد ذلک

نہا غلبت کلام حق  
 در اثبات انقبالی و فضل بیت  
 داشت علم با سبک دستور علماء  
 بکنن عباری است کہ برای تہلیل  
 فی غلبت ارباب بیان سے  
 کشف برات است بیان سے  
 غلبت کتبہ در بیان سے  
 از جہل بگویند کہ بر ان زید و حماد  
 بگفت چرا عرض کردی قابل  
 اعتبار نخواہد بود زیرا کہ انبیاء  
 شریعت کردہ سے شود نہایت  
 مردمان ۱۲ سالہ انظار عالی  
 تلبیس وی باندہ سے شود ابن  
 جوزی بزکار ایشان نقل  
 داخیز کلام ایشان نقل  
 کند من تمام بنویس و دنا  
 کتبہ ای نام شود اسے  
 توئی نوی شدن بعد بیوی  
 رئیس ایشان  
 ایشان در کتاب خود بنویس  
 کہ از اعیان علم و محدثین بود  
 در بی این مایقنا تا دور  
 قوم را ضیعت کردہ و از شدت  
 خشونت ایشان انکار کردہ  
 از غلبت

۱۱۰۰ ابن جوزی معاصر حضرت غوث پاک بود و با وی مخالفت داشت و از محبت و حسن عقیدت وی محروم بود ابن جوزی از  
 کبار محدثین و واعظین بود در وسطوی یک لک مردم جمع شدہ اندکہ در ان سلاطین و وزرا و امام بودند ہزار جلد کتاب از  
 دست خود نگاشتنہ و لک مردمان بردست وی تویہ کرد و دست ہزار مردم ایمان آوردند در ۵۹۵ ہجری از قید خانہ وسط  
 خاص رانت دور بنفاد و روز جمعہ دوازدهم رمضان ۵۹۶ ہجری قضا کرد ۱۲ سالہ راست ہی شود از ان ہوی کسانیکہ از خدا کے  
 خود سے ترسند ۱۲ سالہ یعنی پنجہ ظلمی غلط کتہ گان بیان کردہ ام از ان صرف بہین مقصود است کہ شریعت را پاک کنم و کسے



چون بعضی آریاب علم بدام غشاوت بشری گرفتار آمده مضامین عبارت نا فهمیده بتعالی  
نار است در آرزو زندگی تصور صوفی چیست

هر چه هست از قامت ناسازی اندام است | ورنه تشریف تو بر بال کس کوتاه نیست

بجاشیہ خیال طایفه صوفیہ نمیرسد کہ مردمان حلقہ طاعت و انقیاد بگوش نهند بنگہ ایشان

مچھا اکن از آبادانی دور از مردمان تقورے باشند و انکار منکرین را اصلاً بجیال بیارند ازین

جا است کہ توفیق از روی بگوش آمدہ تکفل حال ایشان می باشد برنگرید کہ شور و شغب ابن

جوزی ضرری در عظمت و جلال حضرت غوث الاعظم فرسایند و دامن پاکش بہ عیب ملوث

نگردانید بلکہ خود ابن جوزی بمکافات آن روی سخن دید و مطعون و ملام گردید بچنین نسیم

توفیق از روی عبارت سے کہ در دیدہ حضرت معترض بود در ادنی تحریک و اهتزاز زد و دسینہ و

چشم راصاف و پاک نموده عقیدت بر عقیدت افزود تا آنکہ از احقاد حضرت معترض حضرت

حافظ محمد حسن قدس سرہ داخل طریقہ علیہ نقشبندیہ شدہ بعالمی از توجہ خود فیض رسانیدند

و جہانیان از باب پاشی انوار و برکات سیراب گردانیدند منقول است کہ چون ایشان خدمت

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ مجدد معصوم رحمۃ اللہ علیہ برای حصول برکات طریقہ مجددیہ حاضر شدند

حضرت خواجہ استفسار فرمودند کہ بہ اقرار آمدید یا انکار ایشان از غایت الفعال سرد پیش نہاد

و زبان معذرت کشادہ عرض داشتند بل برای استعذار حضرت شیخ محمد احسان ابن حافظ محمد

حسن رحمۃ اللہ علیہ در عنقوان شباب اخرا فی از طریقہ مجددیہ داشتند اخر الامر بشرف شدہ بدست

حضرت مرزا جاجانان قدس سرہ بشرف توبہ و از ادوات فایز شدہ بدرجات علیا رسیدند

فَلَنْفِي هَذَا التَّحْرِيرِ بَدَلِكُمْ هَذَا التَّحْرِيرِ

محمد بگذشت و حدیث در دما آخر شد | شب با خرد کنون کو تہ کنم انسانہ ما

اللَّهُ مَعَكُمْ وَإِنَّمَا كُنْتُمْ

ضعف غالب شدہ از نالہ فرو مانده دلہم | دگر از حال من اورا کہ خبر خواہہ کرد

## مشکوٰۃ

کہ کردم ختمش از رنگین نگاری  
 کز وزنگ نقصد شکستم  
 شدم از لجه تحقیق در پاش  
 پر بینم آفتاب از شیشہ او  
 دماغم محو افسون زبانش  
 با استدلال میدارم و در پیش  
 نہ میجو شدم بر ذوالقصامت  
 تا سرار تصوف چشم پوشان  
 تیر دید تجسد دالعت ثانی  
 تصوف را بنود از وی نفرت  
 تصوف را بنا شد زین حکایت  
 ولے آخر چو او را دیدہ بکشد  
 طپسیدہ برق بر از سینہ او  
 نوشته نامہ از عجزے نصوص  
 تحریرات اور رنگین خیالے  
 نفہم در کلام شان مگرانی  
 مرا اصلا نہ باونے اختلافست  
 بشود در آب آن تقریر دلگیر  
 بکتوبے شدہ از من مقید  
 ز عاجز شدہ بجا گرد او کردہ

ہزاران مشکزیر توفیق باری  
 بہ تحقیق مضامین نقش بستم  
 مرا از شیخ نامی نیست پر خاش  
 ندارم ہمہ سہی در پیشہ او  
 ولم شیدائی معشوق بیانش  
 بہ تصنیفات خود قول بدیش  
 بخی کو شتم بہ تغلیط کلامش  
 ولے باشد محب کین شیخ و شیخان  
 کمر بستہ از کین بختانی  
 ندیدہ اصطلاحات تصوف  
 دل او محو ایراد بشکایت  
 یہ اول سے او در رود ایراد  
 عیان شد جوہر آئینہ او  
 بگردازد و ایرادش رجوع  
 کہ ناراشد نصیب از فکر عالی  
 نہ بنیم در نکات شان حلالے  
 کینوں کین سینہ ام بسیار صافست  
 بنور اسحق چنان نمود تحریر  
 کہ در پد کلام شیخ احمد  
 چو او خود از کلام خلیفہ برگرد  
 شیخ عبدالحق

ان  
 مع  
 من  
 من  
 من









رموز از خواجه معصوم آنوقت  
 دلش بگرفت نور جاودانی  
 و دانش مست ختم عبد باقی  
 دل از انگلی او میداشت پر نور  
 زور ویش محمد اقباسش  
 محمد زاهدش میگرد تقسیم  
 دل از یعقوب چرخ فیض میداشت  
 علاء الدین بختش آب میداد  
 بهاء الدین بجانش نقش می بست  
 ز مشکوة دل سید امیرش  
 ز باهار سامیه بوسه نور  
 بنوران علی شمع عسزیزان  
 درخشش راز هاسته خواجه محمود  
 ضمیر او ز نور خواجه عارف  
 ز عبد الخالق او آنوقت هر آ  
 به یوسف جان زینجا و ارمیداشت  
 فروغ بو علی جانش بر افروخت  
 ز مصباح ضمیر پر بسط نام  
 چون نور جعفر صادق طپان شد  
 ز اشرف اوقات قاسم بن محمد  
 به تنویرات سلمان داشت اشراق  
 ز خورشید دل صدیق اکبر  
 محمد سرور اولاد آدم

هزاران گنج فیض قدس آنوقت  
 ز مشکوة مجدد الف ثانی  
 دل او باوده نوش جام ساقی  
 زبان مشعل نماند شعله طور  
 ز وحدت بود در دل اقتباسش  
 بجانش از عبید الله تفهیم  
 ز سر ارتقدس تخم میکاشت  
 که باغ بهخراں شد ز نبت یگانه  
 دلش از خم وحدت بود دست  
 فروزان بود انوار ضمیرش  
 دلش از فیض عرفان بود سرور  
 دلش پروانه آسا شعله ریزان  
 بجانش صد هزار آئینه نمود  
 عیان میداشت اسرار و معانی  
 درختانید از دل برق انوار  
 ز عشقش سینه آتش زار میداشت  
 دلش از یو الحسن سرمایه اندوخت  
 هزاران داشت اسرار شرفام  
 ز طبعش مرغ هستی پریشان شد  
 درخشید از دلش انوار احمد  
 بدل از اقتباس فیض اطلاق  
 دل او بود دائم نور پرور  
 منور شد ز فیض چشم عالم

در اشعار  
 و کلام  
 و غیره

<p>دلش تابید از نور الهی ؎  ازین پیران دلم را آبی تاب است  خداوندا دلم پر نور گردان  گره بکش از کار بسته من ؎  رضعت و کاپلی بے دست و پاپیم  بہ غفلت نگذران عمرم شب و روز  در خواب غفلتم بیدار کئے وہ  سرے وہ کاندرو باشد ہوا بیت  بدہ چشمے کہ گریان تو باشد  بنہ در سینہ ام از عشق داغے  بہ آہ عاجز خستہ اثر وہ</p>	<p>کز تو تابا نیست از مہ تابا ہے ؎  مژغتم مثل روی آفتاب است  نظر محو چراغ طور گردان  شفا سے وہ بجان خستہ من  دین بے دست و پاپے وہ شفا یم  بجانم شمع آگاہی بر افروز  ازین بدستیم ہشیاری وہ  دلے وہ کاندرو بنود سوا بیت  بدہ آن دل کہ بریان تو باشد  ازین آتش بی فروزم چراغے  ہمال آرزو لیش را خردہ</p>
---	---

## ت

احمد شہ علی حسانہ و نوالہ کہ دیرین زبان فرخی اور ان کتاب تظاب  
 فیض انتساب فیض الفضل کمال الکمال علم ملیعی تخریر لودعی جناب مولانا مولانا  
 محمد یوئل احمد رضا سکندر پوری نقشبندی مجددی سلمہ الولی از اہتمام  
 احقر الامام محمد عبد الاحد رضا اللہ صاحبان المعظم ۱۳۱۱ھ مطبع مجتبائی طبع گروہ

فہرست کتاب مستطاب ہدیہ مجددیہ از تصانیف جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب  
سکندر پوری نقشبندی مجددی رفیع اللہ تعالیٰ مقامہ

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
			خطبہ کتاب
۱۰۱	امر سوم در ذکر و ہر اعتراض شیخ عبدالحق دہلوی کہنت برجوع نمودن ازان	۲	مقدمہ در بیان بعض امور ضروریہ
۱۰۲	آغاز داستان سوالات شیخ عبدالحق رحمہ اللہ و اجوبہ آن حال	۳	امر اول در تعریف فضائل حقیقت
	کیفیت بہات و تشابہات	۹	ملاقات امام شافعی رحمہ اللہ با شیبان راعی رحمہ اللہ
۱۱۱	ذکر لغویت تنقیض و خطبہ بزرگان	۱۰	امر دوم در بیان واضح علم تصوف و ذکر ترقیات در روح اعظم
۱۱۵	ذکر لغویت غوغائی مردم بہ تنقیض حضرت خواجہ باقی بیدار رحمہ اللہ	۱۲	امر سوم کیفیت رواج تصنیفات تصوف و درج اشارات و رموزات خفیہ
۱۲۱	ذکر لغویت انتساب نقصان نزول حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ		
۱۳۱	ذکر اجماع کمال البرہمی و محمدی و لغویت ان	۱۶	اشتبہاہ اگر علوم صوفیہ قصوبی بود ائمہ مجتہدین میں باب توجہ می کردند مع جواب
	ذکر ظنیت		
۱۳۵	متابعت پنج مرتبہ است	۱۷	اشتبہاہ عوفیہ بظاہر کتاب سنت چرا توجہ نشد بجمع
۱۳۸	ذکر لغویت انتساب اجماع کمال الامجدیہ در ذات مجدد رحمہ اللہ	۱۸	اشتبہاہ چرا توں رمز گفتند
۱۴۱	ذکر لغویت انتساب گفتن بعضی باران ایشان کہ من مقام خود را فوق مقام اینباری یا کم و تصحیح نمودن حضرت مجدد رحمہ اللہ	۱۸	امر چهارم بروی انظار کرامت ضرورت است
۱۴۴	ذکر لغویت انتساب این امر کہ در جای سجای محمدی می آید	۲۵	امر پنجم تحدیث نبوت احمد علی تفاوت حال کلابی حسن کلابیہ واجب
	ذکر دورہ الف بامجد رحمہ اللہ	۲۲	امر ششم در بیان شرط
۱۴۲	مکتوب ہشاد و ہفتم از جلد ثالث	۵۹	امر ہفتم فضل کلی معارض فضل جزئی نمی توان شد
۱۴۶	تحقیق مرید و مراد حسب اصطلاح صوفیہ	۴۲	امر ہشتم از زمان پاکستان پیر سچ کی از انبیا و اولیا نگذشتہ اند کہ ایشان را از دست اعدا ذاتی نرسید۔
۱۵۲	تحقیق افعال سلسلہ ارادت بی توسط با تعالیٰ مثل شام	۸۳	امر نہم در ذکر حالات حضرت مجدد الف ثانی بجزئیات
۱۵۴	در طریقہ نقشبندیہ بہ نسبت و یک سولہ در بیان است	۹۴	ذکر مجدد الف ثانی نبودن حضرت مملوح رحمہ اللہ
۱۶۱	در طریقہ قادریہ بہ نسبت پنج سولہ		

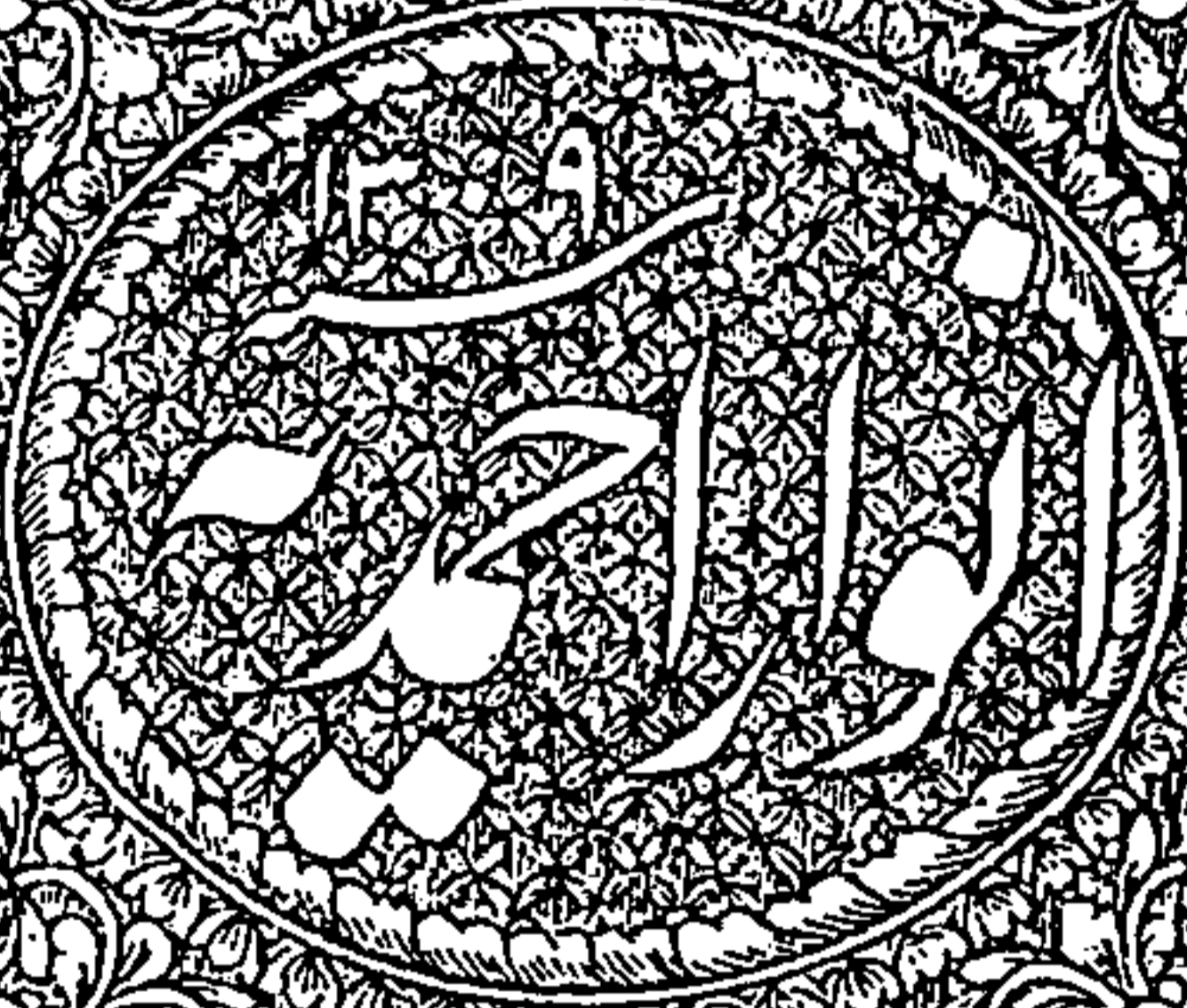
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۹	توسط روحانیت سرور عالم علیہ السلام و سلم درخشاں	۱۶۲	ویرانہ چینیہ لبست و نعت و کلام
۲۸۱	ارتب جوادی شہودی ثابت است	۱۶۹	معنی مرید بودن حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم
۲۸۱	تحقیق حدیث علامہ امینی کا بیابانی سیرت	۱۶۲	ذکر معنی سبحانی
۲۸۲	اصل شہداء کی کیفیت معراج است	۱۶۶	ذکر خاکسار یہاں کے حضرت مجدد رحم
۲۸۸	تکرار خطا	۱۶۸	حکایت شقیق بلخی
۲۹۲	تفضیل صحور بر سکر عموماً قابل تسلیم است	۱۸۰	ذکر فخر و بیابان بزرگان دین
۲۹۵	قدیمی ہزہ علی رقبہ کل ولی اللہ		ذکر لغویت انتساب ابن امر کہ حضرت مجدد رحم فرمودہ کہ در وقت
۳۰۳	مریدان حضرت مجدد رحم سے قسم پانچہ شذند	۱۸۵	وصول تا باقی رسیدہ ام کہ چنگس و سطنہ است
۳۰۳	حقیقت صحور بر سکر	۱۹۹	ذکر شرکت دولت
۳۱۲	شکر	۲۰۰	تحقیق معنی ہمہ گیری و شرکت
۳۱۲	کیفیت مزج سکر	۲۰۹	ذکر اعتراض شیخ بر لفظ سلسلہ بطور اب علمی جو ان
۳۲۲	صلح کل	۲۱۲	مکتوب دست یکم از جلد ثالث
	انکار علامہ ابو الفرج ابن الجوزی پر حضرت عوث الانام	۲۲۲	سیر مرادی و سیر مریدی
۳۲۶	رحمہ اللہ و محبوب کس شدن ابن الجوزی سے	۲۲۲	تحقیق کشف
	بیاداش وی -	۲۲۵	تحقیق اجتنابانابت
۳۲۰	خاتمہ کتاب برقنوی	۲۲۹	حقیقت محمدی
	تمام شد	۲۵۲	جذب و سلوک
		۲۵۹	صفات پروردہ ذات است





کتابتہ اسلامیہ  
للہ الف مرسلات و مکتوبات

تہذیب و التعمیر کے لیے قرآن و احادیث کی جامع و مفید کتابتیں



ان شاء اللہ تعالیٰ

مطبع و ناشر  
دار الفکر و المطبعہ



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و واحدی را سزد که وجود را آئینه تجلیات ساخته و شهود را در دیده بصیرت از قیود  
 تعینات پرداخته و وجود را در مقامات تجلیات ذات او بار نیست و شهود را  
 در آئینه تعینات او سروکاری صفاتش عین ذات است مگر از حیثیات تعینات  
 اتصافش بذات مبدع کائنات است مگر نه در مقام ذات و نعمت مرسولی را  
 زبید که شاید حقیقت محمدی را علیه محبوبیت و محبت پوشانیده و آفاق حقیقت  
 احمدی انوار ذات بچونی درخشانیده شهباز فضای مشرقین و مغربین چله نشین  
 قاب قوسین سید اولاد آدم اصل وجود فرع عالم صلی الله علیه و آله و صحابه معین  
 اما بعد میگوید فقیر و کسل احمد نقشبندی مجددی عفا عنه  
 ره بلطفه سردی که چون طبیعت مردم از جوهر شناسی حقائق و معارف ساده میباشند  
 بعض احيان بدام کفر شیطانی افتاده بناخن لُد و عشا و شورش فساد دل اهل اندرا  
 که مرجع کمالات صوری و معنوی باشند می خراشد ازین جا است که برای غیث  
 در انکار کلام معارف نظام سلطان طریقت بران حقیقت کاشف اسرار  
 سبع شانی بحر مواج همه دانی شمع بزم عرفان مقتدای ارباب معانی امام ربانی

این کلام در تعینات  
 است خصوصاً در

شدن هر



حضرت شیخ احمد سہزندی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی افتادہ لب و دہان  
 را بہ کلمات فرخرفات از سبب و شتم کشادہ با آنکہ اورا اورا کی کجاست کہ بال  
 طیرانی در ہوا سے نکالتش بزند و قوت تخیل کو کہ در حوال کعبہ مضامینش طوائف کند زنگار  
 جہالت آئینہ خیالش را نہ چنان منظم کردہ است کہ غیر ضلالت و گمراہی حرفی  
 بر زبانش آید و در اعضا<sup>۱۵</sup> جہل مرکب نہ بوجہی اورا از گلشن ہدایت دور افکندہ  
 کہ گاہے بکلمات حق تر نرم نماید ۵

ایضاً  
 ملاحظہ فرمائید  
 منت

<p>آن نخلک محیط بحر آسٹام          بوستانی است بر گل و شبرین          لعنت حق بدشمنانش باد          دشمن جسد اولیاست</p>	<p>آن مجدد کہ داشت احمد نام          آسمانی است بر مرہ و پروین          رحمت ایزدی بجانش باد          ہر کہ او دشمن خدا باشد</p>
--	--

چون خود را دید کہ یاوہ گویش را از حرکات مجنونانہ انکار نہد و سنجید کہ بیودہ  
 متقالاتش را مثل پرگاہ بمقابلہ کویہ شمارند از کتبوات شریف عبارات چند را  
 حسب ہم کاسد خود تعریب نمودہ ہادہ ہزار روپیہ پیش شہید محمد بزنجی فرستادہ  
 کہ حسب مرام او جواب نگارد تا بندہ بعد ازین تحریر دست آویزی شکر ف بدست آرد  
 بزنجی این عطیہ را از معتنات الکا شتہ رسالہ قدح الرشد بحال جد و جہد نگاشتہ  
 و در توہین و تمجید تکبیر حضرت مدوح و قیقہ از دقاتق فرو گذاشتہ مگر قاضی مفتی  
 مدنیہ طیبہ با وصف الحاح بزنجی بروراضی نگردیدند و از مہر و دستخط ابا و زید  
 پس بزنجی بکہ معظریہ رسیدہ از مفتی وقاضی و دیگر علماء حرم محترم التجار مہر و دستخط  
 نمودہ مگر احدی از علماء پیشار الیہم بالنیان بسوی او التفات نفرمودہ چنانچہ



عقوبت او حرمان وجد و فقدان شهود ۵

ما آنگینه ایم شویم از شکست تیز و آزار یابد آنکه بود در شکست  
نقل است جوانی بر صوفیان انکار داشت روزی ذوالنون مصری گشت  
خورد ابوی داد که بر قلان نان بانی برده بیک دینار گرو کن چون نزد او رفت  
گرونگرفت پیش شیخ آمد و ماجرا عرض کرد گفت پیش جوهری بر تا قیمت کت  
جوهری هزار روپیه قیمت کرد شیخ گفت علم بحال صوفیان چون علم نان پز است  
بدین گشتری جوان ابتباه گرفت و مخلص شد طرفه این است که این گجراتی  
از عین عرفان هم خبر نه دارد مگر خود را عارف می شمارد و با وصف آنکه اصطلاح صوفیه  
صافیه قدس اللہ سرار ہم الوافیه صلاگاه نیست لیکن تخریر مضمونات فرخانات  
خویشتن را از متصوفین متالین می انگار و بتای تصوف بر تزکیه نفس <sup>بفهمیدن مرغ</sup> نه  
اند نه بر قیل و قال اساکش بر فنا و بقا حضور قلب و تواضع و انکسار  
داشته اند نه بر جنگ و جدال ۵

تو نقش نقشندگان را چه دانی چه تو شکل و پیکر جان را چه دانی  
گیاه سبز ماند قدس باران چه تو خشکی فتد در باران را چه دانی  
هنوز از کفر و ایمانت خبر نیست ۵ حقا لقاها بی ایسان را چه دانی  
از ملا عبد الرحمن جامی پرسیدند که سبب چیست که شما از تصوف کم می گوئید  
پاسخ گفتند این راه جستجو است نه راه گفتگو حضرت جنید فرموده این تصوف  
بقیل و قیل نگرتم و این علم را جنگ و جدال بدست نیآورده ام بلکه از گرسنگی و  
ترک دنیا و محامده یافته ام حق این است که قدر این گل ندانند تا آنکه بتوید















از ملوک پیشین بر تو سن پھر قرین بر سرستی بگذشتت مست گستاخانہ ہلک خطاب کردو  
گفت ای ملک این اسپ خود بمن بفروش ملک از راه وقار لب بجواب آن بکشو و چون  
بذولت سر رسید حکم داد تا آن مست را حاضر کردند همان مستی او پرواز کرده بود و آب سرخوشی  
او بر خاک ریخته آو آب بندگی بجا آورد و او دلیج و شناداد ملک پرید کہ سمند باد سپائی  
ما را میخری گفت شما با آنکہ خریدار او بود ازینجا رخت بیرون کشید و آنکہ حرفی نداشتی  
بود مھرہ اقامت برچید اکنون کہ تو اند چنین جرات نمود و گلگون شاه را کہ تو اند خرید  
ملک بخندید فان اسپ برق رفتار بوی بخشید جان برادر پارہ از تنگنای عقل بیرون  
ای داندکی از خود بینی و خوشیتن پرستی پائی بیرون گذارتا بسر منزل مقصودرسی  
**قال** بعضی ملحدان از معجزہ انبیاء و کرامت اولیاء منکر اند همچنین عقائد باطل این  
قوم بسیار است اما در ملک ہند در قصبہ مہرند از ظائف مذکورہ در وقت جهانگیر بادشاہ  
پیدا شدہ بود کہ دعویہ اباطیل بسیاری نمود و لافہائے دروغ میزد کہ وہاں ارشاد  
انبیاء ہم سری ایشان بود و اہانتا بنیاد اولیاء و علمای فرمود و این ہم بربیدان خود  
می نوشت چون بادشاہ آنوقت بعضی ازین عقائد خبر یافت ریشا و کندید و بر قلعہ  
گوالیار تید نمود **قول** این چہ طغیہ ہے سر و پا و افترای ہے اہل است کہ بر فتراک  
اہل الشریر بستہ

خدا کہ خواری اہل و فاشخواستہ باشد • چہ التوخواستہ باشی خدا نخواستہ باشد  
حلقہ ظائف علیہ مجددیہ را از ملحدان منکرین معجزہ انبیاء و کرامت اولیاء گفتن منسوب  
بہ عقیدہ باطل نمودن دل را در حرکت و اضطراب سے آرد

چون ستین ہمیشہ چہنم زمین پرست • یعنی دلم زدست تو ای نازمین پرست





در سکر عالی رسیدند و درین سبب ازین بزرگواران عرض کردند و گفتند که شما عقاود این  
 که حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما است کمال شیخ محمد سهروردی خود را بر حضرت ابوبکر  
 افضل نوشته است ازین سخن بادشاه خاکشیده برای تحقیق این سخن حضرت ایشان را از سهروردی  
 طلبید و حضور خود این واقعه را پرسید ایشان دیدند که بادشاه در سکر است حقائق و وقایع  
 سخن را نمی فهمد تنزل کرده جواب میانه قریب نفهم عام گفتند که من خود را بر سنگ فضل میدانم  
 چگونه بر حضرت صدیق اگر خود را افضل گویم اما چون حالی و عروجی تازه شده بود پیش خود  
 مخفی نوشته تا صحت ستم آن را معلوم کنند الحال دشمنان از نا فهمیدگی بحضرت بادشاه  
 معروض داشته اند جوابش بسیار است آسان تر جواب آن است که بادشاه را بعد از پنجاه  
 سال مرور یاد کرده حضور خود طلبیده اند و از مقام امیران و شاهزادگان گذشته اینک  
 قریب شما ایستادم نمیتوان گفت که من از پنجاهاری و ده هزاری افضل شدم مقام  
 همان خانه کهنه است که در سهروردی معروف است بعد از مدتی یکبار مرا بحضرت بادشاه  
 رسانیدند و از مقام امیران گذرایند به شما مقرب ساختند و همین زمان تنزل کرده  
 بخانه خود میروم و تمام عمر در مقام اصلی خودی باشم وزیران شما همیشه از مقربانند  
 مثل باور عمری یکبار برای حاجت آمدم و رفتم تم چنین محاب کرام همیشه از مقربان حضرت  
 پینا میراند مثل طالبان در تمام عمر یکبار بحضرت رسیدیم و حاجت خواسته زود رجوع کردم  
 و در مقام اصلی خود مانده ام تا زنده ام ازین جواب ساوه بادشاه خوشوقت شد ایشان را  
 با سهروردی و اکرام خصمت کرد و دشمنان دیدند که شیخ ازین ملا خاص غلبه ای دیگر ترتیب  
 دادند و مکرر آغاز کردند و بادشاه درین سبب گفتند که شیخ خود اینقدر مردان دارد اگر خواهر  
 و عوی بدشاهی که نزد سهروردی نوشته اند که طایف شیخ بادشاهی برود گرفت و خود بادشاه





مجدد بر صد سال خواهد بود نہ ہزار سال برین دعوی ہم دلیل نیست کہ در مجدد مائتہ و الف  
در مرتبہ فرق است این دعوی ہم باطل است کہ آنچه درین مدت فیضان با امتان رسد از  
توسط مجدد باشد اگرچہ در ان وقت اقطاب غوث و ابدال و اوتاد و بجا و نقبا بودہ  
باشند و این دعوی او نیز باطل است کہ دلیل نہ دارد و قصد او درین دعوی آن است کہ  
سلاسل مشائخ بر ہم زند **اقول** چون شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
تا قیام قیامت باقی خواهد بود و بسبب مرور و ہور مداہنتی در دین پیدا می شود  
مصالحات الحی مقضی شد تا بر سر ہر مائتہ مجدد دین پیدا کند تا تجدید مراسم دین متہین نماید  
و گری از احوال عالم و عالمیان کشاید حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنانکہ بر سر مائتہ بود ہمچنان  
بر سر الف و دورہ الف از دورہ مائتہ قوی باشد و قوت تجدید حضرت مجدد روح بسال قوت  
بود لہذا ارباب علم حضرت ایشان بجدد الف ثانی گویند و بمقام خود بیان شدہ است  
کہ مجدد را بقریبہ حال مجدد میگویند پس بقریبہ حال حضرت را مجدد الف ثانی گفتند  
در حدیث انکارا یعنی یافتہ نمی شود کہ مجدد الف ثانی خواهد بود بلکہ در حدیث لفظ کل مائتہ واقع  
است کل گاہی مجموعی باشد گاہی افرادی اگر کل افرادی مراد گرفته شود بر صدر ہر مائتہ  
مجددی خواهد بود اگر مجموعی مراد داشته باشد بر سر الف مجدد خواهد بود و این معنی خود  
ظاهر است کہ چنانکہ در مائتہ و الف فرقی است ہچنان در میان مجدد مائتہ و مجدد الف  
چہ مجدد مائتہ ز این قدر لیاقت کافی است کہ آنچه در عرصہ صد سال مذاہنت واقع شدہ  
آنرا رفع کند یا درین مائتہ آنچه ضرورت داعی باشد آن متوجہ گردد یا آنکہ فیضان در مائتہ ساری  
باشد و مجدد الف را لیاقتی در کار است کہ در امور مذکورہ بالا بہ ہر امور قوتی داشته باشد  
تا ہزار سال کافی باشد پس ظاہر است کہ قوت مجدد الف افزون تر از قوت مجدد



ماتہ باشد و این معنی که آنچه درین بیعت فیضان امتیان سدا از توسط مجدد باشد امری است  
متعلق بکشف الهام و اثرش به قطع سلاسل مشائخ نه رسد چه اگر مصلحت یزوی مقتضی آن  
باشد که بجز سلاسل بذریعہ شخص واحد که اورا تعلق خاص بجز سلاسل بود است فیضی رسد و درین  
بسیج مخدوری لازم نیاید چنانکه از مبدا فیاض فیضان بذریعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ  
عنه به مشائخ برسد و سلاسل حقیقیه و سحر و رویه و نقشبندیه از ان منقطع نگردد و این باب نظر  
و صاحب حال قال و انند هر کسی که از خدمت مشائخ بهره ندارد و بجز انکار و احتمال چه نگارو  
حدیث عشق چه و اند کسی که در همه عمر بسز نکوفته باشد در سرائی را  
باقی ماند این معنی که درین دوره الف ظهیر حضرت عیسی امام مهدی علیه السلام خواهد بود  
بحرانی جوابش ناقلا از حضرت مجدد رحم میگوید که در امت یکی راه قرب بنو است و  
دوم راه قرب لایت در راه قرب بنو است معاملة توسط مفقود است هر که این راه رفت  
بسیج جائے توسطی در میان ندارد و بی توسط احدی خذ فیوض برکات می نماید جیلو  
در راه دومی است فقط معاملتین موطن علیحدہ است و حضرت عیسی علیه السلام و حضرت  
امام مهدی علیه الرضوان بر راه اول داخل اند انتمی فاکم لشد علی ذلک حق بزبان جاست  
عشق آن چاک که در پیرین یوسف از پرده بود که از کار لیخا برداشت  
**قال** لاف دیگر آنست که علوم و معارف من مقتبس از انوار مشکوٰۃ نبوت اند این  
علوم و معارف من با ر حیطه ولایت خارج اند از باب لایت و در رنگ علمائی ظهور هر در ادراک  
ان عاجز اند این نیز باطل و خلاف شرع چه با اولیا اقتباس از مشکوٰۃ نبوت دارند از  
کجا ثابت شد که بجز مدعی دیگر اقتباس نیست میگوید صاحبین علوم و معارف مجدد  
این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علوہ و معارفہ الرقی تتعلق بالذات و الصفا

از حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
جهان منکشف منقول است  
بسیج مخدوری لازم نیاید  
در این دوره الف ظهیر  
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ  
عنه به مشائخ برسد و سلاسل  
حقیقیه و سحر و رویه و نقشبندیه  
از ان منقطع نگردد و این  
باب نظر و صاحب حال قال  
و انند هر کسی که از خدمت  
مشائخ بهره ندارد و بجز  
انکار و احتمال چه نگارو  
حدیث عشق چه و اند کسی  
که در همه عمر بسز نکوفته  
باشد در سرائی را باقی  
ماند این معنی که درین  
دوره الف ظهیر حضرت عیسی  
امام مهدی علیه السلام  
خواهد بود بحرانی جوابش  
ناقلا از حضرت مجدد رحم  
میگوید که در امت یکی  
راه قرب بنو است و دوم  
راه قرب لایت در راه  
قرب بنو است معاملة توسط  
مفقود است هر که این  
راه رفت بسیج جائے  
توسطی در میان ندارد  
و بی توسط احدی خذ فیوض  
برکات می نماید جیلو  
در راه دومی است فقط  
معاملتین موطن علیحدہ  
است و حضرت عیسی علیه  
السلام و حضرت امام  
مهدی علیه الرضوان بر  
راه اول داخل اند انتمی  
فاکم لشد علی ذلک حق  
بزبان جاست عشق آن  
چاک که در پیرین یوسف  
از پرده بود که از کار  
لیخا برداشت **قال**  
لاف دیگر آنست که  
علوم و معارف من  
مقتبس از انوار  
مشکوٰۃ نبوت اند  
این علوم و معارف  
من با ر حیطه  
ولایت خارج  
اند از باب  
لایت و در  
رنگ علمائی  
ظهور هر در  
ادراک ان عاجز  
اند این نیز  
باطل و خلاف  
شرع چه با  
اولیا اقتباس  
از مشکوٰۃ  
نبوت دارند  
از کجا ثابت  
شد که بجز  
مدعی دیگر  
اقتباس  
نیست میگوید  
صاحبین  
علوم و  
معارف  
مجدد این  
الف است  
کما لا یخفی  
علی  
الناظرین  
فی  
علوہ  
و  
معارفہ  
الرقی  
تعلق  
بالذات  
و  
الصفا

وَالْأَفْعَالِ وَالتَّلْبِيسِ بِالْأَحْوَالِ وَالْمَوَاجِدِ وَالتَّجَلِّيَاتِ وَالظُّهُورَاتِ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ  
 الْعُلُومِ وَأَعَارِفُ فِي آءِ عُلُومِ الْعُلَمَاءِ وَوَرَاءَ مَعَارِفِ الْأَوْلِيَاءِ بَلْ هُوَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى تِلْكَ  
 الْعُلُومِ فَشَرُّ قِ تِلْكَ الْمَعَارِفُ لَبَّ ذَلِكَ الْقَشِيرِ أَرِينِ عِبَارَتِ فُضِّلْتِ  
 او برائتہ اربعہ وعلما کرام واولیا عظام لازم می آید کہ بدون شاہد کتاب سنت جامع  
 است کسی چگونه قبول نماید علاوہ برین اگر علوم و معارف بزرگواران قشر است علوم و  
 معارف ایشان بسیارین ہانت و نقص ہمہ علما و انبیاء لازم می آید کہ در سلف اول  
 گذشتہ اند و مہر کہ انبیا و علما علم ایشان را بنظر حقارت نگرد و یاد کر ایشان با ہانت کنند  
 کا فر شود و جامی دیگر بر عکس این میگوید کہ چنانچہ انبیا علیہم السلام علوم از وحی میگیرند چنان  
 اولیا آن علوم را از اصل اخذ می کنند و علما ان علوم را از شرائع اخذ کردہ اند و بطریق اجمال  
 آورده اند همان علوم است چنانچہ انبیا را تفصیلا و کشفاحال میشود ایشان را نیز بر همان  
 پنج حال میشود اصالت تبعیت در میان است این قول دعوی او را کہ بالا کردہ بود رد میکنند  
 چون علوم و معارف انبیا و اولیا و علما یکی باشد و فرق اصالت تبعیت در میان بود پس علوم  
 و معارف کسی کہ وراثی علوم علما و وراثی معارف اولیا باشد حکم ارجح خواهد بود و چون علمان  
 علوم است کہ انبیا علیہم الصلوٰت از وحی گرفتہ اند و همان علوم است کہ اولیا از الہام میگیرند  
 و علما از شرائع اخذ می کنند ازینجا تحقیق گشت کہ علوم و معارف انبیا و علما یکی است فرق  
 اصالت تبعیت در میان است و علوم و معارف او مخالف ایشان است پس یکہ علوم و معارف  
 ایشان را بہ نسبت علوم و معارف خود قشر دانند و علوم و معارف خود را لب خوانند ہانت علما  
 و معارف انبیا و اولیا و علما کردہ باشد چنانچہ خود قائل شدہ **اقول** حضرت مجدد  
 علیہ السلام در مکتوب چہارم از جلد تانی کہ میر محمد نعمان صدور یافتہ می فرماید بدانند کہ علم از

لا تفرقوا  
 مع باب تفصیلا  
 بارہم

عبارت از شہود آیات است کہ فادہ یقین علمی نماید این شہود فی الحقیقت استدلال است  
از اثر بموثر پس آنچه از تجلیات و ظہورات و مریای آفاق نفسیہ شود ہمہ از قبیل  
استدلال اثر بموثر است اگرچہ آن تجلیات را تجلیات ذاتیہ نامند آن ظہورات را کیف  
خوانند چہ ظہور شئی در مراتب حصول اثر نیست از آثار آن شئی بحصول عین آن شئی پس سیر  
آفاتی و نفسی تمام قدم از دائرہ علم الیقین بیرون نکشد و غیر از استدلال از اثر بموثر نصیب  
آن نباشد قال اللہ تبارک و تعالیٰ ایتنا فی آفاق و فی انفسنا حق یتبین کہم انہ الحق  
دیگران سیر آفاتی را از علم الیقین دانستہ اند و عین الیقین و حق الیقین سیر نفسی اثبات دہ  
و بیرون نفس سیر نگفتہ **س** آن ایشانند من چندم یارب . . .  
میدانند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ببنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا  
در جانب قربیت سیر دیگر متخلل است کہ حصول لقطع آن منوط است این نیز ثالث نیز  
فی الحقیقت مثبت علم الیقین است ہر چند از دائرہ ظلیت بیرون است اما از شاہ ظلیت  
پاک و بر نیست زیرا کہ اسما و صفات اجہی حل سلطانہما فی الحقیقۃ ظلال حضرت ذاتند تعالیٰ  
و تقدس ہر جا شوب ظلیت است داخل آثار و آیات است پس ایشان از ہمہ شہ سیر علم الیقین  
یک سیر اول را مخصوص علم الیقین بناختہ اند و سیر دوم آنرا حاصل عین الیقین گردانیدہ اند و  
سیر ثالث لب کشادہ ما و دائرہ علم الیقین تمام شود عین الیقین و حق الیقین ہوز در پیش است  
قیاس کن زر گلستان من بچار مزاج از عین الیقین و حق الیقین چہ گوید و اگر گوید کہ ہم  
کنند و کہ در یاد این معارف از حیثہ ولایت از باب لایت در زنگ علماء طواہر در ادراک  
آن عاجزند و در رک آن قاصرین علوم مقبلس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند علیٰ اربابہا صلوة  
و سلام و حاجتہ کہ بعد از تجدید الفشانی بہ جمعیت وراثت تازہ گشتہ اند و بطاوت ظہور یافتہ



صاحب این علوم و معارف مجدد این است که آنچه حکم الناظرین فی علومه معارفه الفی  
 متعلق بالذات و الصفات و الافعال تتلبس بالأحوال الموجدیه الجلیات و الظهورات فیقولون  
 از هو کذا المعارف و العلوم و زاد علوم العلماء و زاد معارف النویباء بل علوم هتق لآء  
 بالنسبة الی تلك العلوم فتشوق بک المعارف کتب ذلک القشر سبحانه الهادی  
 و بدانند که بر سر سررشته مجددی گزشته است اما مجدد مائة دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچه در  
 مائة و الف فرق است در مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکه زیاده از آن مجددین  
 است که هر چه در آن مدت از فیوض باستان برسد توسط او برسد اگر چه قطاب و قواد آن  
 وقت بودند و بدلا و بجای او باشند **د** خاص کند بنده مصلحت عام را نه امتحان عرضی که معتز  
 کرده منی بر تافه می است آنچه حضرت مجدد میفرماید این معارف از حیطة ولایت ارباب لایت  
 و در بگ علما و طواهر و در ادراک ان عاجزند ازین عبارت ظاهر است که ارباب لایت که بزرگ  
 علما و ظاهر اند بزرگ ایشان این معارف در نه آید و درین هیچ شبه نیست که پایه این معارف عالیه  
 همچنان است قطع نظر از ذائق که طائر ادراک بکنگره بلندش نرسد هر سخنی از سخنان مشایخ  
 ظهیری بطینی و ابرو و هر طینی بطینی دیگر تا اول مقتضای فهم ظاهر عمل بجای نیارند از فهم بطین اول  
 نصیبی نیابند و تا بر مقتضای فهم بطین اول عمل نکند از فهم بطین ثانی بی بهره مانند عملی ظاهر فی  
 دلیل علمی هر علمی سبیل فهم دیگر تا آنگاه که بمنتهای بطون کلام برسند و امکان رسیدن بدان وقت  
 بود که امکان رسیدن بمقام تکلم و درجه علم او باشد و ازینجا معلوم شود که حصول بمنتهای بطون  
 کلام اتمی حدیث نبوی مقدور کسی نباشد و با کلمات مشایخ هر که اقتضای بطون اشارات  
 ایشان نماید و یا پایه از مدارج و معارج عمال فهم آن ترقی کند و قوت حصول بمقام تکلم دارد  
 ممکن که بمنتهای بطون کلام ایشان رسد پس هرگاه صاحبین علوم و معارف مجدد و الف

در وقت  
 بسم الله  
 بسم الله



باشد و آن سخن از حیثیہ ہم اولیا که بزرگ علما و ظاہر اند خارج باشد چه باک بود و از آن چه محذور  
لازم آید و تشبیہ معارف بلب عموداً در اصطلاح رایج است مولانا رومی فرماید **س**

من ز قرآن مغز را برداشتم \* استخوان پیش سنگان انداختم  
و سوق عبارت حضرت مجدد روح و ولایت بر اولیا از زمان خود میکنند پس بیچگونہ فضیلت  
برائتہ ارجہ و غیرہ لازم نہ آید و ازین کلام امانت منقصت انبیاء اللہ علیہم السلام ہمیدن سخت  
نادانی است چہ میچ جا ذکر انبیاء اللہ ہائے نمی شود پس این کفر قرار دادن چہ اسلام است  
اگر ظالم کرد تکفیر \* چراغ کذب نمود فروغ \* مسلمانش بخیم در مکافاہ دوروغی را جواب میدوروغ  
و آنچه تقریر دیگر در باب امانت انبیاء اللہ پیش کرده از تقریر اول بنحیف تر است چہ اصل مدعا  
ہمین است کہ این معارف از حیثیہ ادراک از باب ولایت کرد و بزرگ علما و ظاہر اند خارج است  
پس ازین تقریر امانت منقصت میچ نبی از انبیاء اللہ لازم نہ آید و ادعای مساوات علوم  
و معارف انبیاء و اولیا و علماء با وصف ظہار فرق ہم پایہ ہذیان است ہر گاہ بخواسے  
تِلْكَ الرَّسُلُ قَضَلْنَا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ بِفَضْلِ سُلْوَانٍ مَفَاوِئَاتٍ هِيَ بِتَفَاوُتِ حَالَاتٍ  
و مقامات اولیا اللہ و علماء چہ رسد **س** است بر مقتضای فیض ازل \*  
بعض از بعض افضل و اکمل در مجموع مواقع از تکفیر بزرگان دین اجتناب کلی باید و الا  
ہر شب زافر دای است **س**

پند حکیم عین صواب است و محض خیر \* فرخندہ نجات آنکہ بسمع ضنا شنید  
**قال** از مکتوبات ششم از جلد ثانی و مکتوب نود و چہارم از جلد ثالث مراد آن است  
کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ولایت ابراہیمی حاصل نکرده بودند و بہ ولایت خود متحقق گشتہ  
بودند و بہ غیب لثیب نرسیدہ بودند و آنچه برای حصول این دولت در دعای اللہم صل علی

محمدی کتابت علیہ السلام تا ہزار سال می خواستند متجانب نشد مگر از تو سطر فروست که بعد از  
 ہزار سال آن بدو بہ راہ دیگر کسب کردہ خواجہ عالم راصلی اللہ علیہ وسلم بولایت ابراہیمی ولایت  
 محمدی وغیب لغیب سایند بعد از آن مقام محبوبیت خواجہ عالم راصلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ علیا  
 رسید و انظار بزرگی خود میکنند کہ مقصود از آفرینش من این بود کہ کمالات مذکورہ خواجہ عالم  
 راصلی اللہ علیہ وسلم حاصل آید و برکات حضرت ابراہیمی تحصیل نماید و درین چند قباحات سید آدمی  
**اول** آنکہ خود بان مقرر کردہ بود کہ در راہ نبوت جیلوت و توسط نیست و سوم آنکہ  
 حصول محبوبیت خلقت محبت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از کتاب سنت اجماع است  
 ثابت است و کمال ہر انبیا خواجہ عالم راصلی اللہ علیہ وسلم در شب تولد عطا شد و کمال انبیا  
 علیہم السلام وہی است نہ کسی ایشانرا اول ولایت عنایت میکنند بعد از آن نبوت سوم آنکہ  
 مراد از مباحث ملاحات حرج ہر است نہ ولایت این نیز فلفط صریح است کہ نسبت صبا  
 بحضرت یوسف است علیہ السلام نہ بحضرت ابراہیم علیہ السلام **اقول** اینہم تقریر مبنی

بر تافہمی است

عاقلی گرشند و طعنے نادان صمدبار + لائق نسبت کہ اشفتہ و برہم نشود  
 ز آنکہ این بیت کمال است لجام مشہور + اینچنین بیت چرا شہرہ عالم نشود  
 سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین سنگند + قیمت سنگ نیفزاید وزر کم نشود  
 بر ما ضرور اقباد تا عبارت صرد و مکتوب بقدر ضرورت در نی مقام نقل کنم و پیشتر اشکالے  
 کہ در نی مقام وارومی کنند جواب یگان یگان کہ حضرتنا مجد و رح و منتسبان حضرت ایشان  
 تحریر فرمودہ اند بر نگارم تا مسلک زخار و فاشاک پاک و صاف گردد و در مکتوب ششم از جلد  
 ثانی کہ بحضرت خواجہ معصوم قدس سرہ صدور یافتہ مذکور است انکارم کہ مقصود از آفرینش

من آنست که ولایت محمدی بولایت ابراهیمی علیہا الصلوٰۃ والتحیات منسب گردد و حسن  
 ملاحظت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت مستخرج شود و در ذیل حدیث نبوی  
 اصبر و انا علیک و بنا بین الصباغ و استخراج مقام محبوبیت محمدیہ بدرجہ علیا رسد اما کہ مقصد  
 از امر با اتباع ملت ابراهیم علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام حصول این دولت عظمی بوده است  
 و طلب صلوة و برکات مماثل صلوة و برکات حضرت ابراهیم علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر  
 این غرض بوده در مکتوب نو و چهارم از جلد ثالث کہ نیز بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد مصطفی  
 صلوات پر یافتہ تحریر فرمودہ اند حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فی حدوٰتہ جمیل است حسن جمال ذاتی  
 اور اثابت است نہ آن حسن جمال کہ مکشوف و مدرک ماگردد و در تعقل و تحمیل ما در آید مع ذلک  
 در آنحضرت مرتبہ است اقدس کہ این حسن جمال ہم از غایت عظمت و کبریای آن بان مرتبہ  
 نمیتواند رسید و حسن جمال متصف نمی تواند ساخت تعیین اول کہ تعیین جودی است تعیین آن  
 کمال جمال ذاتی است و ظل اول آنجا و از آن مرتبہ اقدس کہ کمال جمال ابراهیم انجا گنجایش نیست  
 کہ او از غایت عظمت و کبریای ابراهیم تعیین متعین نمی گردد و در کدام آئینہ در آید مع ذلک  
 سرے و نشان از آن مرتبہ اقدس در مرکز دائرہ این تعیین اول و دعوت نہادہ اند و نشانی  
 انجا تعبیه نمودہ اند چنانچہ تعیین اول نشان ولایت خلیفہ است آن سر و آن نشان کہ در مرکز  
 تعیین نہادہ اند نشان ولایت محمدی است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیمات و این حسن و  
 جمال ذاتی کہ تعیین اول ظل آنجا است شباهت بہ صباحت دارد کہ در عالم مجاز از قبیل حسن  
 خد و جمال ظل است و آن سر و نشان کہ در مرکز و دعوت نہادہ اند مناسبت بہ صباحت دارد  
 کہ در ارشاد قدوس صباحت خد است و رای حسن چشم و جمال ظل امری است ذوقی تا ذوق  
 ند مند در نماید شاعرے گوید

دارد ذاتی کہ با  
 من بفرستد  
 این مع  
 " "

آن دارو آن نگار که آن هست هر چه است \* آنرا طلب کنید حریفان که آن کجاست  
 ازین بیان تفاوت در میان این دو ولایت در باب هر چند هر دو از قرب حضرت  
 ذات تعالی تقدس ناشی میگردند اما مرجح یکی کمالات ذات است معاد دیگری صرف  
 ذات تعالی و چون ملامت فوق صباحت است پس وصول بملاحمت بعد از طی مراتب  
 صباحت صورت بند و تا وصول بجمیع مقامات لایت ابراهیمی میسر نشود و وصول بحقیقت  
 این لایت که ذروه علیای ولایت محمدی است میسر نیاید علی صاحبها الصلوٰۃ و السلام ازینجا  
 تواند بود که خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوٰۃ و التسلیمات ما موربتا بحت ملت حضرت ابراهیم  
 علیها الصلوٰۃ و السلام تا بوسیله این متابعت بحقیقت لایت او برسد و ازینجا بحقیقت  
 خود که تعبیر ازان بملاحمت رفتن است متحقق گردد و چون حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم را مرکز دایره ولایت  
 ملت مناسبت ذاتی است که بحضرت اجمالاً ذات اقرب است به محیط آن دایره مناسبت کمتر است  
 که در تفصیل کمالات ذات دارو تعالی پس تا کمالات محیط آن دایره هم متحقق نشود و ولایت  
 خلت تمام نگردد و ازینجا است که در صلوٰۃ منطوقه آمده است لما صلیت علی ابراهیم  
 تا کمالات ولایت خلت تمام او را میسر آید چنانچه صاحب آن ولایت را میسر شده بود  
 علی بنینا وعلیه الصلوٰۃ و السلام و چون مکان طبیعی ولایت محمدی مرکز دایره ولایت خلت است  
 علیها الصلوٰۃ و التحیات سیر و نیز مقصود بر سیر مرکزی آن دایره ناچار از انجا بر آمدن و  
 به محیط آن دایره در آمدن و اکتساب کمالات آن کردن متعسر باشد و خلاف مقتضای  
 طبیعت بود پس تمسلی بایمان افراد است او علیه علی آله الصلوٰۃ و السلام که به تبعیت او علیه الصلوٰۃ  
 و السلام در عین مکان مرکز بود و از راه دیگر مناسبت به محیط آن دایره داشته باشد تا او  
 اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد و به پیغمبر مبتنی و بحکم





موقوف علیہ امری باشد تحقق مشروط و موقوف را محتاج الیه باشد لیکن این معنی مستلزم افضلیت  
شرط بر مشروط یا موقوف علیہ بر موقوف نباشد نمی بینی که اکثر صفات منافیه که تحقق آنها موقوف  
بر وجود ممکن است چنانچه حق تعالی خوشترین از کلام مجید **كَيْفَ الْعَالَمِينَ** می ستاید و معنی نزولیت  
رسایدن شئی است بتدریج بر تبه کمال اثر تربیت بی مری صورت نمیدود و کذا کس  
مضمون معیت هم بغیر طرفین باقیته نمی شود و هکذا **حَالِ الرَّزَاقِ وَالرَّحِيمِ وَالْقَرِيبِ وَالْجَبِيبِ**  
**إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الصِّفَاتِ الْإِضَافِيَّةِ** و نمی توان گفت که این اوصاف کمال نیستند  
**نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ تِلْكَ الْأَوْهَامِ** چه خدای تعالی از چنین صفات خود را می ستاید پس  
بی کمال اینها چه گنجایش است اگر چه این همه صفات در تحقق وجود محتاج ممکنات هستند  
لیکن ازین توقف احتیاج فضل ممکن ثابت نمی شود بلکه فضل و کمال مر حضرت باری است  
است که بند های مجزه خود را بر اوز شهای بوقلمون مرهون منت فرمود کذا کس سیری در  
سیرابی و شفا هر فعل حق است تعالی مثلاً و عادات او سبحانه تعالی بران جا نیست کبی طحا  
و شراب و و این امور صورت نمی بندد پس انهم توسط لغوی افعال و تعالی لاحق نمی شود  
و همچنین است ارادات از لیه حق تعالی که باوقات و امانات مشروطند مثلاً اراده موجود است  
زید در فلان وقت بوده باشد و تا آن وقت نیاید اراده او تعالی در کین بطون خواهد بود  
پس وقت آن هم واسطه موجودیت زید شد و این هم مستعدی فضل آن وقت نیست پس عالم  
نیز باعتبار ترتیب آثار می رود متوسط است ازین توسط فضل عالم بر خدای تعالی ثابت  
نمی شود و معاذ الله **تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ** و معنی آنست که هیچ مقابله لایست ابراهیمی میسر نشود و  
بحقیقت این لایست که ذروه علیای ولایت محمدیست میسر نیاید می گویم مقصود ازین  
جبارت این است که ولایت ابراهیمی بمنزله سلم و نردبانست برای خروج بذروه علیای

این  
دو  
کلمه  
است

حقیقت محمدی پس ابر با اتباع ملت او فرمود تا بواسطه اتباع ملت مناسبتی بولایت بر اہمی  
حاصل شود آن رازینہ ساختہ عروج بمقام ارفع خود فرمایند پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
از همان راہ بمقام خویش رسیدند و از آن لایت بقدر اجمال در مرقطریق بہرہ برداشتند  
چنانچہ این عبارت پس ناچار از انجا بر آمدن بہ محیط آن دائرہ درآمدن لالت صریح دارد  
بر آن کہ آن سرور در عین مرکز کہ اقرب است بذات تعالی رسوخ و استقرار دارند و مراد  
از لفظ حقیقت نہ عین آن مرکز است کہ بغیر از آن بصلاح رفتہ بلکہ مرکز با جمیع کیفیات  
خصوصیات عوارض مراد است تحمیل کہ ظہور بعضی قائلن آن مقام منوط بطبع جمیع مراتب محیط  
بود و درین ہیج مخدور لازم نمی آید کہ اصل آن مقام کہ در مراتب قرب خداوندی از پیش  
قدمی نیست آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را ثابت است چون کہ اصل آن مقام کہ عبارت  
از محبوبیت ملاحظت است آن سرور را حاصل است و کذا کہ محیط کہ عبارت از صباحت خلقت است  
بطریق اجمال حاصل است پس محقق شد کہ آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام خلقت صحبت  
و محبوبیت و ملاحظت محقق و ممتازند تحقیق مقام اینکہ مراد از حقیقت محمدی عین مرکز نیست بلکہ  
مراد از مرکز با تمہات لواحق است یکی از تمہات محیط دائرہ است و موید است این تحقیق را  
آنچہ کہ در مکتوب بیان طریق برنگاشتنہ اند کہ مرکز آن مقام کہ مقام اجمال نیست نصیب خاتم  
الرسول است و باقی بہر مفصل حضرت خلیل مسلم مانا کہ پیمبر اصل اللہ علیہ وسلم ان اجمال طلب  
فرمودند پس آن سرور را مقام محبوبیت کہ خاصہ اوست بالفعل حاصل است تو کہ و چون  
حضرت پیمبر را بر مرکز دائرہ ولایت خلقت مناسبت ذاتی است انج میگویم مرکز اینجانب  
بمعنی جزر لای تجزی است بلکہ بمعنی غایبہ رفیع است چہ شی عظیم ہر چند دور تر میرود خروجی نماید  
و تلبس آن است کہ در شمال مرکز اول لاشئہ اند چون در ان مرکز دور تر رفتہ می شود ان







و حساس بودن کمالیست یگر ارفع از ان لفظ عقل کمالیست رای این دو کمال و آن  
 هر دو کمال در طریق این کمال اخرواق اند پس آن هر دو کمال بجهت وجه مطلوب اند  
 بنا تھا و بغیر ہما و ہجیمان مقام خلعت را نسبت با مقام محبت باید فرمید **ششمین پادشاه دوم**  
 مقام خلعت آنحضرت را حاصل بود چنانچه احادیث صحیحہ بیان ناطق است پس حصول آن  
 بعد از ہزار سال چہ معنی دارد جوایش بچند وجود داده می شود **و چہ اول حصول مقام**  
 خلعت آنجناب را بلاشبہ یقینی و قطعی است بدلیل احادیث صحیحہ ہم باین دلیل کہ در راہ مقام  
 محبت واقع است موقوف علیہ مقام محبت است و **و حقیقت آنوقت بدون التوقوف علیہ محال**  
 لیکن تصرف در ان مقام فرمودن و طالبان را با الاصل بان مقام رسانیدن طریق تحصیل ان  
 مقام را مدون و مفصل ساختن موعود بود کہ بعد از ہزار سال حاصل خواهد شد مانند آنکہ موافق  
 حدیث صحیحہ متواترہ خلافت تمام روی زمین از مشرق تا مغرب از جنوب تا شمال آنحضرت  
 را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل **و اعطیت مغانیہ کونوز الارض** و در روایت دیگر است کہ **ففتح**  
**مغانیہ کونوز الارض فی یدنی** و در صحیحین وارد است کہ **زویت علی الارض مشارقها**  
**و مغاربها و بطنها** و در روایت دیگر ان **اللہ ذوی الارض مشارقها و مغاربها**  
**و اعطیت مغانیہ کونوز الارض** و در بعضی روایات کہ در غیر صحاح آمد **جاہلی جنین مغانیہ کونوز**  
**الارض علی فرس ابلیح** حال آنکہ این معنی در زمان سعادت نشان آن جناب در عهد کرامت  
 خلفا در اشدین واقع شد بلکہ فتح ہندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی و فتح ترکستان  
 بر دست یغرات و فتح روم بالکلیہ بر دست عثمان ترکمان و اولاد او بوقوع آمدہ و ہنوز  
 لک جیشہ ملک سیم چین و خطا از قلم آنحضرت خارج است انشاء اللہ تعالی در عهد امام محمد  
 و حضرت عیسی بوقوع خواهد آمد و خلافت الارض کہ میراث ابوالبشر است کمالیست عمده در ان وقت

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰

آن جناب را بتوسط بعضی از افراد امت کہ عیون مہدی عیسیٰ علیہ السلام خواہند بود حاصل خواہند  
چنانچہ در جامع صغیر یا بمعنی اشارتی واقع شدہ کہ خیراً یعنی عصابتان عصاباً تغزواً والہند  
و عصاباً مگن مہدی بزرگوار حالاً مثل آفتاب روشن گشت کہ آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود  
و تصرف در ان کمالات بتوسط بعضی افراد امت واقع شدہ در زمان آنکہ آنحضرت را علما  
اولین و آخرین حاصل بود چنانچہ در صحاح ستہ وارد است کہ اعطیت علم الاولین والآخرین  
لیکن تصرف در کلام مثلاً بتوسط شیخ ابوالحسن اشعری و شیخ ابو منصور را تریدی و استاد  
ابو اسحاق اسفرانی و امام غزالی و امام رازی و امثال این مردم آنجناب را حاصل شد و همچنین  
تصرف در علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ از کتاب ہزارت گرفته تا کتاب سلم و الشفوعہ و فرائض و  
وصایا بتوسط حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب را حاصل شد و همچنین  
تصرف در آداب طریقت و مقرر کردن اشغال او را و ذکر چہرہ و خفیہ و طور مراقبہ آن حضرت  
بتوسط حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی و امثال این  
بزرگواران حاصل شدہ و کمال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی آن بود کہ تہذیب  
ظاہر باعمال حوارج و تہذیب قلب نفس و عقل باعمال باطن فرمایند و تصرف در ماوراء ان  
تفویض بحال بہت نمایند زیرا کہ اہم المقاصد و موقوف علیہ جمیع کمالات بہین امید استند  
و انمعنی برواقفان سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم از شغل عباد و تعلیم ارکان اسلام و قوا  
اجالیہ سلوک از مداومت ذکر انسان و تکثیر مناجات و ادعیہ و اذکار و تفقد احوال قلب  
از حب و بغض و احوال بندگی از لفظ و غفلت و توجہ آن قوت دراکہ در ضمن ہر تعبیر و تجرد  
خواہ نفسی باشد خواہ آفاقی بسوسے شبدہ و اینارحب اللہ بر ما سوی و بذل مال و اہل و اولاد  
در حب او و مانند این اعمال ارضی من الشمس است و این من لاس خیاچہ در تفسیر لک فی اللہ لک

بہترین امت من  
دویم اردان  
بودہ اند مردان کہ  
بہ ہند غزالی و شیخ  
در دایمیکہ ہند بود  
ابن سیرت ۱۲  
عصیہ ۱۲  
مردان ۱۲





شغل و تصرف انجناب دار و تہذیب ظاہر و باطنی حکم الظاہر نودہ در تہذیب باطنی باطن  
باطن نہ بود چنانچہ از متبع سیر ہویدا است لیکن در مقام خلعت دیگر ولایات فرق بدی است  
بسنہ وجہ **وجہ اول** آنکہ از مقامات دیگر نشان داده اند و طریق تحصیل آن بیان  
نمودہ تارة صریحا و تارة کنایة مثلا یحبہم و یحبونہ و در جلا یحب اللہ و رسو کہ  
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجرة  
فعرہ فانی قلوا ہم ان اللہ امرنی بحب اربعة من اعمحابی و اشدنی انہ یحبہم الی  
غیر ذلک من الآیات و الأحادیث الدالة علی ان بعض الأفعال والأشغال  
علامة حب اللہ لکون الشخص محبا لله و بعضہا مواصل الی محبوبہ اللہ  
بجلاف مقام خلعت کہ ہرگز از طریق تحصیل و علامات حصول آن نشان نداده اند و **وجہ**  
**دوم** ولایات دیگر در زمان قریب زمان سعادت نشان آن حضرت راجع و  
متداول شدند و صحابہ و تابعین و متبع تابعین و ہلک جزا الی زمان الجہد و اقرب  
ثم ہلک جزا الی زمان رؤساء القادریة و الجشتیة کثیر التداول و  
طریق تحصیل آن بدون مبوب و مفصل گردید بجلاف مقام خلعت کہ درین عہود متداول  
اصلا کسی نہ کوران نہ کرد و نہ طریق تحصیل آنرا کسی بیان نمود تا ہزار سال گذشت طریق تحصیل  
آن مقام در پردہ اشفا و احتجاب ماند تا آنکہ حق تعالی حضرت مجدد را بر روی کار آورد و ایشانرا  
مشاہد ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مودع و کمون بود گردا  
و ہزاران طالبان را بطریق ایشان سلوک کین طریقہ میسر شد الحمد للہ حال بیان این طریقہ  
بوجہی نمایم کہ خصاص آن باتباع مجدد کاشمشین فی رابعۃ الشکار مکشف گردد  
قبل از حضرت مجدد طرق سلوک ہم از راہ محبت و محبوبیت بودہ اند اول راہ محبت





اگر غیر منکر شود یا کی ندارد و

نقش بندیه عجیب قافله سارا نهند به که برند از ره پنهان مجرم قافله را  
 حاسدی گر کند این طائفه را <sup>تقصود</sup> مدح حاشی نشد که بر آرم بزبان این گل را  
 همه شیران جهان بسته این سلسله اند به روبرو از حیل چسان بگسلد این سلسله را  
 و چه سوم خلقت حالتی است متمیز از محبت و محبوبیت من لجا بنین پس نسبت او  
 با مقام محبت و محبوبیت نسبت مرکب بسیط است و البسیط مقدم علی المركب طبعاً  
فقدیم وضعاً اول درین است محبت صرفه و محبوبیت صرفه راجع شد باین طریق که در  
اول سلوک محبت باشد و آخر آن محبوبیت کما فی المسائل المجدوبه و بیا بعکس  
کما فی المجدوبه و ب المسائل چون دوره بساط تمام شد دوره مرکب شروع شد  
 چون فراغت ز مفردات آمد به وقت مشق مرکبات آمد

و عجیب است که هر چند این طریقه مجدوبه در رواج و شیوع و فیضان فیض الهی در ضمن آن است  
 مصطفویه متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدأ آن مقدم است بر بادی طرق دیگر زیرا که  
 این طریقه منسوب بحضرت صدیق رضی الله و اول خلفاء است و اول من أسکر من  
الرجال البالغین است و نیز در حق او استحقاق خلعت منصوص است جایکه پسر فرموده است  
لو كنت من أمتي خليلاً لا اتخذت أبائكم خليلاً الى آخر الحديث  
 و اگر کسی را بخاطر خطور کند که درین صورت لازم می آید که عوام اتباع مجدوبه <sup>بفضل</sup> باشند  
 اولیای سابقین سبحانه هذا جهتان عظیمه که گویم جوایش سه وجه است **اول**  
 آنکه این وقت لازم می آید که طریق خلعت را افضل از جمیع طرق انکاریم حال آنکه چنین نسبت  
 بلکه مقام محبوبیت افضل است از مقام خلعت بدلیل لا یشرک فی حبه علی خلیله

لا  
 اقتضای کتب جبر  
 مندرج  
 فی  
 این کتاب

و هم آنکه فضیلت به علوی مرتبه است در هر مقام که باشد خواه غلبت خواه محبت خواه محبت  
 مثالش آنکه پادشاهان با ارباب اصحابان باشند که مدام در حضور حاضر باشند از  
 و نیاز بآنها در میان امرا و صوبه داران عمده و رسالداران دارو و غنهای کارخانجات  
 تصدیان و قاتر نیز میباشند و مرتبه اینها شخاص بسیار بلندتر از مرتبه ارباب اصحابان  
 میباشند گو دوام در حضور و صحبت دائمی مخصوص ارباب اصحابان مجلس است بلکه با خوا  
 و خدمتگاران سهو هم آنکه منتهمان هر طریقه را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل  
 پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتهمان طرف دیگر نمیتواند شد آری مبتدیان این طریقه  
 را باین وجه ترجیح و تفصیل میتوان بود که در مجاهدات و ریاضات و کشف و کرامات ظهور  
 خوارق عادات به مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لهذا گوینده گفته است

اول ما آخر هر منتهی است + ز آخر ما جیب تننا تمی است

حاصل آنکه فضل چیزی را بجای کلی گرفتن ملاحظه و جوهر فضل نکردن کار قاصر فرمان است  
 سلیقه نبی هر چند بعضی کمالات را توسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و بتول  
 او بعضی مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نه آید و آن فرد را مرتبه این  
 توسط بر آن نبی حاصل نه شود چه آن فرد این کمال را متابعت آن نبی یافته است و  
 بتفیل او باین دولت رسیده پس آن فی الحقیقت از آن نبی است و نتیجه متابعت او  
 و آن فرد پیش از خادم او نیست که از خزان او خرج کرده ببا سها نایزیت طیار کرده  
 می آرد که باعث مزید حسن جمال مخدوم میگردد و در عظمت و کبریا نبی اومی افزاید اینجا  
 کدام نقص مخدوم است و کدام مزیت خادم امداد و اعانت از همگنان نقص است اما از  
 خدمت و علمان که امداد و اعانت واقع شود عین کمال است و موجب از دریا ذجاه و جلا



باقصی باشد کیکی را بدیگری خلط کند و در توهم منقصت افتد باوشانان با مداد خدم و حشم  
 ملکه میگیرند و قلعها فتح می نمایند و ازین مداد غیر از عظمت ابهت باوشانان هیچ معلوم  
 نمی شود و نیز از شرف عزت خدم و حشم هیچ ظاهری نگیرد و امتنان خدام و غلمان انبیاء  
 علیهم الصلوٰة و التسلیمات اگر ازینها امداد با این بزرگواران برسد چه جای توهم منقصت  
 شان است و آنکه گویند این بزرگواران اصلاً محتاج با مداد نیستند و جمیع مراتب کمال  
 ایشان را بالفعل حاصل است مکابره صریح است چه بزرگواران نیز بندگان خدا اند  
 جل شانہ و همواره از فیوض برکات فضل و رحمت او امیدوار اند و همیشه خوانان توحید  
 اند و در حدیث آمده *مِنَ امْتِنَانِ يَوْمَئِذٍ فَيُؤْتِي مَغْبُورًا* و آن سرور بر مراتب خود فرموده است  
*عَلَيْهِ عَلِيٌّ آيَةُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سَكُوَالِي الْاَوْسِيَّةِ* و اینها در حدیث صحاح آمده است  
*كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِي بِصَعَالِيكَ اَمَّا جَرِيئٌ*  
 یعنی پیغمبر خدا علیه و علی آية الصلوة والسلام در جنگها طلب فتح میکرد و بتوسل فقرای جریمان  
 این امر طلب و امداد و اعانت است جمعی که امداد و اعانت امتان را در حق این بزرگواران  
 تجویز نمی نمایند و این بزرگواران را محتاج با مداد ووشان نمی دانند نظرشان بر بزرگی  
 انبیا اقباده است علیهم الصلوٰة و التسلیمات علوی درجات شان در نظر انبیا امدوح  
 ذلک اگر نظرشان بر عبودیت این بزرگواران نیز می اقباد و احتیاجات ایشان که  
 بولای خود دارند جل شانہ معلوم شان می گشت انا مداد امتان انکار نمی نمودند و از  
 اعانت خدام و غلمان شان استعجاب نمی کردند و چه همایم کشف اهل شدت است  
 و درست است لیکن در بعضی اوقات حقیقت الامر بطریق اجمال درمی یابند و در بعضی اوقات  
 بتفصیل در بعضی اوقات شیخ شریعی و در بعضی اوقات بغیر حجاب مستتبعان کلام صوفیه لاجرا

لا تسئلوا  
 انفسكم  
 شيئا  
 و  
 لا تسئلوا  
 احدكم  
 شيئا  
 و  
 لا تسئلوا  
 احدكم  
 شيئا



از دستن اجمال و تفصیل و غماض نظر از مخالفتی که قائل در میان کلام محمل و کلام مفصل میباشد  
پس ما شک نداریم که در هر طائفه از زبان فیضی دیگر فتح میکنند و درین زمانه فیضی دیگر  
در میان مردمان مفتوح شده چون روح حضرت خاتم النبیین علیه الصلوٰۃ و التسلیماست سبب  
علوی مبداء تعین ایشان عموم فیضی است که بر ایشان تقاضا شده است هر فیضی جدید که در عالم  
پیدای شود و بتبازگی بروی کاری آید ضمیر خطیرة القدس میشود و اهل بسا است که این  
امر را اجمالاً ادراک کنند و باین لفظ تعبیر نمایند که این کمالات احوال آن جناب را حاصل شده  
است و تفصیل این کلام و ایفای حق آن است که گفته شود که مصلحت کلیه الهیہ تقاضا کرده است  
که بعضی شروح و تفاسیل و عکس تجلی غلم در هر عصری پیدا شود و منشأ آن شخصی باشد از  
کل که بان نور مجدد بمنزله شعاع تجلی عظیم و بمشابه اعراف آن جوهر افخم گردد و آن ظهور  
خود است بحسب طوار و ادوار و بطور خود است بحسب اشخاص و از زمان چون این مقدمه  
مبهد شد باید دانست که حقائق اجمالیہ که بر اهل اللہ ظاهر میشود چون لغت و عرف از  
تعبیر آن کوتاه است این طائفه لفظی از کتاب و سنت که بحسب فن اشاره و اعتبار  
بران حمل توان کرد میگردان را عنوان آن حقائق اجمالیہ فالقالبه بر قلب ایشان  
میگردانند و سخن را بان مربوط میسازند و آن معارف غامضه را در پرده آن لفظ ادا  
می فرمایند متفرسان از مطالعه کنندگان را لازم است که از خصوصیت این لفظ اعنائین  
نظر کنند و سطح نظر خود همان حقیقت اجمالیہ معرفت غامضه سازند پس فیما نحن عنیه  
آیات لفظ خلقت و استجابت دعای اللہ صریح علی مجمل کما صلیت  
علی ابراہیم و تصویب دائره که مرکز صرف ذات است و محیط آن کمالات ذات و  
باز میروند آن مرکز دائره نامه که مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبت

ہم نیز نگ فن اشارہ و اعتبار است اعتراض مثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکہ صورت  
 رایت اسکاگین ہی اعتراض بقدا انبیا و اطفال اسد و یا و برو ذنب و جہی ندارد  
 و همچنین است سخن در حقیقت قرآن و حقیقت کعبہ و حقیقت محمدیہ و بیان و اسرار و قواس  
 علاوہ برین بدانند کہ ہر غیر میرزا با پروردگار خویش معاملہ علیحدہ است و ستری جدا کہ هیچ حدی  
 را در ان معاملہ بالاصالت شرکت نیست مثلاً نسبتی قرنی کہ سید اولین و آخرین صلی اللہ  
 علیہ وسلم است غیر او را میسر نیست و همچنین قرنی کہ مخصوص حضرت ابراہیم است دیگری  
 نہ و علی ہذا القیاس اما آن نسبت و قرب بمجہول کیفیت است و چون عارفی را خواہند کہ  
 بعلم آن نسبت و قرب کہ ہر یکی را ازین کار ثابت است سر فراز سازند آن قرب نسبت  
 در صورت مثالی با مرکہ مناسب آن قرب مشابه آن نسبت است ظاہر میسازد چہ اطلاع  
 بر حقائق آن نسبت بی صورت مثالی شعرت پس غایت قرب اتصال را بصورت مرکز  
 می نماید و قرب دیگر بصورت محیط و علی ہذا القیاس پس خلاصہ کلام آن است کہ بعد از لف  
 فتح دورہ دیگر شدہ است کہ بعضی اعتبارات اجمال فیوض متقدّمہ است مثلاً احوال قلب و روح و  
 سر و غیر آن ہمہ مجمل شدہ ہست جمعیت پیدا کردہ و بہ بعضی اعتبارات تفصیل فیوض متقدّمہ است  
 با بجز حضرت مجدد ارادہ ص این رہ اندر بسامعار مختلفہ این رہ از زبان شیخ بطریق ریز و ایام رزودہ و شیخ طبیب  
 ارشاد این دورہ است و بردست وی بسیاری از گران بادیہ بدعت خلاص شدہ اند تعظیم  
 شیخ تعلیم حضرت در وادوار و مکون کائنات است و شکر نعمت شیخ شکر نعمت منیض است  
 اعظم اللہ تعالی را لا جور و حیم مبداء تعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت صرفہ است و  
 مبداء تعین ابراہیم علیہ السلام خلقت کہ زینہ پایہ تعین محمدی است صاحب لایت محمدی را  
 ولایت ابراہیمی ضرور است کہ زینہ پایہ وی است لیکن چون محبوبیت صرفہ می خواہد کہ محبوب

ع  
 باب اول

برزینہ پایہ توقف نہ نماید و در مقام خلعت ہم فضیلتی عظیم است گو کہ زینہ پایہ از محبوبیت صرف  
 است رب العالمین خواست کہ تفصیل مقام خلعت ہم بعضی بیرون محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع او  
 کنند تا آن منصب عالی زیر نگین آن سرور محبوبان باشد **فَانِ الْعَبْدَ وَكَافِيَ يَدَا**  
**مَلِكٍ لِمَوْلَاهُ** یعنی غلام و آنچه در دست اوست ملک خداوند است حق تعالی بعد  
 ہزار سال این مستجاب گردانید و حضرت مجددی کی از اتباع آن سرور است بدست  
 متابعت آن سرور علیہ السلام باین سر فراز کرده **ششپاہ سوم** ہرچہ گفته شد  
 کہ متوسطی از افراد است آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را باید کہ از راہ دیگر مناسب بہ محیط  
 داشته باشد تا کتساب کمالات آن مرتبہ نماید و بحقیقت آن مرتبہ متحقق گردد این الفاظ  
 ناشی از کدام عالم است منجر بہ تشویش می شود گوئیم جای تشویش نیست زیرا کہ مراد از راہ  
 دیگر راہ محبت و محبوبیت است و ازین ہر دو راہ مناسب بہ محیط دائرہ خلعت میتوان شد  
**لَمَّا سَبَقَ اَنْ يَخْلُقَ مَا هِيَ مَمْتَرِجَةٌ مِمَّنِ الْمُحِبَّةِ وَالْمُحِبُّ بَيْتًا وَجَمْعًا**  
**اِحْدَاثًا** **عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ يَحْتَمِلُ مَنَاسِبَةً مَعَ ذَلِكَ اَشْيَاءٌ وَهَذَا الْاَمْرُ كَالْبَيْتِ ظَاهِرًا** معترض از  
 راہ دیگر راہ و رای اتباع پیغمبر علیہ السلام ہمیدہ و بہ تشویش افتادہ حال آنکہ خود در کلام سابق  
 اقرار نمودہ کہ جناب پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جمع راہ ہا کشادہ بودند و هیچ راہی از محیط  
 جمعیت ایشان بیرون نماندہ باز این توہم چہ معنی دارد و ہر چند ازین عبارت بصراحت  
 مستفاد نمی شود کہ مراد ازین فرد ذات شریف خود را مراد داشته باشند لیکن واقع چنین است  
 و ہر کہ از احوال حضرت ایشان آگاہ است میداند کہ جمع قیود و ذات حضرت ایشان  
 متحقق بودند زیرا کہ ایشانرا قبل از آنکہ این طریقہ عنایت شود از والد بزرگوار خود شیخ  
 عبد الاحد قدس اللہ سرہ طریقہ قادریہ اکبر را آن محبوبیت است باستیفار کسبت نمودند

ع  
 کہ خلعت تنجیمی است  
 کہ در کتاب  
 بیست و ہفتمین  
 سبب جز از شیخ  
 ان شایان است  
 این شایان را  
 پیوستہ  
 مثل



بودند و حضرت شیخ عبدالاحد از شاه کمال کتہلی و ایشان از سید فضیل و علم جلالی آخر  
 اسلسلہٴ عجب تر آنکہ حضرت ایشان را بعد از ان کہ این طریقہٴ عنایت شد و سالها  
 تسلیک طالبان برین طریقہ فرمودند باز حضرت شیخ سکندر بنیرہ حضرت شاه کمال  
 کتہلی قدس اللہ سرہا با مرو اجازت از صاحب طریقہٴ محبوبیت فرود آ آورده در سرسند بحضرت  
 ایشان پوشانیدند پس از راه مقام خلعت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچہ سابق از راه  
 محبوبیت بمقام خلعت رسیده بودند و این قسم نیز نگاہ از عجائب معاملات خدا است با  
 بندگان برگزیدہ خود چنانچہ حضرت پیغمبر مارا صلی اللہ علیہ وسلم در ابتداء بوضع حجر سودو  
 شکت در بنا رکوبہ مقام ابراہیم حاصل شدہ بود بعد از ان در مدینہ منورہ بسبب اشتغال  
 بجهاد و مقابلہ با یهود و نصاری مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکہ از شب معراج  
 وقوع اسراء بسوی بیت المقدس آغاز نمیشدہ بود تا غزوهٴ تبوک کہ اول غزوات  
 شام است اینمعنی تضاعف تر پذیرفت تا آنکہ در حجتہ الوداع باز بکمال ابراہیمی مستی  
 مشرف شدند و مقام ابراہیمی در ان روز جلوهٴ عظیم نمود و النہایۃ ہی التاجی ع  
 الی البکایۃ متحقق گشت **شہادہ چہارم** و در بعضی جا حضرت مجدد نوشته اند  
 آن فرخضر باشد یا الیاس درینجا خود را صریح مراد داشته اند چہا **اب** درین کلام  
 تناقض نیست زیرا کہ در کثوفات اکثر شیعیم القامی شود باز تعیین آن مبہم میفرمانند و در وقتی  
 کہ شیعیم القامی شود عقل باو تعیین با صدق آن مبہم جوانی روی میدہد چنانچہ از آنحضرت  
 صلی اللہ تعالی علیہ وسلم این قسم ابہام تعیین واقع شدہ در صحیحین موجود است اتی رأیت  
 فی المنام اتی اخرج من قنہٴ الی ارضی بہا انحل فذہب و ہلک انھا الیماۃ  
 او کجرا فاذا ہی المدینۃ یتربک ہمچنین است حال حضرت مجدد درین کشف

علی و علی  
 از ان وقت  
 شیخ فضیل بن یباری  
 بخاندان علی  
 ان در کتب اول البیاض  
 بنیادین الیماۃ  
 ان در کتابین  
 ۱۰







تَقَاتِلْ عَلَيَّ تَأْوِيلُ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُمْ عَلَيَّ تَنْزِيلِهِ

و این معنی بعد از سی سال باز دست حضرت مرتضیٰ علی بوقوع آمد و در جریده اعمال آن حضرت محسوب گشت ایجاب نمی توان گفت که قتال علی تاویل القرآن کمالی بود عمده و آنحضرت را حاصل نه شده مگر بواسطه علی مرتضیٰ زیرا که کمال آنجناب که قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و اکمل بود از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنی تاویل القرآن آنحضرت را علی بواسطه توسلی از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسلی را بروی کار آوردند که بواسطه او این قتال محسوب با آنحضرت گردد و وجه عدم امکان آنست که در عهد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتال علی تاویل القرآن متصور نیست زیرا که هر تاویلی را که آنحضرت بر زبان خود فرماید تاویل تنزیل میگردد پس قتال بر آن قتال بر تنزیل می شود نه بر تاویل و منکر آن تاویل که فرمی شود گویا که منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسلی باید و بهترین من جهت خلیفه و مجتهد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد و با انکار تنزیل منجر شود و من جهت متحد الحکم با پیغمبر که خلیفه حکم مستخلف دارد چون انکار حکم او یا لعرض انکار حکم پیغمبر است انکارش محسوب آن حضرت میشود و در جریده اعمال آن حضرت این کمال هم ثبت گردید که از ابراهیم عیسی و مسیح است  
 مسیح آن راه از کجا آوردند که حکم مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبت و محبت است  
 که تعبیر از آن بمقام خلقت کرده میشود ازین راه از نزد خدا آوردند چنانچه حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجهه قتال علی تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است از قبیل جهاد کفار هم نیست و از قبیل قتل مسلمین هم نیست هیت متمیزه دارد این معنی ایشان را بحکم خلافت نمود و متابعت آن جناب حاصل شده چنانچه حضرت ایشان را نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شده و عجیب است از کسانی که بر حضرت ایشان



لغین میکنند باین حیلہ کہ حضرت ایشانم استقلال میزنند و بزنج را از میان برنی دارند  
 و نمی شنوند و نمی بینند کہ کمال حضرت ایشان در کمات و غیر آن مشحون و مملو است از  
 تخریس بر کمال متابعت پیغمبر و جابجا برای خود و تابعان همین معنی را از خدا طلب دارند و  
 جابجا میفرمایند کہ بنا بر طریقہ ما بر کمال متابعت سنت است و اعتنا ب از بدعت است  
 بمصطفیٰ بزنج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از میان برنی خیزد و خلیلی تمام لواء سلطنت  
 باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد کہ در حکم فی الحال گذشت کہ تصرف و کلا  
 خلیلی آن حضرت را حاصل بود و تصرف در آن نہ فرموده بودند بسبب شغل مهم تر از آن  
 حضرت ایشان را محض کمال متابعت آن حضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الهی و  
 منسوب بآن حضرت گردید چنانچہ تصنیف ثنوی شریف کہ پراز جواهر گوناگون علم سلوک و علم  
 معرفت است از حضور خداوندی لولانا رومی قدس اللہ سرہ محض کمال متابعت پیغمبر خود  
 عنایت و منسوب بحضرت رسالت گشت بل آنکہ تصنیف ثنوی از آن حضرت ممکن باشد بقول  
 وَمَا عَلَّمْنَا الشُّعْرَ وَكَأَيُّ بَعْغٍ لَكَ إِذْ رَفَعْتَ بَرْخَ لَا فَمِيدِنَ از قبیل او و ما شیطان  
 است معاذ اللہ من ذلک وحل شبہ بالکلیہ آنکہ معنی و مضامین ثنوی همه خود از  
 مشکوٰۃ نبوت است و کسوت شعر پوشانیدن محض بولانا جلال الدین رومی است چنانچہ  
 اجزا مقام غلت یعنی محبت محبوبیت همه ما خود از جناب ختمی است و تصرف در ہیئت متمنزه  
 مخصوص حضرت ایشان است تصرف در ہیئت متمنزه در اختصاص کافی است چنانچہ واضح  
 سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین نمود کند بجز او است کہ سرکہ و شہد از دیگری باشد و  
 خواص سرکہ و شہد از دیگری آموخته باشد کذا بذا استنباط شاه شمس و ما اللہ صلی  
 علی محمد و آلہ صلی علی ابراہیم بعد از ہزار سال مقرون با جابت گشت و امبذول استجاب شد

در این کتاب  
 در بیان  
 در بیان



گویم درین هیچ استعدا نیست لقوله تعالی یدبر الامر من السماء علی الارض ثم  
 یعزج النبی فی یوم کان مقداره الف سنة ممتا تعدا وک ازین آیه صریح  
 معلوم میشود که بعض کارهای خدا امتزاج فیض سماوی و ارضی صعود او مبوطا در مدت هزار  
 سال تمام میشود ولیکن من جملهها هذا الذی عاودوا فیها و عار و سید و مقام محمود بعد هزاران  
 سال مستجاب خواهد شد اگر این دعا بعد یک هزار سال مستجاب شد چه عجب و آیتها  
 بعض مواجید الهی در باره پیغمبر است پیغمبر در زمان حضرت امام مهدی علیه السلام بوقوع  
 خواهد آمد اگر دعا را این مطالب کرده شود و قبول آنرا قلعها زیاده تر بر هزار سال خواهد گذشت  
 و در تفاسیر و روایات صحیح آمده است که حضرت آدم در حق خود و ذریه خود دعاهای  
 بسیار فرموده بود و بعضی از این دعاها در عهد حضرت سلیمان علیه السلام مستجاب شد و بعضی  
 دعا حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من  
 ذریتنا امة مسلمة لک الی قوله ربنا و بعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم  
 آیاتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة و یرزقهم بعد هزار سال  
 مقرون با جابت شد و همچنین و لقد کتبنا فی الزبور من بعد  
 الذکر ان الارض یرثها عباد ذی الصواب الحق و بعد هزار سال مقرون  
 با جابت شد **شاه محمد** درین مدت هزاران اولیا و خلفا را شنیدین بوده اند  
 از هیچ یکی این کار نشد عجب است گویم محل تعجب کلام بهیوده این شخص است منی  
 فهمد که اراده الهی مخصوص بعض حوادث بعض اوقات در بعض اکنه و اشخاص سوال لم در آن  
 جاری نیست و چون چرا در آن گنجایش نیست منی توان گفت که حضرت خواجہ بزرگ  
 خواجہ معین الدین چشتی چرا مخصوص بارشاد اهل هند شدند تا آنکه شهره آفاق است که ایشان را

ایضا در روایت  
 من جمعی  
 همچون کبریا  
 آیات و روایات  
 سند و تحقیق  
 بیست و نه  
 در زیور  
 کلمات تمام کرده  
 ما معین امانه  
 زمین خا خا خا  
 معین الدین  
 در سلسله روایات  
 با او شنید

ولی الہندی گویند قبل از ایشان از وفات آنحضرت قریب ششصد سال گزشتہ بود و  
 در سیدت ہزاران ہزار اولیا و خلفا را شدین بودند از ہر یک یکسایین کار نشد تعجب است  
 و فتح ظاہری ماکہ ہندوستان بردست سلطان محمود غزنوی انار اللہ برانہ مخصوص شد  
 حالانکہ قبل از مدت چارصد و سال تقریباً گذشتہ بود و در آن مدت سلاطین عظام و خلفا  
 ذوی الاحترام از ہر یک یکسایین کار نہ شد بای تعجب است **شہ پادشاہ** و ہم آزاران  
 اکتساب کہ بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بستہ می کنند کجا است جنلی تعجب گویم معنی نسبت  
 کردن بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابق گذشت این شخص واسطہ فی العروض و در حقوق صفتی  
 از صفات اصنافہ بجناب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم متوسط واقع می شود و است  
 ایشان را از ان کمال بکسوب خود پیر و سازد و آزاران جز تہذیب باطن کہ عبارت از  
 لطائف است بحصول ملک یادداشت و حضور دائمی نسبت بپرگی در جمیع کثیر از است  
 معطفوی صلی اللہ علیہ وسلم امری دیگر نیست و بجد اللہ این معنی کاشمہس فی راجعہ الہما  
 مشخص است و اگر یقین بمان این جماعت کثیر کہ سوال کجا از ان بودی توان گفت کہ بخارا  
 و سمرقند و بلخ و بدخشان و قندار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شہر سبز و حصار شادمان  
 کہ مسکن اہل سلام است بی مشارکت ہنود و در افضل نصاری است موجود است غیر ازین طریقہ  
 طریقہ دیگر در آن راجح نیست الا تیند و داند و زلام **شہ پادشاہ** یا زو ہم این فرد را برای  
 حرمت است چگونہ فرستاد گویم دلیل انی این دعوی بر ظاہر است کہ از وجود ذات شریف  
 حضرت ایشان شہادت ملاحظہ و در افضل مع غالیان توحید و بتدعیان طرائق و معتقدان  
 شرک خفی و جلی با کلیہ بر طرف شد و تابعان ایشان بفضیلہ تعالی و در اتباع سنت بزرگرم و  
 اجتناب از بدعت پیش قدم پس بزرگ آن شد کہ شخصی بیاید و دعوی کند کہ مرا فلان حکیم

لا سلطان  
 محمد غزنوی سلطان  
 در سیدت ہزاران ہزار  
 اولیا و خلفا  
 سلطان  
 در سیدت ہزاران ہزار  
 اولیا و خلفا





جز جزیت چارہ نیست پس فضل کلی باید که نصیب خلیل باشد گویم دائر تعیین اول شتمل بر دو  
 چیز است مرکز محیط مرکز مبدأ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و محیط مبدأ تعیین خلیل نہ آنکہ مبدأ  
 تعیین خلیل کل و مبدأ تعیین صیب جز آن باشد چون مرکز حکم اصل دارد و محیط ظل آن فضل کلی  
 مرکز را بود و ازینجا است کہ در مکتوب عدد و نسبت و دوم از جلد ثالث باین عبارت  
 نوشته اند حقیقت محمدی کہ ظهور اول است حقیقت الحقائق است حقائق دیگران  
 کا نظلال اند و او را او اول حقائق است پس ناچار آن حقیقت اسط لب و میان سایر حقائق و  
 میان حق جل و علا و حول حدی بی توسط او علیہ الصلوٰۃ و السلام محال باشد <sup>بلکہ</sup> فهو <sup>بہ</sup> نبی  
 الا نبیاء و المرسلین و ارسالہ رخصۃ لتعالمین و ازین جا است کہ انبیاء اولو العزم با وجود  
 ہمت جمعیت توسط او می خواہند و آرزوی اشتراک است او می کردند فهو علیہ و  
 الی الصلوٰۃ و السلام کہا هو افضل من کل فنذرت من الانبیاء انکرام  
 و الملکات شکة العظام افضل من الکل من حیث هو کل زیرا کہ اصل  
 بظل خود فضل است **شہادہ ہمارو ہم** مراد از صباحت و ملاحظت حسن ظاہر است  
 نہ ولایت و این نیز غلط صریح است کہ نسبت صباحت بہ حضرت یوسف است علیہ السلام  
 نہ بہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گویم مراد از صباحت و ملاحظت همان صباحت و ملاحظت  
 است کہ آن سرور فرمودہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام <sup>یوسف صبیحہ</sup> و انا امسک و  
 ملاحظت از برای خود اثبات فرمودہ و صباحت را بہ حضرت یوسف منسوب ساخت  
 کہ از پدر کلان خلیل الرحمۃ است بایشان رسیدہ است علی نبیاء و علیہما الصلوٰۃ و التسلیم  
 اگر خادمی خدمت کاری نماید و مشاطگی کند و حسن صاحب جمال را طراوت و ہدو زینت  
 بخشد و قریب سازد و بحسن دلالت خود دو صاحب جمال را جمع کند و حسن بکند گر را بہ ہر گز

لا یس  
 او بی غیاب نیست  
 جای رحمت عالم شاد  
 مجال ابرار شاد  
 ان سر  
 عالم  
 در آنجا  
 افضل است از  
 کل حقیقت  
 پس



ممتزج سازد چه تصور آن دو صاحب جمال است کدام نقص است در حق نشان شکار  
 احمقند که بنای شبهات منهدم گردید و چون گرد باد سر بجزوا کشید  
 از آه حسرت جگر شعله آب شد و از آتش دل آتش کباب شد  
 چندین نفس ز شوقی بال پر شکست آه از کجا نصیب من این اضطراب شد  
**قال** در مکتوب نو و پنجم از جلد ثالث می نویسند که ولایت این فقیر چند مراد است  
 محمدی ولایت موسوی است و به طفیل این دو اکابر مرکب از نسبت محبوبی و محبت است  
 که رئیس محبوبان حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم و راس مجبان حضرت کلیم الله علیه  
 الصلوٰة والسلام اما بواسطه متابعت حضرت خاتم الرسل علیه الصلوٰة والسلام در ولایت  
 من کار و بار دیگر است و محاطه من ملاحظه بآن مربوط است اگر چه اصل این ولایت  
 ولایت پیغمبر خود است که ولایت محمدی باشد که منشأ آن بالاتصال ناشی از محبوبیت  
 صرفت لیکن چون ولایت موسوی که منشأ آن بالاتصال ناشی از محبت صرفت  
 این ولایت ضم گشته و منسب بزرگ آن شده هیتی دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که  
 حقیقت دیگر گشته و ثمره دیگر داده و نتیجه دیگر بخشیده ازین عبارات او افضلیت ولایت  
 او از ولایت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم و از ولایت حضرت موسی علیه السلام صریح  
 پیدا است این دعوی باطل محض است **اقول** این شبهه هیچ و بوجهی نیست کدامی  
 لفظ دال بر چنین افضلیت نیست مطالب نیست که ولایت مرابی ولایت محمدی و ولایت  
 موسویست علیهما السلام و از طفیل این فریاد است مبرکات ولایت از نسبت محبت و محبوبیت  
 ترکیب یافته است اما از میان متابعت خاتم الرسل در ولایت من امر آخراخ شده  
 اگر چه کلاک این ولایت هم ولایت محمدیست که منشأ او محبوبیت است لیکن ولایت موسوی

ولایت موسوی و محمدی و نسبت

کہ محبت صرف نسبت لایتم انصباغ و تلویح لایتم محمدیہ یافتہ است ازین نسبت متزانی  
 و صورت انصباغی اطلاق ثمرہ آخر برو بجای خود است و این مستدعی اصالت آن  
 ہر دو ولایت و فرعیات ولایت امام است چنانکہ بر عاقل فطین مجتہدی نسبت درین مہج شک  
 نیست کہ ولایت اولیا جزئیات و طلال ولایات انبیاست علیہم السلام چنانچہ درین مقام  
 از لفظ مرابا اصل این ولایت لایتم پیغمبر خود است صاف ظاہر است پس ولایت ایشان  
 در ریاست کوزہ باشد کہ از دو دریائے مختلف الطعم پر کردہ باشند این کوزہ اگرچہ امتزاج  
 کیفیت جداگانہ بہر سائیدہ است و خصوصیتی علیحدہ بدست آورده است لیکن فضل ہمان دو دریا  
 راست الہی بود کہ این کوزہ را بہرین دریا با تفضیل و ہدایمساوات گمان برود چہ این کوزہ  
 را بان بجا رذخا پرچ مقدار نیست و اگر بالفرض ازین کلام ادعای مزیت و خصوصیت  
 مفہومی شود پس آن بہ نسبت بنا بر جنس خود است کہ اولیا باشند نہ انبیاء معاذ اللہ عنہ  
 و این مجملہ تذکار تجدید بہ نعمت اللہ است و درین مقام شبہ دیگر ناشی می شود تقریرش  
 این است کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم محبوب است و ہم محب این  
 ہر دو مرتبہ بکمال دار و پس جامع مراتب محبوبیت و محبت باشد پس بطفیل این دو کاہر  
 ترکیب در نسبت محبوبی و محبی گفتن چہ معنی ازین ظاہری شود کہ در ولایت محمدی نسبت  
 محبت نسبت پس کہ لک جوایش از مکتوب نود و ششم جلد ثالث ظاہر میشود نوشتہ اند  
 کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سہم است احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر کلام ازین ہم بسیار  
 را ولایت علیحدہ است ولایت محمدی اگرچہ ناشی از محبوبیت است علیہ السلام اما انجا  
 محبوبیت صرف نیست مزجی از نشاء محبت نیز دار و ولایت احمدی پیش قدم است از ہر یک  
 مزجہ مطلوب نزدیکتر ازین بیان ہویدا گشت کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو

مقام محبوبیت ممتاز است غایۃ الامران است که محبوبیت صرف تعلق با اسم مبارک  
احمد صلی اللہ علیہ وسلم دارد و محبوبیت متمیزه بحبیت با اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم متعلق و آنچه  
نوشته اند که مزجی از انشاء محبت نیز دارد و بنابراین است که با وجود متمیزاج غلبه بر محبوبیت است بر محبت و این  
تقریر گمان نبری محبت حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام بر محبت آن سرور صلی اللہ  
علیہ وسلم غالب باشد چرا که انجاء محبت خالص است و اینجا محبت با محبوبیت متمیزه گردیده  
است فانهم

کار می نیست فروغ رخ عالم سوزش این چراغیست که از خون من فروخته اند  
**قال** در مکتوب نو و سوم از جلد ثالث تعیین این را تعیین وجودی قرار داده است  
و آنرا دائره دانسته تعیین حضرت ابراهیم و قلمت او میداند و مرکز این دائره را مبدعین  
حضرت حبیب محبت اومی خواهد و نویسد که این مرکز رفته رفته بصورت دائره شد که محیط  
آن صرف محبت مبدعین حضرت موسوی است و مرکز آن مبدع ولایت محمدی است  
و این مرکز نیز رفته رفته بعد هزار سال بصورت دائره برآمد که محیطش جامع خلقت و  
محبت و محبوبیت گشته و این مبدع ولایت فردا است شده بود و مرکزش صرف محبت  
مانده که مبدع ولایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم در آخر مکتوب نو و چهارم جلد ثالث  
نوشته است که محیط این مرکز ثالث که مبدع ولایت فردا است است هر چند نسبت  
تعیین اصغر نماید اما این است چه هر چه بذات جل شانہ نزدیک تر است جامع تر است  
صغراکن در زنگ صغرا انسان که با وجود صغرا جامع ترین جمیع صغرا عالم است درین  
عبارت از هر سه انبیاء اولی العزم کمال و زیاده معلوم میشود اگر در خانرا ساده لوحی بگذرد  
که فضل خیری انبیاء غیر انبیاء آمده است گویم آمده است از سبب متابعت خواجہ عالم

تعیین وجودی



صلی اللہ علیہ وسلم در خیرت **ف**فضلت علی الانبیاء بیستة جعلت لی الارض  
 مسجدًا وتوابها طهورًا وأحلت لی الغنائم ونصرت بالسحاب  
 وأعطیت الشفاعة وبعثت الی الخلق كافة وختم الی النبیون پس از سبب  
 متابعت خواجہ عالم علیہ السلام ازین ہمہ دوستہ چیز این است را نیز میسر شد کہ انبیاء  
 سابق را بنود و این حقیقت فضل رسول است نہ فضل است **اقول** ازین ہر دو مکتوب  
 فضل بر سہ انبیاء اولی العزم دستن جہالت است حضرت مجدد در مکتوب نود و پہار  
 از جلد ثالث می فرماید بنی ہر چند بعضی کمالات را بہ توسط فردی از افراد است خود حاصل  
 نماید و بہ توسل او بہ بعض مقامات برسد اما نقص آن بنی ازین راہ لازم نیاید و آن فرد را  
 مرتبتی باین توسط بران بنی حاصل شود چہ آن فرد این کمال را بتابعت آن بنی یافت  
 است الی آخرہ چنانچہ سالم عبارت پیش ازین مذکور شدہ است **س**  
 عرق نشسته ز پندم رُخ نکونی ترا **ز**من مرغ کہ میخواہم آب روی ترا  
 و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر دیگر انبیاء فضل کلی بود نہ جزئی اگر ہمان فضائل  
 یا برخی از آن باست اگر چہ لطیف حاصل شود انہم فضل کلی خواهد بود پس از تقریر معترض  
 فضل کلی است بر انبیاء لازم می آید بآنکہ باتفاق است فضل کلی مر انبیاء است علی انبیاء  
 و علیہم الصلوٰۃ والسلام **س**  
 سخت میخواہم کہ در آغوش تنگ آرم ترا **ہر** قدر انشودہ دل را بیفشارم ترا  
 بعد ازین پنجہ بر مکتوب ہشتاد و ہشتم ایراد پیش کردہ چون شرحش در رسالہ ہر یک مجلد  
 بر نگاشتن شد لہذا درین مقام ذکرش ترک کردیم **قال** در مکتوب نوزدہم از جلد ثانی  
 ینویسد **وَأَجْتَلِبُوا عَنِ الْبَلَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ الْفِرَارَ مِنَ الْإِطَاقِ**

تفضل دادہ شد  
 ہر انبیاء از خیرت  
 ہر دو مکتوب  
 در مکتوب نود و پہار  
 از جلد ثالث  
 می فرماید بنی  
 ہر چند بعضی  
 کمالات را بہ  
 توسط فردی  
 از افراد است  
 خود حاصل  
 نماید و بہ  
 توسل او بہ  
 بعض مقامات  
 برسد اما نقص  
 آن بنی ازین  
 راہ لازم  
 نیاید و آن  
 فرد را  
 مرتبتی باین  
 توسط بران  
 بنی حاصل  
 شود چہ آن  
 فرد این  
 کمال را  
 بتابعت آن  
 بنی یافت  
 است الی  
 آخرہ  
 چنانچہ  
 سالم  
 عبارت  
 پیش  
 ازین  
 مذکور  
 شدہ  
 است **س**

بر احلال شدہ شد  
 ہر قدر انشودہ  
 دل را بیفشارم  
 ترا  
 بعد ازین  
 پنجہ بر  
 مکتوب  
 ہشتاد و  
 ہشتم  
 ایراد  
 پیش  
 کردہ  
 چون  
 شرحش  
 در  
 رسالہ  
 ہر  
 یک  
 مجلد  
 بر  
 نگاشتن  
 شد  
 لہذا  
 در  
 این  
 مقام  
 ذکرش  
 ترک  
 کردیم  
**قال**  
 در  
 مکتوب  
 نوزدہم  
 از  
 جلد  
 ثانی  
 ینویسد  
**وَأَجْتَلِبُوا  
 عَنِ  
 الْبَلَاءِ  
 مَا  
 اسْتَطَعْتُمْ  
 فَإِنَّ  
 الْفِرَارَ  
 مِنَ  
 الْإِطَاقِ**

الفِرَارُ مِنَ الْإِطَاقِ







تناقض یافته شود اما بجزوای حدیث استلذ الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل چون کم و زیادتی در بلا تصور است فی الواقع درین هم تناقض نیست و نه موجب تنقیص مرتبه انبیاء ما و ام که تصریح باشد بلا مثل انبیاء لکن در این طور که بگوید انبیاء از بلا فرار نموده اند و ما با وجود مبتلا شدن مثل بلائیکه بر انبیاء نازل شده فرار ننمودیم و مقیم هستیم و انبیاء صبر نکردند و فرار نمودند ما صبر کرده ایم درین صورت البته موجب تنقیص شان انبیاء تصور می شد علاوه برین خوش گفت آن گفت **هـ**

نزل عننا ما فیست انبیاء است به و آنکه ترا عافیت آمد بلا است

**قال** آنچه در مکتوب دویست و بیست و هشتم از جلد اول تحریر نموده بر آن چند اعتراض عائد شود **اول** حقیقت محمدی محمدی زبده و طلاصه و منشأ همه حقائق است پس حقیقتی که از روحی کتاب و سنت و اجماع است اول اقرب اشرف و عالی و زبده و مبد و منشأ و معاینه حقائق باشد او را بعد از هزار و چند سال عروج کردن بحقیقت کعبه متحد شدن چه معنی باشد حقیقت کعبه را مسجود حقیقت محمدی را ساجد و استن بکدام دلیل بود که بالآ آن حقیقت جز ذات حضرت احد نیست ازین عبارت صریح امانت حقیقت محمدی لازم می آید **دوم** آنچه گفته شد که حقیقت محمدی حقیقت احدی نام یا بدو هر دو اسم مبارک بسی متحد شوند این نیز خلاف واقع است برین برهان چیست اتفاق همه علماء و مشایخ برین که حقیقت محمدی و احدی یکی است از تعداد اسماء ذات مسلمی متکثر میگردد **سوم** آنچه نوشته که حقیقت محمدی بعد از هزار و چند سال منظر ذات احد گردد و بطلان صریح و دعوی قبیح است زیرا که حقیقت محمدی از ازل تا ابد منظر ذات احد است و همه حقائق منظر او است چهارم آنچه نوشته مقام سابق از حقیقت محمدی که خالی ماند در الوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج ننوده

۹۱  
نزل عننا ما فیست انبیاء است به  
و آنکه ترا عافیت آمد بلا است

بتمام حقیقت محمدی کہ خالی مانده بود و متقرر کند نیز خطای عظیم و ناصواب جسم است معلوم شد  
 که اصلاً از حقیقت محمدی بهره ندارد و حقیقت محمدی برزخ است میان احدیث و احدیث  
 اگر این برزخ در میان نباشد چپکس وجود مانده شهو و خالی ماندن حقیقت محمدی که  
 تعیین علمی جمالیست و بجای او در آمدن حقیقت عیسوی که تعیین علمی تفصیلی است چون  
 رست آید زیرا که در علم الهی تغیر و تبدل نیست اینجا میر محمد نعمان سوال کرده که چون حقیقت  
 محمدی و حقیقت عیسوی که تعیین علمی جمالی و تفصیلی است عروج و نزول او چگونه رست آید  
 و جواب میگوید که مراد من از حقیقت محمدی و احمدی عالم خلق و امر است نه تعیین جوبی  
 که عروج تعیین جوبی معنی ندارد پس عالم خلق او رجوع بعالم امر او نمود ازین جا نیز قباحت  
 عظیم پیدا میشود چون بالا مقرر کرده بود که حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکسیت و گفته که حقیقت  
 کعبه و حقیقت محمدیست ازینجا لازم می آید که تن مبارک او روح مطهر خود را سجده میگرداند خدا  
 را سجده انهمه عندیات او است که خلاف کتاب سنت اجماع است است در کنز الہدایۃ  
 ہدایۃ نیز در ہم برعکس این مینویسد که تعیین اصل حقیقت محمدی است که ظهور اول است  
 و حقیقتہ الخالق است بالمعنی کہ خالق دیگرہ خالق نہیہ اکرام و چه خالق ملائکہ عظام کانظر اندم  
 او داد اول مع خالق است قال علیہ السلام اول ما خلق اللہ من نور ی ایضا خلقت  
 من نور باللہ والمؤمنون من نوری و باید دانست کہ چون مراد او از  
 حقیقت محمدی تن مبارک آنحضرت است از حقیقت احمدی روح مطهر اولین حقیقت  
 عیسوی را چه قرار داده باشد و چه گفته چم چون نزد او حقیقت محمدی و احمدی یکی  
 نباشد حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد کہ خلاف اجماع است و از کتاب سنت  
 اثبات نیافتہ و اتفاق ہمہ برین است کہ حقیقت محمدی و احمدی یکسیت چنانچہ از ہم مبارک

از نزول  
 سوال خدا  
 علی بن ابی طالب  
 از نزول  
 از نزول  
 از نزول

از نزول  
 از نزول  
 از نزول  
 از نزول  
 از نزول





حقیقت کعبه و حقیقت احمدی معطل داشتن منظرش مرذات احمدی را تا ہزار جہنم سال  
از کدام کس صورت بند و چون حقیقت کعبہ و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیا  
امت آمدن و از ایشان درویزہ نمودن و بطواف آمدن چنان رست آید و  
چگونہ صورت بند و **مشہور** چون بالا از حقیقت محمدی جسد مبارک آن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم مراد داشته و از حقیقت احمدی روح مشہور و مقرر نمادہ ازینجا لازم  
می آید کہ چون تن مبارک او عروج میکند و اولیا رست از وہرہ می آید پس  
روح مقدس او از ایشان درویزہ می نماید و بطواف می آید **ششم** جای او پس از  
محمد معصوم گفته است کہ مراد پدر من از حقیقت کعبہ ذات حق است و فسادہ اظہار  
من الاول چه برین تقدیر لازم می آید کہ ذات حضرت حق تعالی از عروج اولیا  
خود درویزہ می نماید و بطواف ایشان می آید درین قول ہم امانت حقیقت احمدی  
لازم می آید و ہم سور ادب جناب حضرت احمدی نخیز باشد نہا و ہم آنچه در کتب  
دو بیت و ششم جلد اول نوشته است کہ کمالات و مقامات حقیقت کعبہ فوق کمال  
بشری و ملک است فوق کمالات بنوات و رسالات و ولایات است خلاف آنست کہ  
بالگذشت چون بطواف اولیا رست می آید و از ایشان برکات بچوید و درویزہ می آید  
بکدام کس باشد کہ کمالات او را فوق کمالات بنوات و ولایات و رسالات خوانند و فوق  
کمال بشری و ملک اندیاز و ہم آنچه گفته کاین کمالات حضرت ابراہیم را مفصل  
حاصل بود و خواجہ عالم علیہ السلام او را محصل حصول نمود و بعد از ہزار سال ان حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نیز مفصل تحصیل فرمودہ هیچ صلی ندارد و دلیل برین چیست چون حقیقت کعبہ زینہ  
اول حقیقت محمدی است و از اولیا رست او درویزہ می نماید و بطواف می آید چگونہ کمال

این کتاب  
از ہزار سال  
پیش از  
تولد  
پیغمبر  
صلی اللہ علیہ  
وسلم  
نویسند

مفصل و خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار سال تحصیل فریاد بقول این برادرات از  
مکتوب دویست و ہشتم از جلد اول تعلقی ندارد و در حوالہ غلطی واقع شدہ **س**  
بے عمدہ از من سخن آغاز ننیکرو و یک حرف نمی گفت کہ صدناز ننیکرو  
تعلقش از مکتوب دویست و نهم از جلد اول معلوم میشود کہ بہ میر محمد نعمان بخشی  
در حل بعضی از عبارات مبدا و معاودہ ریافتہ پس اولاً درین مقام عبارت مکتوب  
مذکور نقل کردہ می شود عبارت آن رسالہ این است کہ بعد از ہزار و چند سال از زمان  
حلت آن سرور علیہ و علی اللہ الصلوٰۃ و السلام زمانی می آید کہ حقیقت محمدی از مقام خود  
عروج فریاد و بمقام حقیقت کعبہ منی گرد و در این زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی  
نام یابد و منظر ذات احد جل سلطانہ گردد و ہر دو اسم مبارک بہ مسمی متحقق شود و مقام  
سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام  
نزول فریاد و عمل بشریعت محمدی نماید علیہم الصلوٰۃ و التحیات و در آنوقت حقیقت محمدی  
از مقام خود عروج فرمودہ بمقام حقیقت محمدی کہ خالی مانده بود استقرار کند باید دانست کہ  
حقیقت شخصی عبارت از تعیین جوئی است کہ تعیین مکانی آن شخص ظل آن تعیین است  
و آن تعیین جوئی اسمی است از اسماء الہی جل سلطانہ کالعلیم و القدیر و المرید و المتکلم  
و امثالها و آن اسم الہی ظل شانہ رب آن شخص است و مبدا فیوض جوئی توابع  
وجودی او و این اسم را نسبت بحضرت ذات تعالی شانہ مراتب شتی است و در مرتبہ شان  
صفت کہ وجود آن زائد است بر وجود ذات این اسم اطلاق می یابد و در مرتبہ شان کہ  
زیادتی آن بر ذات بہ مجرد اعتبار است نیز این اسم صادق می آید و فرق در میان صفت  
و شان در مکتوبیکہ در بیان سلوک جذبہ نوشته شدہ تفصیل فر کر یافته است اگر خفاہی





و حقیقت کعبه بچانی نیز همان معنی است بنویسکه پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوٰة  
 و السلام آن سرور را حال بوده و از آن مرتبه خبر داده و گفته گنت نبیا و آدم بین الماء  
 و الطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد و همین اعتبار حضرت  
 عیسی علی نبینا و علیه الصلوٰة و السلام که کلمه اشدر بوده اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشته  
 بشارت قدوم آن سرور علیه علی آله الصلوٰة و التسلیات باسم احمد داده و فرموده  
 وَبَشِّرَا بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِی اِسْمُهُ اَحْمَدُ وَ یُؤْتِی کِتَابًا عُنْوَی تَعْلُقُ بِاِسْمِ  
 باعتبار حقیقت محمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است در یک در مرتبه آن شان است و  
 بعد از آن شان لهذا دعوت با نیرتبه هم است از دعوت مرتبه سابق چه در آن مرتبه دعوت  
 او مخصوص بعالم امر بوده و تربیت و مقصود پر روحانیان و در نیرتبه دعوت او شامل  
 خلق امر است تربیت او مثل بر اجساد و ارواح غایت مافی الباب درین رفتار نشاء  
 عنصری او را علیه علی آله الصلوٰات و السلام غالب ساخته بودند بر رفتار علی او تا مناسبت  
 که سبب فاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و جلالتی که جانب بشریت در ایشان غالب است  
 حضرت حق سبحانه و تعالی صیب خود را صلی الله علیه و علی الو سلم با کد و چه امر میفرماید با طهار  
 بشریه خود که قال سبحانه و تعالی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَعْرِی اِلَیَّ  
 ایتیان لفظ شکر از برای تاکید بشریت است و بعد از آن حال از نشاء عنصری جانبی حاکم  
 او علیه الصلوٰة و السلام غالب مد و مناسبت بشریت رو مقصود از ذور انیت و عورت و تقاضای  
 پیدا کرد بعضی از صحاب کرام فرموده اند که هنوز از و فرقی نبرد علیه و علیهم الصلوٰة و السلام فارغ  
 نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم علی ایمان شهودی با ایمان غیبی تبدیل  
 و مسائل از آغوش بگوش کشید و از دیدن بشنیدن آمد و از زمان رحلت او علیه علی آله

و حقیقت کعبه بچانی نیز همان معنی است بنویسکه پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوٰة  
 و السلام آن سرور را حال بوده و از آن مرتبه خبر داده و گفته گنت نبیا و آدم بین الماء  
 و الطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد و همین اعتبار حضرت  
 عیسی علی نبینا و علیه الصلوٰة و السلام که کلمه اشدر بوده اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشته  
 بشارت قدوم آن سرور علیه علی آله الصلوٰة و التسلیات باسم احمد داده و فرموده  
 وَبَشِّرَا بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِی اِسْمُهُ اَحْمَدُ وَ یُؤْتِی کِتَابًا عُنْوَی تَعْلُقُ بِاِسْمِ  
 باعتبار حقیقت محمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است در یک در مرتبه آن شان است و  
 بعد از آن شان لهذا دعوت با نیرتبه هم است از دعوت مرتبه سابق چه در آن مرتبه دعوت  
 او مخصوص بعالم امر بوده و تربیت و مقصود پر روحانیان و در نیرتبه دعوت او شامل  
 خلق امر است تربیت او مثل بر اجساد و ارواح غایت مافی الباب درین رفتار نشاء  
 عنصری او را علیه علی آله الصلوٰات و السلام غالب ساخته بودند بر رفتار علی او تا مناسبت  
 که سبب فاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و جلالتی که جانب بشریت در ایشان غالب است  
 حضرت حق سبحانه و تعالی صیب خود را صلی الله علیه و علی الو سلم با کد و چه امر میفرماید با طهار  
 بشریه خود که قال سبحانه و تعالی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَعْرِی اِلَیَّ  
 ایتیان لفظ شکر از برای تاکید بشریت است و بعد از آن حال از نشاء عنصری جانبی حاکم  
 او علیه الصلوٰة و السلام غالب مد و مناسبت بشریت رو مقصود از ذور انیت و عورت و تقاضای  
 پیدا کرد بعضی از صحاب کرام فرموده اند که هنوز از و فرقی نبرد علیه و علیهم الصلوٰة و السلام فارغ  
 نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم علی ایمان شهودی با ایمان غیبی تبدیل  
 و مسائل از آغوش بگوش کشید و از دیدن بشنیدن آمد و از زمان رحلت او علیه علی آله

الصلوٰۃ والسلام چون ہزار سال گذشت کہ مدت مدیدہ است دازمنہ متطا ولہ جانب  
 روحانیت برینچی غالب مدکہ جانب بشریت را تمام متلون بلون نمود ساخت کہ عالم خلق  
 منبج عالم امر گردانیدہ پس ناچار پنج از عالم خلق او علیہ علی الصلوٰۃ والسلام رجوع  
 بحقیقت خود نموده بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرمودہ بحق بحقیقت احمدی گشت حقیقت  
 محمدی با حقیقت احمدی متحد شد مراد از حقیقت احمدی و حقیقت محمدی در اینجا تعیین امکانی  
 خلق و امر او است علیہ علی الصلوٰۃ والسلام نہ تعیین جوبی کہ تعیین امکانی او ظل آن است  
 چه عروج تعیین جوبی را معنی نیست و متگشتن آن تعیین معقول نہ چون حضرت عیسیٰ علی نبیہا  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم المرسل علیہا الصلوٰۃ والسلام  
 خواہد نمودہ از مقام خود عروج فرمودہ بتبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید بقوت  
 دین او علیہا الصلوٰۃ والسلام و التحیات خواہد نمود و اینجا است کہ نقل میکنند از شرائع ما تقدم کہ بعد  
 از ہزار سال از ارتحال پیغمبر ان اولی العزم از انبیا کرام و رسل عظام مبعوث می شدند کہ تقویت  
 شریعت آن پیغمبر فرمایند و اعلان کردہ نمایند چون دورہ دعوت شریعت او تمام میشود  
 پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث می گشت تجدید شریعت خود میفرمود و چون شریعت خاتم المرسل  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام از نسخ و تبدیل محفوظ است علماء است او را حکم انبیاء دادہ کہ  
 تقویت شریعت نمایند را با ایشان تفویض فرمودہ مع ذلک یک پیغمبر اولی العزم  
 متابع او ساختہ ترویج شریعت او نمودہ است قال اللہ سبحانہ تعالیٰ نَأْتِيَنَّكَ الْذِّكْرُ  
 وَ اِنَّكَ لِحَكَمٍ فَظُوْنٌ بدانند کہ بعد از ہزار سال بعد از ارتحال خاتم المرسل علیہم الصلوٰۃ  
 والسلام اولیاء است او کہ بظہور آیند ہر چند اقل باشند اکل بود تا تقویت این شریعت برود  
 اتم نمایند حضرت مہدی کہ خاتم المرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام از قدم مبارک او بشارت

فرموده اند بعد از ہزار سال بوجود خواہند آمد و حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام  
خود نیز بعد از ہزار سال نزول خواہند فرمود و با کمال کمالات اولیاء این طبقہ شبیہ  
کمالات اصحاب کرام است ہر چند بعد از انبیاء افضل مر اصحاب کرام است علیہم الصلوٰۃ  
والسلام اما جای آن دارد کہ از کمال تشابہ یکی با دیگری فصل نتوان داد از اینجا نتوان  
بود کہ آن سرور فرمودہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام لا یدری اقا لہم خیر و  
امراجنہم نفرمود ادری اولہم خیر ام اخرہم لعلمہ بخال کل من الفریقین لهذا  
قال خیر القرون قری اما چون از کمال مشابہت جای تردد بود فرمود و لایدری  
اگر پسند کہ آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را  
خیر ساخته است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز  
برین طبقہ متیقن باشد پس تشابہ بر این طبقہ در کمالات با اصحاب کرام تہ بود و جواب گوئیم  
تواند بود کہ خیریت آن دو قرن برین طبقہ باعتبار کثرت ظہور اولیاء اللہ باشد و قلت  
وجود اہل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت و کفو لا ینافی کون بعض الافراد من  
اولیاء اللہ فی هذه الطبقة خیرا من اولیاء دینک القرنین کثرت المہتد مثلا  
فیض روح القدس ارباز مدد فرماید و دیگران ہم کمند آنچه میگوید  
اما قرن اصحاب زیمین و جوہ خیر است اینجا سخن کردن از فضل است سابقان  
سابقانند و در جنب نعم مقربان ایشانند کہ انفاق کوہ و سب دیگران بحد شیعیان ایشان  
نرسد و اللہ یحقن برحمتہ من یشاء باید دانست کہ از بیان سابق واضح گشت معنی آن  
عبارت کہ در رسالہ مبدر و معاد فوق این مذکور مسطور گشته است کہ حقیقت کعبہ ربانی  
مسجود حقیقت محمدی گشت چہ حقیقت کعبہ ربانی بعینہا حقیقت احمدی است کہ حقیقت

لا یدری اقا لہم خیر و امراجنہم نفرمود ادری اولہم خیر ام اخرہم لعلمہ بخال کل من الفریقین لهذا قال خیر القرون قری اما چون از کمال مشابہت جای تردد بود فرمود و لایدری اگر پسند کہ آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را خیر ساخته است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز برین طبقہ متیقن باشد پس تشابہ بر این طبقہ در کمالات با اصحاب کرام تہ بود و جواب گوئیم تواند بود کہ خیریت آن دو قرن برین طبقہ باعتبار کثرت ظہور اولیاء اللہ باشد و قلت وجود اہل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت و کفو لا ینافی کون بعض الافراد من اولیاء اللہ فی هذه الطبقة خیرا من اولیاء دینک القرنین کثرت المہتد مثلا فیض روح القدس ارباز مدد فرماید و دیگران ہم کمند آنچه میگوید اما قرن اصحاب زیمین و جوہ خیر است اینجا سخن کردن از فضل است سابقان سابقانند و در جنب نعم مقربان ایشانند کہ انفاق کوہ و سب دیگران بحد شیعیان ایشان نرسد و اللہ یحقن برحمتہ من یشاء باید دانست کہ از بیان سابق واضح گشت معنی آن عبارت کہ در رسالہ مبدر و معاد فوق این مذکور مسطور گشته است کہ حقیقت کعبہ ربانی مسجود حقیقت محمدی گشت چہ حقیقت کعبہ ربانی بعینہا حقیقت احمدی است کہ حقیقت



محمدی فی الحقیقہ نطل است پس چارہ سبب حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند کہ کجہ لفظ اولیاء است اومی کہید و از ایشان برکات می جوید چون حقیقت اورا تقدم باشد حقیقت محمدی اینی چگونه جائز باشد و جواب گویم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمدی از اوج تنزیہ و تقدیس حقیقت کجہ نہایت مقامات عروج کجہ بہت ازینہ اول مرعوج حقیقت محمدی را بر مرتبہ تنزیہ حقیقت کجہ است نہایت عروج اورا غیر از حق سبحانہ اطلاع ندارد چون اولیاء اکمل است اولاً از عروجات آن سرور علیہ و علی آرا الصلوٰۃ والسلام نصیب تمام است اگر کجہ از برکات این بزرگواران در یوزہ نماید چہ عجب زمین زارہ بر آسمان تاختہ بہ زمین در زمان را پس انداختہ و عبارت دیگر از ان رسالہ کہ در ہنمقام واقع شدہ بود نیز عمل شد و آن عبارت نیست کہ صورت کجہ ہمچنانکہ سجد و صورا شیار است حقیقت کجہ نیز سجد و حقائق آن شیار است چہ از مقدمات سابق معلوم شدہ است کہ حقائق شیار عبارت از شمار الہی است جل سلطان کہ مبادی فیوض جودی و توابع جودی ایشان است و حقیقت کجہ فوق آن سما است پس ہرگز حقیقت کجہ متبوع حقائق شیا باشد آری اگر کمال اولیاء را سیر بالا ترا حقیقت کجہ واقع شود و النوار بالا را گرفتہ بہر شب حقائق خود کہ شبیہ با حیا از طبعی شیار است در مرتبہ عروج فرود آیند کجہ از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقاً و ایضاً در رسالہ مبدا و معاد چند فقرہ لوستہ است و در بیان فضیلت انبیاء اولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ علیہم معنی فضیلت ایشان را از بعضی دیگر چون مبنائی آن بر کشف و انعام است کہ ظنی است از ان نوشتن تفرقہ نمودن در فضل نام و مستغفر است چہ در ان باب سخن کردن جز بیل قلمی جائز نیست انتمی اکنون بدفع ایرادات متوجہ می شوم

ساقی بیار بادۃ و بنواز عود را •• یکدم بلند کن نغمات سرود را  
جامی بکشگان حیات ابد برسان •• می برزیند ز ابر خشک صود را

### جواب امر اول

جای تحریر نیافتہ کہ حقیقت احمدی بعد از ہزار و چند سال

عروج کردہ بحقیقت کعبہ متحد شود ان هذا الاثر اذ بلا منشاء البتہ این معنی مذکور

است کہ حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبہ متحد شود و تصریح این معنی خود در مکتوب

مذکور اندراج یافته و این معنی را انا انت گفتن محمول برناہمی است از معنی حقیقت احمدی و حقیقت

کعبہ حکمت مجدد درج در رسالہ مکاشفات فیہ میفرماید کہ شیخ محمد طاہر بخشی استفسار نمودند

کہ در رسالہ مبدر و معاد واقع است کہ صورت کعبہ چنانچہ مسجد الیہ صورتہ محمدیست حقیقت

کعبہ نیز مسجد الیہ حقیقت محمدیست علیہ علی آلا الصلوٰات لتسلیما ازین عبارت نفیست

حقیقت کعبہ مغلہ لازم می آید از حقیقت محمدی علی منظر الصلوٰۃ والسلام و التختہ حال آنکہ

مقرر است کہ مقصود از خلقت عالم و عالمیان است علیہ الصلوٰۃ والسلام و آدم و

آدمیان ہمہ طفلی می اند علیہ الصلوٰۃ والسلام لولاہ لما خلق اللہ الا فلانک ولما

ظہر التریبوتیۃ کما ورد باید دانست کہ صورتہ کعبہ عبارت از سنگ کعبہ نیست چه اگر

فرضنا سنگ کعبہ در میان نباشد کعبہ کعبہ است و مسجد خلایق است بلکہ صورت کعبہ بانگ

از عالم خلایق است در رنگ عقالی ایشیا امری است مبطن کہ از حیث حس و خیال بیرون است

از عالم محسوسات است فیج محسوس و متوجہ الیہا است مراشیار را و بیچ در توجہ نہ ہستی است

کہ بلباس نسبتی پوشیدہ است و نیستی است کہ بکسوت ہستی خود را دانمودہ در جهت بی

ہست است در سمت بے سمت است بانجملہ این صورت حقیقت منش اعجب بہ است کہ عقل

در تشخیص آن عاجز است و عقلا در تعیین آن حیلان گویا نمودہ از عالم بچونی و بچگونگی وارود

عبر محمدی  
رسول خدا  
محمد صلی  
خبر  
سید احمد  
تالیف  
از صاحب  
زبان  
در حدیث  
مذکور  
۱۲۱۸





دولت بہ ساجدیہ و سجدیہ عقلائی و فنون پائی بہ تفاوت حقائق ایمان نبرہ است  
 کہ در مقام احترام نذر دل و لب لعلین شینع کشاوه حضرت سبحانہ تعالیٰ انصاف شان بر  
 کہ تا فہمیدہ لاسٹ نکلند نتیجی جواب امر دوم این فدشہ عمل است برین  
 غلط فہمی کہ حقیقت محمدی احمدی کیست و آنچه گفتہ شد کہ برین اتفاق علماء مشائخ است  
 ہرگز صحیح نیست عبارت قوم نگاشتنی است با این اتفاق از عبارت کدیمی از علماء مشائخ  
 نقل کردنی است و بران کثیفی در مکتوب مذکور است پس استدلال عجیب است  
 فریاد از آن لفظ کہ در ذمہ آشوخ پر سڈز من قوت گفتار نباشد  
 جواب امر سوم این بھی صحیح است کہ بعد از ہزار سال حقیقت محمدی احمدی  
 گرد حضرت مجدد روح در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ نوشتہ بود کہ بعد از ہزار سال  
 حقیقت محمدی احمدی گرد و تتمہ عبارت نوشتند کہ بعد ازین فقرہ واقع است و مسمی  
 بہ دوم تحقق گرد و بعد از ملاحظہ این عبارت بہ بیند کہ آن خدشہ می ماند یا نہ چہ نیست  
 کہ بایست مسمی بدو اسم خود کہ عبارت از کمال است مخصوصہ اند متعاقب یکدیگر بعد از از منہ  
 متطاو لہ متحقق شود و از کمالی بکمالی دیگر کہ بالقوہ دشت ترقی فراید سخن فلاسفہ است  
 کہ در مجردات حصول جمع کمالات را بافعال اعتبار کردہ اند و ترقی از قوہ بفعل تجویز نمودہ  
 این از کوتہ نظری ایشانست من استوفیوا قاءہ فہو مغبون از اینجا تو اند بود  
 کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ نزول و بعد از ہزار سال از بعثت آن  
 سرور است علیہ و علی آلا الصلوٰۃ و السلام آنحضرت را علیہ و علی آلا الصلوٰۃ و السلام باسم  
 احمد یاد کردہ است و قوم خود را بشارت قوم آنحضرت باین اسم دادہ کہ ایام دولت آن  
 اسم است و الا این اسم غیر مشہور یا در کرون چہ گنجایش داشت کہ خلقی در شتابہ افتد و از اسم

۴۴  
 نسبت  
 آمدن

بہ منہی ہتھ نہ گزردند و ازین نیز قیاس باید کرد کہ نام آن سرور علیہ علی آلاء الصلوٰۃ و السلام  
 بر زمین محمد است و در آسمان محمدیہ کمالات محمدی مناسبت باہل زمین دارد و کمالات  
 محمدی مناسبت باہل آسمان ملا را علی و چون از رحلت آن سرور علیہ علی آلاء الصلوٰۃ و  
 السلام ہزار سال بگذرد کہ آن مدت را مدخلتی تمام دادہ اند در تغیر و تبدیل امور و مناسبت  
 مراد را علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام باہل زمین کم مانند کمال احمدی طلوع کند و علوم و معارف  
 آن کمال ظہور فرماید خدشہ نیست و ترویج و کدام آنچه در خدشہ نوشتہ اند را بجا کہ حقیقت  
 است زبان نیست و تغیر و تبدیل تا از حقیقت چہ مراد داشتہ باشد و از تغیر و تبدیل چہ  
 خواستہ قلب حقیقت نیست تقلب حقیقت است از کمالی بکمالی و انصہاغ او است از  
 رنگی بر رنگی ازین بیان حل گشت تشکیکاً نیک نموده بود کہ مراد از حقیقت خودست و الاقید  
 ہزار چہ است و چہرا گفت کہ مسؤل ہزار سالہ با جاہت رسیدہ حقیقت احمدی واضح گشت و  
 فائدہ ہزار سال بوضوح انجامید انتمی اگر آنچه در تقریر اعتراض بر نگاشتہ شد کہ حقیقت  
 محمدی بعد از ہزار و چند سال منظر ذرات گرد و داغ بینی است بر عدم فہم معنی حقیقت محمدی  
 حقیقت محمدی عبارت از شان العیلم است حقیقت احمدی کنایہ از آن معنی کہ مبداء آن شان  
 است و ہمین است حقیقت کعبہ و فرق میان شان و صفات آن است کہ صفات و خارج  
 موجودند بوجہ ذرات بر ذرات تعالی و تقدس شیونات مجرد اعتباراً اند و ذرات غیر سلطان  
 این بحث بمشالی روشن گرد و آب مثلاً بالطبع از بالا بہ پایاں فرودی آید این فعل  
 طبعی در وی است با ریاضات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکنند چہ اریاب علم بوسطہ  
 نقل خود بمقتضای علم از بالا بہ پایاں می آید و توجہ فوق نمیکند و علم تابع حیوۃ است و  
 ارادہ تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چہ ارادت تخصیص احد المقدورین است این





مبارک الحمدوات بابرکات خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک  
 حمدوات بابرکات آن علامہ موجودات مراد است اتھمی ای بادی حقیقت محمدی حقیقت  
 احمدی مراد از اسم مبارک نیست ہر گاہ معنی حقیقت و حقیقت محمدی حقیقت احمدی  
 تفصیل بیان کردہ شد پس این قول از معترض محمول بر کمال ناہمی و بلاوت است <sup>لعمرب</sup>  
 کل العجب کہ حقیقت کعبہ را پر تو نوروی صلی اللہ علیہ وسلم می گوید ہر گاہ حقیقت کعبہ سبب  
 شان علم باشد پس آنرا پر تو نوروی صلی اللہ علیہ وسلم گفتن بعید از عقل و گیاست است  
 اینہ نگاشته کہ چون حقیقت بانی کعبہ ربانی از پر تو نور او باشد <sup>چون</sup> حقیقت کعبہ ربانی از پر تو نور او بنا شد  
 محض سلسلہ است ندانم کہ مراد از حقیقت بانی کعبہ بانی صیبتا حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ  
 مراد داشته شوند پس اگر از ان لازم خواهد آمد ہمین کہ کعبہ ربانی از پر تو نور او باشد <sup>انکہ</sup>  
 سبب شان علم لغو ذی باللہ من تِلْكَ الْخُرَافَاتِ وَالَّذِيانَاتِ  
 پس ہر گاہ میان کعبہ و رب کعبہ فرقی است حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ باشد  
 نہ معاذ اللہ خالق رب کعبہ پس اگر کعبہ از پر تو نور مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
 باشد رب کعبہ پر تو نوروی نہ خواهد بود و چون حقیقت کعبہ از تحقیق سابق سبب شان  
 علم بود پس چگونه مسجود نخواہد بود فان ذَا اللہ تعالیٰ مسجودٌ الیہ البتۃ  
**جواب امر ششم** در کعبہ حقیقت کعبہ فرقی است چنانکہ میان کعبہ و رب کعبہ  
 پس اگر بقولہ کہ وجود شریف خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم در ان مدفون است بر کعبہ و  
 عرش کرسی تفصیل و شرف دارد یا مومن افضل بر کعبہ باشد در ان بحسب نیست بحسب حقیقت  
 کعبہ است کہ معنی سبب شان علم است بر ان هیچ چیز افزونی نیست این اعتراض نیز مبہنی است  
 بر ناہمی از معنی حقیقت **جواب امر ششم** اولاً معنی حقیقت کہ نگاشته شد فلا

مصطلح است تا نیادین شک نیست که حقیقت کعبہ اصل و مسجود حقیقت محمدی است  
 مگر حقیقت کعبہ را ظل و ساجد را زینہ اول قرار دادن محض نا فہمی است عبارت حضرت  
 مجدد روح ازین پاک و عفاف است عبارت حضرت مجدد روح این است زینہ اول  
 معروف حقیقت محمدی را بر مرتبہ تنزیہ حقیقت کعبہ است معترض این عبارت را  
 مطلقاً نہ فہمیدہ پس اعتراضش راجع بر فہم و سہ خواہد بود تا نشاء در ویزہ نمودن  
 حقیقت کعبہ نسبت عجیب فسوس است کہ معترض میان کعبہ و حقیقت کعبہ فرقی نمیدان  
 چون یکی را بجائی دیگری استعمال میکنند در تحریری افتد منشأ رطلط این است کہ اولاً  
 در ویزہ نمودن حقیقت کعبہ نگاشتنہ درین مقام کعبہ تحریر کردنی بود پس بر آن تصریح  
 کردہ کہ چون حقیقت کعبہ و حقیقت احمدی یکی باشد پس لطواف اولیا راست آمدن و  
 از ایشان در ویزہ نمودن و لطواف آمدن چنان راست آمد در ویزگی کعبہ مستلزم  
 جواز در ویزگی حقیقت کعبہ نسبت کہ مساوی حقیقت احمدی است **جواب** **مطلب**  
 حقیقت محمدی را بعد مبارک و حقیقت احمدی را روح طیب قرار دادن از ہذا

**جواب** **مطلب** **اعتراض** بے سرو پا است

زبان شوخ من تراکی و من کی نمیدم : چه خوش بودی اگر بودی بانسہ ہوان  
 بر معترض لازم بود نشانندی عبارتیکہ بر و اعتراض مذکورہ میشود **جواب** **مطلب**  
 در نقل غلطی واقع شدہ تصحیح نقل مطلوب است لکن درین شبہ نیست کہ آیت  
 الناس و رب الناس حقیقت کعبہ لطواف اولیا را نشانی آید تکرار خطا محمول  
 بر غشاوت بصری معترض است **جواب** **مطلب** **اعتراض** ہم ندانم کہ عبارت  
 منقولہ کجا است و از ما سخن فیہ کدام تعلق دارد و حقیقت کعبہ را زینہ اول حقیقت

محمدی گفتن محمول برناہمی است کما بینا و ساقا چہ از ان ظاہر است کہ زینہ اول مرتبہ  
 تنزیہ حقیقت کعبہ است با این غلط نہمی دراز نفسی محترم محل شکایت است  
 بعد ازین لبر ما غریبہ جو خواہد بود بہ ہر از ہر روری بدو خواہد بود  
 حکمت خاطر من صبر و تحمل دارو بہ تا ترا جور و جفا عادت و خو خواہد بود  
 تحقیق مقام و توضیح مرام این است کہ مراد از حقیقت ذات شیء و ماہی ہونہست  
 بلکہ حقیقت شیء بطور این طائفہ فلیتہ عبارت از اسم الہی است کہ مبدی تعیین وجود آن  
 بودہ است و آن شیء کا نطل و انعکاس نسبت آن اسم واسطہ فیوض از حضرت قدسیہ  
 برای آن شیء باشد و چنانکہ شان ذاتی واسطہ میان آن اسم مقدس و ذات منزہ علی شان  
 تعالی و عبرت نامہ است از انکہ توسط و وسائط و رفاہات مناسبات در میان مفیض و  
 مستفیض عادتہ اللہ جاری است چون این دہشتی کہون بدان کہ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کمالات و مقامات اندکہ متقصا و احاطت آن مستحیل میماند و مرا آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم دو اسم اند و ہر کدام را ولایت ملاحظہ پس باعتبار وجود عنصری او و ارشاد او درین  
 عالم ظہانی را اسم مقدس او و محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ولایت این اسم مبارک ناشی است  
 از اسم الہی کہ مناسبت بہ ترتیب این عالم سفلی دارد و مناسبت بہ حقیقت محمدی باعتبار  
 وجود روحانی او کہ درین عالم ملکوت در روحانیات عالم علویست و پیش از وجود عنصری آن  
 وجود نبی بود نام پاک او محمد است و ولایت این نام ناشی است از شان جامع کہ مبدی  
 و اصل است حقیقت محمدیہ را و مناسبت بہ مرتبہ آن عالم نورانی را کہ مسمی بہ  
 حقیقت احمدیہ است و نیز بہ حقیقت کعبہ ربانیہ است و مرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 درای این ہر دو تعیین کہ بمنزہ در مکان لہی او است باعتبار ہر دو اسم مبارک او



عروجات لا تعد ولا تحصى اند که نهایت آنرا اعلام الغیوب اند چنانچه در قول آنحضرت صلی الله علیه و سلم به آن اشارت رفته بی معنی الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل و بان مومی است قول الله تبارک و تعالی فکان قاب قوسین أو اقرب فی داین است اثره سرسلفانی و محبوبیت صرفه داین است مناط فضل مدارتقوت ازین تحقیق لایح گشت که این تفوق فی الحقیقت تفوق بعض کمالات آن سرور است صلی الله علیه و سلم بر بعض دیگر و نیز حقیقت کعبه جزئی است از حقیقت جامع او صلی الله علیه و سلم که جامع است کمالات جسمانیه در روحانیه خلق و امر او صلی الله علیه و سلم پس توهم تفوق باطل شد و حدیث فضیلت مضمحل گشت معلوم باید کرد که فضیلت حقیقتی بر حقیقتی دیگر موجب فضیلت صورتی بر صورتی نمیشود چه جائز است که صورت را با حقیقت او در یک است قریب اتصال باشد که آن قریب اتصال بصورت دیگر با حقیقت او که رب است نباشد و این در مانحن فیه اظهر است در آن خفائی نبوده است زیرا که کمال قریب نیست مگر بفناء و بقا و عروج مخصوص به بشر و غیر انسان کمال مقامی است معلوم حضرت خواجه معصوم قدس سره سیفرانید تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب فضیلت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چه می تواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات بر حقیقت فوقانی شود و مراتب قریب رود و صاحب حقیقت فوقانی مجوس حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود نماید و مراتب قریب که مدار فضل بر است حاصل نکند بنی بینی که ولایت طار علی فوق ولایت خویش بشر است و فضل مرخوس بشر را است باعتبار عروج از حقائق بلکه ملک با عروج از حقائق خود نیست و ما من الا لکه مقام معلوم حد شرح سابق مذکور است ان الملك لایکون کائنا فوق البشر فی بعض الوجود

را با آنکه تفالی  
و حق است  
مکان وقت  
غریب و نبی  
با با باریت  
عقوبت از  
اصدا که او را مقام  
علیه است  
لا لکه  
در بعضی امور  
نقش  
عین فضیلت  
موجب است  
بشر است

لکن الأفضلیة بمعنى كثرة الثواب للبشیر و نیز عالم امر فوق عالم خلق است  
 و فضل مر عالم خلق را است چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر مطلق عنده خاک پائین  
 تر لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب رفعت او گشته است و قربی که  
 خاکیان را است قدسیان را **س**  
 زمین زاده بر آسمان تاخته و زمین در زمان را پس انداخته  
 انتمی باید دانست که لفظ حقیقت محمدی در عبارت حضرت امام ربانی قدس سره  
 بمعانی مختلفه و انجاشتی وارد شده چون بحقیقت احمدیه و با حقیقت کعبه تقابل  
 شود مراد از آن اسم آلهی جامع باشد که نسبت به شریعت این عالم سفلی دارد و چون تقابل  
 بحقیقت آلهی شود مراد از آن شان ذاتی جامع باشد که منوال تریبیت عالم علوی گردد و  
 در این جامع جمیع شیونات ذاتیه و اولی مبدء اسم جامع باشد که متضمن جمیع اسماء است این  
 شان و کل بود برای سایر حقائق این شان که حقیقت کعبه ربانی است نیز در آن حقیقت  
 جامع و خل جز را و باشد و همین است مبر بحقیقت الحقائق و تدافع منافع بود چنانچه در اخیر کلمات  
 و قرئالت به آن ذکر رفت که حقیقت محمدیه فوق جمیع حقائق است تذلیل حضرت امام ربانی  
 در مکتوبیکه مذکور شد میفرماید حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی است از اوج  
 تنزیه تقدیر حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است زینب اول مر عروج حقیقت محمدی  
 را مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است و نهایت عروجات او را علیه السلام غیر از حق سبحاننا اطلاع ندارد  
 و چون کل اولیاء است آن سرور را علیه الصلوة و السلام از عروجات او علیه السلام نصیب  
 نام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران در یوزه نماید چه عجب است و درین مقام مراد از آن  
 حقیقت کعبه است اسم آلهی است که حقیقت محمدی هم همان است تا مخالفت با سبق لازم آید

بلکہ مراد روحانیت کعبہ است نہ اجبار و اجتناب حضرت مجدد در مکتوب صدم از جلد ثالث  
 کہ بشیخ نورالحق ابن شیخ عبدالحق دہلوی کہ یکی از مقتصدان انوارانہ حضرت مجدد  
 بود تحریر میفرماید غایت مافی الباب انتشار ظهور قرآنی از صفات حقیقیہ است و انتشار  
 ظهور مجددی از صفات منافیہ ناچار از اقدیم و غیر مخلوق گفتند و این را عادت مخلوق  
 و محاطہ کعبہ ربانی ازین در ظهور اسمی ہم عجیب تر است کہ آنجا ظهور معنی غنزی ہی است  
 یعنی کسوت صورت و اشکال چه کعبہ کہ مسجود الیہ خلایق است از سنگ گل و خیمت همچنین  
 جدران بتوف نیست چه اگر اینها بنا شدند کعبہ کعبہ است و مسجود الیہ است پس آنجا ظهور  
 است اما هیچ صورت نیست این از عجیب عجائب است انھی حضرت عروۃ الوثقی در  
 مکتوب بست و چهارم فرماید کہ حقیقت کعبہ بزرگست میان حقائق مخلوقات و حقیقت  
 واجبہ علی سلطانہ کہ مرتبہ احدیت ذاتست تعالی چه کعبہ مسجود الیہ خلایق است حقیقت  
 از حقائق سایر خلایق البتہ باید کہ ممتاز باشد چه مسجود ذات حق است سبحانہ کعبہ باید کہ  
 ناشی از این مرتبہ مقدسہ بود حضرت ایشان با قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقداس  
 در مکتوبیکہ داخل سہ جلد مکتوبات نیست نوشته اند کہ حقیقت کعبہ ذات واجبہ است  
 تعالی چه مسجود فی الحقیقت همان مرتبہ مقدسہ است نہا باید نوشت کہ مسجود ہر چند ذات  
 بیچون است لیکن اعتبار مسجودیت باطل و گشتہ است لاجرم از مرتبہ احدیت ذات  
 کہ میرا از نسبت اعتبارات متنزل باشد و در دیدہ دانشم گرفتاری تمیز بود و در مکتوب  
 صد و ہشتاد و سوم میفرماید کہ آنکہ از بعضی عبارات آنحضرت مستفاد میشود کہ حقیقت  
 کعبہ فوق اعتبار شیون و صفات است و از سابق خلاف آن مفہوم گشت جواب  
 مراد از صفات و شیون کہ حقیقت کعبہ را از آن تفوق است صور علیہ صفات است



کہ در مرتبہ یقین علمی ثبوت دارند چه در اصطلاح قوم مقام صفات و شیون عبارت  
 از همین صور علیہ تفصیلیہ است چنانچہ اجمال این مرتبہ را مرتبہ ذات میگویند و تجلی آنرا تجلی  
 ذات میدانند و نیز مراد از ان صفات حقیقت تفصیل مرتبہ تعیین وجودی است کہ حضرت  
 ایشان باثبات این تعیین ممتازند و نزد حضرت فیج محی الدین عربی و تابعان او قدس  
 اسرار هم این مرتبہ مرتبہ لا تعیین مرتبہ طلاق ذات است تعالیٰ چه فوق تعیین علمی علی کہ  
 تعیین اول است نزدشان مرتبہ لا تعیین است و وجود بخت و نزد ما این مرتبہ کہ مرتبہ  
 وجود بخت است بتعیین موصوف است و تعینات صفات نیز درین مرتبہ ثابت است  
 کہ از جمله آن تعینات تعیین علمی است لیکن چون علم اجمع صفاتست در اینجا نیز در رنگ  
 وجود صفات و شیونات ذاتیہ کائن است و آن را نیز در رنگ وجود و مرتبہ است  
 مرتبہ اجمال کہ انرا دیگران تعیین اول و حقیقت محمدی میدانند و مرتبہ تفصیل ازین تحقیق  
 لاحق گشت کہ تعیین علمی علی تعیین اول صفت علم است کہ از صفات حقیقت زائده است  
 نہ تعیین اول حضرت ذات تعالیٰ بلکه در تعیین اول بودن آن مصفت علم را نیز سخن است  
 چه فوق تعیین وجودی در ان مکتوب خیر تعیین حسی اثبات کرده اند کہ در اینجا نیز اجمال  
 و تفصیل است پس سوال سخن رویم حقیقت کعبہ ربانی چنانچہ فوق صور علمیه و احدیت است  
 کہ نزد قوم مقام شیون و صفات است و فوق اجمال علم کہ نزدشان مقام وحدت و  
 تجلی ذات سبحانین فوق تفصیل کمالات مرتبہ حضرت وجود است کہ نزد حضرت ایشان  
 با هر صزاران گما نیست از کمالات حضرت ذات معنی است از صفات او تعالیٰ و  
 نیز فوق اجمال حضرت وجود است کہ تعیین اول و حقیقت محمدی است بقول قدیم حضرت  
 بود قول خیر حضرت تعیین اول و حقیقت محمدی تعیین حسی است کہ فوق تعیین وجودیت

چه حب است که سلسله وجود و ایجاد را بنیانیده است چنانچه فلجبت ان اعرف  
 رمزیت ازان اگر گویند کعبه هر چند بیت الله است اما قلب مومن بحکم یعنی الی  
 نیز حکم آن دارو پس تفوق آن برین از کدام رو بود گوئیم **وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ**  
 در عالم مجاز سلاطین را هر چند المکنه و نشستگاه بسیار است لیکن خانه خانه است که از منزلت  
 اغیار بیگانه است و آرام گاه جانانه است نشستگاه دیگر را با خانه چه نسبت و کدام  
 مساوات هذا مانند صفات حقیقت زانده که اصلا انفکاک شان از ذات تعالی جائز  
 نیست اگر از بیت الله فوق بودند گنایش در ووا علم عند الله سبحانه فان صدق  
 المناقاة و زال الاشتباه **تشبیه** از بیان سابق لایح گشت که  
 حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدی است چه حقیقت محمدی علی صاحبها الصلوة و  
 السلام و الخیرة ناشی از مراتب تعینات است و حقیقت کعبه فوق مراتب تعینات  
 است مانند حقیقت قرآن مجید سبحانی که حقیقت کعبه ربانی چه نسبت دارد و در سال  
 مهدار و محاد که از مصنفات حضرت ایشان ما است آنست که حقیقت قرآنی  
 و حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدیست حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت قرآنی و  
 در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث برنگاشته اند که حقیقت قرآنی فوق حقیقت کعبه  
 و آنچه در ماستق ادا حضرت منقول شد نیز شعر همین معنی است تطبیق میان این دو حقیقت  
 آنچه بخاطر فائز راه میدهند ناشی است از تحقیق سابق که در شیون و صفات و اجبی تعالی  
 مشروح ساخته چه قرآن مجید ناشی از صفت یا شان اوست سبحانه و در شیون و  
 صفات و دو اعتبار مبین گشت اعتبار تعین اعتبار اطلاق و لاتعین پس نظر این  
 دو اعتبار حکم به سبقت هر کدام از حقیقتین بر دیگری میتواند که بوده باشد یک حکم یک اعتبار

بود و حکم دیگر اندازہ اعتبار دیگر قلا تخالف فی الحقیقتہ و آنچه در مکتوب مدمم از جلد ثانی  
 اندراج یافته است کہ معادلہ کعبہ ربانی ازین دو ظهور اسمی یعنی ظهور قرآنی و ظهور محمدی  
 ہم عجیب تر است کہ اینجا ظهور معنی تنزیہی است بی کسوت صورت و اشکال چه کعبہ کہ مسجد و الیہ  
 خلافتی است عبارت از سنگ و کلخ نیست و همچنین جدران و سقف نیست چه اگر انہا  
 نباشد کعبہ کعبہ است و مسجد و الیہ مسجد پس اینجا ظهور است اما ہر صورت نیست این از  
 اعجاب عجائب است انتہی دلالت بر تفوق این حقیقت بر حقیقت قرآنی ندارد چه معنی  
 تنزیہی یا پرچہ در آنحضرت جل سلطانہ اعتبار نموده آید از الوہیت و ربوبیت و وجوب  
 وجود و غیرہ از صفات حقیقت کہ بشرافت وجود خارجی پیوستہ اند از منزل است چنان  
 در مکتوب ثالث از جلد ثانی این معنی بسین شرح است آری ظهور این حقیقت بی کسوت  
 صورت است بخلاف ظهور کلام مجید و ظهور محمدی کہ بکسوت حرف و صوت و صورت  
 انسانی است و این از غرائب است و حقیقت محمدی چون اسمای ضافیہ است ناچار از  
 ہر دو حقیقت منزل بود سوال ازین بیان لازم آمد کہ کعبہ حسنا ی از حضرت پیغمبر  
 اصلی اللہ تعالی و سلم افضل باشد جواب گویم ممنوعست زیرا کہ تفوق یک حقیقت  
 بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیہ نیست  
 چہ میتوان کہ صاحب حقیقت تحتانی را عروجات بر حقیقت فوقانی شود و مراتب قرب و ہد  
 و صاحب حقیقت فوقانی بموجب حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود نماید و کثرت  
 قرب کہ مدار فضل بزرگست حال تکلمی نبی کہ ولایت ملام علی فوق ولایت خواص شرا  
 و فضل خواص بشر است باعتبار عروج از حقائق ملک ملک را عروج از حقائق خود  
 نیست و اما اگر لاکہ مقام معلوم و در ما عن فیہ نیز یعنی ظاہر است و نیز عالم امر فوق عالم



خلق است فضل عالم خلق رحمت چه قرب عالم خلق صلی است و قرب عالم امر علی عنصر خاک  
 پائین از لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب کفایت او گشته و قربی که خاکیان  
 است قدسیانند

زمین زاده بر آسمان تاخستہ بد زمین و زمانرا پس انداختہ  
 فَأَقْهَرُوا وَلَا تَنْكُرْ مِنَ الْقَاصِرِينَ اگر گویند که آنحضرت قدسنا الله  
 تعالی سرہ الاقدس در مکتوبی کہ به شیخ طاهر جوینوری نوشته اند و آن مکتوب  
 داخل جلد های مکتوبات قدسی آیات نہ شدہ بزنگاشته اند کہ حقیقت کعبہ عبارت از ذات  
 بیچون و حبیب لوجود است جل سلطانه کہ گردی از ظلیت و ظهور بونی راہ نیافتہ است  
 و شایان سجودیت و محبودیت است ازین عبارت تفوق این حقیقت از صفات  
 حقیقہ و حقیقت قرآنی مطلقا لازم می آید کہ خلاف تحقیق سابق است گویم اول چون  
 مقرر قوم است کہ فوق مراتب تعینات کہ مراتب ظلال و ظهور نسبت مرتبہ اطلاق ذات  
 تعالی بنا بر آن آنحضرت نیز ازین مرتبہ تغیر بذات بیچون نموده باشند و این تحقیق  
 تفصیل را کہ فوق تعین علمی و وجودی محمی است بعد از آن افادہ فرمودہ و بنا بر آنکہ  
 میتوانند کہ ان حقیقت را ذات بیچون مجازا باعتبار ملائمتی کہ با بیت را با بیت است  
 فرمودہ باشند چہ فی الحقیقت سجود ذات بیچون است تعالی و بیت و منظر است و این  
 حقیقت کہ درینجا سخن از آن می رود معنی بیت است در آن لحاظ است و اما آنکہ آنرا  
 بود کہ مراد از ذات بیچون ذات مقید باعتبار مجبودیت و سجودیت و مانند آن بود  
 نہ ذات مطلق معرا از نسبت و اعتبارات چنانچہ لفظ سلطان در خانہ نیست کہ در اول  
 کتاب مسطور شد مشعر باین معنی است یعنی سلطانرا قطع نظر از آنکہ نسبت بجانہ دارد و باید

دیرون ازین اعتبارات باید طلبید و صفات حقیقیه را و همچنین شیونات را که کالاهولند  
 بر این صفات را از سایر اعتبارات ذات تعالی تفوق است چه ذات مقید با اعتبار محو  
 در آنجا همان اعتبار است نه ذات چنانچه ارباب محقول در علم شی بوجه گفته اند که محلو  
 همان جهت است نه شی و حقیقت قرآنی جامع جمیع کمالات ذاتیه است که اولاد مرتب  
 صفت ملک شان کلام فائض می شوند تا بنیاز آنجا بجا لافاده می آیند و آن <sup>حقیقت</sup>  
 توسط این شان صورت لفظی گرفته جلوه گرفته است چنانچه حضرت ایشان نوشته اند  
 که در مرتبه شیونات که زائد بر ذات نیستند الا بالا اعتبار شان کلام با این معنی مخصوص گشت  
 هر چه از کمالات در مرتبه ذات و شیونات متحقق بود تمام در شان کلام فائض گشت حال  
 تمام حقیقت آن شان همین قرآنست و بس بهین عبارت عربی و ترتیب مهیو و مکتوب  
 در مصاحف و هر کتابی که بهر بنی منزل شده است جزو سیت از اجزای این قرآن که  
 از بعض عبارات او بعض وجود مستفاد است و تخلیق جمیع مکنونات من الاول  
 الی الاخر هم مستفاد از ان *انما قولنا اذا اردنا ان نقول له کن فیکون*  
 مصداق این قول است عا شاد کلا که کعبه سنجین را افضل گفته باشند اگر گفته اند کعبه سنجین  
 افضل گفته باشند که آن هم اول شان ربانیت و نشانه عبودیت و قابلیت سجودیت  
 است این بنا بر مادی را افضل گفته اند و این قول در مجلدات ثلثه مکتوبات داخل شد  
 البته در رساله مبده و معاد نوشته اند که حقیقت کعبه فوق حقیقت حجر است فوقیت مستلزم  
 افضلیت نیست بلکه میان این عموم و خصوص است *فکل افضل فوق صوره و معنی*  
*ولیس کل فوق افضل* بگذرد که عالم ملائکه فوق عالم انسان است ولیکن بشر افضل است  
 از ملک و عالم امر فوق عالم خلق است اما عالم خلق افضل است از عالم امر پس بقول اول

حضرت ایشان حقیقت احمدی و حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی است اما حقیقت محمدی افضل است از حقیقت احمدی و کعبه پس ثابت شد که فوقیت مستلزم فضیلت نیست بقول آخر ایشان حقیقت محمدی مطلقاً افضل است بر کعبه و غیره چرا که او حقیقت الحقائق است حضرت مجدد و دو اصطلاح دارند و هر دو اصطلاح حقیقت محمدی افضل است از کعبه اهل حرم چند لمخط دارند نظر بجانب خانه مومن را افضل میگویند و نظر بر روحانیت کعبه انبیا و اولیا را افضل میگویند و نظر ایشان مسجودیت و اسرار الوهیت و منشأ عبودیت حقیقت کعبه را افضل می گویند هر کعبه را افضل گفته است مراد کعبه حقیقی است که آن سرا و اول شان ربانی است و منشأ عبودیت و قابل مسجودیت است هر که مومن را افضل گفته است مراد او کعبه جمادی است اینجا مراد لمخط است هر کس به نظر خود حکمی فرموده است که باعتبار هر دو صحیح دارد و کجا بودم و از کجا بجا رسیدم

همسایه شنیدنا الام گفت : خاقانی را در شب آمد

امید دارم که بسمع قبول در آید و شاهد مقصودم در بر آید

خوشم به سنگدلیهای او که در دران دل از سنگسار و طاق شنیدن نسبت

قال آنچه در مکتوب نزود و ششم از جلد ثالث مینویسد که خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بدو اسم مسمی است اینج از عنایات او است که خلاف علوم علما و درائی معارف اولیا است

و هر دو اسم مبارک محمد احمد در قرآن مجید است و بعضی مفسران بر آنند که طه نیز اسم مبارک

او است و در حدیث دیگر آمده انا اسمی علی الارض مجید و فی السماء باحمد

و فی الثری بجمع و علی العرش باحد و در حدیث دیگر است

انا احمد بلا اسم ازین هر دو حدیث معلوم شد که احد هم نام مبارک او است که از احمد هم

لا بد از



نزدیک تر است و مقصود از نہمہ نامہ اذات مبارک او است صلی اللہ علیہ وسلم پس آنچه صاحب  
 مکتوب حقیقت محمدی را بجد مبارک نسبت کرده و حقیقت احمدی را بروح مطہر قرار داد  
 خلاف ہمہ است و آنچه گفته کہ از تعیین جسدی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار  
 سال هیچ اثر نماند غلط محض است و خلاف اجماع و حدیث و اتفاق ہمہ بزرگان است کہ جسد  
 شریف انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات در قبر بوسیدہ و ریزیدہ نشود و تعیین جسدی خود آج  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بحال خود است و محمد احمد نام ذات مبارک او است و تن  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت روح گرفته است **اقول** در مقام اول عبارت  
 مکتوب نود و ششم از جلد ثالث کہ بہ خواجہ اشتم کشمی شرف صدور یافتہ نقل میکنم حضرت  
 پیغمبر ما علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام سہمی بدو اسم است کہ ہر دو اسم مبارک او در قرآن مجید  
 معلوم است فرمود محمد رسول اللہ و نیز فرمود در حکایت بشارت روح اللہ اسمہ احد و ہر  
 کدام این دو اسم مبارک را ولایت علیہ است ولایت محمدی ہر چند ناشی از مقام  
 محبوبیت اوست علیہ الصلوٰۃ و السلام اما انجا محبوبیت صرف کائن نیست نہ چی از نشاۃ  
 مجیدیت نیز دارد اگرچہ آن مخرج بالاصالت اورا ثابت نباشد اما لئق مقام محبوبیت صرف  
 است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف است کہ شاید محبوبیت ندارد این ولایت  
 از ولایت سابق پیش قدم است و یک مرحلہ بہ مطلوب نزدیک تر است و بہ مجیدیت نزدیک  
 چہ محبوب ہر چند در محبوبیت تمام تر بود استغنا دلی نیازی اورا کاملتر باشد و در نظر محب  
 زیباتر و آید در عنایت نماید و بیشتر محب را بخود جذب سازد و شیفتہ و والہ تر گرداند  
 نہ تنها آفتم زیبائی او است \* بلای من زنا پروای او است  
 مراد از بلا افراط عشق است کہ مطلوب عاشق بہمان اللہ احد عجبیاسمی است

کہ مرکب از کلمہ مقدس احد است و از حلقہ حرف میم کہ از غوا مقرر سر را الہی جل شانہ  
 در عالم بیچون گنجایش ندارد کہ در عالم چون تعبیر از ان سر مکنون بغیر از حلقہ میم تو آنکہ  
 اگر گنجایش میداشت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بہ آن تعبیر میفرمودہ و احد احد است کہ  
 لا شریک لہ است و حلقہ میم طوق عبودیت است کہ بندہ ملازم مولی متمیز گردانیدہ است  
 پس بندہ ہمان حلقہ میم است و لفظ احد از برای تعظیم او آمدہ است و اظہار اختصاص  
 او کردہ است علی آل الصلوٰۃ و السلام

چون نیست نام آورچہ باشد مگر م تر بود از ہرچہ باشد  
 بعد از ہزار سال کہ انرا تا ثیری بخادہ اند در لغیر امور عظام معالمان ولایت  
 باین ولایت کشیدہ ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار از  
 دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجای طوق تحسین حرف الفبا کہ رمزی  
 از رب او است ممکن گشت تا محمد احمد شد علی آل الصلوٰۃ و السلام بپا نشان است  
 کہ دو طوق عبودیت عبارت از دو حلقہ میم است کہ در اسم مبارک محمد علی اللہ تعالیٰ  
 علیہ و آلہ و صحبہ وسلم و بارک اندراج یافته است تو اند بود کہ آن دو طوق ہشارت  
 بدو تعیین و باشد علی آل الصلوٰۃ و السلام کی از ان دو تعیین ہسب دی بفرستی است  
 و دوم تعیین روحی ملکی در تعیین ہسب دی ہر چند بواسطہ عرض موت فتور رفتہ بود تعیین  
 روحی قوت گرفتہ اما اثر آن تعیین باقیماندہ بود و ہزار سال با است تا آن شریک زائل شود  
 و نشانی از ان تعیین نماند چون ہزار سال آخر آمد شری از ان تعیین نماند و یک  
 طوق عبودیت از ان دو طوق گسستہ شد و زوال و بقای بہ آن طاری گشت  
 الفبا ہویت کہ انرا در رنگ بقای با شرف ان گفت بجای آن نیست ناچار

محمد احمد گشت و ولایت محمدی ولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ  
و عقبہ وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یک تعین باشد پس این اسم بحضرت اطلاق  
اقرب باشد و از عالم دور تر بود و سوال فناء و بقا کہ مشائخ قرار داده اند و ولایت بان  
مربوط ساختہ بچہ معنی است و این فناء و بقا کہ در تعین محمدی گفتہ شد بکدام معنی جواب  
فناء و بقا کہ ولایت بہ آن مربوط است فناء و بقا شہودی است اگر فناء و زوال است اعتبار  
نظر است و اگر بقا و ثبات است ہم باعتبار نظر آنجا صفات بشری را استتار است  
فناء و زوال فنائی این تعین اینچنین است بلکہ آنجا صفات بشری را زوال وجودی معنی است  
و انخلع از جسدی بروحی کائن در جانب بقا اینچنین ہر چند بندہ حق نشود و از بندگی  
بر آید اما بحق نزدیکتری افتد و محبت بیشتر پیدا میکند و از خود دور تر گشتہ احکام بشری  
از وی منسلوب تر میگردد و باید دانست کہ این عروج محمدی کہ مربوط با تنفائی صفات  
بشریت ہر چند کار و بار و علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و السلام بالاتر برود و بذروہ علیا  
رسائند و از گشتا گشت غیر و غیریت و ارا پیدا اما محالہ بر امتیان و علیہ علی آلہ الصلوٰۃ  
و السلام تنگ تر گشت و نور ہدایت او کہ بواسطہ مناسبت بشریت بود کمتر شد و  
توہمی کہ بحال این دور پس اندگان و شست قلت پیدا کرد و بکلیت بہ محبوبیت خود متوجہ  
شد و از بیجا است کہ بعد از ہزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشتہ است و نور اسلام  
سنت نقصان پیدا کردہ انتہی از عبارت معترضہ و شبہ مفہوم میشود و ہر دو شبہ  
مثلاً اعتراضہائی سابق ناشی است از عدم معرفت فن تصوف  
ہر عضو تنبت سادہ تر از عضو دیگر بود ہر موی کہ بر اندام تو زدیدیم کم بود  
شبہ اول محمد و احمد نام ذات مبارک است پس انچہ حقیقت محمدی



بجہ مبارک نسبت کرده و حقیقت احمدی را بروج مطہر قرار داده خلاف ہمہ استجابات  
 این است کہ این شبہ ناشی از نا فہمی معترض است سلنا کہ محمد و احمد نام ذات مبارک است  
 صلی اللہ علیہ وسلم مگر حقیقت محمدی را بجہ مبارک نسبت کردن و حقیقت احمدی را بروج  
 مطہر یعنی چہ مضمون عبارت رانا ہمیدہ شبہ بیان کردن باعث کمال تعجب است  
**شبہ دوم** وجود شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در قبر بوسیدہ نہ شود  
 از اس این است کہ این انتساب مبنی بر فہم معترض است حاشا کہ حضرت مجد روح  
 قائل آن بودہ باشد بلکہ لضمین سوال جواب تقریری در توضیح معنی فنا و بقا بیان  
 فرمودہ تا معنی تعین جسدی و روحی ظاہر گردد و متہذاب با اعتراض کشادن محمول  
 بر نادانستگی است از معارف

صالح بزرگ و توبہ و تقوی مزین است • چون نیست نیست نشہ او بفرود نیست  
 حضرت مجد روح در رسالہ معارف لدنیہ فراید فنا عبارت از نسیان اودون حق است  
 سبحانہ بواسطہ استیلا شہودستی او جل ذکرہ بیانش آنست کہ روح انسانی معہ کایتضمنہ  
 مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِنَ السَّمَاءِ فَالْخَفِيِّ وَالْاَخْفَى پیش از تعلق بہ بدن بصلح خود جل سلطان  
 علمی داشت و نحوی از توجہ بہ آنجناب قدس اورا متحقق بود چون در نہاد او استعداد تقریباً  
 ہنوادہ بودند و ظہور آن استعدادات منوط بود تعلق بہ بدن عنصری لاجرم اولاً اورا  
 تعشق و محبت عطا فرمودند و روی اورا تا نیایا این پیکر ہولانی گردانیدند و ارتباطی بر وجہ  
 کمال در اینہا پیدا آوردند پس روح بواسطہ این تعلق حی بسبب کمال لطافت خویش خود را  
 درین محبوب ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با تواج آن دوری فانی گردانید لہذا بسیار  
 از عقلا خود را غیر از جسد مبنی انگازند و برای جسد امری دیگر اثبات نمیکنند و حضرت



از خود ای سبے خیر اکنون که شدی سپر بر من جمع کن خاطر و چون روغن ازین شیر بر  
خود نمائی است گزشتن ز لبها سیکه ترا از ته پیز این خویش چو تصویر بر آ

**قال** در مکتوب دو پست و شصتم از جلد اول مینویسد بایده اندت که منصب نبوت

ختم بر حضرت خاتم الرس صلعم شده است اما از کمالات آن منصب طریق تبعیت است نسبت

متابعان او را صلی الله علیه وسلم نصیب کامل است این کمالات در طبقه صحابه بیشتر است

و در تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده بعد از او با استتار آورده و غلبه

کمالات ولایت ظلی جاوه گزشته اما امید است که بعد از مضمی الف این دولت از سر نو باز

گردد و غلبه شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رو ظهور آورد و ظلی استتار پیدا کند و حضرت مهدی

علیه الرضوان بطاهر و باطن مخرج این نسبت علیه باشند و چه آن چیست که تبعیت همیشه

باقی است و بعد از آنکه رو با استتار آورد و غلبه کمالات ظلی جاوه گزشته چه نقص پیش آن مذ

و غلبه کردن لا یت ظلی چه معنی دارد و بعد از مضمی الف کمالات اصلی در سرتازه گردد و ظلی

استتار پیدا کند و چشم چیست ازین عبارت همسری او با بنیا پیدای شود **قول**

ور حدیث است خیر القربین قرینی ثم الدین یلحق بهم ثم الدین یلحق بهم ثم الدین یلحق بهم

بعد خیر القربون البواع النواع بدعات شیوع یافتند چون در الف ثانی انشاء الله تعالی ظهور

امام مهدی علیه السلام گردد و دین از سر نو روشن یا بد از شرک و کفر و بدعات دنیا پاک

صاف گردد و از شعاع اسلام و اتباع سنت چار و انگ عالم منور گردد و این را بر همسری

مجموع کرده پاوه گویند بهانه شاید

ز شوخی پشت بر من کرده بر روی آرم چو کنی گر جانب من با دراز آن نیز در دام

بازرگان دین نخبین بد بودن و بد گفتن چه حاصل





یک ناله مستانه ز جای آن شنیدیم : ویران شود آن شهر که میخانه نواز و  
 و هر کسی که صوفی نباشد کلام صوفی کے ہمد تہذا اینقدر میگویم کہ جواب رسالہ شیخ عبد الحق  
 بہ ہدیہ مجددیہ ورد برزنجی در الکلام المنجی برو ایرادات البرزنجی پر دو هفته نام و تخریر کردی  
 در فتنہ بودہ است برای جوابش تخریرات فقیر کہ مقابلہ و ابیان است کافل است  
 زمن پیرس کہ از دست او دلم چون است : از و پیرس کہ انگشتہاش بر خون است  
 رسالہ اسرار المناسک قشاشی از نظر فقیر نگذشتہ فاما وجہ خصوصیت قشاشی مذکور  
 میشود کہ خالی از لطف نیست

خوبان ہزار سنگ جناب ردلم زدند : این شیشہ رشکستہ ہنوز از وفا پرست  
 قصہ اش چنان است کہ چون حضرت سید ادم نبوری علیہ الرحمۃ در کعبہ رسیدند ششماہ  
 اقامت نمودند در بہمت کشفیاتیکہ از کعبہ مکرر ملاحظہ میشد گاہی بیان میکردند روز  
 فرمودند کہ چنین می بینم کہ این بیت طواف میکند حقیقت خود را و نورانیت او غالب است  
 بر نورانیت طائفان درین اثنا بعضی پرسیدند کہ انسان افضل است یا کعبہ فرمودند  
 کہ بر انسان هیچ چیز افضل نیست درین ایام چہری در معرفت افضلیت حقیقتہ و ماہیتہ  
 محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر حقیقت و ماہیتہ کعبہ بر ایشان ملاحظہ شدہ بود و در ورقہ نوشتہ  
 بودند و اصل حقائق محمدی و سایر انبیاء بر کعبہ بیان میکردند علیہم الصلوٰۃ والسلام چنانکہ  
 تفسیرین مطالب در تفسیر فاتحہ مشر و حامبین نموده اند چون بگردینہ منورہ رسیدند  
 درون مسجد مخصوص با یاران می نشستند گاہی نزدیک حجرہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 حلقہ نموده در مراقبہ میرفتند گاہی کلام میکردند و از کشفیات و لطہات و معارف خوبیان  
 میکردند اکثر اہل بدینہ بر ایشان مخلص شدند و جمعی از طالبان مرید گشتند و طالبان یاران

ایشان واقعات خوب و احوالات نیک مشاہدہ میگردند بعضی از علماء ترک و ہند ہی اول  
ایشان مناظرہ کردہ آخر و خواب بشارت یافتند و داخل طریقہ شدند روز بروز شہرت  
و جمعیت بسیار میشد ہندی از خادمان مریدان شیخ قشاشی نیز اخلاص و زہد بعضی  
مرید شدند ازین شہرت و تفرقہ خادمانش قشاشی را حسد زیادہ شد و ہمیشہ پیش حاضران  
مجلس خود تا سف نمود و پوچ و تاب میخورد و میگفت کہ بینید این شیخ ہندی را کہ نزدیک  
حجر و حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام بی ادبی بنودہ ہمیشہ با مردم سخن میکند و گاہی بر آن  
بہ حلقہ مراقبہ می نشیند و تکبیر اورا بیند کہ با ملاقات ہم نکرود و دعا گفته نفرستاد آخر از فرط  
حسد و فکر آن بود کہ امانتی با ایشان رساند تا شہرت ایشانرا کم کند بیچ علاجی نیافت  
الا انکہ کتابہا پر از سوالات مشکل نوشتہ می فرستاد بنیت آنکہ اگر جوابی بگوید شاید نکند  
یا بد کہ ہر آن استخفاف کند و اگر جواب بگوید با سم ہیالت و نادانی مشہور سازد و روزی از  
توحید و مسئلہ ہمہ اوست سوالی نوشتہ فرستاد بنیت آنکہ اگر جواب بحسب ظاہر گوید اورا  
با اصطلاح اہل باطن رد کنم و اگر موافق صوفیہ پاسخ دہد اورا با اصطلاح شرعیہ جواب دہم حضرت  
ایشان بنیت ہای جنبشہ و ہواہمای شیطانیہ وی مطلع گردیدہ بیچ کی را جواب مفصل نگفتند  
و عذر نمودند کہ من عربی نمیدانم تا جواب شافی بنویسم جواب این مسئلہ با اقبل و قال  
در کتابہا نوشتہ اند بچو اب حاجت نیست ازین اعتبار ایشان بجانہ یافت و در  
مجالسہا شہرت داد و کہ فلان شیخ ہندی مروی جاہلی بہت بیچ کی سوالہا را جواب  
نتوانست گفت باز سوالی نوشت کہ ما شنیدہ ایم کہ شیخ شاکبہ را بر انبیا افضل گفته است  
شما چہ میگوئید ایشان جواب نوشتند ہاشاد و کلا شیخ ما قدس سرہ کہو دیوار را بر احدی  
افضل نگفتہ است بلکہ شیخ محی الدین عربی کشف خود ہمین دیوار را بر غیر انبیا افضل



یافته است و این قصه در فتوحات بکیر مکتوب است اما عقیده ما آنست که بزرگواران  
 العلوات تسلیات هیچ چیز افضل نیست بلکه ایشان افضل از بزرگواران غیر ما و مسوده که در آن  
 در حقیقت محمدی و حقیقت کعبه نوشته بودند و افضلیت حقیقت محمدی و حقیقت انبیا  
 دیگر بر حقیقت کعبه ثابت نموده بودند طلبید و پیش ایشان خواندند رسولان رفتند و  
 باز رسولان آمدند همان مسوده را نقل نموده بر زمین چون شیخ قشاشی هیچ موقع طعن نیافت  
 حدشاتی چند در عبارت بر آورده بنجاس تسخری نمود و بجهالت شهرت میداد و  
 حضرت شیخ جیو در همین ایام که قرب عثمان بودند اعتکاف اربعین کردند از شیخ محرم  
 حجره از حجره مسجد طلبیدند اتفاقاً همان حجره قشاشی را که گاه در وی نشست کتابها  
 او نیز همان جا بود ایشان دادند ایشان درون حجره در نیامدند اما پیش دروازه قنات  
 کشیده با فقرار اعتکاف نشستند چون این خبر بقشاشی رسانیدند که حجره ترا شیخ فلانی  
 گرفته است و در مقام نوشتن است آتش حسد در سیند اش در گرفت نگاه آمد قناتهارا  
 بینداخت فقرار را میخواست که براند نتوانست پس طعن و تشنیع نمود و شیخ محرم کس فرستاد  
 او جواب گفت مسجد ملاک کسی نیست بلکه جای اصعبیان معتکفانست ازین جواب نتوانست  
 که ایشان را دور کند پس بحث و مجادله را پیش کرد تا بنیرار شوند و از بنجا بروند همان نقل مسوده  
 ایشان را بر آورد و گفت که چرا از مومنان سکوت کرده و حال آنکه ایشان بعبیه افضل اند ایشان  
 گفتند درین محل سکوت اولی است او گفت لا غلط کرده این حدیث صحیح است که مومن افضل است  
 از کعبه یا کعبه الله ما اطیبک و اطیب ریحک و ما اعظم حرمتک المومن اعظم حرمة  
 منک قشاشی گفت که در عبارت خود نویسی که هر مومن افضل است بر کعبه ایشان گفتند  
 من نمی نویسم تا همه علماء اتفاق نکنند حدیث و کلام ایشان را پیش علماء و مفتی فرستادند

مفتی شافعی شیخ عبدالرحمان جنابری کراہت کر دیں بیچ جواب نگفت و گفت شیخ قناشی  
 شود لیکر است ہمیشہ فتنہ و شر مزخواید و بین مسئلہ با حاشیہ چه حاجت است درین باب سکوت  
 لازم است پیش مفتی روم حنفی المذہب کہ ایازید افندی بوده است بروند او نیز در جواب  
 گفت درین باب سکوت اولی است اما این حدیث صحیح نیست بر تقدیر ثبوت مراد از  
 !سوق من اعظم مومن کامل است کہ انبیاء راند علیہم الصلوٰت و التسلیمات زیرا کہ لاک  
 عہد از برای کمال می باشد پیش مدرسین برودند از ایشان ملا نافع کہ از علماء ترک بود  
 جواب خوب داد کہ من خود را از سنگ فضل نمیدانم چه گونه بر کعبہ کہ قبلہ عالمیاست نقل  
 دانیم و حال آنکہ تعظیم و احترام او بر انبیاء رواد لیا فرض است و تعظیم ہر مومن فرض نیست  
 بلکہ شجب است اگر مومن صالح باشد حدیث را نمودند گفت این حدیث منقول از  
 صحیحین نیست تا معتبر باشد و بر تقدیر ثبوتش مراد از مومن مومن کامل است کہ انبیاء  
 باشند ہر مومن اول منتقل نخواہد بود بعضی از مومنان از گاو و خرد تر اند و دیگر آنکہ برالزام نیست  
 بجز حدیث عمل کردن و عقیدہ گرفتن تا ثابت شود و علماء قبول کنند خصوصاً درین مسئلہ  
 کہ باب عقائد است تا حدیث صحیح نباشد اعتماد نباید کرد و اباطالب علمان رومی شامی  
 با مدرس بحث کردند کہ مومن چرا افضل باشد از کعبہ قبول نداریم جمیع علماء و صلحا جانب  
 کعبہ شب روز سجدہ می کنند و نزاری و نالہ طواف میکنند و روی خود را بر خاک حرم  
 می اندازند تا از طفیل و بچشیدہ غموند با این ہمہ خواری عاجزی گوئیم کہ ہمہ فضل از کعبہ ایم اینچہ  
 عقل است و چہ انصاف است مدرس گفت لا مومن کل افضل است ما تو افضل نیستی تم  
 ہر کہ بر کعبہ افضل است سجدہ و طواف را لامر اللہ میکنند اگر امر میکرد جانب این گنبدین  
 طرف سجدہ می کردیم سجدہ لامر اللہ است نہ از جهت افضلیت طالب علم گفت پس سجدہ

ملائکہ حضرت آدم رالامر اللہ باشد و سجود الیہ افضل نباشد برین تقدیر حضرت آدم پر ملائکہ  
 افضل نباشد بلکہ ساجد بر سجود الیہ افضل باشد ازین لازم می آید کہ ملائکہ بر انبیاء افضل باشند  
 و این مذہب معتزله است مذہب سنی نیست کہ سجود الیہ افضل است بر ساجد برین معین  
 قدر گفت شاید کہ این قاعده کلیہ نباشد و سکوت کرد و غرض آنکہ میان طالب علمان  
 و علماء بختها پیدا شد و گفت گور شهر منتشر گشت آخر چون علماء و مفتیان تقویت  
 قول حضرت جیورا کردند شیخ قشاشی ترسید اندکی ترک کرد اما تعصب و عداوت کی می گذارد  
 کہ سخن او پس ماند شیخ قشاشی از خجالت و عجب سرخ و زرد میشد حضرت جیور هم تبسم نمودند  
 و میگفتند اگر مراد تو از کعبه همین بنا و احوال است هیچ کس قف نمیکند کہ مؤمن از سنگ  
 افضل نباشد و اگر مراد تو از کعبه و قبله اصل کعبه و حقیقت است تا چار و در فضیلت است  
 سکوت میکنم قشاشی گفت کعبه نیست الا همین بنا و دیوار دیگر را نمیدانم ما و تو در منزل  
 مجلس از کعبه افضل ایم حضرت جیور تبسم نموده فرمودند یا شیخ غلاف کعبه را بهتر کی می برند  
 جائه شمار کسی تبرک نبرد ازین تبسم و متابعت در قهر و غضب شد و درون حجره رفت  
 تعرض چون علماء و مفتیان تقویت کلام حضرت جیور کردند بلکہ بر سکوت ایشان تحسین  
 نمودند و شیخ بحرم و اعوان و خادمان حرم اکثر اهل مسجد مخلص بودند هیچ علاجی نتوانستند کرد  
 الا اگر حکمی بدست او بود و فتنه را بیشتر میکرد و امانت میرسانید همان مثل کلماتی  
 نگهبان غریبان است هیچ یک سر مو امانت نتوانست کرد بلکه خودش شرمند و مطعون  
 اهل مدینه شدند و عداوت او برین خاص و عام ظاهر گشت بعد ازین یک نیم ما حضرت  
 جیور قید حیات بودند از جانب قشاشی آوازی و حرکتی و سوالی هیچ ظاهر نشد زیرا کہ  
 بعد از مشهور شدن هیچ کس سخن او را قبول نمیکرد و بعد وفات حضرت جیور قشاشی برالذم



در رد کلام حضرت جیو کہ حاصل عا یکسورتی اوست باقی ہمہ مکر و عیب و کذب افترا  
 و کج فہمی است لیکن رسالہ خود را برابر اہل مدینہ نہ نمود زیرا کہ ایشان حسد و عداوت اورا <sup>حقیقت</sup>  
 کلام جیو را میدہستند اما رسالہ را بہ پنهانی بہ ہندیان می نمود و نوشتہ می داد و اعانت  
 خرچی میکرد و بسد لباس غلبت جوی می نمود بدین وجہ بعضی ہندیان نمیشی را وسیلہ  
 یافتند و باسم عداوت شیخ با او ملاقات می کردند و حجرہ و طعام می یافتند و رسالہ اورا نوشتہ  
 منتشر میکردند و رسالہ منہم از وفات حضرت ایشان شیخ سورتی شطاریہ مقابلہ از دشمنان  
 طریقیہ نمود و رسالہ خود را بمجاہتہ علماء در آورد و حقیقت اینحال را ظاہر ساخت لہذا فہم کہ علم  
 علماء مدینہ منورہ بود رسالہ را دید و مضمون رسالہ را بحاضران تقریر کرد و مسجد جمعی از  
 مخلصان قشاشی نشستہ بودند ہمہ تجہتہ علمای برفا ستند لہذا فہم کہ ایستادہ ماند و  
 ایشان را مخاطب نمود کہ فلانی رسالہ برد رسالہ شیخ شما نوشتہ است از انجا لہذا عنایت اشہ  
 جواب داد بلی در کہ از ایشان تحقیق کردہ ام حق جانب حضرت جیو است و شیخ قشاشی سہو  
 کردہ است و اعتبار انہما ی بی محل نمودہ اکنون تقریر را با بنجام رسانم و سمنذ قلم را  
 در پی ہفتاشن نہ دو انم

گر مست در جفا دل بود چنان من بد شرمندہ ام کہ جو صلہ محنتم نہ ماند  
 دست بہ دعا بردارم کہ او تعالی او را بجزائی این یا وہ گوئہ اش و طعن  
 تشنیع بزرگان دین ہر آنچہ مقتضای عدست فراید  
 آن کشتہ بیچ حق محبت ادا نکرد \* کز پھر دست و بازوی قاتل دعا نکرد

## ستا جنا بد رگاہ و اہ بیت بنو سبل نزرگان نقش بند علیہم لتسلیمات

فدا و ندا بحسن بے مثالیت	بر آتے کرے تا بد جمالت
بحق سرور ارض و سموات	بچشم نور بین جلوہ ذات
بصدق مسافری صدیق اکبر	سلمان حقیقت یاب داور
بنور قاسم نیکو سر شستہ	بصدق جعفر و لا خجستہ
بحق با نیرید پیر بسطام	بحق بو الحسن نیکو سر انجام
بخواجه ابو علی پیر کامل	بہ یوسف داشت کو آئینہ مان دل
بہ عبد الخالق ارشاد ایجاد	بخواجه عارف توحید بنیاد
بہ محمودیکہ از اسرار باوی	شده دروہر بحر فیض جاری
بحق فیض آن خواجہ عزیزان	زبان او ز وحدت نکتہ ریزان
بہ آن بابا سیماسی پیر حق بین	دلش جوہر کشش آئینہ دین
بہ آن سید امیر پیر عارف	کہ بود از نکتہ ای راز واقف
الہی از فیوض پیر سیران	کہ ہست او دستگیر دستگیران
بجہار الدین جو باب فیض کشاد	درون عالمی شد وحدت ایجاد
از وسر حقیقت را پناہ	وزو توحید حق را دستگاہ
بعالم تافت زو خورشید ہزار	نما پد سینما سہر مشق الوار
بہ اوزید خطاب نقشبندی	کہ میدار د لجر فان ار چندی
کشد بر لوح دل نقش ہزار	بہر سو جلوہ آرا گشت الوار

زبان من زوحدت باز گردید	بدل تا نقش بند راز گردید
کہ در عالم فشاند او عطر اسرار	بہ آن خواجہ علاء الدین عطار
کہ دستش بود از اسرار کاشف	بہ آن یعقوب چرخ پیعارف
کہ چشمش بود دائم نحو النوار	بہ آن خواجہ عبید اللہ احرار
وزر و الا مقام ارحمندی	از وریبا طریق نقش بندی
لبش گویای اسرار طریقت	دش در یای انوار حقیقت
دش از نور عرفانی جلا خیز	محمد زاہد آن پیر صفا خیز
حقائق راز بانس بود کاشف	بہ درویش محمد کرمعارف
عیان میکرد اسرار ولایت	بہ آن خواجہ محمد کرم ہدایت
حقیقت کیش عالم عبید باقی	بہ آن سرست نشہ ختم ساقی
تنش سنیان صحرا سب طریقت	دش سباج وریبا سہ حقیقت
کہ بود او عازت راز عجبانی	بہ انوار محمد و الفنا ثانی
کہ کتاب حقیقت نکتہ جہانی	بہ اسرار ولایت راز گویانی
کہ شاہین انوار تقوی	دش از لوحہ آفاق و انفس
کہ بود او حافظ اسرار فیوض	باز رکات جان خواجہ معلوم
کہ ایشان قصر ایمان شد مشید	بہ سیف الدین و آن نور محمد
بچرخ زہد و تقوی ماہ تابان	بہ آن منظر کہ بودہ جانجانان
کہ و سر سبز شد بانغ ولایت	بہ عبد اللہ آن بحر ہدایت
کہ جانش بود محو یعنی ہو	بہ سعد اللہ آن پیر ملک خو



<p>         دوش جو ہر کس را از حقیقت          زبانش مطلع اسرار سبحان          دل و جانم ز عشق خویش بگدا          بہ این گہائے باغ زاہدیت          درون از نور خود جو ہر نما کن          بزلف مکر شیطان مبتلا یم          بصد خواری بروئے خاک غلیبید          زاہ وریج و ردل نالہ کارم          بن مویم ہزاران برق افزوخت          شرر بر خاک چون برقی طپیدہ          ز جھلت امانودہ رنگ زروم          نگاہے بر غزالان دارم ہروز          زمین کاسے نکو کردن نیاید          ازین دستم بہ سوی آسمانست          ز فضل تست یارب کارم نیک          خدایا بوزہ ام سرست عصیان          بین کار ہوس انگیزے من          کشا از دست و پای من نخل بند          زویدہ ہشاک خون تابانی بریزد       </p>	<p>         بہ آن شرف علی پسر طریقت          دل او مخزن انوار سبحان          بحق این وفا کیشیان جا نیاز          بہ این مستان بزم شاہدیت          الہی سینہ ام آئینہ زاکن          الہی من لغفلت استنایم          دل من از می غفلت چو زوشید          ز عصیان در دل خود شرمسارم          شرر ہای خجالت سینہ ام سوخت          پیرا شکے کہ از چشم چکپیدہ          گناہانے کہ من دانستہ کروم          ز جیرانی پریشان کارم امروز          زمین جز خفتن و خوردن نیامد          تمنایم ز لطفت بیکر آنست          بلطفت احتیاجی دارم اینک          خدایا عاجزم از دست عصیان          مبین کردار عصیان خیرے من          مراد غفلت و عصیان پسند          بہ این عاجز بدہ دستگی کہ خیسزد       </p>
--	---

لے غلیبید  
 ہر روز  
 ہر روز

<p>         یہ آید سوئے تو افتان و خیزان          امیدم باشد از فیضت ہزاران          طپان چون برق از سوزش دلم را          ز عشق این و آن جانم تھی ساز          دلم محو ز موزنا ز گردان          چراغ معرفت بر سینہ بر کن          ضمیرم کن تھی از ماسوائت          مراد عشق خود محو ز گردان          خیال ماسوائی باشد نہ مارا          خدایا بر دلم بکشاہی راہی          خدایا کن نگاہ لطف بر من          و ما غم رانہ باشد جز خیالت          دل عاجز بر نگاہ مشرق بکشا          طپان بر جان عاجز برق تمویر       </p>	<p>         ز دام مکر شیطان گریزان          بن زابر عنایت قطر و باران          چراغ طور گردان حاسلم را          ہر من کن بہ عشق خود جنون تاز          ز بانم ترجمان راز گردان          بہر مویم تجلی پر شہر کن          دلم پر کن ز سر نہکتہ زایت          دلم در یاد خود سرور گردان          ز بالم کن سبجے آشکارا          نگاہی آزر و دارم نگاہی          ازین ماؤ منی مگذار در من          حدیث نفس من باشد وصالت          رگ عرفان من چون برق بکشا          دلش را کن بدام قدس تسخیر       </p>
---	--

————— ❦ —————

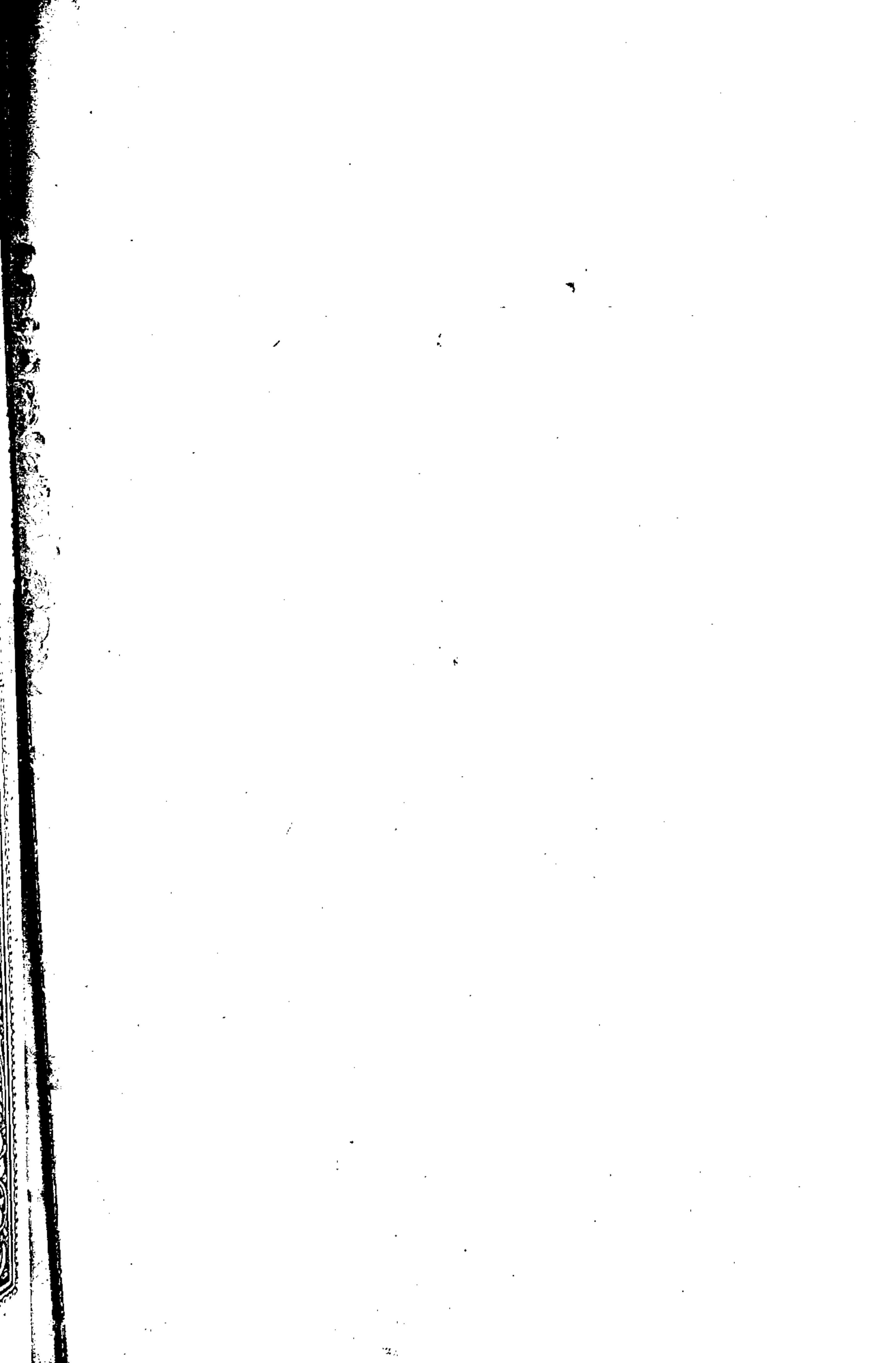
الحمد لله والمنة کہ کتاب انوار اچھا از تصنیفات سرکردہ فضلاء مولانا وکیل احمد صاحب سلمیہ مدظلہ  
 ہاتھم جناب مولوی مافت محمد عبدالاحد صاحب مطبع مجتہدی واقع دہلی طبع کر دیا۔ فقط  
 ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۳ھ

# فہرست انوار احمدیہ تصنیف مولوی یحییٰ احمد پوری نقشبندی

صفحہ	مضمون
۲	خطبہ
۳	وجہ تالیف
۴	وعید شدیدہ و باب الثابت اولیاء اللہ قدس اللہ سرہم
۵	نقل انگلشٹری ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ
۶	اشتبہ کہ بزرگان دین اپرا عوام ناسزا گویند مع جواب
۷	اشتبہ در انہا مقالات شورانگیر مقتدایان دین اچھے و در کلام ضرر مع جواب
۸	اشتبہ جماعت منکرین چرا بزرگسیدند مع جواب
۹	اشتبہ بعضی از منکرین بصلاح موصوف اند مع جواب
۱۰	اشتبہ معاوینین دین جماعت چرا دیگران شدند مع جواب
۱۱	توجیہ کلام بزرگان دین رح
۱۲	جنائے جہانگیر پادشاہ
۱۳	تحقیق مجدد الف ثانی
۱۵	تحقیق علوم و معارف
۱۶	تحقیق ولایت ابراہیمی
۱۷	ولایت محمدی و ولایت موسوی و محبت و محبوبیت
۱۹	تعیین وجودی







حکمت و تدبیر کے ہر پہلو پر  
اللہ الہ منشیاء و ہدایہ من

محمد و النبی کریم و اہل بیتہ از کتاب دافع اہتساب از تصانیف فضل المل شیخ سنیہ ہدیہ الابرار اکابر شہزادہ  
مولانا اول احمد کنہ لوری صانہ السن شتر المعنوی و الصور سے اے



بصیح تام و سی الکلام از انہام احقر الانام خاکبائے اولیائے کرام محمد عبد الاحد  
عفا عنہ اللہ الصمد باہ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

مطبع و مطبعہ  
دکن مجتہد و مع مطبوعہ



فصل  
الحمد لله  
الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا  
هدى الله لنا  
والحمد لله رب  
العالمين







توتى نسل جالب الفقير عدة أيام وشاهد عجائب كثيرة في اوقاته وتبرأى انه سيصير شمساً تنور به العوالم  
استبى ولقد اطلع به الله تعالى من الولاية منزلة لا يرام فوقها وهدى به لهدى ثم باصحابه من بعده خلقاً لا يحصى عددهم  
فلا ترى ناحية من فواحي المسلمين من بلاد الهند وخراسان وماوراء النهر ومن بلاد الترك والتتر الى اقصى تغر  
بالمشرق ثم ارض العراق والجزيرة وبلاد الحجاز وبلاد قسطنطينية وما والاها الا وقد نمت فيها طريقتهم وجرت على  
السنن الهلالية ذكره اليه فيموتون ويبتكرون بل قد دخلت طريقتهم الى اقصى المغرب مثل قاس وغيره اوفى بنا  
حجة ووضعت على جبل مشاية عند الله فنج مكانه في اوليا الله حيث اشاع طريقتهم في مشارق ارضه ومنازلها  
وعمر هذه الامة بزغاب فيوضه وغرابها ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم فالبلاد التي  
قد امتلأت من اصحابه الخاصة والرفعت بسببهم اعلام السنة السنية واندرت معالم السبحة القليلة وتوالت  
الاكوان بعلومهم غمما وعربا واشرفت بنورهم باشرقا وغربا فينبغي ان يناس بحالهم على حاله وبكاملهم على كماله  
فان الامواج تخبر عن البحر اخبارا والافواج تشعرون بالامير شحار اقال النبي صلى الله عليه وسلم المراد على ابن خلدون  
رواه احمد والترمذي منهم الشيخ حميد البنكالي والشيخ عبد الحى والشيخ نور محمد الفتنى والشيخ نزل القويلى والشيخ نور محمد البهارى  
والشيخ حامد البهارى ومولانا فرخ حسين والسيد باقر الساكنى فوري والسيد محب الله المالكى فوري والسيد حسين المالكى  
فوري ومولانا الشيخ عبد البهاوى البديونى والشيخ ظاهر اللاهورى ومولانا امان الله اللاهورى والشيخ ظاهر البخشى  
والحاج خضر افغان ومولانا صادق الكابلى ومولانا محمد اشتم خادم والخواجة محمد باشم البرهان فوري مرشد  
سيزان بيگ والشيخ فضل الله البرهان فوري ومولانا حميد الدين الاحمد ابادى ورجا حى حى والشيخ داود السالكى ومولانا  
فازى ذوالكبريتى ومير محمد نعمان الاكبر ابادى والخواجة محمد صديق الكشمى الدلبوى والشيخ برلى الدين السهران فوري والشيخ  
احمد الدينى والشيخ عبدالقادر الابنالكى والشيخ محمد حرى والشيخ سليم البندورى والشيخ ارم البندورى ومولانا ابراهيم الدينى  
والشيخ خضر البهلولى فوري ومولانا محمد يوسف السمرقندى ومولانا عبد الغفور السمرقندى ومولانا محمد صالح الكولابى والشيخ  
كريم الدين بابا حسن ابدالى والحاج محمد فرى ومولانا ايار محمد القديم الطالقانى ومولانا ايار محمد الجديده العسوفى قران القديم  
والصوفى قران الجديده كنى ومولانا قاسم على والشيخ حسن البركى والشيخ يوسف البركى والشيخ عبد الرحيم البركى  
ومولانا اصغر احمد الرومى الحنفى والشيخ عبدالعزيز النجوى المغربى المالكى امم الحسبى والشيخ على المحقق المالكى المذنبى والشيخ  
زين العابدين والشيخ على الطبرى الشافعى الملى والشيخ احمد الاستنبلى الحنفى والفقير عثمان البينى الشافعى  
والسيد مبارك شاه البخارى ومولانا حسن البخارى والفاضل تولك البخارى والشيخ المحدث عيسى البندرى  
والشيخ محمد المذنبى وكان ثمره فواده وروح كبده وادلاده والشيخ محمد صادق والشيخ محمد سعيد والشيخ محمد مصوم والشيخ  
محمد فرخ والشيخ محمد يحيى قدس الله اسرارهم صاحب مقامات عليا ونجوم سماء البدى فهم كانوا محط الركبان من اللطائف

والشيخ محمد بن طهات سهرانى فوري من ابناء قرية بين الكابل واللاهور ١٢٠٠ سنة تقيده العتيد والبيد وكان مولانا في ارضهم ليمارسون اشرك اسماهم













الكلام المنجى برؤيا لوات همز نجي

عنه في كبرية هو موضح بعضهم هو صريح هذا الوعيد الذي لا يش منه اذ محاربة الله تعالى للعبد لم تذكر الا في كل  
 الربا ومعاودة الاولياء ومن عاداه الله لا يفلح ابدا بل لا بد العباد بالبعد تعالى من ان يموت على الكفر عاقبا  
 من ذلك بمنه وكرمه ثم رايته الزكشي في الخادم اشار الى ذلك حيث قال بعد الحديث وقال هذا الوعيد وهو حث  
 واكل الربا يعني تركه فان لم تفعلوا فاذنوا بحرس من الله ورسوله وفي فتاوى البديعي من الحقيقة من استخف بالعالم طلعت  
 امرته وكانه جعله ردة انتهى فهذه احاديث واثارها متفصح لنودي الابصار وعن كلام الحكماء ونصوص العلماء قال ابو القاسم  
 للبيدي في كتاب الدلالة على اركان الدين لم تخل الارض من قائم يقوم له بالجمعة في دينه رضية بولاية جنتا لمعالمها  
 فيبين به دلالة ويوضح بطقه ومن عدوله مفتون بفعل الناس عن سبيله فيقتسم في دينه وقال ابي الله تعالى ان  
 يفتح قلب عبد بالحقيقة والمعرفة اول فهم كتابه وهو يودي باولياؤه كصاحب البعثة عن اصحاب السنة ما دام متبعا  
 لارائه واهوائه وان الله تعالى لا ينعم لا اولياؤه من اذاهم ويغاقب من لم ينصرهم فاياك واياهم فانهم حمى الله تعالى  
 في ارضه وخرى الله تعالى واقع بين ماداهم وان الله تعالى يغضب لعظمتهم ويرضى لرضاهم وان الله تعالى  
 اذا اراد ليقوم خيرا او فلك سنة وجب السهم اولياؤه اذا اراد ليقوم شررا او فلك سنة وجب السهم وقال  
 ان الله تعالى ختم على نفسه لادليائه ان يعجزهم فمن اذاهم اذاهم بثلاث عقوبات او واحدة منهن اما  
 تفريق الهوم في الدنيا بحبته الفخر والتكاثرا وغير القلب عن التصديق بمواهب اهل خاصة الله او مولاة اعداء  
 الله وقال ان الله اكرم بنى اسرائيل في كل زمان مني يوحى اليه خص هذه الامة في كل اوان لولي بوفعة  
 ولهم اصابة للمعنى في الذين بالحقيقة في الاحوال رشد اوتشديد من الله يوضح به طرفة ويرحم بعباده  
 ويريد بداية للطبع فاذا ما يتم الارض قد خلت منهم فاعلموا ان الالهية قد عظمت وان الازفة قد اقتربت  
 وهو علم من اشراط الساعة وقال تعالى في آخر الزمان طائفة من اولياء الله يدعونهم بالبلاء ويصرف بهم المكارة  
 فاذا عظمت فتنة اهل الارض وكثر الفساد وسبى حجب الله البصار العامة من اولياؤه وغرقت قلوبهم عن محبتهم  
 فعند ذلك تحمل بهم السخط قال الحافظ الامام ابن عساکر في كتابه في كذب المفسري فيما نسب للامام ابي ان  
 الاشعري ان يحوم العلماء سموتة ومثك ستار منقصهم معلومة وقال يحوم العلماء رسم من شتمها مرض ومن ذمها  
 مات ومن اطلق لسانه في العلماء بلاه الله تعالى قبل اموته بموت القلب طيخذر الذين يجالغون عن امره  
 ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقال الامام المجمع على جلالة واما تبة ابو تراب النخشي رضي الله عنه  
 اذا لقي القلب الاعراض عن الله تعالى لصحة الواقعة في اولياء الله تعالى لان محبتهم دليل على  
 محبة الله عز وجل **باب** كتاب اعم بآية سنينة في ترس جهم عار اعلی و تحسب في كيف و  
 ان المجدوح من الاولياء والكاملين والعلما والعالمين صحت عنه كمالات باهرة للعقول واحوال

اعاد

وكرامات لا ينكر إلا الأسماء الجبولى فهو من بلاد بارس على الحقيقة والجامع بين الحقيقة والطريقة فمنقسمه من حقت عليه كل هذه الظروف والمقت كيف هو قد دخل نفسه فيما لا طاقه له به من محاربة الله ورسوله ومن حارب الله بكهلكا ابدىا فعوذ بالله من ذلك فلما كان ابناء اولياء الله محذورا وكثير منهم وسبهم في الشرع مخطورا فاشتم الذين الى جواب الابرار والواهبه الفاضل النبيل والنخريه الشاهم الجليل الشيخ نور الدين محمد بيگ الذي ما نطق به لسان قلعه وما اودعه من نور حيايته في كلامه الاسرى مسرى الارواح في الاجساد وجرى مجرى الدم من الاكباد فطلعت شمس التحقيق من افق النور وتفرجت نيا مجيها من خلال اثاره وتعمري قطع عنه ميدان المصيل اليه الكسيت ونفى الفناء وذبب معانيه فلم يقل فيه لود لا لبيت فوالله ثم والله وقعو امنه في ظلمات ليس فيها بين الحياه فاجل التحقيق لرؤيه فضلها سياحدا انار بده في سماء الكمال سراجا واما جاشتر به قلوب القبول وحيون العقول كما تنقار اطل البهتان على رؤس القضب ودرق الزحان فصحة عبد الله الافندي و الشيخ الاحمد الشيشي والسيد الاسعد المفتي المدني والامام العلي الطبري المفتي شافعي وقبيل الرحمن بن محمد الصالح الامام المالكي ومحمد بن القاضى الحنفى و الشيخ الحسن الحنفى ومرشد اليزيد ابن احمد المرشدي و الشيخ الاعلم والاعظم الشيخ المحترم السيد محمد الافندي وكفاك تحريره باصورتة نفقت برقت على السؤال الذي صورته الشيخ صالح الاورتك ابادى ومحمد عارف وعبد الله السورتي من توابع شيخ صالح المذكور وذكروا اقوالا ورواياتهم متخرجوا من مکتوبات الشيخ الاجل الهمام الكمال في طريق النقشبندية بل الامام منبع العلوم والمعارف ونشار الاسرار واللطائف العارف بالله تعالى الشيخ احمد الفاروقى الحنفى النقشبندى رحمه الله تعالى وادعى درجته حيث كان مکتوب الشيخ رح بانفارسية عربوا الى الالفاظ العربية بقدر معرفتهم ومقتضى مرادهم فعوذ بالله من اتباع النفس وهو اوارسوا الى السيد محمد البرزنجي احد مجاوى المدينة المنورة ثم بعد وصول ذلك السؤال اليه علق رسالة بتكفير الشيخ الاحمد المذكور بسب الاقوال المكتوبة في السؤال لملائمة خاطر المرسل اليه وتصدي باثبات كفره بها وسأل من قاضى المدينة المنورة ومفتيها وعلماها ان يكتبوا على تلك السؤال على وفق مراده فاشغوا عن ذلك وردوا عليه كلاما واجوبته طبق بالعلماء العاظمين عليهم ثم بعد ذلك اتى الى كالمفتي فسئل الكتابه على السؤال المذكور من قاضيهها ومفتيها وعلماها ايضا فاشغوا وافقه على ذلك فاجابوه بتعظيم هذا الامر الذي ارتكبه عظيم فلما يوافقك في تكفير مسلم الاكل بالكل لا وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك الا احاد من الناس ممن لا يعرفونه بالطريقة وبعضهم وافقه لملائمة هواد وبعضهم لا علم له راست ولا حقيقة فحصل حاصل من القيل والقال فيسبل في الفضائل وبفعل ذلك نتيج هو من ارسل اليه السؤال اذا علموا قوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا طاقه للمخلوق في معصية الخالق فما بالك تخوف العباد ولا سيما من اراد بتكفير وتلى وهو عالم العباد فياويل من يجترى وان ركب لبالمصا و فموجب ما افترى على الشيخ احمد التشبيه قدس سره و مکتوباته احتج الى منع

طه البرزنجي ۱۱

سيد الافندي



بکلام منجی برود اوقات غیر زنی

مکتوبات المرحوم الشيخ المذكور وتعریب الفاظه من الفارسیة الی العربیة علی وجه تفسیح الحق علی عالم المسلم  
 بالعربیة والفارسیة وحيث كان الامر كذلك هزنت الشيخ الاجل العالم الفاضل الشيخ محمد بيك همة العلية ولطلب  
 جميع مکتوبات الشيخ اخيه مهناند وقال الاقوال التي في درة السؤال مع مکتوبات المرحوم فوجد بعضها غير موافق معها بسبب  
 التخریب وترک بعض الالفاظ وزيادة اخرى الذي اتركها بهذا الطريق فكتب رسالة وبين فيها اصطلاحات السابق  
 النقشبندية ومفاهيم الشيخ احمد مع وارايد بذلك اظهار الحق بل ان اتباع الحق الحق ويجعل الاشكال ويرفع القليل  
 والقال فاعرب الفاظه الفارسیة الی العربیة وحسن اهمه وافتقن دار تفتح من اهل الحق سور نطن بل رجح الكفر على  
 من يجترى بتفكير المسلم ودم كثير من كتب على السؤال المذكور ووافق على الندم رجاوان به خل تحت قوله عليه السلام  
 التوبة الندم لما ظهر لهم ان مني الامر على الهوار والغرض والبهان الذي فهم من الزيادة والنقصان والتجري  
 الذي لا يليق للمسلم فعله بل لا يقوله ان قال النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث عشر لعين من اذى  
 مسلما فقد اذاني فكيف يكون حال من يجترى للتحريف وقال عليه الصلوة والسلام من حسن اسلام المرء تركه  
 ما لا يعنيه وقال عليه الصلوة والسلام اذكر ما حاسر وقله كفوا عن مساوهم فظهر الحق وزمن الباطل ان الباطل كان  
 زهوقا فيبقى الحكم تلك الدبار ان يخرجوا من موثل هو اهل الحق بل يجب ان يودعهم بحسب يقتضيه احوالهم وافعالهم  
 نسال الله تعظيم رب العرش الكريم ان يبيننا و المسلمين من قدي حدود الله اتباع هوا النفس الشيطان وعن  
 ان يقع في عرض مسلم نكلم وعدوان ابي ولله در شيخ الاسلام والمسلمين مفتي مكة المشرفة في نزهة الخفيسين  
 الشيخ عبد الله القدي عثماني تراوه قدس سره حيث افاده - اما بعد فقد اجزني انجم الغيرة الثقات النقا  
 والبايعون حد التواتر مقبولوا الروايات بان اولاد شيخ احمد الفاروق في السهبة النقشبندية ومر يدعهم الموجودين  
 الان ساكون منابج الشريعة المستقيمة لازمول الطاعة الجماعية على الطريق الخفية لسهولة القومية و  
 انهم احذوا الطريقة المذكورة عن والدهم المذكور ليس فيها ما يخالف الشريعة الغراء ويوقع في محذور  
 بما مالا مرتبة فيه ولا ريب لاني احطت علما باداب الطريقة النقشبندية واخذتها من جماعة زوايا اهل عظام  
 واذا تقررت هذا فليعلم ان للشيخ احمد مکتوبات واقعة باللغات الفارسیة نبيه على قواعد السادة الصوفية  
 باصطلاحاتهم المرضية بل له رضي بحمد تعالی عنه اصطلاحات خاصة رضية ولا مشاحة فيها وقد تصدى بعض  
 منغفة الطريقة النقشبندية و الشيخ المذكور وعرب بعض مواضع من المکتوبات وحرف وغال بما يوجب القليل  
 والقال وصدره في السؤال وطلب مني الكتابة عليه قبل كل فاستنعت تدبيرا وفتح على مرارا كثيرا فاجبت  
 بالحديث السابق وهو قوله صلى الله عليه وسلم من خيرا سلام المرء ترك ما لا يعنيه ثم زاد في اللوح وقال  
 نسل من سب ونقص وذكر كلانا لا يستطاع ذكره على لسان مسلم ولو حكاية فحسبنا اجبتة شفانا باللسان كما هم

مکتوبات المرحوم الشيخ المذكور  
 الفارسیة الی العربیة  
 علی وجه تفسیح الحق  
 علی عالم المسلم  
 بالعربیة والفارسیة  
 وحيث كان الامر  
 كذلك هزنت الشيخ  
 الاجل العالم  
 الفاضل الشيخ  
 محمد بيك همة  
 العلية ولطلب  
 جميع مکتوبات  
 الشيخ اخيه  
 مهناند وقال  
 الاقوال التي في  
 درة السؤال  
 مع مکتوبات  
 المرحوم فوجد  
 بعضها غير  
 موافق معها  
 بسبب التخریب  
 وترک بعض  
 الالفاظ  
 وزيادة اخرى  
 الذي اتركها  
 بهذا الطريق  
 فكتب رسالة  
 وبين فيها  
 اصطلاحات  
 السابق  
 النقشبندية  
 ومفاهيم  
 الشيخ احمد  
 مع وارايد  
 بذلك  
 اظهار الحق  
 بل ان اتباع  
 الحق الحق  
 ويجعل  
 الاشكال  
 ويرفع  
 القليل  
 والقال  
 فاعرب  
 الفاظه  
 الفارسیة  
 الی العربیة  
 وحسن  
 اهمه  
 وافتقن  
 دار تفتح  
 من اهل  
 الحق  
 سور  
 نطن  
 بل  
 رجح  
 الكفر  
 على  
 من  
 يجترى  
 بتفكير  
 المسلم  
 ودم  
 كثير  
 من  
 كتب  
 على  
 السؤال  
 المذكور  
 ووافق  
 على  
 الندم  
 رجاوان  
 به  
 خل  
 تحت  
 قوله  
 عليه  
 السلام  
 التوبة  
 الندم  
 لما  
 ظهر  
 لهم  
 ان  
 مني  
 الامر  
 على  
 الهوار  
 والغرض  
 والبهان  
 الذي  
 فهم  
 من  
 الزيادة  
 والنقصان  
 والتجري  
 الذي  
 لا  
 يليق  
 للمسلم  
 فعله  
 بل  
 لا  
 يقوله  
 ان  
 قال  
 النبي  
 صلى  
 الله  
 عليه  
 وسلم  
 في  
 الحديث  
 عشر  
 لعين  
 من  
 اذى  
 مسلما  
 فقد  
 اذاني  
 فكيف  
 يكون  
 حال  
 من  
 يجترى  
 للتحريف  
 وقال  
 عليه  
 الصلوة  
 والسلام  
 من  
 حسن  
 اسلام  
 المرء  
 تركه  
 ما  
 لا  
 يعنيه  
 وقال  
 عليه  
 الصلوة  
 والسلام  
 اذكر  
 ما  
 حاسر  
 وقله  
 كفوا  
 عن  
 مساوهم  
 فظهر  
 الحق  
 وزمن  
 الباطل  
 ان  
 الباطل  
 كان  
 زهوقا  
 فيبقى  
 الحكم  
 تلك  
 الدبار  
 ان  
 يخرجوا  
 من  
 موثل  
 هو  
 اهل  
 الحق  
 بل  
 يجب  
 ان  
 يودعهم  
 بحسب  
 يقتضيه  
 احوالهم  
 وافعالهم  
 نسال  
 الله  
 تعظيم  
 رب  
 العرش  
 الكريم  
 ان  
 يبيننا  
 و  
 المسلمين  
 من  
 قدي  
 حدود  
 الله  
 اتباع  
 هوا  
 النفس  
 الشيطان  
 وعن  
 ان  
 يقع  
 في  
 عرض  
 مسلم  
 نكلم  
 وعدوان  
 ابي  
 ولله  
 در  
 شيخ  
 الاسلام  
 والمسلمين  
 مفتي  
 مكة  
 المشرفة  
 في  
 نزهة  
 الخفيسين  
 الشيخ  
 عبد  
 الله  
 القدي  
 عثماني  
 تراوه  
 قدس  
 سره  
 حيث  
 افاده  
 -  
 اما  
 بعد  
 فقد  
 اجزني  
 انجم  
 الغيرة  
 الثقات  
 النقا  
 والبايعون  
 حد  
 التواتر  
 مقبولوا  
 الروايات  
 بان  
 اولاد  
 شيخ  
 احمد  
 الفاروق  
 في  
 السهبة  
 النقشبندية  
 ومر  
 يدعهم  
 الموجودين  
 الان  
 ساكون  
 منابج  
 الشريعة  
 المستقيمة  
 لازمول  
 الطاعة  
 الجماعية  
 على  
 الطريق  
 الخفية  
 لسهولة  
 القومية  
 و  
 انهم  
 احذوا  
 الطريقة  
 المذكورة  
 عن  
 والدهم  
 المذكور  
 ليس  
 فيها  
 ما  
 يخالف  
 الشريعة  
 الغراء  
 ويوقع  
 في  
 محذور  
 بما  
 مالا  
 مرتبة  
 فيه  
 ولا  
 ريب  
 لاني  
 احطت  
 علما  
 باداب  
 الطريقة  
 النقشبندية  
 واخذتها  
 من  
 جماعة  
 زوايا  
 اهل  
 عظام  
 واذا  
 تقررت  
 هذا  
 فليعلم  
 ان  
 للشيخ  
 احمد  
 مکتوبات  
 واقعة  
 باللغات  
 الفارسیة  
 نبيه  
 على  
 قواعد  
 السادة  
 الصوفية  
 باصطلاحاتهم  
 المرضية  
 بل  
 له  
 رضي  
 بحمد  
 تعالی  
 عنه  
 اصطلاحات  
 خاصة  
 رضية  
 ولا  
 مشاحة  
 فيها  
 وقد  
 تصدى  
 بعض  
 منغفة  
 الطريقة  
 النقشبندية  
 و  
 الشيخ  
 المذكور  
 وعرب  
 بعض  
 مواضع  
 من  
 المکتوبات  
 وحرف  
 وغال  
 بما  
 يوجب  
 القليل  
 والقال  
 وصدره  
 في  
 السؤال  
 وطلب  
 مني  
 الكتابة  
 عليه  
 قبل  
 كل  
 فاستنعت  
 تدبيرا  
 وفتح  
 على  
 مرارا  
 كثيرا  
 فاجبت  
 بالحديث  
 السابق  
 وهو  
 قوله  
 صلى  
 الله  
 عليه  
 وسلم  
 من  
 خيرا  
 سلام  
 المرء  
 ترك  
 ما  
 لا  
 يعنيه  
 ثم  
 زاد  
 في  
 اللوح  
 وقال  
 نسل  
 من  
 سب  
 ونقص  
 وذكر  
 كلانا  
 لا  
 يستطاع  
 ذكره  
 على  
 لسان  
 مسلم  
 ولو  
 حكاية  
 فحسبنا  
 اجبتة  
 شفانا  
 باللسان  
 كما  
 هم





الكلام المنجى برؤايات البرزخي

اوين الله واعتقده ثم ان الفقير في شغل شائل من مثل هذه الخرافات والكتابة عليها والتقريب والمواقفة  
 الواقعات اليومية لتعين على بيانها بامر الدولة العلية اذ اها الله تعالى واوام احسانها على سائر البرية  
 واما خبرني من تقدم ذكره ان ما وقع من التعريب والتخريف والكتابة عليه والمواقفة لظهور اصنى اليه سمع  
 اهل العناد لا قام الفتنة النائمة الداعية الى الفساد وتخريب البلاد واضرار المسلمين والعارفين والعباد وعلما  
 والزاود والشايع الامجاد وطلب منى كتابة ما يسر لرفع هذه المضار العديدة بالفاظ وجيزة مفيدة فوجبت على  
 وسطرت ما ذكره حقن الدمار والانتصار للعلماء والصلحاء المشايخ الاتقياء قال ذلك الفقير الى الله تعالى  
 عبد الله عناتي زاده الحنفى القائم بخدمة الفتوى بام القرى مكة المشرفة عنى عنها بمنه وكرمه وقد تصدى  
 شرح كلماته الطيبات في اثنا عشر سنة اثنا عشر مائة والفت صاحب القرب الانسى والمعتام القديسى  
 شيخ عميد العنى النابلسى الحنفى المشقى نعمنا الله تعالى ببركاته وادنا البصاح دعواته في رسالته  
 نتيجة المسلم ونصيته علماء الرسوم فاجاد في التحقيق وازال الاشتباه عن الطريق كيف لا فان الله خص  
 هذه الامة بما لم يعط امة قبلها وامطر عليها من سحاب كرمه وطل لخيرها وطلبها وجعل فيها على مدى الالام طائفة  
 بخصوص ولايتها فانهم صفوة من المخلوق ومحل رعايته هم خير الامة والانوار التى تضيء الظلمة ويهيم نفع كل شدة  
 وتراح كل ملته **س** انها هم حبة لما سقاهاهم **س** خيال الوصل عن حور الجنان **س** لهم يعبدوا من خوف  
 تارة **س** ولا شوقا لما يوفى الجنان **س** لهم شغل لمولاهم بذكر **س** وسكروا لتجديد فى القرآن **س** بحور العلم اذ  
 شمس السموات **س** ملوك الارض اتمس الزمان **س** هم الكاشفون بطائفة المعارف والمطالعون  
 بنظر الف العوارف ووردت بذكرهم الاخبار ورويت فى آثارهم الآثار عن الاخبار وجارت الاحاديث  
 بانهم السابقون والاجبار دونك مارواه رواة الحديث الصادقون كل قرن من امسى سابقون بهم يقاس  
 الناس **س** بهم تصرون وبهم يزقون وبهم يبطرون وبهم يجارون وبهم يرفع عن اهل الارض ما يفضيرون  
 بهم يحى المدوميت وليفى عباده وليفيت بهم ينزل الغيث **س** بهم يصلح العيش وبهم نبت للخلقة  
 منها وبهم تخرج الارض بركتها وبهم تقصر على الاصداء وتفتح انواع البلاء ويصرف العذاب والابلاء  
**س** بهم ضارت لبقاع الارض وتبجت **س** فهم شموس سرت فيها اوقار **س** يحيى بهم كل ارض ينزلون بها  
 كانوا ليقبل الارض امطار **س** هم النواش وتخصوا بمنزلة **س** جهرا وكهم لهم فى الله اسرار **س** لو قسم احدكم  
 على الله لا يرسمه ولو ساله ينزل جلا عن مكانه لهدمه ولئن تقوم الساعة حتى يقضوا كلهم وليفيت من  
 جميعهم اكنهم ومحلهم ويعاينهم من كل الارض ظلهم وظلمهم قد قول الله تعالى نصرهم وعلواهم اذ هم وكرمهم  
 وتوعدهم من اذاهم بحرب لعظيم امرهم بل اتاك حديث الغاشية الزائفة **س** الاشية التلاشية الذى

البيان ربه ووصيفه ذرى شجرة **س** له لهم كسر الامم **س** له لهم كسر الامم **س** له لهم كسر الامم **س** له لهم كسر الامم

اصبحت تنقيص اوليائه عايشية ولم يكن من عذاب الله عايشية انما مثلها مثل الماشية فخرق الله منها  
 ١٢٠ والعايشية والاشارة منها عايشية اصل اناك حديث العجوة والليام الشكرة والحجر المستقرة والكذبة المزورة الذين  
 لا يمشون من زوره ولا تنفع فيهم التذكرة بل اناك بنار الشاتم المكفر التفتيش الذي ليس له التعرف ولا حذره الا ان سمع  
 ولا نصيب له الا التفتيش وهو كما لجباري في صحارى التكلف كمنهت من ادراك التصوف وما ادراك بالتصوف  
 فانه علم يعرف بكيفية ترقى ال الكمال من النوع الانساني في مدارج سعاداتهم والامور العارضة لهم في درجاتهم  
 بقدر الطاقة البشرية والالتفات عن هذه الدرجات والمقامات كما هو صفة غير ممكن لان العبارات انما وضعت  
 للمعاني التي وصل اليها انهم ال اللغات والالفاظ التي لا يصل اليها الا غائب من ذاتة فضلا عن قومي بدينه فطيس  
 يمكن ان يوضع لها الفاظ فضلا عن ان يعبر عنها بالفاظ فلما ان المخطولات لا تدرك بالادام والموهوبات  
 لا تدرك بالخيالات والتمحيبات لا تدرك بالحواس كذلك ما من شانه ان يعاين بعين اليقين لا يمكن ان  
 يذكره يعلم اليقين فالواجب على من يريد ذلك ان يجتهد في الوصول اليه بالبيان دون ان يطلبه  
 بالبيان فانه طور وراة طور العقل علم التصوف علم ليس يعرفه الا اخوة طيبته بالحق معروف  
 وليس يعرفه من ليس يشهده وكيف يشهد حضور الشمس كقوت في قال ابو بكر الواسطي الراشون في العلم  
 الذي رتخا بلوا جهنم في غيب الغيب وفي سر السر تعرفهم ما عرفهم وارا ومنهم من يقتضيه الايات المبرورين  
 غيرهم وخالصوا بحر العلم لطلب الزبادات فالكشف لهم من خوار الخوار تحت كل حرف وآية من الفهم وعجائب  
 انفس فاستخرجوا الدرر والجواهر وانطقوا بالحكمة وقد ورد في الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما رواه انفسا  
 بن عيينة عن جرج عن عطاء عن ابي هريرة انه قال ان من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه الا العلماء ربانية فاذا  
 نطقوا به لا ينكره الا ال الغرة بايديهم نا البوزرعه اجازة قال اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو  
 عبد الرحمن قال سمعت انصرا باذى يقول سمعت ابن عاتقة يقول سمعت القرشي يقول هي سر السر الذي  
 يبديها الى اوليائه وصادات النبلاء من غير سماع ولا دراسته وهي من الاسرار التي لم يطلع عليها الا الخواص  
 وقال ابو سعيه الخراز للعارفين خزان اودعوا علومنا غريبة وابنا عجيبه ويكلمون فيها بلسان الابدية ويجرون  
 عنها بعبارة الازلية وهو العلم المجهول بقول بلسان الابدية وعبارة الازلية اشارة الى انهم بانه ينطقون  
 وقد قال بعد قال على لسان غيبية من ينطق وهو العلم اللدني الذي قال الله تعالى في انفسهم وعلنا  
 من لنا طما فان قلت كيف دعوى القول بان علم الباطن لا ينال بالكسب قد شوق حصوله بذلك  
 لاهل منظار قلت لا شك ان علوم الانبياء والرسل عليهم السلام انما كان حصولها بالوحى غالباً وبالبيان  
 الالهي الذي قد فهمته في بطن قلوبهم وبرزه لهم في غالب الكشف عن الحقائق الربانية معلوم ان  
 وهو ال بديع

فوق التصوف والتفكير له نسبة زكريا - ٥٥ - ام ربه است كآز العارفي نندي كرينه - ٥٥ - كتم بصرة بائع بؤم ابي ان



ليس كسب وهو واقع ايضاً خلفاً منهم من القوم حيث افسحوا عنه عبارات الازل التي يقصر عنها نطاق لفظ الالفاظ  
 في الابد قال الشيخ تاج الدين بن مسكويه في الطبقات الكبرى بالفتحة وذكر ان الشيخ عز الدين بن عبد السلام كان يقرب من  
 يدبر رسالة القشيري محضراً من مؤلفه الشيخ ابو العباس المرسي لما قدم من الاسكندرية الى القاهرة فقال الشيخ عز الدين تكلم  
 علي هذا الفصل فاقه المرسي بكلمة الشيخ عز الدين بوجوه في الحلقة او يقول سموه الكلام الذي حديث عميد بربره وقال  
 الشيخ تاج الدين بن عطاء الله في لطائف المنن اخبرني الشيخ مكين الدين الاسمر قال حضرت بالمنصورة في خندقها  
 فرأيت الشيخ عز الدين بن عبد السلام و الشيخ مجد الدين علي بن وهب القشيري و الشيخ محي الدين بن سراقه و الشيخ  
 مجد الدين الاحمسي الشيخ ابوالحسن الشاذلي و رسالة القشيري تقر عليهم وهم يتكلمون و الشيخ ابو الحسن صامت الي ان  
 فرغ كلامهم فقالوا يا سيدي زيد ان نسمع منك فقال انتم ذات الوقت وكبرياء وقد تكلمتم فقالوا لا بد ان نسمع  
 منك فسكت الشيخ ساعة ثم تكلم بالاسرار العجيبة والعلوم الجلية فقال الشيخ عز الدين وقد خرج من صدر الخيمة وفاق صوته  
 سموه الكلام الغريب القريب العهد من الله قلت وفي رواية يساقها الحافظ ابن كثير كان الشيخ عز الدين يجتهد  
 الاستاذ ابى الحسن الشاذلي فيسمع تقريره في علوم الحقائق ويشاهد من انصاحه عن العلم الذي فعنه ذلك يحصل له  
 وارو من جناب الحق ويرقص على قدميه يطرب مع المردين وهو يقول تاملوا هذا التقرير فانه قريب العهد من ربه فهذا  
 هو العلم الباطن الي صل لهم من لفيض الالهي من غير الكتاب واما حصوله لال الظاهر التلقين عن الاستاذين  
 فصار لمحققا بالعلوم العادية الكسبية التي تؤخذ بالتقليد وليس هذا الان من العلم الطرقي القريب العهد بربه لكونه  
 يخرج عن مقتضى علم الله بسبب تلقيه عن المخلوق وكن الحق قال الشيخ عبد السلام المقدسي في كتابه حل الرموز  
 والفتاوى الكنوز اعلم ان العلم علان علم الظاهر وهو شرعية وعلم الباطن وهو حقيقة قال رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم العلم علان اعلم باللسان وعلم بالقلب فاما علم اللسان وهو حجة الله على العباد واما علم  
 القلب وهو العلم الاعلى الذي لا يخشى الله العباد الا به فاعلم القلب هو علم الله في الذي لم يطر في السطور  
 ولم يحفظ بالدرس واما هو تلقين من التدبير واسطة ملك ولا سفارة رسول كما ان الخضر عليه السلام علم بالعلم  
 الذي لم يعلمه موسى عليه السلام بالعلم الوحي فقتل تلك النفس الزكية بغير نفس بذلت على ظاهرها شرع عدوان  
 محض لكن ظهر تحقيق فعله بعلم آخر الذي لم ينقل من الكتب والاوراق واما جاد حى من الملك المخلوق  
 فوجب على موسى عليه السلام انكار ذلك واستقبحه قيا بالحد وعلما بالشرعية اذ هو متشرع  
 ومقتدى بها فلو سكت عن الانكار لما قام بغيره ولذلك تادب الخضر عليه السلام معه بقوله انك لمن  
 تطهير حى صبراً وبذا غاية الادب من الخضر عليه السلام لانه علم انه يرى منه مالا يقدره الشرع فقال  
 انك لمن تطهير حى صبراً على ما يخالف الشريعة ثم لما علمه الخضر عليه السلام بالعلم يدل في علم الشرع

لا يجوز تبين ان علم الله اى اى على المرسي الآن بالكشف



علم موسیٰ علیہ السلام ان الشریعہ جسدہ و تحقیقہ روحہا وقال فی موضع آخر اعلم ان العلم مقدمہ نتیجتہا  
 العمل والعمل مقدمہ نتیجتہا الحال فالعلم والعمل کسبھی والحال ومشی قال اللہ تعالیٰ والذین جاہدوا فیہ ما  
 نہدنیہم سبلنا فالجہادہ للعبد بالعلم والعمل والہدایۃ مواہب اللہ تعالیٰ فی الاحوال و ہذا معنی قولہ صلے اللہ  
 علیہ وسلم من عمل بما یعلم عدتہ اللہ علمہ ما لم یکن یعلم فالذمی ورتبہ اللہ لعبدہ لم یکن من کسبہ بل بفضل اللہ  
 وبرحمۃ نذیک من اللہ تعالیٰ علی غیبہ فقال وعلمک ما لم تکن تعلم وكان فضل اللہ علیک عظیما وقال الہیرونی  
 فی منائیل السارین الدرجۃ الثالثۃ علم لدنی اسنادہ وجودہ وادراکہ عیانہ ونقشہ حکمہ یس بینہ و بین الغیب  
 حجاب قال شارح العالم باللہ الملک الدین القاشانی اسی علم لا یكون الا من لدنہ رحمۃ وموہبہ کقولہ تعالیٰ  
 فی حق النضر علیہ السلام انما آتینا خزینہ من عندنا و علمنا من لدنا علما ولا یثبت بالاسناد کسائر العلوم المنقولۃ  
 بل اسنادہ وجودہ وادراکہ عیانہ اسی لا یحصل بالادراک العقلی والفہم کسائر العلوم المنقولۃ بل ادراکہ مشہودہ  
 ولما کان العیان الذی ہوا الادراک البصری اجل الادراکات اطلق علی کل ادراک یکون فی غایۃ الجلال  
 فاطلق علی شہود الحقائق ونقشہ حکمہ اسی لا یکن لغتہ لعبارة تفہم معنایہ ولا یکن لغتہ ووصیفہ لمن لم یلح  
 ذلک ولا یکن تعرفیہ للغیر فلا یعرفہ الا ہونف لمن ظہر علیہ یس بینہ و بین الغیب حجاب المراد بالغیب  
 غیب الغیوب الذمی ہو علم الحق اسی لیس ہو الا علم الحق بعینہ وهو تجلی الذاتی وتفصیل فی الکواکب  
 الزاہرۃ فی اجتماع الاولیاء لفظہ سید الدنیاء والآخرة للشیخ ابی الفضل عبدالقادر بن حسین بن علی الشاذلی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ فان فضل العلماء بہم الطیار بابہ الذین کشف لہم العظائم فشاہدوا الجمال الاسنی وسکروا الحمیۃ المولیٰ و حرقوہ  
 باسمائہ الحنی وصفاتہ العلیٰ وتخلوا من صفاتہ بمجاسن العلاء وشاہدوا عجائب ملکوتہ وغرائب حکمہ وعظائم آیاتہ  
 الکبریٰ وقریمہ فی حضرة قدسہ علی بساط النور وقلوبہم بصفات الجمال والجمال تجلی وجعلہا مطلع النور  
 وخرائن اسرارہ ومعادن المعارف والحکم وہم مصابیح الہدیٰ ووقفہم لصالح الاعمال وخطمہم فی الافعال  
 والاقوال وصفاتہم الاحوال وقلوبہم بذکرہ احیاء ومن الارجاس والاکدار طہر و جلا وکشف لہم اعظام لایۃ  
 وامتدی بہم القوم بحین ہدایتہ و عرفہم فی المملکتہ وتولی وشوقہم الی النظر الی وجہ الکریم فزیدوا فی الدنیا  
 والاخریٰ واحیا بہم الدین ونفع بہم المریدین وجلا بہم عین القلوب العیاء واغاث بہم العباد ذرا صلح  
 البلا وکشف بہم البلا فہم الناطقون بالحق عن الحقیقۃ والمرشدون الی سلوک الطریقۃ لظہر ابی حکیم  
 من بحر تلاطمت امواجہا وثار عجاہبہا فاستقرت ودر التوحید فی ہو و جہاد لاجت الانوار علی ساحاتہا  
 وانبطت فی الاقطار وتشتت فی الامصار فاستخرج منها اللالی الکبارا ودعوا من العلوم اللذنیۃ  
 جواہر الاسرار وخرقت لہم الحب العلوئیۃ فان تقوا الی معادن الانوار واستقروا علی بساط الایس

الكلام المنجى بروايات البزنجي

وكشفوا عن ستر الازلية بالاخبار قلت مهمهم الى المرات العسوية والعلوم الالهية والالافاس الروحانية فانفتح  
 لهم العلم المصون واكتشف لهم السر المكتون شربت ارواحهم راح المحبة في حضرت القدس فسكرت عنده مشاهدة  
 الجمال على بساط الانس وحانت في بجار معارف الاسرار وتنزمت في رياض مطالع الانوار فبهم الاصفا والبرهان  
 والجلال والتقوى ولا يخفى ان العلماء انما يشرفون على قدر شرف علومهم وشرف العلوم على قدر شرف متعلقاتها  
 فعلوم المعارف المتعلقة بالله وسمائه وصفاته اشرف العلوم وصحابها اشرف العلماء وهي علوم لا يتناولها كسب  
 وانما يتأهل بالوهاب في فضل العلوم وصحابها افضل العلماء والدليل عليها ان العلوم والمعارف اللدنية يحض  
 بها الولي والصديق والعلوم الظاهرة نيا لها الصالح والزديق وان فضل العلم على قدر ارتفاع صاحبه ونفعه الخبير  
 ولا شك ان العارفين بالله هم الذين انتفعوا ونفعوا حقاً وصدقاً قال بعضهم العالم به يقدرى والمعارف به يهتدى  
 وعن ابي هريرة قال دخلت من رسول الله صلى الله عليه وسلم دعائين فاما احداهما فبثثة فيكم واما الاخر فلو  
 بثثة لقطع هذا البلعوم رواه البخاري قيل المراد من الوجود الذي لم يثبت الاحاديث التي بين فيها اسما امرار الجور  
 كقوله حمود بالله من راس استين وامارة الصبيان مشيراً الى المارة يزيد بن معاوية قلت اطلاق الوجود على  
 علم بخريجات معدودة غير مستحسن ولا يتصور خلة سما ونظير العلوم الشرعية بل المراد به العلم اللدني فان قيل  
 فما معنى قوله فلو بثثة لقطع هذا البلعوم قلت معناه انه لو ثبتت باللسان لقطع هذا البلعوم لان تلك العلوم والمعارف  
 لا يمكن تعليمها ولا تعلمها بل اللقال بل انما تدرك بالانعكاس ولسان الحال كيف والتعلم باللسان يتوقف على  
 امور منها كون المعلوم مما يدرك بالعلم المحسولي ومنها كون اللفظ موضوعاً بازارته ومنها كون الوضع  
 معلوماً للسامع وليس شيئاً منها متحققاً في المعارف اللدنية فان ادراكها تكون بالعلم المحسولي الذي  
 لا يمكن زهولها بل سبيل ذلك وراء العلم المحسولي والمحضوري واني هناك ونسخ الالفاظ وهيئات هيئات  
 للسامع العلم بوضعها ومن انا وان ينطق بتلك المعارف فلا بد له من ايراد مجازات واستعارات لا يهتدى  
 الى مرادها العوام فيخط به عقولهم ويفهمون غير مراد المتكلم فيفسقونه ويكفرونه كما ترمى العوام بشكروا على اولياء  
 الله تعالى من غير سبيل الى ذلك مرادهم وذلك لفيض الى قطع البلعوم فان قيل اذا كان ذلك العلم  
 بحيث لا يمكن اخذه ولا اعطائه بالبيان وفيض الى تلك المفردة وفتح اسبلعوم بالنطق باللسان  
 فاية ضرورة في التكلم بها وبابال القوم يصنفون فيها مجلدات كالفصوص والفتوحات وادى فائدة  
 في تلك التصنيفات قلت ليس الغرض من تلك التصنيفات اعطاء تلك العلوم ولا بحيث لا يمكن  
 تلك الكتاب شيء من القرب والولاية بل كل الغرض منها تبيين العارفين المحصلين تلك العلوم بالوجد  
 والسلوك على بعض تفاصيلها وتطبيق احوال المرادين ومواجيدهم على احوال الاكابر ومواجيدهم كظهور

العلم بغير العلم

أحوالهم وتظنون به قلوبهم كثيرا ما يتكلمون بملك المعارف في غلبة الحال فالطريق السوي للعوام عند مطالعة  
كتبهم وسهل كلامهم عدم الإنكار وحمله على ظاهر شريعة مباحين بالتأويلات فان كلامهم مؤود وإشارات  
أو قلوبهم علمه إلى كلام القلوب كما هو شأن المشابهات فان في كلامهم محازات واستعارات مصيرة  
عن مظاهر وليس شيئا منها مخالفا للشرع بل هي لبث الكتاب والسنة زرقنا الله سبحانه بفضله ومنه فعلمنا  
الباطن الذين ظهروا على الحقائق والمعارف والحكيم تارة يصنفون كتباً وضحة في هذا الشأن لتتفق  
بها أهل الظاهر والباطن كـ بعض مصنفات الغزالي ومصنفات القشيري والشهاب السهرودي والشيخ  
تاج الدين عطار الله الشاذلي وخواجه محمد باسأ وغيرهم من الأئمة الاصلاحية تارة يصنفون كتباً لغيبها  
الأهل الباطن فقط وعلما بالظاهر لا يفهمونه لما في ظاهر عباراتها من الاشكالات والرموز المعقدة التي  
لا يفهمها الا العلماء بالله وذلك كـ مصنفات الشيخ محي الدين بن عربي وابن سبعين وابن الفارض وابن جلاب  
وابن دواسكين وعفيف التلمساني والايكبي العجمي والاسود الاقطع وابي اسحق وموضع من الاحياء  
للغزالي جلها في المملكات من ذوات النسخ السنوية والمصون به من غير الله ومعراج الكليين والمنفذة وموضع  
من قوت القلوب لابي طالب المكي وكتاب ابي نجيب السهرودي ومصنفات خواجه محمد باسأ ومجلدات  
مكتاب الامام الرباني خاصة المجلد الثالث منها رسالة السيرة والعباد والمكاشفات الغيبية والمعارف  
للدينية فهذه علوم لا يعلمها علماء السيرة والوقوف ولا يكتبها كتب الشكر والعبادة ولا تعلم عليها المحررون  
برزت من غيابة الغيب الذي لا يشعر به الغير ولا ينتهي السيرة انما هي اشارات وتلويح لا عبارات  
وتصريح فمن كان صدقاً لله خابها جنوة العبد الاقواء فليدخل من باب جناتها وتبصر في خاطر حضراتها  
فيري ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر <sup>منه</sup> كان موطأ في ورطات الارضاع جامداً  
على عوائد الطباع مقيداً في القول والسمع ولا تحليل يذاني كشف القناع فليرو العلم لاله وليتبر من سوء  
طنة فان الحقائق من درار دهره مدارك العلوم اللدنية فوق فهم من لم يعلم التصوف اقداره على تكفير المتصوف  
بجيد جلد فان التكفير عظيم الخطر ومن كفرنا انما كانه اجبر من ذلك الانسان بانته في الآخرة في العقوبة  
الدائمة ابد الابدين <sup>كذلك</sup> وانش في الدنيا مباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجوز عليه في حياته ولا  
مات احكام المسلمين قال العلامة السيوطي في المعارض في نصرة ابن الفارض وانا والياخي في الارشاد  
وما ذاك الا لان الكلام قد يكون ظاهراً وفي الشرع منكر وصاحبه منكره عن اعتقاده مورد او مصدر او انما صدر  
مراد به معنى خلاف الظاهر مؤولاً بتأويل حين باهر قال الغزالي رضي الله عنه وعنا به كلام القوم يشبه بما في  
القرآن والسنة من التشابه وقد سال بعض علماء الكلام بعض كبار الصوفية عن هذا الذي يلح عليهم

المنجى برؤايات البرزخي

كلام التصوف في كلامهم





الطائفة من الفقهاء التي تنكر على الصوفية مثلها مثل الطائفة من النكاح التي تنكر على الفقهاء وقد  
 جرت فلم يجد فقها ينكر على الصوفية الا وهلكه الله تعالى وتكون عاقبته وخيمته ولا وجدنا تركت  
 بهن بالفقهاء الا وهلكه الله تعالى وتكون عاقبته شديدة فبئس بئس هذه الطائفة التوبة الى الله تعالى وحسن  
 الظن بخلق الله تعالى لا سيما من القطع الى الله تعالى ورفض النسب وادوا ظهره هذا علاج هذه الطائفة لم  
 قال فيولاد القوم لا ياملون بالظواهر ولا يفيد معهم الا السبطن ومحض الصفا وهم على الله تعالى وخاصة نعمنا الله  
 بهم واكثر من لقمهم لا يبلغ انتبه اعلم ان حسن الظن وعدم الوقوع هو الذي دلت عليه الاخبار  
 والآثار فمن الحديث لان سخطي الامام في العفو خير من ان سخطي في العقوبة اياكم والظن فان الظن الكذب القدر  
 ولا تحسوا ولا تجسوا ولا تباغضوا ولا تباؤوا وكونوا محبا والساخا وانا وقال السيد عمر لا تظن بكلمة خرجت  
 من اخيك سوءا وانت تجد لها في الخير محملا وقال بعض العلماء لو عاش الانسان عمره كله لم يحن لم يرس  
 لم يسأل الله عن ذلك وقال الشيخ تقي الدين بسبب في فتاواه علم اننا نستصعب القول بالكفر لانه يحتاج  
 الى تحرير التقدير وهو صعب من جهة الاطلاع على ما في القلب وبكاد الشخص يصعب عليه تحرير  
 اعتقاده فضلا عن غيره واعترف الشخص به بيئات ان يحصل وقال الامام السبب في نشر الحاسن  
 مانصه وانا قلنا لا يستعمل التكفير لان الباردة الى دون ذلك غير ممنوعة وما جبارا كبه من الحظر  
 فكيف بالباردة الى تكفير المسلمين مع عدم الاطلاع على قلوب الخلق وحوال اعادة التخصيص وغيره  
 وعظم حرمة المؤمن الذي قتله لغير حق عظم عند الله من زوال الدنيا لا يخفى عليك انه اذا صدر من  
 المؤمن الكفر صريح متعمدا وارتد عن الاسلام والعباد بالبدل لا يبارد الى قتله بل يستتاب وجوابه  
 استمباتا على خلاف في ذلك فكيف بمن لم يعلم انه تعد الكفر ونقطة بمن ارادة التخصيص والسهو  
 سبق اللسان وغير ذلك فبئس التثبت والتاني في التكفير وسفك دماء المسلمين فليس ذلك ليهن  
 ومعنى اذا قتل عن احد لفظ ظاهرة الكفر ان يقال ومعنى التثبوت فيه فان حصل ما يخرج اللفظ  
 عن ظاهرة من ارادة التخصيص او المجاز وغير ذلك مما تدعون في القاعدة الاصولية  
 يسأل اللفظ عن مراده وان كان الاصل في الكلام هو الحقيقة والعموم وعدم الاضمار وغير ذلك  
 لان الضرورة ماسة الى الاحتياط في هذا الامر واللفظ <sup>المقتضى</sup> فان ذكرنا معنى الكفر ما جئنا  
 اللفظ <sup>المقتضى</sup> فان لم يمتثل اللفظ لظاهره او لغيره <sup>المقتضى</sup> اولم يذكر شيئا استتب فان تاب قبلت توبته وان  
 لم تثبت واصر على ذلك فان كان مدلول ذلك الظاهر كقرا مجعنا عليه حكم بكفره وقتل مرتدا  
 ويثبت عليه احكام المرتدين وان كان في محل النجوات نظر في الرابع من الاونة فان لم يكن في الكلام



الكلام المنجى بعبارة اوقات البرزخية

الابنية النظرية في الادلة نظرت في الرابع عند اكثر المحققين من اهل النظر فان كان الراجح عندهم عدم التكفير  
 ترك وان تساؤل الخلاف اخذ بالاحوط وهو عدم التكفير وينبغي ان يستتات ويهد وان لم يثبت  
 وان رجحوا التكفير فالحكم بالحكم به الجسمة الغفيرة اخرج البخاري عن ابي ذرارة سمح النبي صلى الله عليه وآله  
 وسلم يقول لا يرمى رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك قال  
 النووي معناه فقد يرجح تكفيره عليه فليس الراجح عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل اغاه المؤمن كافراً وكان  
 كفراً نفسه اما لكونه كفراً من هو شمله واما لانه كفراً من لا يكفره الا كافراً فيقتضيه بطمان دين الاسلام  
 وقال السباني في كتاب الارشاد والنقل ونسب الـ المشايخ رضي الله عنهم مما يخالف العلم الظاهر  
 فله محال الاول ان لا يستنسخ اليهم حتى يعرج عنهم الثاني بعد الصحة يطمس له تاويله فاعلم له  
 تاويله عند اهل العلم الباطن العارفين بانتهى قوله الثاني الكثرة صدور ذلك عنهم في حال الشكر ان  
 سكر اسبابا غير موجبة لانه غير مكلف في ذلك الحال فسور الظن بهم بعد هذا المخرج من عدم التوفيق فعود  
 بانه من النخذلان وسور القصار ومن جميع النوع البلاء وقال بعض العلماء ان دقائق علم التصوف لو عرفت  
 معانيها على الفقهاء بالعبارة التي القوياني علومهم لا تحسنوا كل الاستحسان وكان اول القائلين بها  
 وانا ينفرهم منها ايرادا بعبارة مستغربة لم يلقها قال الحافظ السيوطي في تبيينه النبي بتبزيه ابن عربي وذكر  
 البرهان البتاعي في معجمه حكى لي الشيخ تقي الدين ابو بكر بن ابي الوفا المقدسي الشافعي قال وهو مثل  
 التصوف في زماننا قال كان لبعض الاصل قارئ بشير على بقراءة كتب ابن عربي ونحوها من انظارا وبعضهم  
 يمنع من ذلك فاستشرت الشيخ يوسف الامام الصفدي في ذلك فقال اعلم يا ولدي وفقك الله  
 ان هذا العلم المنسوب لابن عربي ليس بمتجرع له وانا هو كان ما هو انبيه وقد اوعى اهل طريقه انه لا يمكن  
 معرفة الا بالكشف فاذا صح مدعاهم فلا فائدة في تقريره لان كان المقر والمقرر له مطلعين فالتقرير يحصل الحاصل  
 وان كان المطلع احدهما فقريه لا ينفع الاخر والا نهما يخيطان خبط عشواء فيسيل العارف عدم البحث عن هذا  
 العلم وعليه المتقول والسلوك فيما يوصل الـ الكشف عن الحقائق قال ثم استشرت الشيخ زين الدين الجاني  
 بعد ان ذكرت له كلام الشيخ يوسف فقال كلام الشيخ يوسف حسن وازيدك ان العبد اذا تخلق ثم تحقق ثم جذب  
 انعمت فاته وذهبت صفاته وتخلقت من السوسى فعند ذلك تلوح له بروق الحق بالحق فيطلع على كل شيء فيرى  
 الله عند كل شيء فيغيب بانه عن كل شيء ولا يرى شيئا سواه فينظر ان الله عين كل شيء وهذا اول المقامات  
 فاذا ارتقى عن هذا المقام واشرف عليه من مقام هو اعلى منه وحضه التائيد الالهى يراى ان الاشياء كلها  
 فيض وجوده تعالى لا عين رأت وجوده فالناطق حينئذ بما ظنه في اول مقام الامر وحكم ساقط واما ما ذكره ثابت

الاشياء كاستن احوال كرون ١١ طه شب كبرى ١١





الكلام المنجى بديارات البرزخية

ان ما حكم فيه ناس من عداوة او جهالة او غيابة فقد قال الحافظ الباجي الصواب عندنا ان من ثبت امامته  
 وعند الله وكره ما دونه من كونه ذم جاره وكانت هناك قرينة والله على سبب جرحه من تعصب مذموم او غيره فانما  
 لا تفتت الى الجرح فيه فتمثل فيه العدالة والانلو فتحننا هذا الباب واخذنا تقديم الجرح على اطلاقه لما سلم لنا  
 احد من الائمة اذما من الامم الا وقد طعن فيه طاعنون وبك فيه الكون وقد عقدا الحافظ ابو عمر بن عبد البر في  
 كتاب مسلم باب في حكم قول العلماء بعضهم في بعض دروي بسند عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال سمعوا  
 علم العلماء ولا تصحوا بعضهم على بعض فوايد الذي نفسي بيده لهم شدت كما ترا من النيسون في زور بها وعن  
 مالك بن دينار يوقد بقول العلماء والقرائن كل شئ الا قول بعضهم في بعض فقال الامام <sup>عليه السلام</sup> <sup>من</sup> <sup>الشيخ</sup> <sup>الحاج</sup> <sup>الدين</sup> <sup>السبكي</sup>  
 في طبقات الكبري بعد نقله لكثير من كلام الامام ابن عبد البر الخزاز الحمد ان نفهم من قاعدتهم ان الجرح مقدم على  
 التعديل على الملائم بل الصواب ان من ثبت امامته وعند الله وكره ما دونه وند جاره وكانت هناك  
 قرينة والله على سبب جرحه من تعصب مذموم او غيره لم يفتت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد عرفنا ان  
 الجرح لا يقبل منه الجرح وان فسروني حق من غلبت طاعنته على معصيته وما دونه على ذميه وكرهه على جرحه  
 او كانت هناك قرينة يشهد العقل بان مثلها حال على الوقيته فيه من تعصب مذموم او مناقشة ذموية كما يكون  
 بين النظراء وغير ذلك فبح الثفت الى كلام ابن ابي ذؤيب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في  
 احمد بن صالح لان هؤلاء ائمة مشهورون قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذما من الامم  
 الا وقد طعن فيه طاعنون وبك فيه الكون قال ابن عبد البر بذايات عطف فيه كثير وان فصلت فيه قرنة  
 جاليت لا تدري عليها في ذلك ثم قال الدليل على انه لا يقبل في حق من اتخذه جمهور الناس اماما في الدين  
 قول احمد بن الطائعين لان السلف قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير في حال الغضب ومنه ما حمل  
 على المحمد ومنه ما حمل على التاويل مما لا يلزم العقول فيه شئ منه وذكر من كلام الصحابة والتابعين بعضهم  
 من النظر بعضهم في بعض شيا كثيرا لم يفتت اليه احد من العلماء ولا يقولوا عليه لانهم يشعرون  
 ويرضون والقول في الرضى غير القول في الغضب فمن اراد ان يقبل قول العلماء بعضهم في بعض فليقبل  
 قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم في بعض وقول ما ذكرنا في التابعين وائمة المسلمين بعضهم في بعض فان  
 فعل ذلك فقد ضل ضلالا بعيدا وخسرنا بينا وان لم يفعل ولم يفعل ان يراه الله والبه رسده  
 فتيفت عندنا شرطناه فانه الحق الذي لا يصح غيره ان شار الله تعالى على انه ما ينبغي ان تيفت عند الجرح  
 حال العقائد واختلفا بها بالنسبة الى الجرح والجرح فربما خالف الجرح الجرح في العقيدة فوجه ذلك  
 واليه اشار الرازي بقوله ويشعني ان يكون المذكور براؤ من العصبة في المذهب خفا من ان يحلهم

الكلام المنجى بديارات البرزخية







الكلام النجی برودعات الهزنی

في القلوب المنجية للتقوى في الطواير وبذلك يظهر محسوس فان جميع اهل الاديان من المسلمين وغيرهم لهم تقوى على زعمهم في اديانهم المختلفة للخواص منهم لكن تلك التقوى ليست هي تقوى القلوب المنجية لتقوى الطواير فلا ينجح ذلك الادراك المخصوص بال اهل هذه الطريقة اصلا اما غير اهل الاسلام فانما في قلوبهم الشكر والكفر فنجح تقويم الطاهرة على زعمهم باطله كالزهد والصبر والتوكل والصدقة ونحو ذلك واما اهل الاسلام فان الايمان في قلوبهم لكن لم يكمل باستيفاء شعبه وشغلهم حب الدنيا فاستولت العقلة عليهم والخروج وجميع اهل الايمان المذكورون كلهم مسلمون وغيرهم متفقون على ادراك واحد للمحسوسات والمعقولات لا يختلفون فيه اصلا غير الادراك الذي عند اهل هذه الطريقة المذكورة فتري اهل الاديان كلهم يرون على بعضهم بعضا ويكفرون بعضهم بعضا باعتبار اشتراكهم في الادراك الواحد للمحسوسات والمعقولات بسبب اعتبارات مختلفة في دمج تلك المحسوسات والمعقولات واهل هذه الطريقة المذكورة ينظرون اليهم ويكفرون باهم فيه من الخطا والوهم والعقلة عن معرفة الاشياء المحسوسات والمعقولات ولا يرون فيهم الاستعداد لزيوال ذلك الوهم وتلك العقلة عنهم الالهوتة القد تعالي والفتح المذكور ولا شك ان معرفة المحسوسات والمعقولات جميعا هي الاصل في معرفة الله تعالي المعرفة الصحيحة الواردة في الشريعة المحمدية فان الله تعالي انما يعرفه للعارفون بمعرفة مخلوقاته وهي جميع المحسوسات والمعقولات فاذا لم تعرف مخلوقاته لا يعرف هو اصلا ولها صدر علماء الكلام حياهم بسائل الجسم والعرض وتركيب الجسم من الجزر الذي لا يتجزى وذكر الفلاسفة البيسولي وبصورة ونحو ذلك وكل من العبيد من المتكفرون في معرفة الاشياء فانه ورد في الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اقترن نبوته اسرا في اول ليلة الكعبة واشي ثلاث سنين بعد بلوغه اليه سن سنة من عمره ثم نزل عليه جبرئيل بالقرآن عشرين سنة وعشرين ليلة وعشرين سنة في المدينة وتعليم اسرا فيل الاشياء لم يكن يعلمنا بانها تنقسم الى جسم وعرض اولى بيولي وبصورة ونحو ذلك من مباحث علم الكلام ولو كان لو روعنه صلى الله عليه وسلم ذكر ذلك وبيان ارشاد الالهوتة فاذا قلت لي من بلنا هذا الادراك المخصوص الذي ختم به اهل هذه الطريقة وكيف معرفتهم بمخلوقات الله تعالي المحسوسات والمعقولات التي عرفوا بها بهم سبحانه تعالي اقول لك قد كلفني بما لا اقدر عليه الا بالكلام لا بايصال ذلك اليك بحيث ترى انت ذلك كما اني اراه الالهوتة الله تعالي لك فان اردت بيانه بالعبارة فافهم مني هذه الاشارة وهي ان الجميع متفقون ان الله تعالي موجود وصدقه قبل وجود العالم كلها المحسوسات منها والمعقولات ووجوده هو الحق القديم الازلي الابدی المنزه عن مشابهة كل محسوس وكل معقول اذ لا وابد انتم الله تعالي موضوع بالصفات العلية وسمي بالاسماء الحسنی فاقترنت صفاته واهماده في الازل ان تظهر هذه المخلوقات التي هي مفضدة في علم القديم والمخلوقات كلها المحسوسات والمعقولات مخترعات لهم

على غير مثال سابق ولا وجود لها في انفسها اصلاً بل هي معلومات في علم القديم مفصلة في العلم على حسب هذا  
 الترتيب الظاهر وهو تعالى متوجه بها عليها وهو كلامه القديم الذي ليس بوقت ولا صوت فسمى كونه بهذا  
 الاعتبار وجهاً من قوله سبحانه كل شيء بالكلية اوجه اى الافانة كما قالوا وقوله سبحانه بما تواتر في جميع اوجه الله  
 ذاته وقوله سبحانه كل من عليها فان ويبعث وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله صلى الله عليه وآله وسلم كان الله  
 ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فجميع العوالم المحسوسات والمعقولات معلومات الله تعالى اولاً في علم القديم  
 متوجه بها لاظهار الكلام القديم كما قال سبحانه انما امرنا بشي اذا اردناه ان نقول له كن فيكون فقوله سبحانه  
 هو القول الحق واداره هو الامر الحق والعوالم كلها المحسوسات والمعقولات في انفسها باطله من قوله تعالى لنبية  
 صلى الله عليه وآله وسلم العارف به المدرك هذا الادراك المخصوص بهذه الطائفة لانه امامهم وتبعوهم عليه الصلوة  
 السلام قل جاء الحق وطمسنا لى ظلمى وتبين عندى ذريق الباطل اى انكشف لي بطلان الباطل الذى  
 يزل محسوس و بكل معقول ان الباطل المذكور كان زهوقاً من قبل ان ينكشف لي انه زاهق ورتال  
 صلى الله عليه وآله وسلم فيما روعته في الحديث الصحيح اصدق كلمة قالها الله عز وجلت لبيد الاكل شي  
 ما خلا الله باطل و اذا تقررت لك هذا الكلام وتيقنت بان حق الحق عليك بل تعد ان تجده كما تقررت لك  
 وتذكره على طبق ما ادرته نبيك صلى الله عليه وآله وسلم فادركته هذه الطائفة المذكورة ببركة متابعتهم صلى الله  
 عليه وسلم في تقوية القلوب المنتجة لتقوى الطوابع كما ذكرنا لان انك تقدر على ادراك ذلك اصلاً فكيف  
 تحذرك نفسك انك تقدر ان تفهم كلام اهل هذه الادراك المخصوص بل كيف تحذرك نفسك انك  
 تعرض عليهم بفهمك في معاني كلامهم المم بريدة من كلامهم على مقتضى ادراكك الوهمى وغفلتك التى هي  
 حجابك عن ربك ما اذ الا اعتار منك وافتراء وجرأة على خاصية عباد الله المكريمين كما خاطب صلى الله عليه  
 وآله وسلم عامة الصحابة بقوله كما اخرج البيهقي في الجامع الصغير لعلمون ما علمتم قليلاً وليكنتم كثيرين  
 على تفكير في عدم ادراككم هذا الادراك المخصوص بل جميع المحسوسات والمعقولات وليس ذلك الادراك المخصوص له  
 صلى الله عليه وآله وسلم وحده بل للخواص من كبار الصحابة ايضا كما في باب الصديق وعلى ابن ابي طالب وغيرهما  
 وذلك باق الى يوم القيمة في اهل القرب من الاولياء والصديقين وقال تعالى في حق من لم يدرك هذا  
 الادراك المخصوص مع التكذيب تراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال تعالى انهم يسمعون وهم لا يعقلون  
 وقال تعالى لهم قلوب لا يعقلون بها ولهم اذان لا يسمعون بها ومع انهم يدركون مثل  
 ادراك غيرهم من الناس لكن المؤمن الغافل ليس كالكافر الغافل والى مثل انى اشترت لك فى كلامى هذا  
 الى الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة المذكورة الذى الفردوا به فى جميع المحسوسات والمعقولات دون غيرهم







ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يخرج من الدنيا الا قد اكتمل وهو في الكمال الممكن في حق البشر وان لم  
يخرج من وجه الكمال الممكن حصوله له الا وقد تصف به في حياته صلى الله عليه وسلم والمقدمة الرابعة  
ان الانبياء وكلهم لا يقبل اجسادهم ولا نفسهم وانهم احياء في قبورهم وانهم يعبدون الله تعالى في البرزخ  
ولا تقطع اعمالهم بدة البرزخ وان صدورهم البشرية لا يتخلفم وان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باق على رسالته  
وتصف به الى يوم القيامة قال الله تعالى في حق الشهداء ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء  
عند ربهم يزكرون الآية واذا كان الشهداء احياء بنص القرآن فما بالك بالانبياء الذين هم فوق الشهداء بمسرات  
ومرات والمقدمة الخامسة ان هذه الامة افضل الامم بنص قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وان  
افضل بها الامة الصحابة رضوان الله تعالى عليهم انا اكشف الحجاب عن وجوه الابرار واتتمسكا باذيال عطية  
الارباب واقوال بعض اولي الالباب والله الموفق للصواب اليه المرجع والباب المقالة الاولى فيما سناه  
على المقدمة الاولى قال فبني على المقدمة الاولى بطلان قوله بتفضيل الكعبة على النبي صلى الله عليه  
والله وسلم لانها خلق من المخلوقات بل جزء من الارض وهي جزء من الدنيا التي خلقت لاجله صلى الله عليه  
وسلم وقد قرأته صلى الله عليه وسلم افضل المخلوقات وكرمه اوقدلت الاحاديث لصحوة الصخرة الكريمة  
على بطلان هذا القول بل نقول مطلقا ان المؤمن افضل من الكعبة والاحاديث دللت بنصوصها على  
اكرمية المؤمن وفضلته على الكعبة فضلا عن بسيد المؤمنين في الدنيا والآخرة وان موضع قبره صلى الله  
عليه وآله وسلم الذي ضم اعضاء البشرية افضل بقاع الارض حتى من الكعبة والبقرة انما شرف به صلى الله  
عليه وسلم فكيف يكون الكعبة افضل منه اقول بنا هذا الاعتراض ليس على المقدمة الاولى ولا على كلام  
المجدوح بل على فهم التعرض المعري عن فن التصوف وذاق اهل اصلاح بل تنهض البازي بغير جناح  
وهو لا يعرف ان نصرة الحق شرف ونصرة الباطل سرف وعلم ان المجدوحه الله لا يفضل الكعبة  
على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل لا على احد من المرشدين وهو بصدد بيان تفوق حقيقة الكعبة والحقيقة  
الاحمدية على الحقيقة المحمدية مسب مذاق المتصوفين وقد بينا في مواضع عديدة بتقريرات مفيدة قد خفت  
على البرزخية لعدم باعيني فن التصوف فاطال الكلام لفقدان التعرف قد سمجت ام المنيارة عني  
على دنيا كل من صنع فانه افاد في المبدء والمواد ان حقيقة الكعبة الزبانية فوق حقيقة المحمدية على مظهرها  
الصلوة والسلام والجمعة وقد فصل هذا الامر في كتوب تسع وثمانين من الجلد الاول فكان له الرجوع الى الكتب  
فقلقة في ردك انه انما اشار ذلك التوسم من حمل لفظ الفرق على معنى الافضلية مع انه ليس كذلك الافضلية  
بمعنى كثرة الثواب هو لا يتصور بنا في شرح الواضع ان الملائكة وان كانوا فوق البشر في بعض الامور

الاشارة الاولى في حقيقة كعبه

كلام النبي براديات لم يزل

لكن الافضلية بمعنى كثرة الثواب للبشر وحمل لفظ الحقيقة على ذات الشيء وتخصه ليس عند التصوفين فان  
 حقيقة الشيء عندهم كسَم الشيء وهو مبدى تعين ذلك الشيء بوجوده وذلك الشيء لا يخلو ذلك الاسم والاسم  
 واسطة الفيوض بين الحقة القدسية وذلك الشيء كما ان الشان الذاتية واسطة بين ذلك الاسم المقدس وبين  
 الذات المنزهة على ما جرت عليه عادة الالهية من توسيد الوسايط ورعاية للنسبات بين الغيوض  
 ويستفيض قال الشيخ محي الدين بن عربي قدس سره في رسالته لقول ان الاكوان ظلال اسماء الالهى و  
 الاسماء ظلال اشياء الذاتية وعند المجد رحمة الله تعالى عليه باعتبار الظهور لله تعالى مراتب الاول مرتبة  
 الالهيون وهو مرتبة الذات البحتة وعند الصوفية يطلق عليه هذه الاسماء الاحدية الذاتية والاحدية المطلقة  
 واحدية البصر والعالم الالهوت وانزل الازل وخفايا الخفايا ويطون بطون ونسب الهوية والثاني  
 مرتبة تعين الوجودى والحسى والثالث مرتبة الحيوة والرابع مرتبة العلم الحلى وهى مرتبة الوحدة والثاني  
 التفصيل وهى الوحدة والاعيان الثابتة وهى مرتبة الاسماء عند القوم وعالم الجبروت والحقيقة المحمدية عنده  
 عبارة عن الاسم العليم وعنده مرتبة الاسماء ومرتبة الوحدة والعلم الحلى ايضا وهذه المراتب كلها قديمة اذ كانت تقديس  
 بعضها على بعض بالذات لا بالزمان وللعالم مراتب الاول مرتبة الارواح وهو عالم الامم والملكات والثاني  
 مرتبة عالم المثال والثالث مرتبة عالم الشهادة وهو عالم الخلق والناسوت ومحمد صلى الله عليه وآله وسلم مركب  
 من عالم الامر والخلق واسمه صلى الله عليه وآله وسلم احمد باعتبار عالم امره ومحمد باعتبار عالم خلقه واسم الله تعالى  
 الذى هو مولى عالم امره وهو منظره يقال له الحقيقة الاحمدية وهى المعجزة بحقيقة الكعبة واسم الله تعالى الذى هو مولى  
 عالم خلقه يقال له الحقيقة المحمدية والمراد بالحقيقة المحمدية التى فوقها حقيقة الكعبة لتعين الامكانى النورى والحقيقة  
 الكعبة لتعين الوجوبى قد افاد في المکتوب التاسع والمائتين من الجمل الاول بما تعرب به ويبنى ان يعلم ان حقيقة  
 شخص عبارة عن تعين الوجوبى الذى كان التعين الامكانى ظل ذلك التعين الوجوبى وهو اسم من اسماء الله  
 كالعينم والقدير دون حقيقة الشخص كما تكون تعين الوجوبى كذلك تكون تعين الامكانى الذى هو ظله انتهى  
 لمخاضا ولفظ الحقيقة لا تطلق على الله تعالى بل على اسم من اسماء الله تعالى الذى هو مبدى تعين ذلك الشيء  
 وحقيقة الوجوبية فلا يرد عليه ان اسماء الله تعالى توقيفية اذ عرفت مصطلحاته فاعرت ان لبنينا صلى الله عليه  
 وآله وسلم في الطوارة والنور كمالا لا تحصى ومقامات لا تستقصى فله عليه الصلوة والسلام باعتبار هذا الوجود الغنى  
 وارشاده لهذه العالم الظلماني اسم مبارك هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم ناش من حقيقة واسم الهى بنسب  
 مرتبة هذا العالم السفلى وهو اسمى بالحقيقة المحمدية وله عليه الصلوة والسلام باعتبار وجود الروحاني المرئى  
 بعالم الملكوت النورى اسم آخر وهو احمد ناش من اسم فشان ابي هو مبدى واصل للحقيقة المحمدية بنسب

بسم الله الرحمن الرحيم

مرتبہ ذلک العالم العلوی المسمی بالحقیقۃ الاحمدیۃ والمعبرۃ بحقیقۃ الکعبۃ الربانیۃ اسی مرئی الکعبۃ و مثبتہ اولہ علیہ  
 الصلوۃ والسلام و راز ہدین لتعین الذین بہا کالاحیاء الطبیعیۃ عروجاً لانتفاہ و اسرار الانتفاہ و الیہا الشہیر  
 قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و بہا یومی قولہ تعالیٰ ان کان  
 کتاب تو سین اودانی و مہمورد استر الاصطفاۃی المحبوتیۃ الصرفۃ و ہومناط الففضل و مدار التفوق فثبت  
 لان التفوق انما ہی لبعض کمالاتہ و مراتبہ علیہ الصلوۃ والسلام علی بعض وان حقیقۃ الکعبۃ الربانیۃ لبعض من  
 حقائقہ العالیۃ و جزو من حقیقۃ الجامعۃ الشاملہ فظہر انہ لیس بنا ذکر تفصیل الکعبۃ علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کما ہم البرزخی بل بہت ذکر مسئلہ کشفیہ للتصوف فالاعراض سفسطہ و غلطہ و یغنی ان نعلم ان فضل الحقیقۃ  
 علی الحقیقۃ لا یوجب فضل الصورۃ علی الصورۃ لہذا ان یحصل للصورۃ مع حقیقتہا الی ہی رہا قریب  
 و اتصال کما تم بصرہ للصورۃ الاخری و ہذا فیما نحن فیہ المہم من ان نخفی لان کمال القرب انما ہو بالفنار و البقار و العرج  
 الخموس بالبشر و الانسان کمالہ مقام معلوم ثم علم ان لفظ الحقیقۃ المحمدیۃ فی عبارات الحجۃ علیہ السلام  
 یطلق علی معان مختلفہ فتمتی قوتہا بالحقیقۃ الاحمدیۃ و الکعبۃ الربانیۃ ہر اویہا ما ذکرناہ سابقاً و تمی ذکر  
 مطلقاً المقصد بہا الحقیقۃ الجامعۃ للحقیقۃ المحمدیۃ و الاحمدیۃ و الکعبۃ الربانیۃ و ہی المعبرۃ بحقیقۃ الحقائق و ہی  
 الحقیقۃ الی لا واسطۃ بینہا و بین الذات المقدسۃ کما ذکرہ فی آخر مکتوبہ قبل وصالہ باہم قلیلیۃ ان الحقیقۃ  
 المحمدیۃ فوق جمیع الحقائق انتہی قال عودۃ الوقت محمد معصوم رحمہ اللہ فی الجلد الثانی من مکاتیبہ بما تعریبہ  
 ان حقیقۃ الکعبۃ ناشیۃ من مقام المعبودیۃ و المسجودیۃ الی ہی ذات اللہ تعالیٰ باعتبار شان من شیونانہ  
 و اعتبار من الاعتبارات للذات المرادۃ من النسب و الاعتبارات حاصلہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 مرکب من علم الامر و الخلق و لہما ان محمد و محمد الاول یطلق علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعتبار الاول  
 و الثانی باعتبار الثانی و الحقیقۃ الشیوئیۃ الاجمالیۃ ہی باصطلاح القوم لتعین الاول و الحقیقۃ التفصیلیۃ  
 ہی لتعین الثانی باصطلاحاتہم فطل لتعین الاول اسماء اللہ تعالیٰ و ظاہر عالم امرہ علیہ الصلوۃ والسلام  
 و ظل لتعین الثانی عالم امرہ مع خلقہ علیہ الصلوۃ والسلام و لجمیۃ فخذہ روح فی لتعین الاول مراتب الشیونانہ  
 و فیہ شان الاحمدیۃ و الکعبۃ و شان فوق شان و اعلم ان عند المجدوح الصفات الزائدۃ علی الذات  
 موجودۃ بوجود زائد و ہو ذہب جمہور التکلیفین فی شرح العقائد لمولانا جلال الدینی و لکن ہم یخالفون فی  
 کون الصفات من ذاتہ او غیر ذاتہ اولاً ہو و لا غیرہ فذہب للعتزلۃ و الفلاسفۃ الی الاول و جمہور التکلیفین  
 الی الثانی و الا شعریۃ الی الثالث انتہی و مقامہا و راد الصمد العلمیۃ الی ہی فی مراتب العلمی و الداعی العلمی  
 الجہلی تعین اول صفتہ العلم الذی من الصفات الحقیقیۃ الزائدۃ و لا لتعین الاول لذاتہ تعالیٰ کما ہو عند القوم



لان الصفات عندهم من الذات فالحقيقة المحمدية اى لتعين الامكاني فوقها حقيقة الكعبة لاشك فيها وهى الشان  
 الروحاني في التعيين الاول وتوجه اليها في الصلوة فصح قوله في المبدأ والمعاد بما تعزبه ان حقيقة القرآنية وحقيقة الكعبة  
 الربانية فوق الحقيقة المحمدية على منظرها الصلوة والسلام انتهى وليس في المبدأ والمعاد لفظ التفصيل ولا لفظ الافضل  
 بل لفظ الفرق قال العلامة النابسي المشتق في نتيجة العلوم قوله ان حقيقة الكعبة افضل من محرمه صلى الله عليه  
 وآله وسلم وهذا معلوم من حيث هذا اللفظ المذكور عند اهل الادراك الخاص فان حقيقة الكعبة بيت الله الحرام جامع  
 والصفات ويشير اليه اخباره صلى الله عليه وآله وسلم بان الحجر الاسود بين الله في الارض وبيت الله الحرام  
 المذكور هو الذات الالهية وهو حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم في غيب الغيب والمراد بالحقيقة الخالق البارئ  
 المصور للكعبة ولمحمد صلى الله عليه وآله وسلم ولا شك ان معنى حقيقة شئ ما به شئ هو هو على المعنى الذي عند اهل  
 الادراك الخاص المذكور لا عند غيرهم من اهل الرسوم الناطقة والخالق البدي للصور هو الذي بكل شئ هو ذلك الشئ  
 فان الشئ ليس شئاً بنفسه بل بخالقه البارئ المصور له فما دام الخالق البارئ المصور قائماً على شئ حاشا لخالقه  
 بارئاً له مصوراً له ذلك الشئ هو ذلك الشئ فالتحق تعالى هو حقيقة الكعبة عند اهل الادراك المخصوص وحقيقة الحق  
 تعالى لاشك انها افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم لانه صلى الله عليه وسلم مخلوق لا انها اصل من حقيقة  
 محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو لقل افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم واما انت يا مكين فلا تعرف  
 الحق تعالى القيوم على كل شئ الذي كل شئ بالكل فان الالهية الالهية حقيقة جل وعلا وتنزهه وتقدس عن  
 شابهة كل ما صدر عنه من الاشياء انتهى قال وقد علمت ان المسجودية اليها من حيث القبلة لفضلها  
 على احاد الموم فضلاً عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولما وردوا عليه في قوله كما ان صورة الكعبة مسجودية اليها  
 للصورة المحمدية كذلك حقيقة الكعبة مسجودية اليها للحقيقة المحمدية انه يلزم افضلية صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله  
 عليه وسلم بعين ما عظم ان حقيقة الكعبة افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وسلم والحال ان من التقرب لمعلوم  
 من الدين انه المقصود من خلق العالمين ولولا ذلك لما خلق الافلاك قال في الجواب ينبغي ان تعلم ان صورة  
 الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمبدأ لو فرض عدمها كانت الكعبة كعبة ومسجودة للخالق انتهى فكانه التزم  
 افضلية صورة الكعبة على الصورة المحمدية لكن هرب من الحجر والمبدأ ان لا يكون فضلها على جسم محمد صلى الله عليه  
 وسلم وقال في المكتوب الموقى بانه الكعبة مسجودة اليها للخلق ليست هي المسجودين ولا اسقف الجدران لان تلك  
 لو زالت كانت الكعبة كعبة مكانها وانا الكعبة لها ظهور ولا صورة لها وهذا من اعجب العجائب انتهى ولا يخفى ان  
 هذا انكار الضرورية من الدين ويلزم ان يبراهم ويحيل لم يتبين ان البيت وان الطواف لم يلزم به وان لا  
 يكفر بانته وتلخيصه بالقادورات ولا يندب ان كسى الى غير ذلك من المفاسد ثم ان هذا ليس بجواب الكعبة









ان اللہ تعالیٰ بریدتاویسی فشکرت اللہ علی ذلک وذل خبری الذی کنت اجد وہی واند فیما یخیل لی قدر لغت  
 عن الارض بقواعد المشمة الا ذبال کما یثیر الانسان اذا اراد ان یشیب من مکانه یجمع علیه شایبه کذا خیلت  
 لی وقد جمعت ستورا تشب علی وہی فی صورة جاربه لم اصورة حسن منها ولا یخیل احسن منها فارجلت اسیاتا  
 فی الحال انا طیبها بها ویتسر لها عن ذلک الجرح الذی عامینه منها فمالت اثنی علیها فی تلك الابیات وہی  
 تسبح وتنزل بقواعد طی مکانهما وتظهر السور وما اسمها الی ان عادت الی حالها کما کانت وامنی به وشارت  
 الی بالطواف فمیت بغنی علی المستجار وانی مفصل الا وهو یضرب من قوة الحال الی ان سرى عنی و  
 ما حتمها واد وعتها شهادة التوحید عند تقبیل الحجر فخرجت الشهادة عند لفظی بها وانا انظر الیه یعنی فی صورة  
 سلک وانفتح فی الحجر الاسود مثل الطاق حتم نظرت الی قعر طول الحجر فرأیته نحو ذراع فسالت عنه بعد  
 ذلک من را ما من المجاورین من اخرج البيت فعمل بالقصة واصلح شأنه فقال لی رأیته کما ذكرت فی طول  
 ذراع الانسان ورأیت الشهادة قد صارت مثل الكرة وبتقرت فی قعر الحجر ونطبق الحجر علیها واند ذلک  
 الطاق وانا انظر الیه فقالت لی هذه امانة عندی ارفعها الی الیوم القيمة فشکرت الکعبة علی ذلک ومن  
 ذلک وقع الصلح بینی وبنیها فطابتها بنک الراسل السبع فزادت لی فرحاً وابتها جات حتى جاتنی بشری  
 علی لسان رجل صلح قال لی رأیت البارحة فی النوم الکعبة وہی تعول سجان الله فی هذا الحرم من  
 يطوف بی الا فلان وسکت لی باسمک وما دسی ابن انت من الناس خم فبت لی فی النوم وانت طاعت  
 بها وحدثک قال الراوی فقالت لی انظر الیه بل ترنی طانفا آخر فقلت لا والله ولا اراه انا فشکرت الله  
 علی هذه البشری من مثل ذلک الرجل فتذکرت قول رسول الله علیه وآله وسلم فی الروا بالصالحه انه یراه  
 الرجل المسلم اذ ترى لداسته فقد ظهر الآن ان الکعبة لبیت عبارة عن الحجر والمدرد والجدران والسقف فقط  
 بل هی غیر ما کما بیت فبطل القول بان الکعبة منحصرة فی این الحجر والمدرد والجدران والسقف فلو کانت الکعبة  
 السقف والجدران واللمین والاجر والاحجار والیهة المخصوصة العارضة بالبنار بتکریب السقف والجدران فیلزم  
 محذورات اولها انه علی هذا التقدير یلزم انه لو انهدمت الکعبة والعیاد منه باند وارتفعت لا تجوز السجدة  
 الی الفضاء لیس کک وثانیها لا تجوز البنار وتبديل صورته بل یحرم لانه بالتغیر تغیر الکعبة مع انها  
 قد بنیت الکعبة کرات ومرات کما ثبت بدلالة التاریخ وثالثها علی هذا التقدير لا تجوز الصلوة فی قعر البئر  
 وعلی شایق الحال وللاطلاع المرغوة بل علی سلح الکعبة لانه لا یجوزی الکعبة علی هذه التقادیر وما قبل  
 انه یلزم ان ابراهیم وایسمیل لم یبنیا هذا البیت وان الطواف لم یلزم به وانه لا یکفر بالانته وتلینجه بالقادورات  
 ولا یزید ان کسبى کخطا فاس فانه کیف یلزم من کون الکعبة الفضاء هذه المحذورات فعلیه بیان

نظارة بالمشیئة کب ورواه خاک قال بالکسب

وجه اللزوم فانه كما كان البيت في خبر من ذلك الفضاء المعبر بالكعبة اجري عليه الاحكام المذكورة فانه لا ريب ان  
 البيت واقع في ذلك الفضاء فيعظم ويحل ويجري عليه حكم الكعبة بهذا الاعتبار وان كان في حقيقة الكعبة سجودا لم يها  
 كما سابقا والكعبة ليست هي البيت بالنقص بل اطلاق البيت على الكعبة بالعلية كما نجم على اثر آيات البيت الحرام النبوي  
 من الحجر واين الكرب من الجدران والسقف واقع في الفضاء المعبر بالكعبة لهذا يجوز اطلاق احدهما على الآخر ويجري احكام  
 الكعبة على البيت فلا يلزم منه الاتحاد في المفهوم ونظيره المصاحف الموجودة في ادينا فان القارة في القاذورات  
 كقرع ان كلام الله تعالى حقيقة وبالذات هو الكلام نفسه القديم والقبلة الحجرية لغة وعرفا بالصلة الى نحو ما من الاخر  
 سابقا الى السمار السابقة مما يجازي البيت فالقبلة لغة والكانت اعم من الكعبة لكن بحسب العرف كانت بينهما  
 المسوات قال العيني في شرح الهداية وفي التنظيم الكعبة قبله من في السجدة الحرام والمسجد قبله من بمكة ومكة  
 قبله الحرم والحرم قبله العالم وبه قال ملك قيل هذا على التقريب فاما على التحقيق فالكعبة قبله العالم ولا تجوز  
 نيته بنار الكعبة ولا نيته الحجر الاسود لان القبلة العرصة الى عنان السمار لا البناء لان البناء لو وضع في مكان  
 آخر فعلى الية تجزيه والى العرصة تجزيه وكذا الوصل على ابي قيس بجوز وان لم يقابل البناء في نتيجة العلوم وقوله  
 وانها آية الكعبة مع كونها من عالم الخلق فليست هي الحجر والطين والسقف والجدران يعني ليست هي ذلك  
 فقط كما ان الانسان ليس هو الجسم الظاهر فقط بل حقيقة الانسان باطن ذلك ايضا مراده باعتبار عالم الملكوت  
 الاعلى والحضرة الروحانية وقوله بل لا صورة لها هي الكعبة يعني في عالم الملكوت لانها الروح الاعظم المخلوق كما ان  
 هو من امر الله تعالى تطوف به الروح كلها الناشئة عنها وقوله وحقيقتها هي الكعبة هو المعنى من المقصود  
 الذي صار مبدرا لسان الاسم العظيم والذي صار مبدرا لسان للاسم العظيم هو الذات الالهية وانما اختصت  
 الكعبة بالاسارة اليها بان حقيقتها هي الذات العلية مع ان حقيقة كل شيء كذلك كما ذكرنا بالماور وفي اشرار  
 من الاهتمام بشانها في استقبالها في الصلوات والطواف بها دون غيرها من جميع الاشياء وان قال تعالى  
 ايما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم فللكعبة حينئذ ثلاث اعتبارات الاول من حيث كونها هي التوجه والطين  
 والسقف والجدران وهذا محل نظر اهل الرسوم وحكمها وجوب الاستقبال في الصلوات وجوب الطواف بها في الحج  
 والعمرة وبما حظ الاجسام الثاني كونها امر روحانيا شريفا فانما بامر الله تعالى لا صورة له وهذا محل نظر العارفين  
 في استظهار الانوار الالهية والاستمداد الرباني وبما حظ الارواح الثالث حقيقتها الاصلية التي نشأ عنها  
 كلامين المذكورين وهي الحقيقة الالهية والذات الربانية من تحلى الاسم العظيم بكل شيء وهو المراد منها في الاصل  
 المذكورة انتهى قال فان قلت قد صرح قدامه بحقيقة كما في شرح الطحاوي والهداية والبرزنجية وغيره ان الكعبة  
 هي العرصة والهوار الى عنان السمار دون البناء لانه يقل وبما خلاص ما ذكرتم قلت هذا مع كونه حذافا

ما ذكره هذا الرجل من ان الكعبة لها ظهور وليس لها صورة ومن ان صورة الكعبة تعجز العقل عن تشخيصها كما ياتي  
 قريباً لان كلام من العرصة والهوار تشخيصها العقل والعرضة لها صورة فهو ايضا خلاف اللغة وظلال مصطلح الشرع  
 فان الله تعالى يقول جعل الله الكعبة البيت الحرام فجعل البيت الحرام عطف بيان للكعبة والاعاويث موخر بل ان ابراهيم  
 وسماعيل قالوا انما انبأنا بك الكعبة ويجز الكعبة ذواتا لثقتين من الجنه يورث الله الكعبة البيت الحرام الى البيت المقدس  
 وحي نزلت الكعبة الى غير ذلك مما يطول ذكره ومن ثم عترض صاحب النائية بان الكعبة هي البناء المرغوب ما خوذ  
 من الارتفاع والنور ومنه الكعب فكيف بقوم الكعبة هي العرصة والصواب ان القبلة هي العرصة كما ذكره  
 صاحب المحيط انتهى من البحر الرائق وقد عني لما قال صاحب المحيط المتأخرون كالزبيدي وصدده الشرعية وابن الهيثم  
 وغيرهم فغيروا بالقبلة دون الكعبة فتعبر اولئك محمول على انهم تجاوزوا عن القبلة بالكعبة وهو لا ينافي ان الكعبة  
 حقيقة هي البناء اقول اما اولاً فبانة كشي اذا خلا من مفسوده لغاوفي هذا المقام اعترف البرزخي بغيره  
 لتعيل بان مساك قدما بخصية ان الكعبة هي العرصة والهوار فالان ظهر الحق الواضح والصدق اللامحتمل  
 بين مجال المعانيق وجمادى غير ناصح فاقضوا من البرزخي وكثيره يرجع الى قدما بخصية فعوذ بالله منه  
 يا طمح الجبل السالى لتكلمه شفق على الراح لا شفق على الجبل قال فقها بخصية والمالكية ان الكعبة لقبله  
 عندنا هي البقعة المحدودة التي السمار دون البناء والبنائ شمع وعلامة لمعرفة القبلة حتى لو وضع هذا البناء  
 في موضع آخر لا يجوز تعظيمه ولو اهدم البناء والعباد بانه كانت الكعبة باقية بدليل ان الانبياء والاولياء استقبلوا  
 وطافوا بهذه البقعة بعد الطوفان مدة الفين وثمانين سنة ولم يكن هناك بناء وعند الشافعية كذلك  
 الا في حق من تعبد في الكعبة او على سطحها فانه فرض عليه ان يستقبل الى البناء اقله قدر ثلثي اذرع حتى يوصل  
 داخل الكعبة موجها الى الباب المفتوح لا يجوز عندهم الا انها كانت البنية مرفوعة قدر شبر او زيادة بدليل ان النبي  
 عليه الصلوة والسلام دخل البيت موجها الى الباب وامر برفقه اليه ولولا ان الكعبة بناع ارضنا نحن لما  
 امر بربو الباب وقال بعضهم قبلة الداخل البناء وقبلة الخارج ايضا البناء فاذا لم يكن البناء دلالات خاص  
 ليصل الى البقعة ضرورة والقبلة اسم للبقعة والعرصة قالوا هو الصواب كما هو في الجرائد واما ثانياً  
 واني قد ذكرت اصطلاح المجدد رحمه الله عليه فذكر الخلاف مرات لا طائل تحته ومن يتامل في اصطلاح  
 يعرف ان حقيقة الكعبة هي تعجز العقل عن تشخيصها واذن حقيقة الكعبة والعرصة والهوار والبيت الحرام الموجود  
 في العيان الواقع في فضاء الكعبة فقال عز من قائل جعل الله الكعبة البيت الحرام وان كان الكعبة هي  
 البيت الحرام حقيقة وانا متأكد فكيف يتعلق بجعل بينهما اذا جعل ليعضد نسبة الامكان بين الجبل السالى  
 وذي لا ينطق عن ذواته فجعل الذات من ذلك الشيء بالغير لا ترى ان النسبة بين الذات والذات هي

له نظيره في امره اصحابه في قوله تعالى انما اتيناكم بالبينات والبرهان



الكلام المنجى برهانياً ذات البرزخي

للضرورة والوجوب فكيف يجوز العقل كون أحدهما محجوراً وأخر محجوراً الذي يجعل الكعبة هو جعل البيت الحرام  
 فإن جعل الذات هو جعل عينها فإن جعل لا يخلل بين الشيء ونفسه وأما ما كنت أفان الأمر ببناء الكعبة  
 لا يدل على أنها ليست الكعبة لفضاء فإن الكعبة يطلق في العرف على البيت الواقع في الفضاء أيضاً كما  
 أنها هي العروة والفضاء حقيقة وأما العباس فإن الكعبة لم يسمها سميت بها وإن سمها سميت للارتفاع  
 وما حوذة منه فلا يلزم منه أن لا تكون هي العروة واللا يلزم منها أن تزيل الارتفاع والعبادة منه بالبدل لا يكون الكعبة  
 على الأرض ولا يصح لصلوة إلى العروة وهذا باطل مع أن ارتفاع الفضل في الخارج من تحت الشيء إلى العرش  
 فهو علم من ارتفاع البيت وأما ما نسبنا فإن تعبیر الطمى مصدر الشريعة وابن الهمام وغيرهم بالقبلة ليس على  
 ما فيه البرزخي بل لأنها لما كانت الكعبة جهة العبادة عبرت بالقبلة والكعبة قبله بهذه الهجرة فظاهر الحق في كمال الوضوح  
 والبيان ودمت على طبعات أهل العدوان وهو يعرّفه طول الباع وكثير الاطلاع قال ثم قال بل صورة الكعبة  
 مع أنها من عالم الخلق هي في لون الخلق الامرية ومجوية لعجز الخلق عن تشخيصها إلى ان قال نعم ان لم تكن  
 لك لم تكن مستحقة لان تكون مسجوداً إليها لفضل الموجودات التي ولا شك ان المسجود إليها البيت وماك استها  
 من الهيار او جهة اوصوب المقصد كما مرد كل من عالم الخلق فيما معنى كونها في لون الخلق الامرية ومجوية  
 يعجز الخلق عن تشخيصها فان اشار إلى ما ذهب اليه من انها صورة لتبين الاول فذلك يستلزم الغاربه الصورة  
 البنائية وهو يدغم للشرع وذات إلى مذيب الباطنة والعبادة بالله ويستلزم ايضا كون الكعبة على الصورة  
 المستلزمة لجامعيتها وقد اعترف بانها لاجامعية الالانسان الكمال وهو الكلام الحق فلا يكون غيره مخلوقاً  
 على الصورة فلا يكون شيئاً من الكائنات غير الانسان الكمال مظهر للتعيين الاول فلا تكون حقيقة الكعبة  
 مسجودة للحقيقة المحمدية من حيث الابداد والاستمرار واما من حيث العبودية وامر الله تعالى بذلك فلا يستلزم ذلك  
 ايضاً ولم يقع الامر بالاسجود إلى صورة البيت لا إلى حقيقة وقد صلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ستة عشر  
 شهراً نحو بيت المقدس وصلى في ناقلة السفر إلى حيث توجهت به راعلة وبحال انه ليس لبيت المقدس ولا لما  
 توجه اليه من اجزاء الارض فضلية على الصورة المحمدية قطعا وبالالتفاق فالسجودية إليها لو استلزمت الافضلية  
 لاستلزمت جامعيتها المستلزمة لكون المتوجه إليها مستحقة للخلافة على الصورة واللازم باطل فالمسلوم  
 مثله اول هذا الكلام كله من قبيل بناء الفاسد على الفاسد فان بناه على عدم فهم معنى حقيقة الكعبة  
 وقدم معناه المصطلح عند المجدد رحمه الله فتذكر والعجب ان المجدد ربح يتكلم في حقيقة الكعبة المصطلحة والبرزخي  
 يعتبر من الكعبة المروفة وابن بن من ذاك فالاعراض يروى على وجه كلامه لا على اصطلاح المجدد ولما  
 كان كلامه في حقيقة الكعبة فكيف يلزم عدم الشريعة والذباب إلى مذيب الباطنة والبارد عليه نقصان الجامعية

المنجى

بالانسان و هذا ظاهر جده لما ذكرنا قال ثم نقول باسمي مجد والالف الثاني ويل تعني من مدة هذه الامة الف ثمان حتى  
 يكون مجده ليس قد اجمع العلماء وذكروا بحافظ السيوطي في رساله الكشف ان ما بعد الالف لا يبلغ خمس مائة سنة  
 وان القيمة تقوم في ربع مائة وشي وقد بينا ذلك في كتابنا الاشاعه في اشراط الساعة اتم بيان وقال بعض  
 اتباعه في توجيه هذا القول ذكر الحسين بن معين الدين الميمني ان الصوفية يقولون كل زمان نوبة ظهور سلطنته  
 اسم فافا نقضت نوبة الهيبة وقد وصل نوبة سلطنة الى اسم آخر وهو المشار اليه بقوله كل يوم هو في شان وان لوي  
 عند ربك كالف سنة مما تعدون ولهذا بعث اكثر الواعظ على راس الف سنة من مفضي من قبله انتهى بحروفه  
 وكانه اخذه من قول شيخه ان بعد كل الف تغيير الملل فنقول هذا اثبات لما فهمناه فان القضاة نوبة سلطنة الاسم  
 بطلان حكمه وحرص على شرعه باق الى يوم القيمة فيدل على عدم القضاة حكم هذا الاسم الذي هو مظهره فاذا لم  
 يبطل حكم لم يتج الى مجده وخرقان قلت لم لا يجوز ان يكون بطل حكمه منفردا ولكن ظهر اسم آخر معه هو احمد بن انصار الحكم  
 شتر كما قال في بعض كتابه انه شرك محمد صلى الله عليه وسلم في دولته الخاصة يعني ختم النبوة وانه خلق من  
 طينة قلنا قد ذكرتم ان كل اسم الف سنة لازما ولا ناقص فلا يجوز المشاركة في الالف بين الامين وايضا  
 فان بعد مضي الالف من عبثه صلى الله عليه وآله وسلم الى زوال الدنيا لم يبق الا ربع مائة وشي فلا يكون  
 تمام حصة اسم فاجب ان يضم اليه تمام الالف من البرزخ ويلزم ان تكون القيمة لا تقوم على امة محمد صلى الله  
 عليه وآله وسلم من ضروريات الدين انه صلى الله عليه وسلم شى الساعة وانها على امة تقوم وانه خاتم النبيين  
 لا ينبي بعده واذ قد حكتم مقتضى القلم عن الميمني وانتم التجديد بعد الالف فقد تركتم الاعتراف بما فهمناه  
 اذ التجديد يتعلق بالالف بهذا المعنى هو البطلان نبوة وشرع واحداث الاخرى والا كان كفاه ان ينسخ  
 مجد والمائة الحادي عشرة اذ تجديده المائة لا يستلزم ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعلق  
 بعث في هذه الامة على راس كل مائة من يجيدونها ومنها فاشارة بقوله هذه الامة وبقوله يجيدونها الى ان  
 هذا التجديد للمسي موي للدين ومن قوله بخلاف التجديد الالفى فانه البطلان الدين ورفع له فانظر الفرق بين البعيرين  
 فان قولكم مجد والالف الثاني مع كونه كذا باذوالالف ثان وكونه مخالف للشرع اذ لم يرد به الشرع فيه ايها  
 لبطلان شرعه صلى الله عليه وآله وسلم وفي ضمن ذلك دعوى نهض الجبال عند العارف بالمعاني على ان  
 الالف المذكورة ليست قمرية بل شمسية ولا يلزم توافقها بل لا يتوافقان ولو سلم فالنبى صلى الله عليه وسلم  
 لم يبعث في راس الالف السابع بل بعث في اواخر الالف السادس كما هو موضح به في الاحاديث وان اول  
 البعثة ليس اول الهجرة ولا وقت ارتحاله وعلى هذا فالنبى صلى الله عليه وسلم اخذ من الالف قدما يكون  
 راس الالف الشمس عند خروج المهدي فانه حتى يوصف التجديد وقد ذكرنا في رسالتنا عبارة الناس ان شرط التجديد







اذ الرجال يخرج في خلافة وهو كما يخرج على الراي المائة ويحتمل ان يتأخر المائة الثانية ولا يفوتها قطعاً واذا  
 تأخر فلا بد ان يثبت الله على راس هذه المائة من يحيى الامية امر ونها كما ورد في حديث مشهور قال السيوطي  
 في منظومه **س** واشرط في ذلك ان تمضي المائة وهو على جوية بين الفسنة **ب** يشار بالعلم الى مقامه **د** وغير  
 السنة في كلامه **هـ** وان يكون في حديث قد روي **و** من البليت المصطفى وهو قوس **ز** ويرجع الال الثاني  
 ما اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية رضي الله عنه قال ويقوم للمهدي سنة مائتين واخرج عن جعفر الصادق  
 قال يقوم للمهدي سنة مائتين واخرج ايضا عن ابي قبيل رضي الله عنه قال اجتمع الناس على المهدي سنة  
 اربع ومائتين فبيعه وبيع بين الروايات ان كمال ظهوره وذلك انما يكون بعد فتح القسطنطينية وذلك  
 يكون سنة مائتين ويجمع عليه الناس جميعون سنة اربع ومائتين وذلك بعد فتح الرومية والقاطع وهذا  
 لا يتاخر في خروج الرجال على راس مائة لانه اما باعتبار اول خروجه بالشرق او اذ عانته الخلافة اذ لان الاربع  
 والخمس بل والعشرين اول المائة بعد من راس المائة عرفا على هذا فيكون خروج المهدي سبع او تسع او  
 ثلاثين او بايعين قبل المائة لا يخرج عن كونه يخرج على راس المائة وكذلك تاخر اخر مدته عن راس المائة  
 وهذه كلها منظومات وردت باخبار الاحاد بعضها صحيح وبعضها حسن وبعد باضعاف مع شواهد بعضها  
 بغير شواهد وافية ما ثبت بالاخبار الصحيحة الصريحة الكثيرة المشهيرة التي بلغت التواتر المعنوي وجود الآيات العظام  
 التي منها بل اولها خروج المهدي وانه ياتي في آخر الزمان من ولد فاطمة بملار الارض عدلا كما طوت ظلمها و  
 جورا وانه يقاتل الروم في الملحمة ويفتح القسطنطينية ويخرج الرجال في زمنه وينزل عيسى ويصلي خلفه  
 ما سوي ذلك كله امور مظنونة او مشكوكة انتهى فيظهر من هذه العبارات ان ما قال السيوطي في الكشف ان  
 قيام الساعة لا يتجاوز على الف وخمسة مائة لا يستقيم لانه كان وفات سيوطي في سنة ٩٠٩ وقد حسب  
 سيوطي من زمانه والآن ١٢٠٨ من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقد شرع في سنة اربع  
 مائة بعد الالف وظهر علامة من علامات الساعة والكان يقوم للمهدي عليه السلام في سنة مائتين فابن  
 عليه السلام وقد شرع في اربع مائة سنة مع انه قيل ان اجتمع الناس على المهدي سنة اربع ومائتين  
 فلما ظهر مهدي عليه السلام ما وقع الاجتماع وما قيل ان كمال ظهوره يكون بعد فتح القسطنطينية يكون سنة مائتين  
 فجمع عليه الناس جميعون سنة اربع ومائتين بكذب الوجدان فحمد الله وقوته ان قسطنطينية تحت حكمته الاسلام  
 في هذا الزمان والسلطان عبد الحميد خان نصر الله على اعدائه صاحب الافواج القااهرة والسلطنة الزاهرة  
 وعساكره البرية والبحرية سبع مائة الف بل يزيد منها وقوتها تقتضي ان لا يغلب عليه اعداء مدة مديدة وان  
 كان نزول قوته فظاهر الحال يقتضي ان يفتي قوته في سنة اربع مائة بل مزمنة لانه ما يشاهد في فعله

الاجال

تقدير كل الاجال تقوم الساعة بعد الف وسبح مائة والحمد اعلم بحقيقة فيكون قيام الساعة بعد مائة الف  
 الثاني والاكثر حكم الكل واخذ حساب بعقبة بحساب محمل امر ذمى لا شرعى باباه احوال الزمان وامور الساعة قبيحة  
 لا يدعن بالامور الخبيثة الذميمة التي من شعار الشعراء البحث الثاني لما كانت الشريعة المحمدية معلوم باقية  
 الى يوم القيامة فاقصفت الحكمة الالهية المجد والتجد وامور الدين ومهماته والعجب انه تصور بمجد والالف الطال النبوة  
 فلما كان مجد والالف مبطل النبوة فيكون مجد المائة ايضا مبطل النبوة ويكون المجد والالف امر كشفيا الهاميا  
 يتعلق للرباب هذه المعاملة وكل من كان عارفا لعلافة ومدركا لآثاره يقبل آثار اهل الله تعالى ديور وموارد الفيوض  
 والبركات في خدماتهم وكل من كان جاهلا لاجوالهم لا يدرك اسرارهم ولا يقبل اقوالهم ولا يستحصل فيضانهم وبركاتهم  
 قال المجد ورج في المكتوب الرابع من الجمل الثاني بما تعريبه انه يكون على راس كل مائة من مجد وشتان من مجد  
 المائة والالف فالحما بين المائة والالف فرق فكذا بين المجدون والمجدون ليصل الفيوض والبركات منه الى الامة  
 وان كانوا الاطبا والادوات وانتهى فهمه امر كشفى لا يخالف العرف والشرع اما العرف فبانه فرق بين المائة  
 والالف فيكون بين مجد والمائة والالف فرقا ويكون مجد والالف اقوى واسمى رتبة ليصل فيوضه الى منتهى  
 الالف بخلاف مجد والمائة فانه كيفه فيه حجة ليجد امر الدين الى منتهى المائة اما الشرع فبان لكل قد يكون  
 مجموعيا وقد يكون افراديا فان كان المراد من كل المائة كل افرادها يجوز وجود المجد وكل المائة وان كان المراد  
 من الكل كالمجموع يراوبه الالف لجواز ان يكون مجموع المائة والعشر الف وان القول بالالف اسمية والقرينة  
 سخيطة لا عبرة فيه ولما كانت الشريعة المحمدية باعتبار حساب الشهور القمرية فالمعبر هو الحساب القمري لا الشمسي  
 روى الواقدي كان بين آدم ونوح عليها السلام عشر قرون والقرن مائة سنة وبين نوح وابراهيم عليها السلام  
 عشر قرن وبين ابراهيم وموسى عشر قرن قال عبد الوهاب الشعرا في لطائف المنن والاخلاق في بيان  
 وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق ان الدعاء الى طريق الله من الامة على اقدم الرسل فلما كان  
 كل رسول ياتي بعد فترة ناسخا للشرع من قبله او موقدا له فكذا لك طائفة الدعاء الى الله تعالى من الاولياء  
 وعلى هذا القدم جماعة من اهل عصرنا بحمد الله تعالى اهل الدين واقاموا معاملة وان لم يسمع لهم كما شيخ سليمان الخنيزري  
 وسيدى محمد البكري و الشيخ نجم الدين الخطيب و الشيخ شمس الدين الخطيب الشرنبلالي و الشيخ زين الخنيزري و الشيخ  
 نور الدين الطنطاوي و الشيخ سراج الدين الخانوتي و الشيخ بدر الدين الشهاودي و الشيخ شمس الدين البرهتوشي  
 فهؤلاء من اعظم الدارين عن الدين في عصرنا هذا وفيهم الخير والبركة والعلم فانه تعالى يفيضنا ببركاتهم فلو ان  
 الامة كلها اجتمعت عليهم واطاعوهم لهدوهم باذن الله تعالى الى الصراط المستقيم لكثرة ما اعطاهم الله تعالى من العلوم  
 والاسرار والسياسات رضى الله تعالى عنهم ورضي عنهم في اجابهم الاسلام واملين وايضا ما قلناه من الفترات والحالة

بین کل داع وداع من الاولیاء انما مات الأئمة المجتهدون حدث بعد سم اموار ویدع وحب علی القلوب  
 حتى صار الناس كما هم في فترة بالنسبة الى ما سلف فاتی الله تعالی بالمشائخ المذكورین فی رسالة القشیری  
 فاحیوا معالم الطريق واظهروا ما اندرس فیها كالسری والنجید والی سلیمان الدارانی وشیخنا بهم رضی الله تعالی  
 عنهم من كل العارفين والعلماء العالمین الذین كانوا فی عصرهم فلما اتوا وقعت الفترة مرة حتى الى الله تعالی  
 بالطبقة الثانية كالشیخ عبد القادر الجیلی والشیخ احمد بن الرفاعي والشیخ ابی مدین الغزالی والشیخ ابی عبد الله  
 القشیری والی یغزی والی النجار واخرا بهم رضی الله تعالی عنهم فلما اتوا حصلت الفترة العظيمة حتى الى الله تعالی  
 بالسادة الساذلیة والرافعیة رضی الله تعالی عنهم جميعین واول الطبقة ابو الحسن بن الصباغ والابو الحسن الاحمدي  
 والابو الفتح الواسطي وكانت سلسلة القوم وانقطعت من مصر حتى جابر سیدی یوسف النجی رحمه الله تعالی فتسللت  
 سنة الطريق فی مصر وقرأوا الى عصرنا هذا كانت الفترة الحاصلة بعد هولاء فی الدیار المصرية انما هی بعد موت  
 سیدی علی النجفی والشیخ محمد الشناوی والشیخ تاج الدین الذکر والشیخ ابی السعود الجرجی واخرا بهم رضی الله  
 عنهم فاتی الله تعالی بعدهم بالجماعة الذین تمسنا بهم فاحیوا الدین والطريقة بعد موت هولاء فی الحمد لله الذی  
 جعلنا منهم فنعلم ان الفترة موجودة برتبة من الزمان بعد كل داع الى الله تعالی حتى يظهر من يظهره الله بعد ذلك  
 وجود الاولیاء اصحاب الدوائر الكبرى من القطب والاقطاب والادوات والابدال والاعمین وادرس الامر  
 اذ لو خلا الوجود من هولاء لمخرب الوجود كله دفعة واحدة حتى ان الوقت الذی تقوم فیہ القيامة لا يكون فی  
 احد يقول الله تعالی انما كانت الاضنام تعبدین فترات الرسل علیهم الصلوة والسلام وترفض  
 فیها الشرک وتترك فیها الحرام وتجلون الدمار ويكسبون بالهوى ويتوالاهم الشيطان ويرعون  
 مع ذلك انهم ما عبدوا الاضنام الا ليقربوهم الى الله لیس فی ذلك حکم فی فترات الاولیاء فانها  
 مقابلة لفترات الرسل علیهم الصلوة والسلام بل ربما وقع فی فترات الاولیاء ما هو قبح من عبادة الاضنام  
 فان عبادة الاضنام اقرب الاله وانما قالوا بالعبادة الا ليقربونا الى الله لیس فی ذلك حکم فی فترات الاولیاء  
 قد حکم فی غالبهم الضلال والفساد واستوی علی خباياهم ولما نعم المحال حتى عكسوا الاحوال فی الافعال  
 والاقوال وحكموا علی المستجیل بالواجب وبالعکس والحتم الوجود بالمعدوم والحادث بالتقديم وبعضهم رای  
 ان كل شیء فی الوجود هو الاله وان عین هذا الوجود والحادث هی عین الله من العبادة والعبادة والعبادة  
 والحیات والجان والانسان والملك والشيطان ويجعلون الخالق هو عین المخلوق من عین نفسهم ومنهم  
 ولعنوا درائس ومرویس حتى الالبیس وهذا کلام لا یرضاه اهل الجنون ولا من كان فی حجة الجنون  
 وقد نقلت هذه الامور فی زماننا هذا عن جماعة بالصعيد فيعتقدون هذه الامور فيما بينهم ومن اصحابهم



من الملاحة ويكروون ذلك في الظاهر خوف القتل بل الذي اقول ان ليس نفسه لو ظهر ونسب اليه هذا  
 العقيدة لتبرأ منه وتنجي من الله تعالى وان كان هو الذي يلقي الى نفوسهم ذلك وقد حكيت سيدي علي بن ابي طالب  
 بعض صفات هؤلاء فقال هؤلاء زناوة وهم نجس الطوائف لانهم لا يرون حسابا ولا عقلا ولا جنة ولا نار ولا طلالا  
 ولا حراما ولا آخرة ولا لهم دين يرجعون اليه ولا معتقده يحتمون عليه وهم اخس من ان يذكر والادابهم خالفوا المعقولات  
 والمنقولات والمعاني وسائر الاديان التي جارت بها الرسل عن الله تعالى وانما علم احد من طوائف الكفار  
 اعتقادا عقادا هؤلاء فان طائفة من النصارى قالت المسيح ابن الله وكفرهم القوم الآخرون وطائفة من اليهود  
 قالت العزيز ابن الله وكفرهم القوم الآخرون فلم يجلبوا الوجود عين الله تعالى وقد شجع الشيخ الكمال الرازي  
 الشيخ محي الدين العربي رضي الله تعالى عنه الكلام في الرد على اهل الحلول وانما اتحاد من كلامه رضي الله تعالى  
 عنهما قال بالاتحاد الاله والحمد وما قال بالحلول الا من دينة معلول وقد بسطنا لقوله رضي الله تعالى عنه  
 في كتابنا المسما بالبراهين والجواهر في بيان عقائد الكابرة وتعلقت ذلك من النسخة المقابلة على خطه  
 ورون التي دس فيها الاغراء والمحنة ما دسوا لعل الشيطان الما دسوس هؤلاء الاعداء بدل العقائد الزائفة  
 في كتب الشيخ ليوقع فيها من اراد الله اضلاله من جهة المتصرفه فان الشيخ محي الدين كان من اكابر الاولياء  
 الراشدين فرمى بالهم لم يسن ان ما في كتبه ليس برسوان عليه وانما ذلك كان اعتقاده وكيفيكم في الدليل  
 انبلع هذا الرجل الجليل فخطبه في عندهم حتى لا يتوقفوا في اعتقاده ما يجدونه في كتبه من المدسوس ومن كلامه  
 رضي الله تعالى عنه في الفتوحات المكية من اراد ان لا يضل فلا يرمي ميزان ظاهر شرعية من يده طرفه  
 عين ويعتمد ما عليه الائمة المجتهدون ومقلدوهم ويرفض ما عداه انتهى فانظر يا اخي في هذا الكلام المشهور بالنور عظيم  
 سليم تجده الشيخ برياس سور العقيدة الذي تشبهت به هؤلاء الجهلة وكان اخي الشيخ فضل الدين رحمه الله تعالى  
 يقول كونت حاكما اضربت عنق كل من قال لا موجود الا الله ونحو ذلك من الالفاظ لانه لم يأت بذلك شرعية  
 وعلم الناس بالحقائق ارباب الاذواق والكاشفات والمعارف والمخاطبات وذو البصائر والكرامات فخرق العادات  
 ولم ينقل لنا من احدهم منهم ان كان يعتقد خلاف ما جارت به الرسل بل لو اعتقد احد منهم خلاف ما جارت به الرسل  
 ما وقع لاحد منهم كرامة ولا خرق عادة وانما الكرامات الالهية والجماعة والحال في ذلك حمد الله تعالى في رسالته  
 فاياك يا اخي ومخاطبة اهل السبع الا يقصد بها يتم الى طريق الحق والله يرشدك والحمد لله رب العالمين انتهى  
 ما في في هذا الكلام فانه ثبت المجردة لالاف وبيع جميع الخدشات الواردة في هذا المقام والشعراني  
 امام نعترت بفوايح مدائح سفار الكبار وطبقت على اكرامه وتبجيله وتغنيمه وتعليمة كلمة الاحياء فاياك يا اخي  
 للناقد البصير ووضح الصدق للتدرب الخبير واستمال نبار كل تحرير وتقرير وبهم اساس كل خير كبير

ولقد علمت ذلك قدراً وما على الكفار وجود شرط المجدد عن اضارمة النبراس فهو من وساوس الغفاس البري  
 يوسوس في صدور الناس يسمو وولدت قفزة جرد وكتب به نسب بذلك البحر والكلام باه وماريت ضماً  
 النبراس الى الآن وظن انها على ويدن تحريات البرزخي مشحونة بالسب والبهتان ساء ومن الذي  
 نجون الناس سالما والمنا قال بالظنون وقيل به اعوذ بالله من جهة الحق وحسد الحسود من العنود  
 حسدوا الفتى اذ لم ينالوا سعيه في القوم اعداء له وخصوم به كيف وان المجدد روح غابره زايله بل مشكوة لويرث خلق وتلب  
 بالساجد فاضار به مصباح الانوار وفاته مشكوة العلوم والاسرار وكل عصر يوشع برود شمس افضل لعدا القول  
 ويشرق شمس العصر على القصر والطلول فبا المجدد رزقي الدين ونقطع اعناق البتة عين وستان بين المجدد والبرزخي  
 المشرع المحدث قال واما ما ذكره في المکتوب التاسع والعاشر جوابا عن السوال المذكور فاجاب فيه ايضا لانه  
 قال ما يحصله ينبغي ان يعلم ان حقيقة كلشي عبارة عن التعيين الوجودي لذلك شئ وهو سمس من الاسماء الالهية  
 كالعليم والقدير والمريد والمنكلم وذلك الاسم ثبت ذاك الشخص ومصدر الفيوض الوجودية له وتوابعها الى ان قال  
 فاذا تم هذا فنقول ان مجرد اصله الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق والامر والاسم الالهي الذي هو مرتبة  
 شان العليم والذي برزقي عالم امره هو المعنى الذي صار مبدء ذلك الشان حقيقة الكعبة ايضا ذاك المعنى فاذا  
 كانت حقائق الاشياء الاسماء الالهية وحقيقة الكعبة فوق تلك الاسماء كانت متبوعة بحقائق الاشياء فلم  
 ان يكون مسجوداً للمحمدية انتهى الغرض منه وانا قلنا انه لا جواب فيه اذ ليس فيه نفي فضلية الكعبة على الصورة  
 المحمدية بل فيه اثبات متبوعها للصفات وهو اثبات لا نفيلتها اقول هذا احسن قلاحة لان البرزخي ما فهم  
 عبارة المکتوب وقد غلط في التعريب بالمكذوب فاعلم سعدني الله تعالى واناك للسلوك في المصراط السوي  
 والورود على المنهل الروي انه افا والمجدد روح في رسالة المبدء والعاوان لو مضى الف سنة ويضع سنين  
 من رحلة سيدنا صلواتهم حتى نانا نخرج في الحقيقة المحمدية من مقامها وتجد حقيقة الكعبة ويسمى حقيقة المحمدية وتصير  
 منظره ذات الاحبل سلطانة وتحققان بمسماها وتخلو المقام السابق عن الحقيقة المحمدية الى ان ينزل عيسى  
 عليه السلام ليعمل بالشرعية المحمدية عليهم الصلاة والسلام فتخرج الحقيقة المحمدية عن مقامها وتسنن مقام  
 الحقيقة المحمدية كان خاليا فاعلم ان حقيقة الشخص عبارة عن التعيين الوجودي الذي لتعين الامكاني لطل  
 ذلك لتعين وهو سمس من اسماء الله تعالى جل شاناه كالعليم والقدير والمريد والمنكلم وامثالها وهو مرتبة ومبدء  
 فيوضه الوجودي وتوابعه الوجودي ولذلك الاسم بالنسبة الى فاته تعالى مراتب شتى وهو يطلق عليه في مرتبة  
 شان الحق في مرتبة الشان وستان بين الكعبة والشان عليه فتمت المجدد روح في موضع آخر والشان  
 مجرد اعتبارية مبدء وجودي اعتباري وفوقه هذا الاعتبارية ايضا لكن القوة البشرية عاجزة عن ضبط المبدء

تدرك في اليه لكن فوقه ليس الا الاستهلاك والاضحلال وفوق كل ذي علم عليم **س** هيا لارتاب النعيم  
 لغيبها به وللعاشر المسكين ما تجرع به دفنات شتى بين اقدام اوليائه الله باعتبار طه هذه المراتب فهو على  
 لغاوة الاستعداد والقابليات والوصول الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم وصلون الى  
 مثل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامكانية بأسر بالطريق السلوك وبسير التفصيلي  
 وقد توهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق المحذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من  
 ذلك الاسم وقطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهو لا يقل قليل منهم حقيقة اشئ كما يطلق على لتعين  
 الوجودي كك لطلب على لتعين الامكاني اذا اقيمت هذه المقدمات في روعك فاعلم ان محمد صلى الله عليه وسلم  
 في لون كانه الامام مركب من عالم الخلق وعالم الامر ورب عالم خلقه شان العليم ورب عالم امره مبدئ الحقيقة  
 المحمدية عبارة عن شان العليم والحقيقة الاحمدية كناية عن مبدئه وهي حقيقة الكعبة النبوية صلى الله عليه وسلم  
 قبل خلق آدم عليه السلام باعتبار الحقيقة الاحمدية قال النبي صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وادم بين المسار  
 والطين ونبوته بشار النصرى ليس باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين فربها الشان ومبدئه ولذا تم  
 اكمل باعتبار السابق لان في الاول دعوته مخصوص بعالم الامر وترتيبها مقصور بالروحانيات وفي الثاني  
 شامل للخلق والامر وترتيبها مشتمل بالاجساد والارواح غاية ما في الباب ان البشار النصرى غالب فيه  
 على البشار الملكي لمناسبة الافادة والاستيفاء وقال الله تعالى قل انما ابشركم بوحى الى فبعد ارتجال  
 على الله عليه وسلم غلب عليه جانب الروحانية وتفحص المناسبة البشرية فبعد مرور الفسفة غلبة الروحية  
 لان جانب البشرية بلونه وانصبع عالم الخلق بعالم الامر فخرج الحقيقة المحمدية وانحى بالحقيقة الاحمدية والمراد  
 منها في هذا المقام لتعين الامكاني للخلق والامر له صلى الله عليه وآله وسلم لا لتعين الوجودي الذي لتعين  
 الامكاني ظل له لان عروج لتعين الوجودي لا معنى له ولا يعقل اتحادا لتعين الامكاني لتعين الوجودي فظهر  
 من هذا التحقيق ان حقيقة الكعبة بعينها الحقيقة الاحمدية والحقيقة المحمدية ظل لها فتكون سجودا للحقيقة المحمدية فاشح  
 ما افاد في رسالة المبدئ والمعاد انتهى لمخاضا فقال البرزخي انه ليس فيه نفي افضلية الكعبة على الصورة المحمدية  
 ككذبان او محمول على عدم فهم المعنى المراد والله الهادي الى الطريق السداد قال لا يقال ان حال بوجاه  
 ان مبداء عالم امره متبع عالم خلقه فلا تفصيل للكعبة لا بالقول صورة الكعبة هي التي يطوف بها الطائفون  
 بمقتضى الامر وهي ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 صلى الله عليه وسلم فكون مبداء روحه متبع عالمه جسد له لاول له في الجواب اقول ككذبان فانه لا بحث  
 في تفصيل الكعبة بل البحث في حقيقة الكعبة وصورة الكعبة التي تطوف بها الطائفون بمقتضى الامر ان لم تكن



روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا باس بها بل صورة الكعبة ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 في الحقيقة والبرزخي المسجود اليها الكائن الكعبة لروح النبي صلى الله عليه وسلم فلا يهرج فيها وما قال احد بهذا  
 القول واكون مبدر روحه متبوعاً لمبدر جسده كما لا دخل له في الجواب لا دخل له في الدخيل بل لا معنى له فانه  
 ما قال احد ان مبدر روحه متبوع لمبدر جسده فانه التفسير مضحكاً الشكلي قال ثم قال سوال ان قيل الكعبة تطوى  
 باولياء الله تعالى عن هذه الامة ولهم بركاتهم فاذا كانت حقيقتها فوق الحقيقة المحمدية فما وجه جواز هذا المعنى فاجاب بان  
 الحقيقة المحمدية نهاية مقامات نزول محمد من اوج التنزيه والتقديس وحقيقة الكعبة نهاية عروج الكعبة فالدرجة الاولى  
 لعروج الحقيقة المحمدية الى التنزيه والتقديس هي حقيقة الكعبة ونهاية عروجها لا يطلع عليها غير الحق سبحانه تعالى  
 ولما كان كمثل اولياء ائمة نصيب تام من عروجها لم يعبدن لتمس الكعبة من بركات مولاي الاكابر كما يفتح الجواب  
 عن العبارة الاخرى في الرسالة وهي كما ان صورة الكعبة مسجودة بصورة الاشياء كذلك حقيقتها مسجودة بحقائق  
 الاشياء لما علم من ان الحقيقة الكعبة متبوعة للحقائق انتهى الغرض منه وبما صرح من ان المراد بصورة الكعبة صورة  
 البيت الحرام المبني بالطين والوجود دليل على ان حقيقتها ليست بحقيقة الاحمدية بعينها لان صورة الاحمدية عبارة  
 عن عالم الامر من محمد صلى الله عليه وسلم عنده والطواف بالبيت الحرام لارواح النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 واكثر اوجه ليس هو الطائف كمثل الاولياء لالتماس بركاتهم بل الاولياء كمنسوق من بركاته صلى الله عليه وسلم  
 بل الانبياء كلهم من رسل الله لتمام غفران التيم فلم يحصل من هذا الكلام الجواب عن السؤال اذ ليس فيه  
 نفي تفضيل صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم ولا نفي تفضيل حقيقتها على حقيقتها بل مقتضى كون  
 حقيقتها متبوعة للحقائق تفضيلاً بصورة ومعنى دفع ذلك ففي كلامه التهافت والتناقض حيث لا يتفر كلامه على  
 معنى واحد في بيان المراد بالحقيقة ولا بصورة فتارة يقول حقيقة الكعبة اسم الله وتارة يقول الحقيقة الاحمدية  
 وتارة يقول فوق الحقائق وتارة يقول اعلى عروجها ابروني عروجها الحقيقة المحمدية وتارة يقول ما يلزم منه  
 ان صورة الكعبة هي هذه وتارة يقول شئ في لون الحقائق الامرية وعجوبة بعقل عن شخصها وكل هذا يدل  
 على انه ليس على بصيرة في امره اقول كلفوا لاطال الله فان البرزخي قد ترك العبارة التي افادها المجدد  
 التي تدفع اليرادات كما تركوا وانتم سكارى وقالوا لا تقر بوالصلاة فانه افاد في حل العبارة ان حقائق الاشياء  
 عبارة عن الاسماء الالهية على سلطانة وهي مساوية في وجودهم وتوابعه وحقيقة الكعبة فوقها فتكون  
 حقيقة الكعبة متبوعة للحقائق الاشياء لتمام ان سائر كل الاولياء فوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم انتهى  
 فحل منه الاسكال الذي قد ذكر ليس فيه اشارة فضلاً عن المصراحة بان المراد من صورة الكعبة صورة البيت  
 الحرام المبني بالطين والوجود ليس عليه دليل على ان حقيقتها ليست بحقيقة الاحمدية فالدليل الذي ذكر من

الكلام الجبى بروايات البرزنجى

فبسيل الهديان فلا التفت باعانة ورده وما اوعى في التهاق بين مراد الحقيقة والصورة فحبيب جدا وانه  
ان قال احدان زيدا انسان وعمره انسان وبجرا ان انسان والانس يكون كتابا والانس يكون ضحا  
فالقول بالتهافت يكون مضمك البتة فان حقيقة الكعبة هي الحقيقة المحمدية وهي الحقيقة الاحمدية وهي ذات اللطفا  
وهي فوق الخالق وعروجها لا تناسي فانها يعجز العقل عن تشخيصها واقل ان اعلى عروجها اذ في عروجها  
الحقيقة المحمدية وان صورة الكعبة هي هذه فهو استراؤه عليه ع زيادة القول بحكي <sup>بشيئا</sup> ففقط في العمل به قال ثم  
ان تصريحا بان حقيقة الكعبة هي اشتمل بعروجها وان كل الانبياء والاوتار يقع لهم العروج فوق جفانهم وليس  
على ان الحقيقة المحمدية افضل وعلى ان حقيقة الكعبة ليست هي الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها ولا يصح  
عروجها فوق حقيقتها كما صح للانبياء اقول هذا الفرق مبنى على فهمه فانه عروج حقيقة الكعبة والانبياء والاوليا  
لا يستلزم ان الحقيقة المحمدية افضل ولا ان حقيقة الكعبة ليست هي الحقيقة الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة  
صورته بل لا يحصل لقوله ولا صورة الكعبة لصورته وما قال والاصح عروجها فوق حقيقة العولاطال تحته وايقن  
انه قدم سابقا انه تفاضل شتى بين اقدام الاله باعتبار طي المراتب فلا باس ان سار كل الاوليا  
فوق حقيقة الكعبة <sup>فليتمس الكعبة من بركاتهم فتايل</sup> فان فوق حقيقة الكعبة للريانية الصفات الحقيقية  
وفوقها الشيون الذاتية وفوقها الذات اجت كمال فان وقع العروج على حقيقة الكعبة فكيف بعد التماس الكعبة  
من بركاتهم قال ثم رايته في الجزر الاول من مكنوبات دله الاوسط قد ذكر عن ابيه انه اثبت التعيين  
الجبى فوق التعيين الوجودي في عين كائنه ومنع الترتي عنه ونقل عنه انه اراد بالتعيين الجبى <sup>الذي</sup> التعيين الاول الذي  
ليس فوقه الا الاتعين وانه لا قدم لاحد في الاتعين وعند من الحالات الترتي عنه ثم نقل عنه انه قال بعد  
ما عرج به الى حيث قيل السلطان ليس في الدار وانه ظهر له ان هذا المقام مقام حقيقة الكعبة الريانية عرج الى  
ما وراه حتى وصل الى مقام الصفات الحقيقية الزائدة على الذات وهو فوق مقام الصور العلمية للصفات و  
وراء صور الصفات الكائنة في مرتبة التعيين الوجودي والتعيين الجبى ثم عرج الى اصول تلك الصفات  
التي هي الشيون الذاتية ثم منها الى الذات اجت الجرد من النسب والاعتبارات التي فاثبت بعيد  
مقام حقيقة الكعبة مقام الصفات الحقيقية ثم مقام اصولها ثم الذات اجت وجعل التعيين الجبى المراد به التعيين  
الاول دون مقام حقيقة الكعبة مع انه منع الترتي عنه كما مر واجاب دله المذكور عن هذا التناقض بان الترتي  
المنوع الوصول القدي والمثبت الوصول النظري انتهى ولا يخفى ان لا يحصل منه جواب لانه مصحح  
بان التعيين الجبى ليس فوقه الاتعين فكيف يصح ان يكون فوقها تعينات الصفات الحقيقية ثم تعينات اصولها  
وكل تعين فهو دون الاتعين وكيف يصح الوصول الشهودي ولا شهود الاتعين متحل ولا متعين

حيث لا تعين فلا وصول شهوداً يذان اراد بقوله نظر الشبهوي وان اراد نظر العقل فهو بمنزلة عن ذلك  
 وان يمكن حقيقة الكعبة التي فوق تعين الحسي هي اللا تعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات بحيث لم  
 يصح ان تكون فوق تعين الحسي الذي هو التعين الاول اقول كذا لغولاطال تخنة فاحسن الكلام كلام صحيح  
 من لسان فصيح في وجه صحيح فاعلم ان المراد بالتعين الحسي الحقيقة المحمدية والعروج فوقها لا يمكن الا ان يراد  
 بالحقيقة ظاهراً وهي عبارة عن اجمال حضرة العلم وح يشبهه الظل بالاصل ولما تخلص عن الظل فالترقي يكون محالاً  
 لان فوقه الوجوب كما هو مفصل في المكتوب المائة والثانية وعشرين من المجلد الثالث فظن التعين الحسي يكون  
 فوقه تعينات الصفات الحقيقية والتعين الحسي نفسه ليس فوقه الا اللا تعين لا يمكن العروج اليه الا بالوصول النظري  
 لا القدمي والمراد بالنظري الشهوي والتعين للتقدمي لا للشهوي فان رفع التعينات وما قال بعده لغولاطال  
 تحتها فانه ان يمكن حقيقة الكعبة التي فوق تعين الحسي هي اللا تعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات بحيث  
 فلم لا يصح ان يكون فوق تعين الذي هو التعين الاول قال عودة الوثني رح فان قيل المحب فرع الوجود اذا  
 بدون الوجود لا يتصور فكيف يكون المحب اصلاً للوجود قلنا قد سبق ان الحق جل سلطانه موجود بنفسه وصفاته الثابتة  
 تعالت موجودة بذات الحق ولا دخل للوجود ولا للوجوب ثم بل الوجود والوجوب من الاعتبارات المتنزلة  
 عن تلك الحضرة فاول اعتبار ظهور الوجود العالم المحب ثم الوجود الذي هو مقدمة الابدان لان تلك المرتبة  
 المقدسة بدون بدين الاعتبارين غنا ذاتها من ايجاد العالم ان الله لغني عن العالمين وان شئت  
 تفصيل الكلام في هذا المقام وتحقيق المرام على التمام وان تعرف حقيقة مقام الخلقة والمحبة والوجود فعليك  
 بكلام الامام غوث الانام شيخنا وقبلنا جزاه الله سبحانه عنا خير الجزاء واعلم ان التعين العلمي الحسبي المذكور  
 سابقاً هو الذي يسمى الشيخ واتباعه قدس امراءهم بالوحدة والتعين الاول والحقيقة المحمدية وليقولون هو اوسع  
 التعينات وهو مشهود لكل وهو الحسبي الذاتي وله مقام التوحيد الا على ومبدأ هو مستد الاعتبارات وينسب  
 والاضافات الظاهرة في الوجود والباطنة في حصة التعينات والادمان والمقول فيه انه وجود مطلق  
 واحد واجب يقولون اطلاق اسم الذات على الحق تعالى لا لصدق الا باعتبار هذا التعين ووراره  
 مرتبة اللا تعين والوجود المطلق فاقول لبيت شعري كيف حكموا يكون صفة من صفاته تعينات الذات المعزاة  
 عن النسب والاضافات بل الاظهر ان يقال ان هذا التعين تعين صفة العلم وظهوره في مرتبة الشاهد  
 والصفة في الحقيقة غير الموصوف ولا ينبغي ان يقال انه تعين الذات بهذه الصفة لان الذات لا تعين  
 بالصفة وآداب العقول قالوا في علم الشيء بالوجود ان المعلوم هو الوجه فما النسبة الى ذات الشيء تحقق الحسبي  
 وقد تحقق بالقران هذا التعين حصة من حصص الوجود التي تميز بين تعين في تفصيل الوجود لكنه جامع لمخصص



وهو سبق لصفة الحيوة والحيوة مسبق بمرتبتي الوجود الاجمالي والتفصيلي والوجود مسبق بالتحفة والخلقة  
 مسبوقة بالمحب والمحبة عين اول واعتبار سبق فالتعنين العلمي الجملي تنزل عن التعنين الاول بسة  
 مراتب وعلما فقه سبع مراتب ومما ينبغي ان يعلم ان ليس معنى التعنين عندنا ان الحق عز وجل تنزل فصلا  
 جبا او وجودا بل معنى التعنين الصعود لانه الحق بالشرية والانساب لسان الانبياء عليه اجمعهم عموما وعلى خاتمهم  
 خصوصا الصلوة والتسليمات والتحيات والبركات قال ثم قال ولده يفهم من بعض عباراته ان حقيقة الكعبنة  
 فوق اعتبار الشيون والصفات ويفهم مما سبق من انه عرج من مقام حقيقة الكعبنة الى الصفات الزائدة ثم الى  
 اصولها ثم الى الذات خلاف ذلك فاجاب عن هذا التناقض بان المراد من الصفات والشيون التي تكون  
 حقيقة الكعبنة فوقها هي الصور العلمية للصفات في مرتبة التعنين العلمي التي هي دون حقيقة الكعبنة فلا ينافي ان  
 يكون فوقها الصفات الحقيقية ثم قال لاح من هذا البيان السابق ان حقيقة الكعبنة الربانية فوق الحقيقة المحمدية  
 لان الحقيقة المحمدية ثابتة من مراتب التعينات وحقيقة الكعبنة فوق مراتب التعينات انتهى وهذا جواب تناقض  
 آخر لانه اجاب عن التناقض الاول بان حقيقة الكعبنة فوقها تعينات الصفات الحقيقية وفوقها تعينات اصولها  
 وودونها الصور العلمية وهذا قال حقيقة الكعبنة فوق مراتب التعينات ثم انه لا جواب فيه عن التناقض الاول  
 من قوله ليس فوق التعنين الجبي الا الاتعين وقوله ان حقيقة الكعبنة فوق التعنين الجبي اقول هذا بنى على عدم  
 فهم المعنى المراد لان الصفات التي حقيقة الكعبنة فوقها الصور العلمية للصفات التي هي في مرتبة التعنين العلمي  
 فان في اصطلاح القوم مقام الصفات والشيون عبارة عن الصور العلمية التفصيلية كما انهم يقولون ان اجمال  
 هذا المرتبة هي مرتبة الذات وتجليتها تجلي الذات وايضا المراد من الصفات تفصيل مرتبة التعنين الوجودي والواجب  
 تعالى موجود بذاته لا بالوجود وهكذا الصفات الثمانية موجودة بذاته لا بالوجود بل ليس للوجود الغنى في هذا المقام  
 دخل بالان للوجود والوجود اعتبارات وذاته تعالى غنى عن الاعتبار فيكون الصفات فوق حقيقة الكعبنة  
 فلا تناقض وحقيقة الكعبنة هي التعنين الجبي كما مر فانفع الاشتباه بخلافه اذا القيت جلاب المحسوس  
 نقل ما شئت قال ثم قال ولده فان قيل انه قال في بعض مكاتيبه ان حقيقة الكعبنة عبارة عن ذاتها الجبي  
 الذي سلب عنه الكيف ولم يجدها الظلية والظهور اليه سبيلا المستحق للعبودية والعبودية ويلزم منه تفوق حقيقة  
 الكعبنة على الصفات الحقيقية مطلقا وهو خلاف ما سبق من ان لغوها ليس الا على الصورة العلمية للصفات  
 قلنا ادلا من المقرر عند القوم ان مرتبة اطلاق الذات فوق مراتب التعينات فلماذا عبر عنها بالذات المسلوب  
 عنها الكيف انتهى وانت تعلم ان هذا انما هو توجيه لاطلاق الذات المسلوب عنها الكيف على حقيقة الكعبنة لكونها  
 فوق مراتب التعينات عنده واما التناقض من كونها دون الصفات الحقيقية واصولها وبين كونها فوق

جميع التعینات فهو باق علی ان المناسب انما هو توجیه اطلاق الکعبه علی الذات لا بالعکس لانه قال الکعبه عبارت عن  
 واجب الوجود ولم یقل الذات عبارت عن حقیقه الکعبه مع انه مناقض لقوله فیما مر ان حقائق الاشیاء سائر  
 الله تعالی لان الذات المطلق غیره باعتبار اسم من الاسماء اقول لانا نقض بین کونها دون الصفات  
 بحقیقه وادمولها وین کونها فوق جميع التعینات لان الصفات بحقیقه موجوده بالذات لیس کما مر فتكون  
 حقیقه الکعبه فوق جميع التعینات ودون الصفات بحقیقه فان حقیقه الکعبه برزخ بین حقائق المخلوقات  
 وحقیقه الواجب تعالی حل سلطانه وهی مرتبه اجدیه الذات تعالی فان الکعبه مسجوده الیهما للمخلوق فلا بد ان  
 تكون حقیقهها ممتازة عن سائر حقائق المخلوق لان مسجوداته تعالی فلا بد للکعبه ان تكون ناشیه عن المرتبه  
 المقدسه فحقیقه الکعبه والنکات ذات الله تعالی لکن اعتبار المسجودیه التي من الصفات الاضافیه لمحوطه فیها فلا  
 جرم ان یمتنع عن الذات لیس فتكون الصفات بحقیقه فوق حقیقه الکعبه واطلاق الذات علی الحقیقه وعلی  
 العکس سببان لا باعتبار علیة وتقریر التناقض بان حقائق الاشیاء السحر لاطال تحتها الظاهر من الشمس وایمن  
 من الاس قال قال وثانیاً یجمل انه سمي تلك الحقیقه ذاتاً بالکلیف مجازاً باعتبار ملاسته بکون بین البیت  
 وصاحب البیت اذ هو المسجود بالحقیقه والبیت واسطه انهی وفيه انه سمي الذات حقیقه الکعبه لا بالعکس وقد اختلفنا  
 ما فیہ من هذا ان صح هذا المجاز فانما هو توجیه للاطلاق ولا دفع للتناقض فیہ علی انه لا قرینه علی هذا المجاز  
 اذ ذات الواجب المسلوب عنه الکلیف المنفوت بان عبارة الظلمه والظهور لم یجد الیه سبباً لا الملاسته منه بین  
 البیت فان الملاسته انما هو للمتعین المتجلی فی البیت لوجه لائق مجاز للتبزیه وبالاسبیل للظهور الیه لا ظهور  
 له فی البیت واتی سماع من المؤمنین لقیهم ذات الواجب المسلوب عنها الکلیف الذمی لاسبیل للظهور الیه من  
 اطلاق لقب حقیقه الکعبه او بالعکس اذ من المعلوم بالضرورة ان الکعبه اذا اطلقت لا یفهم منها المؤمنون الا بالبیت  
 الحرام لارت البیت الحرام ثم کیف بناسب هذا التاویل قوله المارانه قیل له السلطان لیس فی الدار فاذا كانت  
 حقیقه الکعبه نفس السلطان وذاته کیف یقال لیس السلطان فی البیت نسال الله تعالی العافیة اقول هذا  
 باطل وان الباطل کان زهواً اما اولاً فبان اطلاق الذات وعلی العکس سببان واما ثانیاً فبان  
 الاخر من المذكور فی المکتوب بناءً علی قوله ذات یجوز فتوجیه الجواب الثاني ان اطلاق حقیقه الکعبه علیہ  
 مجازاً بالملاسته فبا حقیقه اطلاق الحقیقه علی الذات باعتبار المسجودیه فلا تكون فوق الصفات بحقیقه  
 القرآنیة واما ثانیاً فبان من وجه الملاسته ان المسجود فی الحقیقه ذات الواحد والبیت واسطه وهو جبر فی  
 حقیقه الکعبه وهذا القدر من الملاسته کفی واما العافیة فان حقیقه الکعبه لیس نفس السلطان وذاته بل باعتبار  
 المسجودیه فتبیح الجواب بان السلطان لیس فی الدار لان البیت واسطه كما مر فی نتیجه العلوم قوله لم یزل

داعی الوصول بنادی فی سری اجب السلطان فانه يدعوك كنى باسلطان عن المحضرة الهية العظيمة الشان  
 و مراده انه ما سلك في طريق الله تعالى الا بعد حصول المطلب له من جهة الله تعالى باشارات كان يجرب في نفسه  
 و هذا نظير قول بعض العارفين من قصيدة له **س** والله ما طلبوا الرقوب بيابه حتى دعوا وانا هم المفتاح  
 قوله فطار طير سمرى الى باب القدس فوصلت الى سراق عال تقبل الى السلطان ليس في البيت مراده  
 حكايه حاله في كيفية سلوكه في طريق المعرفة الالهية والسلطان كنى به عن الحق تعالى من حيث ظهوره بالجدال و  
 الهية كما ذكرنا و قوله السلطان ليس في البيت اى ليس هو في شى من الاكوان اصلا و جملة الاكوان خالية  
 منه فجملة الاكوان بيته و هى ملكته ما قد فيها امره و نهيه و قد ورد في الكعبة انها بيت الله فجز في حقه اطلاق بيت  
 فاعتبار ظهوره في الاكوان و هى خالية عنه قائمه به متعلقة به و هو لازم لها بقية بيته و هى ليست لازمة له لا استغناء  
 به عنها انتهى قال قال و ثالثا يحتمل ان يكون المراد بالذات بلا كيف الذات المقيدة باعتبار الجبوتية و المسجودية  
 و نحو ذلك لا مطلق الذات المعرأة عن النسب و الاعتبار انتهى و فيه ان الذات بلا كيف بمعنى الذات المطلق ضد  
 الذات المقيدة شى من القيود فهو من باب ارادة شى من ضد بل من نقيضه و بقرض تمامه انما يصح الاطلاق  
 و لا يرفع التناقض على انه صرح في المبدأ و المعاد بان حقيقة الكعبة فوق جميع مراتب التعينات و ليس في ذلك  
 المطن شيون و اعتبارات فتاويل الذات التي هي عبارة عنها بما يقيد بها من القيود و الاعتبارات مناقض  
 للموجب للصحة للاطلاق و بعد ذلك كله فهذه العبارات كلها مخالفة لصرح الشرع القويم اذ لا معنى لجعل الكعبة صورة  
 ذات الله و لا اطلاق الكعبة على ذات الله و فرق بين المسجودين فان الذات مسجودة و الكعبة مسجود اليها و كل  
 هذه اباطيل اقول هذا معنى على عدم فهم معنى الكلام فان للصفات الحقيقية و الشيون التي هي كاصولها  
 تفوق على سائر الاعتبارات و الذات مع الصفات الحقيقية و شيونات كالمطلق و الذات مع الاعتبار مقيد  
 فيلحظ فيه الاعتبار كما في علم شى بوجهه في علم للعقول فالعلوم بها ذلك للوجه فافترقا و لا تناقض اصلا و اما  
 الاشتباه بما افاده في رسالة المبدء و المعاد فاجوابه ان شيون ان دخلت كانه اصول للصفات فلا  
 تناقض اصلا و يكون الذات مع الصفات الحقيقية و شيون واحدة فوق حقيقة الكعبة و ما قيل انه مخالف للشرع  
 فم والقول بانه جعل الكعبة صورة الذات و اطلق الكعبة على الذات افترقا بلا اثر و الفرق بين المسجودين  
 خارج عن البحث لا طائل تحته فانه الحق في كل الوضوح و العيان و دمر على تليعات اهل العدوان فاشط  
 به كل ما به و كامل و قصم ظهر كل مكارم مجادل تجرى ان البرزنجى لم يتعد بمطالعة كتب التصوف و الحديث  
 و الآثار فتقوه بما تقوه من الجود و الانكار فان كان يريد ان يصادفت الاعصار و الله العاصم من زلل  
 الاقدام و عثار الاوكار **س** ليس في هذا الكلام شى يفتنه التكذيب و البهتان و لا ما خالف العقل

سأذكر ما ورد في كتابه من كلامه في بيان حقيقة الكعبة و ما فيها من العجائب و ما فيها من الغرائب و ما فيها من العجائب و ما فيها من الغرائب



نقل ہو گا اور نکتہ لک بالبیان ہو و علی ما اور عاۃ نتیجہ البحث ہو و یاقی السیل والبرمان و بحلاف  
 اثبات عنہ و لکن و لیس بخلو من حاسد انسان <sup>البرزخی</sup> المقالة الثانیة فیما بناہ علی المقدمة الثانیة  
 قال و ینبئ علی المقدمة الثانیة بطلان دعواه سقوط واسطة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فت قال  
 فی المکتوب الثامن والثمانین من المجلد الثالث من مکتوباتہ ان امر کل نبی انما یصلون الی اللہ  
 بوسیلۃ و وسائل و فیہ حال بیند و بین اللہ الافرد من افراد ہذہ الامۃ یعنی نفسہ قال نصیبہ من اللہ تعالیٰ  
 بالاصالة من الذات العلییة اقول اما اولاً فبانہ لیس فی المکتوب المذكور الافرد من افراد ہذہ الامۃ فان  
 ہذا الاثر عبارتہ المکتوب بلکہ اگر انکہ فرد سے انا افراد است را با اصالت ان حضرت تعالیٰ نصیب بود تو میرین  
 لفرد من افراد الامۃ نصیب بالاصالة من اللہ تعالیٰ فیما تھل من افراد ہذہ الامۃ افترا بل امترا فتفسیر خلافت  
 ضواء و بتار الاعتراف علیہ بنا الفاسد علی الفاسد و اما ثانیاً فبانہ افاد العلامة المشتقی فی نتیجہ العلوم بیانہ ان ذلک  
 انفراد واحد ہو مظہر الاسم الالہی الفرد و ہو بحقیقۃ الحمدیۃ الی خلق اللہ تعالیٰ منہا کل مخلوق کما ورد فی الحدیث  
 الطویل علی ما صرح بہ العلماء فان نصیبہ اسی ذلک الفرد من اللہ تعالیٰ بالاصالة لا بواسطۃ احد کما قال صلی اللہ  
 علیہ وسلم لی وقت مع اللہ لا یعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اسی لا یعنی فی ذلک الوقت الذی علی اللہ  
 تعالیٰ جبریل و الانامن حیث اننی نبی مرسل کما اشار الی ہذا المعنی ابن کمال باشافی رسالہ فی الروح فہو  
 صلی اللہ علیہ وسلم من حیث انہ نبی مرسل لہ رتبہ و من حیث انہ فی مقام الفردیۃ من تجلی الاسم الفرد لہ  
 رتبہ اخرى اعلیٰ من الرتبہ الاولیٰ ثم انہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث رتبہ الفردیۃ المذكورہ یظہر فی کل  
 وقت الی یوم القیمۃ فی الصور المتخلقة الی ہی مخلوقہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی من نورہ الاعلیٰ الذی  
 ہوا اول ما خلق اللہ من غیر واسطۃ کما ورد اول ما خلق اللہ نور نیک یا جابر ثم خلق اللہ کنا و کنا الی آخرہ  
 ولا یظہر صلی اللہ علیہ وسلم فی کل وقت من حیث انہ نبی مرسل اعنی من ہذہ الرتبہ فاذا ظہر فی صورہ  
 ان ان و عرف الان ان لفسہ فاکشف لہ انہ مخلوق من ذلک النور الحمدی کان ہو ذلک الفرد الحمدی  
 کما ان ملک الصورہ الانسانیۃ الی کان ظاہر بہا صلی اللہ علیہ وسلم فی مکۃ و ماجر بہا الی المدینۃ ہی صورہ  
 رتبہ النبوی المرسل لا یكون مثلہا صورہ اخرى یظہر بہا بعد ذلک الا انہا یقال لہا بانہا فی مقام الفردیۃ  
 و ہوا الفرد المستتم من اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ ولا بد من ادراک معنی ہذا الکلام ولا یظن انک تجعنی ذلک ابدأ  
 ولا تقدر ان تدركہ کشف الامیونۃ اللہ تعالیٰ فان جمیع المحسوسات والمعقولات مراتب علیہ لا غیر فی حضرت  
 الوجود الواحد الحق والوجود الواحد الحق ظاہر بہا کلہا علی السواہ و لکن من ظہر بہا علی التمام فی مرتبہ تکلم  
 الالہی لیس کمن لم یظہر بہا کذلک قال اللہ تعالیٰ قل ہل سبوی الذی یعلمون والذین لا یعلمون

المقالة الثانیة  
 بطلان دعوی سقوط  
 واسطۃ النبی صلی

انما يتذكر اول الباب والنتسب الى السلطان مثل من حيث ما هو عليه في نفسه مثل النسب الى الكائنات  
او الوقاد لا تختلف الصورة ولا الهيئة ولكن من حيث ما في النفس كل واحد منها من قوة الخيال باعتبار شرف  
ما نسب اليه ليس سوا ذلك من عرف ان نفسه وصورة منتسبة اليه الحقيقية المحمدية الفردية الناشئة عنها  
وليس له استقلال ومنها ليس مثل غيره الذي لا يعرف النفس وهو منتقل بنفسه في الظهور انما يتذكر اول الباب  
ويشير الى مقام الفردية العام في جميع الامة الخاص به صلى الله عليه وآله وسلم كما ذكرنا قوله صلى الله عليه وسلم  
في الحديث الصحيح الذي رواه مسلم وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عنه عليه الصلاة  
والسلام اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلوات الله عليه باعشر  
ثم سلوا الله لي الوسيلة فانه منزلة في الجنة لا ينبغي الا عبد من عباد الله وارجوان الكون انما هو من سال  
الي الوسيلة حلت له الشفاعة فان تلك المنزلة التي في الجنة المسماة بالوسيلة هي رتبة الفردية التي اشار  
اليها العارف ابن سنيدي رضي الله عنه وقدير مسره وهي حاصلة لرتبة النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم  
في حياته وهو صلى الله عليه وسلم يعلم انها منتقل بعد موته صلى الله عليه وسلم الى افراد امته الذين هم رتب  
ظهوراته الى يوم القيمة فقال صلى الله عليه وسلم وارجوان الكون انما هو اسي يربو صاحب رتبة النبوة والرسالة  
وهو العبد النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم ان يكون ذلك العبد عليه صلى الله عليه وسلم انما هو من رتب  
العباد الذين تغلب عليهم صفة العبودية في الكمال العرفاني والتحقيق الرباني دون غيرهم فمن غلبت عليهم  
حيوانيتهم وضعف فيهم الاثبات من الغافلين الجاهلين بأنفسهم وبكيفية خلق الله تعالى الاشياء من جميع الامة  
ما عدا اهل هذه الطريقة والله اعلم بحقائق الاحوال وقوله ان ذلك الفرد ليس يتجه اسي ما هو يتابع الرتبة النبي  
المرسل الذي هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة نبوته ورسالته التي لا تسوي ذلك الوقت الذي لم يبع  
تعالى كما ورد في الحديث السابق فان رتبة الفردية لا يكون معها شي غير ما صلا بل هي قائمة ببعض كرم الله تعالى  
وليس ذلك الفرد غير الحقيقة المحمدية الظاهرة في تلك الصورة المكونة المخلوقة منها ولا بدلك من المنزلة الالهية  
حتى تعرف هذه الكلام وتكشف عن معناه الذي عند الله وذلك اذا تحول ادراكك الاول للمحسوسات المعقولات  
فلم تشهدا مغارة للنور الاصل الابدالي الرتبة الامكانية والله على كل شي قدير من جاهد فانما يجاهد نفسه  
لمعرفة نفسه وتفاعلا ان الله لغني عن العالمين فهو غني عن كل رتبة ظهر بها من كل من لم يسي شي لان كل شي  
الك اسي فان مقتضى الواجهة اسي الازالة كما مررتي واما الثالث فان السالك اذا فرغ من السير الى الله  
وشرع في السير في الله يتابع النبي صلى الله عليه وسلم ووساطته فاذا جذب به الله تعالى اليه كجمال فضله وكرمه  
ارتفع الوسائط كلها بينه تعالى وبين هذا المجدوب السالك حتى سمعه وبصره ورجله وجميع القوى وهي وسائط

والآيات ظاهرة ومعها رفع الله تعالى منه هذه القوي الظاهرة فاذا وصل للعارف الى هذه المعرفة ياخذ العلم  
من الله تعالى بلا واسطة وهو العلم الذي كما كان للمخضر ونصيب بعض العارف بالله قال تعالى وعلما من آياتنا  
علما ويقال لهذه المرتبة في اصطلاحاتهم قرب النوافل ودول عليه ما اخرج البخاري عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال  
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى في دلائل عبد المومن يتقرب الي بالنوافل حتى احبته فاذا  
احبته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به والي يطيش بها وحيله التي لمشي بها الحديث وقوله عليه  
والسلام لي مع الله وقت لا يعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل فمن وصل الى هذه المرتبة يجذب تعالى اليه  
ويفضله ياخذ العارف والاسرار بلا واسطة من الله تعالى ولا يلزم الكفر بقوله اخذت لعلم من الله تعالى  
بلا واسطة فمن نكز هذه المرتبة فهو نكز الحديث الصحيح وقال مولانا عبد الرحمن الجامي قدس سره في خطبة  
شرح الفصوص اما بعد فاعلم ان الحكم الفائضة من الحق سبحانه على قلوب كل عباده وخلص عبده على  
النواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملائكة المقربين بالفاظ وعبارات مخفوية من التغيير والتبديل مراوة تلاوتها  
وهو القرآن المنزل على نبينا صلى الله عليه وسلم بواسطة الروح الامين ومنها ما يفيض عليهم بواسطة او غير  
واسطة معاني صرفة او محبرة بعبارات غير متلوذة ومن هذا القبيل الاعاديث القدسية فهي اما ما افاضت  
عليه معاني صرفة لكنه كساه اكنية عباراته الخاصة او بعبارات مخصوصة غير مراد ضبطها وتلاوتها من النوع  
ليس مخصوصا بالانبياء بل بعيم الاولياء وصالحى المؤمنين ومنها ما يفيض من بعض الكمل على بعض انتهى لقصوا  
من كلام الشيخ المجدد مع لفظ تبعيته بعد قوله من الذات العلية فبصير الكلام معها كذا فان نصيبه من الله تعالى  
بالاصالة من الذات العلية بالبعية التي هي حقيقة النبوة لا ينفك عنها في هذا الكلام فانه امرع من الغيث وقطع من سيف  
قال وقال ان المطلوب من الدعوة هو المحبوب بعين النبي ص والباقون مطلوبون بتبعيته وتلقاه الاشرار  
من افراد امته فانه ليس بتبعيته بل بمحض كرم الله تعالى فهذا اقرار بخروج عن متابغة النبي ص واصالة فيما من الله  
تعالى وليس بطفيلياته بخلاف غيره اقول هذا النقل ايضا على يد المعترض لا يطابق النقل بل هو  
اقتراء فانه غير قول المجدد بالزيادة والتقصان فيه وهو في الاصل هكذا بالبعية في فرد الامة باعتبار التشيع  
فان لم يبع بشر بعين النبي صلى الله عليه وسلم يصل المطلوب بتبعيته الانبياء لنبيام باعتبار ان النبي المستبوع  
يعنى محرام وصوله الى تلك الدرجة العالية اولاد بالذات ووصول الانبياء سواه اليها ثانيا وبالعرض لان  
المطلوب من الدعوة والضيافة المحبوب وتطلب غيره لطيفه وتبعيته لكن كلهم جالسون على سفرة واحدة  
في مجلس واحد على تعاقب الدرجات ومستوفون التلذذات والنعيمات عليها واهمهم يجلسون النزلة  
التي تبقى بعد كلهم على السفرة ولا يجلسون مع الانبياء على السفرة الا من افراد امتهم وهو مخصوص وليس



مجلس الاکابر کما وضع ذلك الامته امته والنبی نبی وان وصل ذلك الفرد العز و هو والد ولدتا لى یصل رسا  
 بریل النبى وقال الله تبارک وتعالى ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین الاياتى تهى وقوله الافرد من افراد متهم  
 مستثنى من قوله وامهم یحیلون الرته لان قوله والباقون یطلبون تبعیه و بطفیله کما فهم للمعترضون بسبب یفهم  
 عبارة شیخ ولیست هذه العبارة فی مکتوبه قال فان قلت جده نفسه من الامته اقرار بالبعیة قلت کلام الجواز ان  
 یرید امته الدعوة و بهذا المعنى جميع الناس فی امته حتى الکفار فکونه من الامته محتمل والاسستشار صریح فلا یکن  
 من امته الاجابة بنعم وعماه و صرح من ذلك ما قاله فی المکتوب السالغ والشیانین من المجلد الثالث من ان التی  
 تعالی لم یجعل فی حقى من اسباب الترمیة غیر المعذات ولم یجعل العلة الفاعلیة فی ترمیة غیر فضله ومن کمال کریمه و  
 اهتمامه فی وغیره علی لم یجوز فی حقى ان یکن لفعل الغیر دخلا فی ترمیة لوان التوجه فی الی غیره تعالی انی مرابه  
 جل شانہ و محبتی کریمه الذی لا یناهى فیهذا اؤكد و صرح لفظی فی نفسه الواسطة بینه و بین الله تعالی و هو عین  
 دعوی خروجه عن اتباع النبى اقول هذا یدیان صریح و بهتان و قبیح فان کان الکذب نبی فالمدق انجی  
 كل العداوة قد ترجى ان اجتهابها بالاعداوة من عادات من حسده لغو و بالتد من هذا البهتان ولنعم  
 ما یضرب من سبل سيف العداوة عمد فیه رسا انکان المجدوح من امته للدعوة فهل المعترض من امته الاجابة  
 حاشا لک الله الصبر محمد فی المواطن کلها بالاعلیک فانه مذموم و المراد من الغیر غیر النبى صلے الله علیه  
 وآله لانه صرح بقوله فان من لم تتبع لشریعة نبی صلے الله علیه وآله وسلم لم یصل الی المطلوب کما صرح  
 فی المکتوب الاثنین و العشرين و المائة من المجلد الثالث بما تعریبه ان وصول المطلوب بدون توسطه علیه الصلوة  
 والسلام محال فهو نبی الانبیاء والمرسلین و رسالته رحمة للعالمین قال قال فی آخر المکتوب انی مرید الله و مراده  
 و سلسله اراد فی متصله بالله من غیر توسط احد یرى نائب مناب ید الله مراد و اشارة الی دعوی کونه نبیا  
 بعد الف سنة اقول هذا نبی علی عدم علم معنی المرید والمراد لمصطلح عند المتصوفین قال صاحب بحجة الامیر  
 فی بیان الارادة والمرید والمراد اما الارادة فتشک ما علیه العادة و تحقیقها نهوض القلب فی طلب الحق و ترک  
 ما سواه فاذا ترک العبد العادة الی هی حظوظ الدنیا والاخری فتجرت ح ارادته فالارادة بمقدمة کل امر  
 یعقبها القصد ثم الفعل فهو بد طریق کل سالک و سبب اول منزلة کل قاصد قال الله عز وجل لینیة ص ولا تطرد  
 الذین یدعون ربهم بالعادة و العشی یریدون وجهه فهی نبیة ص عن طریقهم و الباد بهم وقال فی آیه اخری  
 واصبر لنفسک مع الذین یدعون ربهم بالعادة و العشی یریدون وجهه ولا تعد عیناک عنهم ترید زینة الحیاة الدنیا  
 فامرہ بالصبر معهم و طار متهم و تصبیر النفس فی صحبهم و وصفهم بانهم یریدون وجهه عز وجل ثم قال ولا تعد عیناک  
 عنهم ترید زینة الحیاة الدنیا فبان بذلك ان حقيقة الارادة و وجهه الله عز وجل محسب و اول زینة الدنیا

ع  
 کلام المنجی  
 فی شرح  
 المکتوب  
 السالغ  
 و  
 جواب  
 استفسار

فان  
 المکتوب  
 والاراد

روايات الأئمة

وزنية الأخرى فالمراد والمراد فالمراد هو من كان فيه هذه الجملة والصف بهذه الصفة فهو إما مقبل على الله عز وجل وطاعة مولى عن غيره واجابة لسمع من ربه عز وجل فعيل بما في الكتاب والسنة ويصم عما سوس ذلك ويصبر بنور الله سبحانه فلا يرسله إلا فعله فيه وفي غيره من سائر الخلق ويعي عن غيره فلا يرسله فاعلمنا على الحقيقة غيره جل وعز وجل يرى الآلة وسبباً محزناً كما مر مراراً مستخرراً قال النبي صلعم حبك أشي لعيسى ويصبر اى يعيك عن غير محبوبك يعيك عنه لا اشتغالك بمحبوبك فما حبت حتى اراد وما ارادته حتى تجردت ارادته حتى قدفت في قلبه حجرة خشية فاحرق كل ما هناك قال الله عز وجل ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوا وجعلوا اعزة اهلها اذله فتومنه فحلبته واكله فاقته وكلامه ضرورة وتصيح نفسه فلا يحسبها ابناً الى محبوبها ولذا انها توضح عباد الله وبالنس بالخولة مع الله ويصبر عن معاصي الله ويرضى بقضائه الله ويختار امر الله ويسخى من نظر الله ويبدل مجهوده في محاب الله ويعرض ابان كل سبب يوصله الى الله ويقنع بالخمول والاختفاء ولا يختار حمد عباد الله ويحبب الى ربه عز وجل بكثرة النوافل نخلص الله عز وجل حتى يصل الى الله سبحانه فيحصل في زمرة احباب الله ومراد به فحينئذ يسمى مراد الله فحفظ عنه الثقال ساكني طريق الله سبحانه وغيتل بما برحمته الله ورافته ولطفه فينبغي له بيت في حواره الله فيجمع عليه انواع الخلق وهي المعرفة بالله والانس به والسكون والطمانينة الى الله فينبغي له بحكمة الله وسر الله لجد الاذن الصريح بل النجبر عن الله عز وجل ويلقب بالقاب تميز بين احباب الله فيدخل في خواص الله ويسمى باسماء اوليائها الا الله ويطلع على اسرار محضته فلا يوح بها عنه غير الله فيسمع من الله ويصبر بالله وينطق ويطيش بقوة الله ويسعى في طاعة الله ويسكن الى الله وينام مع طاعة الله وذكر الله في كلام الله وحرارة الله فيكون من ابناء الله وشهادته واوتاد ارضه وسجن عبادوه وبلادهم و حسابهم واخلايقه قال النبي صلعم الله عليه وسلم حاكباً عن الله عز وجل لا يزال عبد من المؤمنين يتقرب الى بالنوافل حتى احبته فاذا احبته كنت سمعاً وبصيرة وان له وبرة ورجلة وفوادة فنبى لسمع على يصبر وبى ينطق وبى يعقل وبى يطيش فهذا عبد محمل عقله عقل الاكبر وسكنت حر كانه الشهوانية لقبضته الحق عز وجل فصا قلبه خزانة اسرار الله عز وجل فهذا مراد الله عز وجل وان اردت ان تعرفه باعباد الله المراد المبتدئ والمراد المنتهى المراد الذي نصب بين التعبد والحق في مقاساة المشاق والمراد الذي كفى الامر من غير مشقة المراد متعب والمراد مرفوق به من ربه قال اظلم في حق القاصدين المبتدئين في سنة الله مات ثم جزى من توفيق الله عز وجل للجهادات ثم يصل اليه وحط الانقال عنهم والتخفيف عنهم في كثير من النوافل وذكر الشهوات والاقتصار على القيام بالقرائن والسكن في جميع العبادات وحفظ القلوب ومحافظة الحدود والمقام والانعطاف عما سوى الحق عز وجل بالقلوب فتكون طوابيرهم مع خلق الله ولواطنهم

لا يروح الفصح الشكر اذ ان واكشكرا شكن راز شوق ۱۲ طانت كره شده ۱۲ حظ الوضوح ۱۲ فارس

مع لغيره وجل يستنهم لحكم الله وقلوبهم لعلم الله واستنهم لنصح عباده الله وسرارهم لحفظ ودائع الله فخلبهم سلام الله  
 ونجياتهم وبركاتهم ورحمتهم ما است ارضه وسماؤه وقام للعباد بطاعته وحفظ دقته وحدود المريد تتولاه سياسته العلم والمراد  
 تتولاه رعاية الحق لان المراد يسير والمراد يطير فمتى يطير السائر الاطار وينكشف لك ذلك بموسى ونبي محمد صلوات  
 عليهما كان موسى مراداً ونبياً مراداً استنهم بسير موسى الى جبل طور سيناء وطار نبينا محمد ص الى العرش والعرش والعرش  
 المسطور فالمراد بطلاب والمراد مطلوب وعبادة المراد بمجاهدة وعبادة المراد موهبة المراد موجود والمراد فان المراد بعين  
 للعوام والمراد لا يرى لعمى بل يرى التوفيق والمن المراد يعيدوني سلوك السبيل والمراد قائم علي جميع كل سبيل  
 المراد ينظر بنور الله والمراد ينظر بالله عز وجل المراد قائم بامر الله والمراد قائم بفعل الله المراد يتخالف هو الله والمراد يتبر  
 من ارادته ومناه المراد يتقرب والمراد يتقرب به المراد يجي والمراد يدل وشيم ونجدي وشي المراد يحفظ والمراد يحفظ  
 به المراد في الترتي والمراد قد وصل وبلغ الى الرب الذي هو المرتي ونال عنده كل طرف استنهم لما كان معنى المراد  
 والمراد هذا فالاستتباب ما اذا فان المرادية لتعقبي عدم الوساطة قال العلامة المشتملي في نتيجة العلوم قال سبحانه الرحمن  
 علم القرآن خلق الانسان علمه البيان وقال تعالى اقرء باسم ربك الذي خلق الانسان من علق اقرء وربك  
 الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم وهذا في مطلق الانسان وقال تعالى في حق النبي صلى الله عليه وسلم  
 وعلمك ما لم تكن تعلم فاشرح تعالى بينه وبين غيره في التعليم فالتعليم كله من الله تعالى وحده والاخذ كله عن الله  
 تعالى وحده عند من يعرف ومن لا يعرف والعبء انك هو الذي يري التكليم منه تعالى وحده وكافرا نعمته بوجاهة  
 عن ذلك قال ابو يزيد بسطامي قدس الله سره اخذتم عليكم ميتاً عن ميت واخذنا علمنا عن الحق الذي لا يموت  
 انتبه قال ان طريقي سبحاني فان طريقي التنزيه منه دخلت على الذات الاقدس لم التفت باسم  
 وصفية لكن قول سبحاني مني ليس كقوله من ابي يزيد البسطامي فانه لا مسائل لقوله بقولنا فان قوله خرج من  
 دائرة النفس وقولنا ورائد الافاق والانس وقوله تشبيهه كسلبها من التنزيه وقولنا تنزيهه لم يمت غبار تشبيهه  
 وقوله صدر عن سكر وقولنا صدر من صبح الصبح فانظر الى هذا الضال المضل كيف تفوق على اكابر الامة  
 يدعواه وكيف خرج عن اتباع محمد بصريح قوله فدعواه وكيف سجل على نفسه اتباع الشيطان هو اقول  
 ان المخاطب خبط الجابل والتابل فهو احير من بقعة في حقه شلت بينك ان قلت لمسلم  
 وجبت عليك عقوبة <sup>بالموت</sup> لمتعمده اعلم ان قول الشيخ راج ان طريقي سبحاني اى منسوب الى سبحان اى  
 تنزيه الله تعالى واليار فيه للنسبة لا يابرتكلم فانه قد صرح بمبسة التقابل والتباين بين لفظ سبحاني  
 الذي صدر من ابي يزيد البسطامي راج وبين لفظ سبحاني الذي في مکتوبه ففيه الاول يابرتنسية وفي الثاني  
 يابرتكلم وهذا من قبيل تخميس التلخيص ويظهر من ادنى تأمل ان عبارته تدل على يابرتنسية غير جاذبة قال

ع

جائز



سلسلتى سلسلة الرحمانية وانا عبد الرحمن منلى ارحم الراحمين وطريقى الطريق سبحانى وذويتى من سبيل التنزيه  
وما اردت من الاسم والصفة الا الذات الاقدس تعالى هذا سبحانى ليس سبحانى الذى قال ابو يزيد البسطامى  
لانه لا اساس له هذا سبحانى لانه خرج من دائرة النفس وهذا ما وادى النفس والافاق وسبحانى ابى يزيد تشبيه  
ليس لباس التنزيه وهذا سبحانى تنزيه محض ما وصله عبار التشبيه وذلك سبحانى تقوى من منبع السكر وهذا سبحانى  
ينبع من عين الصحو قال فى المکتوب المرفى مائة من المجلد الثالث وان كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم  
ليس له شريك فى دولته الخاصة ولكن ينبغي ان يعلم انه بعد خلقه وتكميله بعيت من طينته بقية جعلت خميرة  
طينتى فجعلوني بتبعيته ووراثة شريك ودولة الخاصة وهذا ايضا دعوى النبوة وان نبوته فى مرتبة نبوته صلى الله  
عليه وسلم ودولتى قوة دولة وهذا محسوس فى افساد الدين وصرح فى الحادى وزندقة اقول كلمة منى  
على سوء الفهم فلا يجلو عن الخلل فمشكلة كمثل النعامه لا طير ولا جمل اما تعرف انه ما وقع جعلوني سبا تتكلم فى مکتوبه  
وهى محرفة بل فى مکتوبه هذه العبارة وان لم يكن احد يشركه فى هذه الدولة الخاصة المحمدية لكن هذا القدر يدرك  
ان من دولته الخاصة له صلى الله عليه وسلم بعد خلقه وتكميله بقية لان من لوازم اهل الكرم ان يبقى  
بقية فى سفرتهم بعد اكتمالهم وهو نصيب الخدم وذلك البقية عطيت لاحد اصحاب الدولة من امته صلى الله عليه  
والله وسلم وجعلها خميرة طينته فجعل شريك دولته الخاصة عليه وعلى آله وصحبه لصلوة والتسليمات استهتبه  
والمراد بالطينة اما الدولة الخاصة اعنى مرتبة الفناء الا تم وهو مختص بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم عند الصوة  
ويكون بعض امته بتبعيته ووراثة فتح يكون متخلفا باخلافه فلما تم هذه المرتبة يعطى له الوجود الموهبى ويكون  
مع ابنى صلى الله عليه وسلم فى الجنة بموجب قوله تعالى ومن اطع الله والرسول فاولئك مع الذين  
انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله  
الاية وحديث المرح من احب او الاخلاق الحميدة الاصلية لتحقيقه للنبي صلى الله عليه وسلم او المعنى الاصلى قاله  
المجد ورحمة الله باصبار جده لان سيدنا عمرضى الله عنه كان حبه من بقية طينة النبي عليه الصلوة والسلام  
واشيخ من اولاده ولا يتلزم المسافات اخرج البخارى فى تاريخه وغيره اكرمنا عنكم نخلة فانها خلقت من  
طينة آدم فلما ان خلقة نخلة التى لا تساوى بنى آدم فى الفضل والكرامة من طينة سيدنا آدم الا يلزم  
انقص فى سيدنا آدم فكلذات فى النبى م وكيف لا تشرف فو من بنى آدم بهذه الفضيلة وهو اشرف  
من نخلة قال الشيخ محى الدين بن عربى فى الباب الثامن من الفتوحات المكية ان الله تعالى لما خلق  
آدم عليه السلام الذى هو اول جسم انى تتكون وجعله صلا لجميع الاجسام الانسانية فضلت من خميره  
طينة كفضلة خلق منها نخلة بنى اخت لآدم عليه السلام وهى حمة لنا وقد سماها الشرع لنا حمة وشبهها

البرزخية

بالؤمن ولها سدر عجیبه دون سائر النبات وقصل من الطینة بعد خلق النخله قدما لسمیة فی الحنفاء فمدت  
 من تلك الفضلة ارضا واسعة الفضا ارضا جعل العرش واماواة والكرسى والسموات والارضون وما تحت الارض  
 والجنات كلها والنار فی هذه الارض كان الجميع فیها مخلقة لطفاة فی فلاة من الارض و فیها من العجائب  
 والغرائب لا یقدر قدره و یبهر العقول امره و فی كل نفس یخلق الله فیها عوالم السجون اللیل والنهار لا یغتر  
 و فی هذه الارض ظهرت عظمت الله وعظمت عند المشاهد لها قدرته و کثیر من الحالات العقلية التي قام الدلیل علی  
 العقل علی احوالها موجود و فی هذه الارض و هی مسرح عمول العارفين بالعلماء بالهد و فیها یجولون و خلق الله  
 من جملة عوالمها عالما علی صورنا اذا البصر بهم عارف بشاهد نفسه فیهم وقد اشبه الی مثل ذلك ابن عباس  
 فیما یروی فی هذه حدیث الكعبة بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی كل ارض من سبع الارضین خلقا مثلنا  
 حتی ان فیهم ابن عباس مثلی و صدقت هذه الروایة عند اهل الكشف قال العلامة المدمشی فی فتح العلوم وقوله

هذه الدولة المحمدية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وان لم يكن له احد يشركه فيها الا انه بعد خلق بدنه أي تيممه  
 بالصورة الانسانية في حسن تقويمه وتكميله بالاعطاق الفاضلة الكريمة بقية من طينته وهي البقية التي  
 عليه وسلم فاطمة الزهراء وفاطمة تلك البقية لواحد من امته وذلك الواحد هو ولد فاطمة الحسن بن علي رضي الله  
 عنهما انتقلت اليه تلك البقية وهي البقية الطيبة المحمدية فكان الامام الحسن رضي الله عنه اشبه الناس برسول الله  
 صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاحاديث وجعلوا باي تلك البقية خيرة طينة امته ذلك الواحد من امته ضمير  
 في جعلوا للملاكمة الموكفين بالارحام فالطينة من علي رضي الله عنه وهي نطفة وخبرتها من فاطمة الزهراء رضي الله  
 عنهما وهي نطفة فعملت الخيرة من بقية النطف من اولاده واولاد اخيه الحسين رضي الله عنه الى يوم القيمة وشر  
 تلك الخيرة في اولاد الصليب اولاد احمد بس اليمين في عقدة مائة المشايخ التقنيديتة وغيرهم من اصحاب العهود  
 في صدق الوفاء وتمكين الحب والصفاء كس المسك المذكور من قوله تعالى من قبل ان تمسوا من وقوله مخلقة وغير مخلقة  
 وذلك في المرادين الآخذين عن المشايخ وجعلوه اسي ذلك الواحد شريك دولة الخاصة به صلى الله عليه وسلم  
 وسبب ذلك ظهوره رتبة فردانية من تجلي الاسم الفردي في مظاهر فدية مقام الذي هو مقام الفردية فيظهر الفرد  
 في كل زمان ما كان منه صلى الله عليه وسلم من حيث بطن ولاية الخاصة لامن حيث رتبة نبوته ورسالة فان  
 تلك الرتبة ختمت بموت صلى الله عليه وسلم وذلك قوله عليه السلام العلماء ورثة الانبياء يحيمهم اهل السماء ويستغفر  
 لهم الحيثان في البحر اذا ماتوا الى يوم القيمة وقوله عليه السلام العلماء اصحاب الارض و خلفاء الانبياء وورثتي  
 وورثة الانبياء وقوله عليه السلام انتم ميراثي وميراث الانبياء قبلي الاحاديث الثلاثة اخرجها السيوطي في  
 جامع الصغير فالعلماء بناتهم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم وورثة البقية الانبياء عليهم السلام في مقام فردية

صلى الله عليه وآله وسلم وهي العلم الباطن فالشاركة انما تضر لو كانت في زمان واحد واما اذا كانت بطريق تجديده  
الدولة في صورة اختيار الله تعالى لذلك المقام فخلقها من ذلك النور لذلك النور فلا ضرر ولا ضرار انما يتذكر لولا ان  
ثم ان الشيخ احمد السمرهندي النارف الكامل قدس الله سره اعاد الكلام ليخبر عن نفسه بحصول ذلك المقام فقال  
وان كان محمد صلى الله عليه وسلم ليس له شريك في الدولة الخاصة به لكن ينبغي ان يعلم انه بعد خلقه ونسب  
صلى الله عليه وآله وسلم بقية من طينة بقية جعلت خميرة طينتي اسي وصلت تلك البقية التي ذكرنا الى طينته اسي  
نطفة من ابيه او امه قبل الولادة او كان له نسب في قرشي او بعد الولادة بمصانعة ذمي النسب او صدق العهد  
من المشايخ وهو اتمس مخلقة وغير مخلقة كما ذكرناه فان المصانعة تقيح في اهل الاستعداد فترسى الخبيرة  
في عجين الطينة فتجبل لعجين كما خبيرة انتهى قال في المکتوب الثالث واربعمائة من المجلد الاول  
ان كلما يصح ان يسمي اوليهم نفى ذلك بكلمة لا ضرورية فالمطلوب اثبت ما وراء ذلك ويلزم منه ان كل ما  
هو مشهود محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مستحقا للنسب فان محمد مع علو شأنه كان بشرا او بشرا قسم  
المحدث والاسكان ماداعنى ان يدرك لبشر من خالق البشر ولكن من الواجب والمحدث من العتيم  
جئت عظمته وكيف يحيط به لا يحيطون به علما نص قاطع انتهى فانظر الى حبارته لم يجوز للنبي صلى الله عليه وسلم  
ان يكون مشهوده الا ما نفى من الممكنات اقول ان هذا القول في الاصل يوافق قول سيدنا مولانا  
الشيخ بهار الدين رضی اللہ عنہ والفاطمة الفارسية برحمه وبره شديد وثقيد شديد غير حتى است بكلمة لا نفى بايد  
انتهى وفي المکتوب في بيان كلمة لا اله الا الله ان كل ما يجس في العلم والبصر نفية بكلمة لا ضرورية لان المدون  
المثبت ما وراء البصر والعلم فيلزم منه ان مشهود محمد صلى الله عليه وآله وسلم ايضا لا ينفى والمطلوب اثبت  
وراء ذلك متحقق يا اخي محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع ذلك لان العلو بشره بعلاقة المحدث والاسكان  
تسم والبشر من خالق البشر اسي يدرك والممكن من الواجب ما يدرك والمحدث لا يحيط الله بكنهه ذاته لا يحيطون  
به علما نص قاطع في حق جميع المخلوق بتيا كان او غيره انتهى فالعنى ان كل ما يصح ان يري في بصيرة احد  
من البشر او يسمع او يعلم من الكاشفات والاشادات نفى ذلك بكلمة لا ضرورية فالمطلوب اثبت وهو ذاته  
تعالى وما وراء الوار الذي ظهر في بال البشر والاعرف انه كنهه فانه تعالى الاله لان ذات الله تعالى وكما لا غير  
متناهيته الاسبغ الله لا نهاية له ولهذا قيل سبحانك ما عرفناك حق معرفتك والمعنى الثاني ان كل ما يري في  
بصيرة الالك او يعلم من الحوادث الكونية نفى الوجود الاصلى والحقى منه بكلمة لا اله الا الله ضرورية واثبت هذا  
الوجود الاصلى الحقيقي لما وراء ذلك الكون وهو الله تعالى بالاله وكذا وقع في فصل الخطاب لخواص محمد وآله  
بعد الكرايم من اوله في بيان ذكر الاله الا الله انه مركب من نفى والاشادات فالذاكر في طرف نفى من وجود



الكلام المنجى براداد البرزنجي

جميع المحدثات الاصلية وفي طرف الاثبات مثبت وجود القديم بل وعلا انتهى بل هذا الامر كمنصوص عليه في الاخبار  
 الالهية والنبوية قال الله تعالى فاعلم انه لا اله الا الله وحده لا شريك له لا اله الا الله قال الله تعالى كل شئ بالكلية  
 اى الآذانه قال الله تعالى ايها الذين آمنوا انتم ووجه الله تعالى اى ذاته تفسيره قوله صلى الله عليه وآله وسلم  
 اصدق كلمة قالها الشاعركلمة سليمان الاكل شئ ما خلا الله باطل وبالباطل خلاف الحق وقوله عليه السلام  
 كان الله ولا شئ معه وهو الآن على ما عليه كان فالباطل معناه ولا شئ مع الحق اذ الاشياء كلها بالحق تعالى  
 للح الحق تعالى فان شئ من الماشية فلول الماشية الالهية لما كان شئ اصلا واصل شئ المشي وهو شئ بيان  
 فيصل بمعنى مفعول كقيل بمعنى مقول وجرح بمعنى مخرج فالاشياء كلها منقضية في اشهد الحمد اى بدليل  
 كان الله ولا شئ معه وهذا امر لا يعرفه الا اله من صحاب الادراك الخاص كما افاد العارف المشفق في نتيجة  
 العلوم فما ثبت بالآيات والاحاديث فانكاره جسارة على جسارة فان هذا من عيني لصبي قال  
 في المكنون التاسع والاربعين من المجلد الثالث لا يخفى اننا حصلنا الى النسبة المحضورية ذات الواجب  
 جل سلطانة لزم ان يكشف الى كنه ذاته جل سلطانه وان يعلم بكنه ذاته كما هو وهذا وان كان مخالفا لما هو مقر  
 عند العلماء ولكنه علم حضوره متعلق بذات الواجب تعالى فهو كالروية بالنسبة الى ذاته تعالى فالانكشاف  
 موجود والدرك منقود انتهى فانظر الى جبارته اجاز لنفسه الكشاف حقيقة كنه الذات وهذا هو انكشاف الحقيقة  
 على انبي عليه افضل الصلوة واكمل التحيات المباركات الطيبات بل وادعى ذلك لولديه ايضا اقول هذا  
 افتراء بلا امر اية امر في الاستقامة وانت متوجع من النظر ذلك المكتوب وقل اين هذه العبارة فيه ما ياك  
 اياك الكذب فانها به الى الشدة دعاء وللشدة جالبه بل مسلك المجدوح ان معرفة ذاته وصفاته بالكنه والوجه  
 بمنع افاد الحمد ورحمة الله في العارف اللدنية ما تعريبه ان معرفة الله تعالى واجب بانفاق الصوفية واكثر  
 بتكلمين شكر الله تعالى سعيهم لكنهم مختلفون فيما بينهم في الطريق الوصول الى المعرفة فالصوفية قائلون ان المعرفة  
 بالرياضة وتصفية الباطن والتكلمون من الاشاعرة والمعتزلة يقولون انها بالتبصر والاشاعرة لا العمل بها  
 بينهم نزاع فلفظ المعرفة فالصوفية يقولون ان المعرفة هو علم بسيط وعبداني ومخاربه  
 للصورة تصدقته الايمانية والتكلمون قائلون بانها صورة تصدقته ايمانية ولا شك ان طريق العمل  
 بالمعنى الاول هي الرياضة وتصفية الباطن وبالمعنى الثاني هو النظر والاستدلال قائلون ان اول  
 ما يجب على المكلف معرفة الله تعالى المراد بها المعرفة بالمعنى الثاني لا الاول لان حصول المعرفة في المعنى  
 الاول يكون في حق اليقين وهو نهاية مراتب كمال اهل الله والفرق بين اليقينين بمقدور آخر ان المعرفة  
 عند الصوفية عبارة عن علم حضورى بالحق تعالى يكون بعد الغناء والبغارة بغير دين بهشتنا نحن وياقن

الكلام المنجى براداد البرزنجي  
 في المكنون التاسع والاربعين من المجلد الثالث  
 في المكنون التاسع والاربعين من المجلد الثالث  
 في المكنون التاسع والاربعين من المجلد الثالث

وعند المتكلمين عبارة عن علم حصولي سبحانه تعالى الذي هو نتيجة النظر والاستدلال بيانه ان العلم حصولي  
 لصور الصورة او الصورة الحاصلة في المدركة فهو يحصل من الخارج و العلم حضورى ما يتعلق بذات العالم فيكون  
 خلافا فالعارف بعد فنار الذات والصفات يبقى ببقار الله تعالى فعلمه حضورى ولا يكون نه من  
 قبيل المحلول والاتحاد فعود بالله منها فظنير الولاية ورأى طور العقل وطريقها الكشف الصحيح ليس منها دخل  
 للنظر والاستدلال وما قال الحكماء والغزالي من ان معرفة ذات الله تعالى منوع فالمراد بها الصورة  
 الحقيقية الايمانية كما يشهد به الادلة حيث قالوا ان معرفة ذات الله تعالى اما بالبداهة او بالنظر  
 وكل منهما باطل على ما هو مذکور في الكلامية وايضا متشوا معرفة كنه الله تعالى لا المعرفة بوجه لان المعرفة  
 بوجه حاصل لكل احد فانهم يعرفون الذات بالوصف الحاقية ام الراضية و فرق بين معرفة شئى بالوجه  
 وبوجه وبينما نحن فيه يكون الثاني لا الاول فان قلت هذا مسلم في الخلق والرزق لان وصف الخلق معلوم  
 سنا الا اننا بوصف الخلق لكن لانسلم في الحاقية لان المراد منها ذات له الخلق فيعرف الذات بهذا الوصف  
 قلت ان المراد من الذات اما مفهومة او مصداقة الكان الاول فالعلموم الوجه والكان الثاني فهو مستلزم  
 علم كنه الذات لان كنه شئى عبارة عن نفسه والذات ليس بتجزا لانه بسيط حقيقى فبفرض تعلق العلم به يكون  
 العلم بالكنه وفي علم المخلوقات العلم بالوجه لا يستلزم العلم الكنهى لان الحقيقة بتجزا كما كانت الحقيقة متجزية فالعلم  
 بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه وان كانت بسيطة حقيقة لا تقتضى التجزى يكون علمه بالكنه كما في الوجه تعالى  
 فمعرفة كنهه تكون محالا فمعرفة تعالى بالمسمى المذكور مطلقا م بالكنه كان او بالوجه بل صفاته تعالى لا يمكن  
 فانها غير معلومة بوجه مثلا علمه تعالى ليس كمثل علم المخلوقات لانه ليس له في الكشاف المعانم مثل الله تعالى  
 يعطى الاكشاف عقبيه جزيا للعادة ولو سلم ان له تأثيرا في الاكشاف ولو في الجملة كما عند بعض المتكلمين  
 فنقول ان التأثير خلق فيه وليس هو يؤثر حقيقة بل لا دخل للمؤثرية فيه فليس بين علم الخالق والمخلوق  
 مناسبة فالاشتراك والاطلاق اسمى وهكذا حال القدرة والارادة بينهما فان قدرته و ارادته تعالى  
 مبدء صدور الافعال ومشار وجود المخلوقات بخلاف قدرة العبد و ارادته فانها ليس كذلك فان الله سبحانه  
 وتعالى خلق الاشياء بطور جزى العادة عقبيها وليس لغيره العبد في الابدخل ما وكنا سائر الصفات  
 فكل معلوم لا يناسب العالم لا يملكه فانه لا يملك شئى بما يصاده وبغاية فلا يدرك صفاته تعالى كما لا يدرك  
 ذاته تعالى وتقدس منها اشكال قوى وهوانه لما كان الذات والصفات متمتعاً بالمعلومية فمعرفة صفاتها تكون  
 محالا فما معنى وجوب المعرفة فلنا معرفة الذات هنا مثلاً انه ليس كجسم ولا وجه ولا عرض ومعرفة الصفات  
 انه ليس بجابل او عاجز او صمم ادا بكم غاية بل في الباب يعرف بهذاتة وصفاته قال بعض المتكلمين المعرفة

عبارة عن التمييز بين المحدث والقديم ومن هنا قال ابو صيفيه رضى الله عنه سبحانه ما عبدناك حق عبادتك لكن عرفناك حق معرفتك سبحانه من لم يجعل الخلق اليه سبيلا الا بالعبادة عن معرفته ولا معرفته الخاصة بالعبادة تكون حسب استعداد الطالب قال العارف بهار الدين النقشبند قدس سره ان اهل القدر العباد والعبادة لا ينظرون في ذاته وما يعرفون في ذاته غير أنهم في ذاتهم وفي أنفسهم افلا يبصرون هذه المعرفة لنفس البشرية قال ذوالنون المصري رح المعرفة في ذات الله حيرة قال بعض العرفاء عرفهم بآية شدم تحبب انبيه قال المجدوح والكان اكثر المشايخ صرحوا بهذا في معرفة الذات اما عندنا معرفة الصفات ايضا عبادة عن العبادة انتهى قال قال في كنز الهداية التاسعة عشر مخاطبا بولديه لم ينزل داعي الوصال بناودي في سرى اجب السلطان فانه يدعوك فظا طير متهى الى باب القدس فوصلت الى سرادق عال فقيل لي السلطان ليس في البيت فعملت ان ذلك مقام حقيقة الكعبة الربانية فاسرعت الى ما وراء ذلك وعرجت الى مقامات الصفات الحقيقية الموجودة بوجوه ذاتية ونداء رار لصور العلمية الصفات في مرتبة لتعين العلي وورار ذلك صور الصفات التي في مرتبة لتعين الوجودي والتعين الحسي فخرجت عنها ايضا الى اصول تلك الصفات وهي اشيمون الذاتية والاعتمادات الحقيقية في ذاته تعالى ثم الى الذات البحتة المجردة عن النسب والاعتبار وانتم ايها الاخوان لعيني ولديه كنتم اعمى في كل مقام من تلك المقامات فانظر الى هذه الخرافات والعدايات الباطلة والاكاذيب المخصصة متعجب منه اقول عنه البدال يظهر فضل الرجال المتعرف ان كنز الهداية ليس من مصنفات المجدوح وعلى تقدير التسليم لا يلزم من هذا القول على قائله شي اذ كثيرا ما يظهر للسالك في اسير الى الله الشهادات والمكاشفات وهي درار طور العقل فيعجز الناس من فهمها وهوبذكر لم يديه ومجيبه موجب الما بغيره ربك فحدث ان غلبه التكاثر من الاولاد ذكروا فلما حذروا في كمال الخوف بصموا في شيخ عبد القادر حبيلا في رضى في بعض قصائد سن

وامرى بامر الله ان قلت كمن يكن وظاقتني الاكوان من كل جانب فلا علم الا من سجاوردتها وعانيت هسرال اللوح والدر وكل بلاد الله ملكي حقيقة وشاهدت مخفى لوبد كشف سره اقطب اقطاب الوجود حقيقة	وكل امر الله حكى وقدر في فصرت لها الايمان نسبي والعقل الامن مسجع روي وشاهدت النوار الجلال ينظري وقطابها من تحت حكمي عاوي عصر الجبال الرسيات لركت على سائر الاقطاب قولي محرمي	فاجت الواد المقدس جاب ولى علم في ذروة العجود ثم حلى الدرر لميضار كان اجعنا وشاهدت ما فوق السموات كلها فلاحت لي الا سراسن كل جاب ومطلع شمس الاقوى ثم منيبها	على طور سينار قد سموت بخلوتي ففيق البنا رناوي لكل رسته وفي قباب حورين جنم اعلا كذا العرش والكرسي في طي قضتي وبانت لي الا نوار من كل جهة واقطع ارض الله في حال خلوتي
---	--	---	--

قال في المكتوب الخامس وتسعين من المجلد الثاني  
ولايته وان كانت مرآة للولاية المحمدية والموسوية ومطرفة على ولايتها لكنها جامعة لهما مكية من نسبة المجدوية

هذا البيت من القصيدة التي في كتابها في بيان حقيقة الوجود والعدم



والمجبية فان محمد ريس المجوبين وموسى راس المجبين لكن في ولايتي امر آخر ومما طعن على صحتها ذلك الامر مربوط  
 حيث ان جعلها من الولاية المحمدية الناشئة بالاصالة عن المجبوية الصرفة وانضمت اليها ولاية موسى الناشئة  
 عن المجبوية الصرفة وانصبقت بلونها ايضا وصارت وجودا آخر وحقيقة اخرى واثرت ثمرة اخرى وانجبت نتيجة اخرى  
 فيقال لهذا الضال المنسل المنذور المسكور ما معنى كون ولاية محمد من المجبوية الصرفة ولاية موسى من المجبوية الصرفة ان  
 كان المراد ان محمد صلى الله عليه وسلم ما كان يجب الله وموسى ما كان الله سبحانه والعباد بآله فقد ضللت ضلالا  
 مبينا وملكك بلاك الابد بل محمد صلى الله عليه وسلم كما انه ريس المجوبين فهو راس المجبين وموسى كما انه  
 راس المجبين راس المجوبين البطل بل لا يكون محبة العبد ربه بالمستفاد منها محبة الله عبده قال الله تعالى بحمهم ويحسونه  
 وقال الله تعالى رضى الله عنهم ورضوا عنه ثم ان في كون ولاية حقيقة اخرى وثمره ثمرة اخرى اعترافا  
 بانه ليس على شريعة احد الرسولين ان شرع كل بني لا يثمر الا ولاية ذلك النبي وشرع محمد صلى الله عليه وسلم  
 لما كان جامع لجميع الشرع حيث امر صلى الله عليه وآله وسلم بالاقتران بآب باب تلك الشرع كلهم ثمرة  
 جميع تلك الانبياء فلا يخرج ولا يثمة عن ولاية صلى الله عليه وسلم فاذا وجدت ولاية غير ولاية صلى الله عليه وسلم  
 واثرت ثمرة غير ثمرتها كانت تلك الولاية ولاية ابيس تعود بآله من كمال الله قول هذا كذب طريف ومبتدع  
 سخيف لو تأملت في عبارة المكتوب فلم تكن تجبر مرطلة هذا المكذوب ولكن التعصب الفاحش وحب الباطل  
 الدائش غلظ على سريرتك وعشى ضعيف بصيرتك الا ترى انه ليس في قوله لفظ اجمع اسم لتفضيل  
 ليلزم منه ان ولاية اجمع من دائرة ولاية محمد وموسى عليهما الصلوة والسلام بل فيه ان ولايتي مرادة  
 ولاية محمد صلعم وولاية موسى عليه السلام ولطفيلها ولايتي مركبة من نسبتى للمجبي والمجوبى وريس المجوبين سيدنا  
 ومولانا محمد صلعم وريس المجبين سيدنا موسى عليه السلام ولما بوسيلة متابغة خاتم الرسل عليه الصلوة والسلام  
 مع ولايتي امر آخر ومما طعن على صحتها علة بها مربوط وان كان اصل هذه الولاية ولاية محمد صلعم وهو الولاية المحمدية و  
 منشار بالاصالة نسبة مجبوية صرفة لكن نشأ ولاية موسى من المجرية الصرفة وهي متضمنة مع هذه  
 الولاية ومنصبقة بلونها ايضا وصارت وجودا آخر بل حقيقة اخرى وثمره اخرى بل ولاية مناسبة بها  
 وخرج بوجهها ونشأت منها وهما اسلمها وهى فرجها ولا تخدور فيه قال العلامة المشقى رح في نتيجة العلوم  
 قوله ولايتي وان كانت مرادة للولاية المحمدية اى ربتها الولاية المحمدية ونقلتنى فى الطوارى من السير من نفسى  
 الى حضرة ربي ومن حضرة ربي الى حضرة ربي ثانيا ومن حضرة ربي الى نفسى بجوارحى تخففت فى العرفان  
 وهو معنى التبعيه فى الظاهر والباطن على وجه الكمال والنوسونية اى مرادة ايضا للولاية الموسوية باس  
 الباطنى فى مشربها لخصوص على مقضى قلب موسى عليه السلام فى العرفان الالهى مستقلة بعبقريته

تلك على ولايتها اى تابعه بولايتها بطريق التطفل في المقام لان ولايتها لى اصل وولاية الولي فرع  
 لان حصولها بسبب الارث فالورثة لما استعدوا بالتابعة للمؤمن في الاعمال والاحوال كان لهم مسا  
 بهم وقرب معنوي فوثوبهم عند موتهم والانباء عليه السلام لا يورثون الا العلم لا غير سى الولاية كنبينا اس  
 ولايتي جامعة لهما اى سى بن الشيرين المشرب للمحمدى والمشرب للموسى فلولايتهى مقام الرتبة المحمدية  
 البصرية في التجلي بالصورة بعد فنار الصعود على حد ما يعرفه اهل المعرفة من الادراك الخاص باهل هذه الطريقة كما  
 قد سناه ولها ايضا مقام المناجاة والكمال الموسوية السميعة بعد فنار الحرف والصوت على حد معرفة اهل الادراك  
 الخاص المذكور ولا اظن انك تقدر ان تفهم شيئا من ذلك بقولك فضلا عن ان تتحقق به وعن ذوقه ووجدانه الا  
 بمعونة الله تعالى لك والله على كل شى قدير فصارت اى ولايتي المذكورة وجودا آخر وان كان الوجود واحدا  
 لا يتعدو اصلا لكن خصوص الرتبة المعنوية التى تظهر عنها تقتضى مغايرتها كما اقتضت تعدده حقيقة اخرى يعنى باعتبار  
 تلك الرتبة المذكورة واتمرت ثمرة اخرى باعتبار ما يناسب المكان والزمان كما قال تعالى لكل جعلنا منكم شرعة  
 ومنهاجا وان كان الشرع والمنهاج واحدا لكن اختلاف الاشخاص بحسب الاحوال والازمان يقتضى اختلاف  
 الاحكام وينتج نتيجة اخرى كما ان ثمرة شجرة تكون حلوة او حامضة وشجرة نفسها الحاملة لتلك الثمرة تكون  
 مرة وقد سخا الغيا في طبعها ومزاجها وسى منها متفرعة عنها للشجرة افضل النائم على الثمرة ولا يصل الامداد  
 للثمرة الا من شجرة قال تعالى وتلك الامثال تضرب للناس وما يعقلها الا العالمون وهم اصحاب الادراك  
 الخاص الذى قد سناه وفيها اى فى ولايتي المذكورة امر اخر ومعلوم ان ذلك الامر الاخر انما يستفيد من  
 الاصل فان الفرع لا ياتي الا ماد الامن اصله ومما لى يعنى التى كبرى وبين الله تعالى وبينى وبين  
 غيرى على حدتها اى منفردة الان عن المتابعة وذلك لظهور النور المحمدى لفسه في صورته المخلوقة  
 منه له ذلك الامر المذكور مستقل لانه امر جديد لم يظهر بعد في الاكوان بعدم تكرر التجلي وهو خصوص النسوة  
 التى مربوطه اى دائرة معالمتي كلها على حكم ذلك الامر الخاص بى الذى ظهر بظهورى لذلك النور المحمدى  
 الذى انما تحقق بى نفسى على حسب ذلك الادراك الخاص الذى قد سناه اى اذ اعرفت هذا فاعلم ان  
 ولاية الال ولبيا تطلال ولايات الانبياء عليهم الصلوة والسلام لفظ المرادى في هذا المقام بناوى با على هذا  
 على اثبات هذا العلم والبرهان لا يكون غير ما يربى به الا ترى انك لو اخذت جرة من باير وبار من بحرين فى  
 كوز فتترك ذلك الماء يحصل كيفية بالامتزاج لكنه يكون فرع بار البحرين ولا يكون حقيقة ما الكوز على حدة  
 واصل ان محمدا صلى الله عليه وسلم كان يجب لقدموسى ما كان الله يحبه فبناء على فهم المتعوض لان البرهان  
 انا فى المكتوب من اوس واثمين من الجلد الثالث ان لاسم محمد واهل بيته من اسماء النبى صلى الله عليه وسلم

ولاتین فاستین الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من القام المحبوبة لكن فيها البرية الصرفة بل متميزة من نشأ المحببة وولاية  
 الاحمدية ناشئة من المحبوبة الصرفة ليس فيها شائبة المحبوبة وهذا مقام النبي صلى الله عليه وسلم فكما ان يقال انه  
 لما كان موسى كلم الله لا يكون محمد صلى الله عليه وسلم غير كلم الله فكذلك ان يقال انه لما كان محمد رسول الله محبوب  
 الله لا يكون موسى عليه السلام محبوب الله وهذا بين جداً وقيل ان شريعة المجدوح غير شرع الحق رسولنا موسى  
 عليها الصلوة والسلام خيال فاسد ومتاع كاسد فان المجدوح ليس لصدد بيان الشريعة بل هو يذكر الاحوال  
 والمواجيد والمقامات واين هذا من ذاك فاستبستم كلمة يرجع الي فهمه الباطل قال واصلح من ذلك  
 ما قاله في المکتوب الثالث والتسعين بعد ما ذكر نحو من ذلك ان مركز دائرة المحبوبة الصرفة يتصور بصورة  
 دائرة مركزها المحبوبة الصرفة ومحيطها المحبوبة المتميزة بالمحبة وهي نصيب فرد من افراد الامة النبي بنفسي  
 ان فيه هذه العبارة والمحبوبة المتميزة بالمحبة نصيب فرد من افراد الامة تبعية له صلعم وتبعية لموسى ايضا انتهى  
 فلا يجز فيه وترك التعرض لفظ تبعية له صلى الله عليه وسلم فنقل المعترض مثل البر غواش وما غده منه قال  
 وسلم ان لمحيطة هذه الدائرة تقدم كثير على الدائرتين وهو اقرب الى من الله الاقرب ثم اورد سوال انقال ان  
 قلت كل كمال تمييز جزير فهو ايضا تمييز لكل بلان لكل عبارة عن ذلك الجزر مع بقية الاجزاء فما وجه سبق  
 الجزر لكل الجواب الكمال الذي يظهر في الجزر بطريق الاصالة فهو في كل قبة الجزر ووساطة لا يطلع  
 الاصالة ولا شك ان الاصالة سالفة على التبعية وللاصل قرب ليس في الفرع فعلى هذا اذا تقدم مركز الدائرة  
 في الكمالات لمخصوصية به فهو واضح ممكن والتحقيق في الجواب ان كمال الجزر انما يسي في الكل اذا  
 كان ذلك الكمال ناشئاً من باهية الاصلية ولا يلزم سر بانه في لكل مثلاً اذا قلب جزير من الفضة لعل الكمال  
 منه ذهباً لا يمكن ان يقال ان كمال هذا الجزر مستقل كذا تسري في كل لانه بعد الانقلاب خرج عن الجزيرة  
 استهتبه وهذا يعني قوله الماران وللهي حمارت حقيقة اخرى فانظر الى هذا كيف انقلب على عقبه بالقلب الى  
 حقيقة الذهب خرج عن اتباع سبب العزب من ينقلب على عقبه فلن يضر الله شيئاً و بينه قد ذهب  
 بهذه الدعوى حيث جعل نفسه اصلاً في الكمال والبنى تابلاً فيه وان الكمال تسري منه اليه ثم نفى السرية  
 ايضاً فجعل نفسه مقلاً وشبه نفسه بالسبب النبي صلى الله عليه وسلم بالفضة فقاد على التقدم على موسى  
 و محمد عليها الصلوة والسلام ثم ترقى وادعى التفوق على جميع الانبياء اقول هذا التفسير يفتي على عدم  
 فهم المعنى المراد من المکتوب الثالث والتسعين من المجلد الثالث فاعلم اولاً ان العبارة المنقولة ليست  
 في المکتوب المذكور بل في بيان بقرينة الشافعية كقوله في ارب ال اربعين كقوله في بيان بقرينة الثالث الولاية المحمدية صلى الله عليه وسلم  
 قال دائرة الاولى عدم والثانية دائرة الحقة والثالثة دائرة المحبوبة وهي اقرب الة ذابته ولا محذور فيه



وثالثها ان محصل المكتوب ان تعين الاول الوجودي رب خليل الرحمن على نبينا وعليه الصلوة والسلام  
وسيد رعيته وعين خلته ومركز تيقنه رب حضرة جيب الله وسيد رعيته وتعين محبته عليه الصلوة والسلام كما ورد  
عليه ايرادات واجاب عنها منها ان كان التعين الاول رب الخليل فكيف التوفيق بينه وبين قوله عليه الصلوة  
والسلام اول ما خلق الله نوري فاجاب بان المركز سبق اجزاء الدائرة والجزء مقدم على الكل فيكون  
سيد رعيته جيب الله صلى الله عليه وسلم سبق منها الكمال يحصل للجزء يسري في الكل لان كل عبارة  
من ذلك الجزر وجزء اخرى فما وجه حصول سبق والقرب في الجزر لا الكل فاجاب عن هذا الايراد بوجوب  
الاول تسليم التسري والفرق بينها بالاصالة والتبعية فان الكمال في الجزر بالاصالة وفي الكل تبعية الثابتة  
بعد تسليم التسري بان كمال الجزر في وقت يسري في الكل ان كان الكمال ناشيا من ذلك الجزر  
وان كان الكمال في الجزر ناشيا بعد الغلاب ما يهبط الجزر فلا يلزم ان يسري فيه لان الجزر بعد الغلاب ما  
لا يكون جزر للكل مثلا الفضة التي تصير طلا لا يعمل الا كسيف فلا يقال فيها ان كمالات ذهبية ذلك الجزر يسري  
في الفضة التي هي اكل لان ذلك الجزر على هذا التقدير ليس جزر في الحقيقة انتهى فالافتراض  
بان المجدوح القلب على العقب بالقلابة الى حقيقة الذمب وخرج عن اتباع سيد العرب وغيره  
على ما ذكره نديان فان الكلام في سيد رعيته خليل الرحمن وجيب الله صلوات الله عليهم اجمعين والتفوق  
سيد رعيته جيب الله الذي هو المذكور على سيد رعيته خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام الذي هو اكل الكمال  
بهذا فانهم ولا تكن من الغالين ليس من العدل سرقة العذبل وادعاء التفوق على الانبياء عجيب حبيبا  
لانيس في المكتوب ما يشير الى ذلك اصلا قال في المكتوب التاسع عشر من المجلد الثالث كانت الامانة  
والمرسلون بغيرين من البلاء وانما في عيين البلاء في عافية فيقال له يا ايها المنور اى نبى في من البلاء واتى بلاء  
اروت ان اروت انهم فروا من البلاء النبوي فهو مع كونه كذا باصرى ككفر الشيطان اروت البلاء في الدين  
فالفرار بالدين عين الكمال اقول ان في المكتوب المذكور كذا او اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما  
لا يطاق من سنن المسلمين بسم الصلوة والسلام ونحن في عيين البلاء مع العافية فلما سجانة الحمد انتهى قيل  
يعنى ان البلاء الذي لا يطاق الفرار منه سنة اما الصبر في البلاء المطاق فالصابر فيه الصبر ثاب والصابر  
في البلاء الذي لا يقدر ان يفر منه ثياب ومن كان في مقام الرضا بالبلاء عنده راحة ونعمة قال الله تعالى  
ولقبلى النونين منه بلاء حسنا فمثل هذه الاعتراضات لا يورد لمن له ادنى وديانة قال ثم ترقى  
الى تنقيص القرآن فقد نقل الشيخ العارف بالله المحدث الشيخ عبدالحق الدهلوى ان بعضهم كتب اليه انكم مع  
جلالة ما دعونه من المراتب لم لا يظهر منكم كرامته قال ان الكرامة اهل مما ابيته من الخلق والمعارف التي تجز

حقيق الغرر ما لا يطاق من سنن الانبياء

الارادة الاصل بيان الخلق والاصوات

تعجز الناس عن بيانها بل كان معجزة الرسول تسلم الكلام فانظر الى هذا الجاهل المكون المعروف كيف سوتى كلامه  
 بالقرآن العظيم وكيف اثبت لمثل القرآن الحميد وكيف رقى نفسه الى مرتبة خاصة بالتدوين كون كلامه معجزة  
 اقول ليس فيها تقوية ولا انتقص بل فيه ثمانية فيهم الوهم فانه كيف ينكر عظيمة الكلام وكونه كرامة والقرآن من  
 اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم قال العارف العلامة النابلسي في نتيجة العلوم قوله انه كرامة اهل مما ابيته  
 من الحقائق والمعارف فان البيان لميل الكشف عن ذلك واما مستحق به فان من لا كشف له ولا تحقق في  
 نفسه برب لا بيان له عن شيء من الحقائق وهذا الا بطريق الحكاية عن الغير من قبيل نقل العبارة والتمهته  
 من المحجوبين دائما للمعارفين في ان ما باتون به من العلوم والاسرار ان ذلك كلمة باطله امانة محفوظا لهم من  
 كلام غيرهم نظيره واحمد الكافرون على الانبياء بما فيهم من العليم الالهية وشرائع النبوية حتى نسبوهم  
 الى الجنون والكذب وغير ذلك وقالوا سا طير الاولين كرتبها نبي تملى عليه بكرة واية الاية وقالوا معلم مجنون قالوا  
 مجنون وازوجرو قالوا سا كذاب وقالوا غير ذلك والله يعلم المفسد من المصلح وحاصله ان الذي جارت به الانبياء  
 عليهم السلام حق وصدق وهو من عند الله تعالى ربحوا من كبريل عليه السلام وغيره من الملائكة والذي جارت  
 به الاولياء ايضا من العلوم التوحيدية والمعارف الالهية والحقائق العرفانية كلمة حق وصدق ايضا وهو من  
 عند الله تعالى بطريق الالهام والفيض على قلوبهم بطريق الالهام من ملائكة الالهام وبعضهم يعطى العبارة عن لسان  
 ويقدره الله تعالى على بيانه نظيره النبي الذي اوحى اليه بشرع واما بالبلغة للامة وبعضهم يعطى العبارة عن ذلك  
 ولا يقدر على بيانه نظيره النبي الذي اوحى اليه بشرع ولم يورثه بالبلغة فلو بلغه خالف الامر فلا يقبل منه كما ان  
 الولي الذي لم يعط العبارة لم يؤذن له في البيان فلو تبين ذلك لا يقبل منه وربما اودى على بيانه وطردوا  
 بعدد بعضه وربما قتل ومن اعطى العبارة قبل منه البيان واستحسن كلامه واستغنى به غيره فاذا سكت في محل  
 الكلام اثم وعوقب من طرف الله تعالى او من طرف الخلق ولقد خير حافظا وهو ارحم الراحمين وقوله انه كرامة اهل  
 من ذلك البيان فهو معلوم عند اهل فان الكرامات التي تعبر بها العوام لانها تفتقها بها للولي وان اقتضت حسن اعتقاد  
 للعوام بالولي فالنتفع فيها للعوام للولي وذلك انا عني الله تعالى بالعوالم فاطهر على يد الولي ينتفع بها العوام  
 والاسيان العلوم الالهية والحقائق الربانية النافعة للساكنين والنحو ص المومنين يرتقون بها في حاجات التحقيق  
 ويمينون بعلمها عقبات الطريق وانما يتضرر بها المتعدي على الاولياء بالانكار لعدم توفيقه وقلة اذعانه  
 لعكسه في نفسه واراوته ان يكون له ارتفاع مرتبة على انباء حبه قوله دل كرامة محمد صلى الله عليه وسلم  
 الا كلام معجزه في القرآن العظيم الذي هو كلام الله تعالى الذي عجز الفصحاء البلغاء ان ياتوا بمثلها وهو من  
 للمعاني التوحيدية والمعارف الربانية والحقائق العرفانية ويزيد على كلام الاولياء الذي باتون به بالاحكام العرفانية

الكلام المنعج برداير اوقات للبرزنجي

وشرائع النبوية وكل من عند الله تعالى لان كلام الاوليا الذي باتون به هو معاني الكلام القديم الذي  
 مبار به النبي صلى الله عليه وسلم وانما جارحوا في الكلام القديم فكلام الاوليا كرامتهم اكرمهم  
 بها الله تعالى وكلام الله تعالى الذي جاز به النبي صلى الله عليه وسلم معجزة له اكرمه الله تعالى بها والله بهي  
 من يشار الى صراط مستقيم انتهى قال شيخ الاسلام الهروي في مسائل السارين والذي ثبت عندي  
 بالتجربة ان فراسة اهل المعرفة انما هي في تمييزهم من يصلح لحضرة غزول فمن لا يصلح ويعرفون اهل الاستعداد  
 الذي اشتغلوا بالله سبحانه ووصلوا الى حضرة الجمع فهذه فراسة اهل المعرفة واما فراسة اهل الرياضة والجموع  
 والخلوة وتصفية الباطن من غير صلة الى جناب الحق سبحانه فليس فراسة كشف القبور والاحبار بالمعانيات المختصة  
 بالحق تعالى فانهم لا يجرون الا عن الخلق لانهم محجوبون عن الحق سبحانه اما اهل المعرفة فلا يشتغلون بما يروى عليهم  
 من معارف الحق سبحانه فاجابهم انما يكون عن الله تعالى ولما كان العالم اكثرهم اهل انقطاع عن الدنيا  
 واشتغال بالدنيا رملت قلوبهم الى كشف القبور والاحبار عما غاب عن احوال المخاوقات فغطواهم غمهم وعقدوا  
 انهم اهل الله خاصة واعرضوا عن كشف اهل الحقيقة ولتمسوا بما يجرون عن الله سبحانه وقالوا لو كان هؤلاء  
 اهل الحق كما يزعمون لاجرونا عن احوال المخلوقات فكيف يقدرون على كشف امور غيبية من هذه وكذبوا  
 بهذا القياس الفاسد وعصيت عليهم الا بنار لصحيفة ولم يعلموا ان الله تعالى قد حمى هؤلاء عن ملاحظته الحق  
 وحضرتهم وشغلهم مما سواه حماية لهم وغيره عليهم ولو كانوا يتعرضون الى احوال الخلق ما صلحوا للحق سبحانه فاهل الحق  
 لا يسلحون للخلق كما ان اهل الخلق لا يصلحون للحق تعالى وقد رأينا اهل الحق اذا التقوا ادنى الصفات الى  
 كشف القبور او ركوها ما لا يقدر غيرهم على اذراكه بالفراسة فمنها المعرفة وهي الفراسة فيما يتخلق  
 بالحق سبحانه والقرب منه واما فراسة اهل الصفات الخارجين المتعلقين بالخلق فلا يتعلق بجناب الحق سبحانه ولا باله  
 منة ويشرك المسلمون والنصارى واليهود وسائر الطوائف فيها لانها ليست شريعة عند الله سبحانه فنختصها  
 اهل الله تعالى قال قال في المکتوب الثاني من الجملد الثاني ان الصفات اربعة او الثمانية موجودة في الخارج  
 وتمييزها في الخارج عن الذات غير ان الاشكال في زيادة الصفات قوسى وموان الصفات اما ممكنة  
 او واجبة لا سبيل الى الاول لانه لا يتلزم عدوها وعدم اتصاف الحق تعالى بها اذ لا اول الى الثاني  
 لان الواجب الوجود بذاته واحد ثم قال وحل هذا الاشكال ما اظهره لهذا الفقير هو انه تعالى موجود بذاته لا بالوجود  
 لا على ان الوجود عينه والله على انه زائد وصفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود اذ لا مجال للوجود  
 في ذلك الموطن قال الشيخ طار الدوله فوق علم الوجود عالم الملك الودود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب  
 ايضاً في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين اللامهية والوجود فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب

له قال ابو سليمان  
 ابن عبد الله بن سينا  
 على الدنيا وانما هي كالمرايا  
 على الاخرة انتهى الراجح  
 كماله في معرفة الحق والافاضة  
 الصفات اربعة او الثمانية موجودة في الخارج



وهذه المعرفة ورا بطور النظر والفكر انتهى وانت تعلم ان ما ليس عين الوجود ولا قائماً به الوجود فهو المعدوم ليس  
 الا ولا شئ من المعدوم موجود فلا معنى لكونه موجوداً بذاته لا بالوجود الا انه تعالى عين الوجود القائم بذاته المستعین  
 بذاته فمضى كون الوجود عين الذات مع القول بانه تعالى موجود بذاته دليل على انه ليس على بصيرة في معنى  
 الوجود ولا في معنى كونه تعالى موجوداً بذاته واما قول علماء الدولة نفع الله به ان اراد به ان مرتبة الامكان  
 فوق مرتبة الوجوب فهو صحيح ولا شاهد فيه لان الوجود الذي هو عين الذات هو الوجود المطلق المعرف عن كل قيد  
 زائد على ذاته القائم بذاته المستعین بذاته لا وجود الممكنات المستعین بنفسه استعدا والمهمات فانه مقيد بتعيين زائد  
 على ذاته مقتصر الى ذلك لتعيين الذي مقتضى الماهية فلا يكون متعينا لذاته فلا يكون واجبا لذاته وان اراد به  
 تعالى ليس عين الوجود المطلق فهو مبني على ما فهمه من كلام الشيخ محي الدين نفع الله به ان المطلق معناه الكلي  
 الذي لا يوجد الا في ضمن افراده وهو فهم فاسد لان مراد الشيخ نفع الله به نصه في الباب الثاني من الفتوحات  
 انه تعالى موجود بذاته غير مقيد بغيره لغناه عن العالمين والمبني على الفاسد فاسد ثم قوله ان صفات الواجب  
 تعالى موجودة بذاته لا بالوجود ان اراد انها موجودة بعين وجود الذات لا بوجود بغيره ناقض قوله انها موجودة  
 في الخارج متميزة عن الذات وان اراد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة به فاجابني  
 منه نفى وجودها في الامكان عن وجودها ثم الوجود اذا لم يكن عين الذات ولا قائماً به فمعنى اطلاق الواجب  
 عليه تعالى في قوله وصفات الواجب تعالى الخ مع القطع بان العلماء يريدون بهذا الاطلاق انه تعالى واجب  
 الوجود لذاته ثم كون الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود من المسائل المقررة في المكتب المعتلية  
 كشرح الاشارات وشرح التجريد فقوله ان هذه المعرفة ورا بطور النظر والفكر ليس دليل على انه غير مانح  
 في دين الله ثم ان ذاته تعالى اذا لم يكن عين الوجود ولا متصفاً بالوجود كان معدوماً محضاً لا استحالة ارتفاع  
 النقيضين عن شئ واحد في حالة واحدة وهذا عين نفع الواجب القيم الواحد الاحد فقوله موجود بذاته مع كونه  
 مناقضاً لنفسه دفع للسيف من رقبته ولا يدفع عنه التكفير والابجدية بنفع جليل او حقير اقول هذا الكلام مبني على  
 عدم فهم المراد على ويدن المتعرض اما اولاً فبانه قال للمجدوح في ذلك المكتوب ان الصفات سبعة  
 اوالثمانية للواجب تعالى التي على اختلاف الآراء من الصفات الحقيقية موجودة في الخارج وغير اهل الحق  
 من الفرق المخالفة ليسوا باقائمين بوجود صفاته تعالى على ان المتأخرين من الصوفية يفرقون وجود  
 الصفات ونسبون زيادة الصفات الى العلم ويقولون **ارزوس** تعقل همه غير صفات باذات  
 تو از دوسه شحق همه عين **ب** يعني ان الصفات في تعقل متخارة وفي الخارج عين ذاته تعالى والحق  
 ان قول اهل الحق هو الحق ومقتبس من مشكوة النبوة بنور الكشف والفراسة غاية ما في الباب ان الاكمال

الذي يرويه المخالفون في وجود الصفات قوتى فانهم يقولون ان كانت الصفات موجودة اما ممكنة لوجودها  
الاول مستلزم الحوادث لان كل ممكن حادث عندهم على انه يتلزم جواز الفكاك الصفات عن الذات  
والثاني ينافي التوحيد حل الاشكال على ما ظهر لي ان الواجب تعالى موجود بذاته لا بوجود عينه او زائد عليه  
صفاته تعالى اليف موجود بذاته لا بوجوده لانه ليس للوجود في ذلك الموطن دخل قال علام الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك  
الوجود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود  
فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب هذه المعرفة ورا بطور النظر والفكر والمجوسون عقيلة العقل لا يعرفون هذا  
المرام وليس لهم الا الاكوار التي هي مما نقله المتعرض رح فيه تحريفات اعلا انهارا متميزة في الخارج مع انها  
ليست في المكتوب واما ثانيا فبان الوجود قد يراو به الماهية المتعينة والذات المشخصة في الخارج وهو بهذا  
المعنى عين الماهية والذات وهو المراد بقولنا الله تعالى موجود بذاته لا بالوجود المقصود من هذا القول تنزيه  
ذات الله تعالى في احتياجها الى شئ بان يقال انها محتاجة الى الوجود والامكان عيناً وقد يراو بوجود شئ  
كونه في الخارج وثبوت فيه وهو بهذا المعنى زائد عليه عرض عام وقد يراو لصفة الموجود الزائدة على الذات  
كالحيات مثلا فما قامت بصفة الوجود ويكون موجودا ويكون محتاجا في موجودية الى صفة الوجود كما قامت  
بصفة الحيوة يكون حيا والله تعالى موجود بذاته لا بهذا الوجود فلا يكون ذاته محتاجا الى الوجود فيكون ذاته  
اعلى كائنا في تحققة غير محتاج الى الوجود ولا يكون للوجود منه دخل عيناً كان او زائدا قال عروة الوقي  
في مكتوب خمس وثمانين من الجلد الاول بتحقيق مذمينا ان طالب لعقنين وصاحب الفطرة السليمة اذ ارجع  
الى وجدانه بفكر صائب وتال صادوق ونصف من نفسه ادرك ان الذات الله المقدس لا ينبغي ان  
يحتاج في وجوده الى غيره ويكون في نفسه خاليا عن الوجود واحتياج في ثبوت الى الوجود وادرك ايضا  
ان ماهية وحقيقة سبحانه لا ينبغي ان تكون هو الوجود لان الوجود مع كونه في نفسه من المصادر والاحداث  
لا ضرورة لنا بالقول بكونه حقيقة لا واجب الوجود في الخارج بوجوده اصيل وان نصلح عليه بواسطة عدم  
احتياجه الى الغير ومع ذلك لم يرد شئ به فالحق ان له سبحانه ماهية وحقيقة وراو الوجود ثابته بنفسها  
ستغنية عن عرض الوجود لها وما يترتب على الوجود يترتب على تلك الماهية بذاتها فهي موجودة بذاتها  
المقدسة بالوجود عيناً كان ازيدا او قولنا موجود بنفسه مجرد بعينه بقولنا هست لان الوجود امر زائد  
ثابت قائم به تعالى او عينه فلا دخل للوجود في تلك الحضرة العلية المنفردة عن جميع النسب والاعتبارات  
كما لا مجال للعدم ثم فهو سبحانه لغاية تقدسه لا يصل اليه نسبة لكونه خالقا لكلها فكلا التقضيين متميزان عن  
ملك الترتيب المقدسة غير متصورين ثم حتى يتصور اذ اع التقضيين فلا نقاضة لشئ شئ في مرتبة الذات

المعنى من جميع الاعتبارات حتى يستحيل ارتفاع التقيضين اذا الارتفاع والثبوت من الاعتبارات والنسب  
المنفية عن تلك الحضرة الايرسي اى ما افاده بعض المحققين من ان الجسم في مرتبه وجوده السابق على البياض  
لا يخلو الا بغيره من ذلك لانهما لشيئين المستحيل ارتفاعهما بسبب نقول الامر مطلقا لا بسبب مرتبه من المراتب  
فان الامور التي ليس بينها علاقة التقدم والتأخر المعية ليس لبعضها في مرتبه الآخر وجود ولا عدم انتهى فلما سلخ  
مثال هذه الامور في الممكنات فما ظنك في شان خالق للممكنات تعالى ولله المثل الاعلى فعلى هذا الاحتياج  
في نفى احتياج الذات المقدس الى الغير الى اطلاق لفظ عليه كيون مفهومه اللغوي من المعقولات الثابتة  
والمعاني القائمة الغير ولو كان كذلك لكان صاحب الشرح حق بالتعبير عن ذاته المنسره بالوجود والاخبار  
كما اخبر به عن سائر اسمائه وصفاته وكمالاته وليس ظلميس فانه عز وجل بذاته العلى مستغن عن عرض الوجود له  
فما يتفرع على الوجود يتفرع عليه سبحانه وكذا الحال في سائر الصفات فكما يتفرع عليها بذاته العلى كانه فيه  
ومع ذلك له سبحانه صفات ازيله موجودة قائمه بذاته لورود اشراج بها ولما جرى عاده سبحانه بان كلما  
ثبت في عالم الحقيقة ان جعل له النموذج في عالم الحجاز ليستدل به عليه جعل الوجود النموذج بالوجود بنفسه الوجود  
فان الوجود لو وجد كان موجودا بنفسه دون الوجود المحاذ فسطرة الحقيقة فمن توافق جمهور المتكلمين في زيادة الوجود  
على الذات الخبي العلى وعدم كون الوجود عينه ولكننا لا نقول باحتياج الذات المقدس الى الوجود وسلكنا الى الغير  
مع كمال بنفسه ورتوبان يكون مراد السلف من زيادة الوجود هو هذا المعنى ان كان منهم رواية في هذا الباب لكن  
الظاهر ان ليس من السلف في هذا النقل انما هو قول المتأخرين من اصحابنا رحمهم الله سبحانه بخلاف زيادة الصفات  
فان النصوص معاصرة لها فالحاصل ان نحن عز وجل موجود بذاته وصفاته سبعه بل الثمانية موجودة بذات الحق  
دون الوجود فالوجود كما هو منزل عن مرتبه الذات المقدس كذلك منزل عن صفاته الحقيقية فلما لم يتخلل في  
حضرة الذات المقدس والصفات العلية وجوده لم يتخلل وجود ولا امكان اذا الامكان والوجوب نسبة على الكثرة  
والوجود فحيث لا وجود ولا وجوب ولا امكان فمن يتحقق انفسه اشكال صعب يورد على الصفات الحقيقية بانها  
الاممكنة لذاتها او واجبه فعلى الاول يلزم صدورها لان كل ممكن علوت عندهم وايضا يلزم جواز الفكاهها عن الذات  
فيلزم جواز الجهل والجهل تعالى عن ذلك وعلى الثاني يلزم تعدد الواجب لذات الثاني للتوحيد قال شيخنا والمثل  
الامام الرباني والوجه للالف الثاني فذاته تعالى وصفاته سبحانه فوقه بل لا ثالثه الخصرة غاية ما في الباب اذا  
تصور ذاته تعالى وتعلقت صفاته سبحانه بالوجود والاعتبارات اذ لا سهيل الى الكثرة عرض لذاته سبحانه في الوجود لتصوره  
اعلى الوجوب لما هو للناسب واللائق لغضائه تعالى وعرض صفاته سبحانه بالوجود والذمى الامكان لما هو للممكن  
لاحتياجها الى الذات فذاته تعالى وصفاته سبحانه في حد نفسها فوق مرتبه الوجوب والامكان بل فوق



ترتبة الوجود ايضا وباعتبار الوجود لتصورى نظلى الوجوب يناسب الذات تعالى والامكان يناسب الصفات  
 تعالت وتقدست فالصفات تعالت من حيث الوجود الخارجى لا وحيثه ولا ممكنة بل هى فوق الوجوب والامكان  
 وباعتبار الوجود الذمنى ممكنة ولا يلزم من هذا الامكان الحدوث لما انه ليس لذواتها كما للممكنات بل الوجود وانها  
 نظلية ويناسب هذه المعرفة ما قاله ارباب العقول من ان الكلية والخزئية تعرفان للمانية باعتبار خصوصية الوجود  
 الذمنى فلا يوصف بهما بالمانية حال الوجود الخارجى فزيد الموجود فى الخارج مثلا قبل التحلل ليس بجزئى كما انه  
 ليس بكل بل عرض له الجزئية بعد الوجود الذمنى نظلى بل نقول جميع لنسب والاضافات والاحكام الاعتبارات  
 التى تحمل على تعالى كالاولية والروبية والاولية والازلية غير الصفات الثمانية الموجودة انما الصديق عليه سبحانه باعتبار تصور  
 العقل والافالذات من حيث هو غير متصف بصفة ولا سمي باسم ولا محكوم بحكم فصاحب الشرع تعالى انما  
 اطلق على ذواته اسماء واحكاما باعتبار التناسب والتشابه لتكون كبرية الى افهام المخلوقات ويكون انظوم  
 على قدر عقولهم كما يقال لزيد الموجود فى الخارج بدون ملاحظة وجود الذمنى انه جزئى على سبيل التشبيه  
 والتنظير ويكون حكمهم بالجزئية النسب وشبه من حكمهم بانه كل فلكذلك الحكم بالوجوب والوجود على الذات الغنى تعالى  
 اولى والنسب من الحكم بالامكان والامتناع والافلاجيل الى جناب قدسه تعالى وجوب ولا وجود كما لا يلين  
 بجناب تنزيهه تعالى المكان والامتناع فافهم هذه المعرفة الشريفة القدسية فانها اساس الدين وحلاصة  
 علم الذات والصفات تعالت وتقدست وما تكلم بها احد من العظماء ولا واحد من الكبراء استاذ الله سبحانه  
 ذا العباد هذه المعرفة والسلام على من اتبع الهدى ومما افاده شيخى وامامى قدسنا الله سبحانه بسره اسامى  
 ان الصفات الحقيقية موجودة فى مرتبة الذات ولم يحصل من اثباتها تعين وتنزل فى تلك الحضرة العلية  
 مع كون الصفات تفصيل للكلمات المندرجة فى حضرة الذات لم يحصل منها مرتبة اخرى فحكمها بمسازة  
 عن احكام سائر الاجمال وتفصيلات لان مرتبة احدتها بمسازة عن مرتبة الاخرى فمرتبة التفصيل دون  
 مرتبة الاجمال وهذا المعنى مفقود فى تلك الحضرة المقدسة والتفصيل ثابت فى مرتبة الاجمال وثبوت هذه المرتبة  
 وراى العلم والخارج لتقسيم الوجود الذمنى والخارجى انما هو فى مرتبة الامكان فلامجال فى تلك الحضرة للخارج  
 ولا للعلم لانه لما لم يكن للوجود دخل فى الوجود والخارجى والعلمى فرغته وبهذا المعرفة كسفية بل جميع ما سجد وما ذكرنا  
 فى تحقيق الوجود وغيره واثبت الصفات مع كون الذات البقية كافيها مرتبة على الصفات نظلية لم  
 ذوقية كسفية وما يورود فى اثباتها من قبيل التبيات على البهيات التى لا مساع للبحث فيها واعلم  
 للواجب المخلوق بتلك الصفات فى تلك المرتبة المقدس شبيه بالعلم الحضورى كعلمه سبحانه بياته اعلى وكما ان  
 المندرجة فى الذات وتلك الصفات مع زيادتها كاتها نفس العالم وحضورها كحضور نفس العالم فمن جهتها

ثم غفر من الصوفية العلية الى غيبيتها مع ذات الواجب تعالى ونفى غيرتها والكلام الموافق لمذاق علوم الانبياء  
 على اجمعهم عمودا على افضلهم خصوصا الصلوات والبركات والتمنيات والمطابق لآراء اهل السنة والجماعة شكر الله تعالى  
 عليهم ان يلبت عينيتها مع القول بنفي غيرتها ويقال لا هو ولا غيره ولذا قلنا ان علمها شبيه بالعلم الحصري  
 بعد غيبيتها ولما لم يتشرع منه صورة وحضور نفسها كان من قبيل العلم الحصري ولا يتوهم من هذا الغناء  
 التفتيش ان اتحاد الزمان والمكان شرط في حصول التناقض وليس في تلك الحضرة زمان ولا مكان فلا يتصور  
 التناقض وانصرف في لفظ الغير ويراو بالغير المصطلح فالنظر الكشفي يعني بهذا التخصص وينفي الغيبة باي معنى كان  
 فان ارباب الكشف يجردون بالذوق والفراسة لصحة المقابلة من مشكوة لنبوة ان الصفات كما انها ليست  
 عين الذات زيادتها ليست غير لما وان كانت زائدة بينهما نسبة الاثني عشر فف تلك الحضرة تنقش وتاعة  
 ارباب العقول ان الاثنان متغايران اذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه المرتبة المقدسة التي هي مرتبة الذات  
 مع الصفات الحقيقية تعاليت وتعدت ظهورا في المرتبة الثانية بلا تغير وتبدل وذلك المرتبة مرتبة الوجود الذي  
 هو خير محض وكما ان صرف ليس بشي غير الوجود فالمرتبة تظهر في جميع الكلمات بطريق الظلية ولهذا ان  
 تعلق علم تلك المرتبة المقدسة وانتشر كماله لانه كان اول شي يتشرع منها حضرة الوجود والكلمات  
 الالهية لانه ولها ذوب جماعة من الصوفية العلية وغيرهم الى عينية الوجود للذات المقدسة وتصوره مع كون  
 تعينا باللا تعين وثبوت هذا التعين الوجودي ودار العلم والخارج لان الوجود الخارجي دأب العلم من اقسام المطلق  
 الوجود ومرتبة المقسم فوق مرتبة الاقسام فحضرة الوجود من حيث هو سابق على كل الوجودين ولا يتصور ثبوت وجود  
 خارجي ولا ذهني على ما في حضرة الوجود جامع بطريق الظلية لجميع الكلمات الذاتية والصفاتية اجمالا وتفضيلا  
 فالاجمال تعين اول تفصيل كانه تعين ثان ففي مرتبة اجمال الوجود لا يتميز كمال ولا صفة عن صفية وفي مرتبة  
 تفصيل الوجود امتياز الكلمات وظهرت الصفات فاعل شي ثبت في تفصيل الوجود الحيوة التي هي اجمع الصفات  
 وهذه الصفة كانه ناطق بصفة الحيوة التي لها ثبوت في مرتبة حضرة الذات المنزهة ويصدق في حقها لا هو ولا غيره  
 وهذا الناطق لما كان ثبوته في مرتبة هي دون مرتبة الذات تعالى يصدق في حقها لا هو ولا يصدق لا غيره بل كان  
 سائر الذات الحق عز وجل وكذا حال سائر الصفات تعاليت ولها صفة الحيوة ظهر صفة العلم ثم الصفات الاخرى من  
 الارادة والقدرة وغير ما دأب العلم مع كونه جزءا من تعين الوجودي وخصته من حصصه جامع لجميع الصفات والصفات  
 الاخرى مستقلا لها كانه اجزاء لصفة العلم لان لهذه الصفة نوع اتحاد مع موصوفها ليس غير هذا الاتحاد  
 اذا اعمل قد يتحد مع العالم وعلوم والقدرة لا تتحد مع القادر والمقدور وكذا الارادة دأب العلم وغيرها لا تتحد  
 مع الموصوف وصفة العلم بجمعها اجمال لا يظهر فيه الصفات متميزة وتفصيل يظهر فيه الكلمات متميزة كما

الكلام المنجى بروايات البرهني

لليوجود والجمال حكم مركز الدائرة وتفصيله حكم محيطها فمن جهتنا اندفع ما قدر ثور وان تميز الحيوة عن سائر الصفات انما هو  
 في تفصيل العلم الذي لسيونته بالواحدية واما في مرتبة الاجمال فلما تميز هناك لصفة من صفات الاخرى فكيف يحكم  
 بتقدم الحيوة على العلم الجمل على ما يقع في عبارات شيخنا واما ما قدس سره لعجب من هذا المعترض كيف يورد اصطلاح  
 طائفة غير مسلم عندنا فحجة عليه واما في عدم الاطلاع على حقيقة ذنب الخضم في اصطلاحه فيجوز له ان يترسنا  
 وقد عرفت ان التميز الى اصل لصفة الحيوة في تفصيل الوجود بعد انما وجه في حضرة الجمال سابق على العلم الجمل في تفصيل  
 فالجمال ان هناك تفصيل للكلمات للدرجة في اجمال الوجود والحيوة هناك تقدم على العلم بنوعيه وتفصيل  
 في حضرة العلم بما اذرج في اجماله والحيوة هنا موخر عن العلم فالعلم المحاط مسبوق بالحيوة والحيوة سابق عليه وانما غير  
 ان صفة الحيوة المسبوق بالعلم ليس في الحقيقة صفة الحيوة بل صورة علمية لتلك الصفة فصفة الحيوة سابقة على العلم  
 البنية وصورتها العلمية مسبوقه بالعلم ومع ذلك نظر عن جميع ما ذكرنا تقدم شأن الحيوة على شأن العلم مما لا يحتاج الى  
 دليل وتبني عند ذى فطرة سليمة تهى واما ما لثا فلان كلام علماء الدولة رح لا ينشئ ان مرتبة الاسكان فوق مرتبة  
 الوجود وهو ليس بصمد وبه البيان وكلامه ظاهر جدا على اذكر فعل الكلام من لغا نفسه على غير محله خلاف ما يسوقه القائل  
 والقول بصحة من قبل الهذبان وعلى هذا ما اريد ان تعالى ليس عين الوجود لمطلق سفطة لا ريب فيها واما العاينان  
 توجيه التناقض في وجود الصفات متبني على فهمه على ما ذكرنا لانه ليس في المكتوب تميزه عن الذات بل هذه العبارة  
 من زيادات المعترض وعلى هذا ما اريد ان وجود ما متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة لانه ليس له سبيل  
 اذ ابنى عز وجل موجود بذاته وسماته السبعة بل الثمانية موجود بذات الحق دون الوجود على ما مر وللمجدود في هذا  
 شأن تحقيق الحق تميزه بل اذ ان فانه افاد في الكاشفات الخبيثة بما تعريبه انه ذاته تعالى كاف من اعتبارات  
 الصفات بل مستغن عن نفس الصفات فما تميزت على صفات الذات المجرد عن الصفات كما في مثالا ان  
 فرض نفى صفة الحيوة والعلم والقدرة والارادة عنه فعلى الذات المجرد تميزت الاثار كما تميزت عليها لا يعني ان  
 الصفات ليست بموجودة اذ انها موجودة في العلم لانه الخارج لانه مخالف لسلك الال سنة والجماعة بل معنى  
 ان الصفات مع الاستتار الذاتي موجودة في الخارج بوجوده على الذات غير سلطانة كما هو ذنب ال  
 الحق وتضع هذه المسئلة بنال واضح وسوان الما ريسل بالطبع من الله على الال اسفل يصدر من حدود الالما  
 فعل العلم والحيوة والقدرة والارادة فان كان له علم ريسل الى الال اسفل ويشر وصد عنه فعل الارادة وهو مختص  
 احد القساوين ومن هذه الحركة الارادية صدر عنه فعل الحيوة والقدرة ولما يصير الما ريسل الى الال اسفل  
 الطبيعي تصنف بصفات زائدة ايضاح وجود صفات طبيعية ولما مثل الال على فذاته تعالى لا غشانه مع الاستغناء  
 لذاتي وغناه عن الصفات في المرتبة الالوية تصنف بصفات زائدة وجودية ويصدر منها افعال بل كفى الذات



تخصلها فكما لا يقال في الوجود عن الصفات انها عين ذاته لانه مناداته صرف بلا صفات فكذلك لا يقال في ذاته تعالى حل شأنه ان صفاته عين ذاته لانه مجرد عن الصفات في هذه المرتبة ولو اعتبرت الصفقة وان كان الاعتبار عينها كما عينته تنهيه قال العارف المشق عبد الغني النابلسي في نتيجة العلوم قوله ان الله تعالى موجود بذاته لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد ومراده ان الله تعالى لا يدرك عند مخلوقاته اصلا من حيث ذاته علىية ولما الوجود فانه يدرك بعقل وحس والعقل وحس ما كان قطعاً بان الله موجود فلو قال ان الوجود عينه لزم ان يكون تعالى مدركا ولو من حيث الوجود وقد قال سبحانه لا تدركه الابصار ولان الوجود الذي يدركه العقل وحس انما هو ظهور الوجود الحق على الاشياء لانه هو الوجود الحق على ما هو عليه فليس الوجود الظاهر عينه ولا الوجود ايضا زائد عليه تعالى بمعنى ان له ما به في الوجود فيكون تعالى مركبا من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية الزائدة على الوجود فيشابه سبحانه الاشياء فان كل شئ مركب من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية المخصوصة ويكون تعالى مفتقرا الى الوجود كما ان الاشياء مفتقرة الى الوجود وهذا محال عليه تعالى لانه تعالى لا يشابه شيئا ولا يشابه شئ ليس كشئ شئ وهو السميع البصير فاما يقال انه تعالى هو الوجود بالمعنى المدرك للعقل وحس فانه ظاهرية الحق وهو معنى قوله رضي الله عنه انه موجود بذاته اي لانه موجود باعتبار ما يشهده العقل وحس انه موجود اما موجود لوجود هو عينه او موجود بوجوه زائده عليه وكلاهما ممنوع عليه تعالى لانه تعالى ليس مما يدرك بالعقل وحس انما يطلق عليه تعالى بانه موجود باعتبار تنزله وظهوره للعقل وحس فان وجوده تعالى مطلق باطلاق الحقيقي حتى انه مطلق عن قيد الاطلاق فان الاطلاق قيد والله تعالى منزه عن كل قيد فهو الغيب المطلق واليه الاشارة بقوله سبحانه الذين يؤمنون بالغيب قال بعض المفسرين الغيب الذي يؤمنون به هو الله تعالى وقد استوفينا الكلام على هذا المقام في كتابنا الوجود الحق والخطاب الصديق بما لا مزيد عليه تنهيه واما خامسا ننابنه بالتحقيق بل سبق ظهر ان هذه المقام درار طور النظر والفكر وبين مسالك المجدوح ومسلك المنكلمين يؤن وليس مرجح كونه تعالى موجودا بنفسه كون الوجود نفس ذاته كما هو مذموب الصوفية اهلية واحد لان معنى كونه سبحانه موجودا بنفسه ان حقيقة سبحانه في نفسه درار الوجود كافي في ترتيب اثار الوجود عليه فالوجود متنزل عن تلك المرتبة العليا على ما سبق حقيقة اشارة الله تعالى في تبئين مذموب شيخنا واما ما مضى الله تعالى عنه ومعنى كون الوجود نفس ذاته ان حقيقة سبحانه هو الوجود ليس الا على ما استفاد من تحقیقاتهم فاطلاق الوجود على ذلك المرتبة المقدسة حقيقة عند جميع الواوابة بعينية الوجود ان ما يترتب على الوجود يترتب عليه وكان اطلاق الوجود عليه سبحانه بطريق المجاز والاشبه والتنظير والمجازة تنفي فيصح لغير الوجود عنه ويكون الذات تعالى في نفسه غير الوجود والصوفية القائلون



بعض الثنات لكن لا يلزم منه نقص النبي ولا مرتبة عليه لأنه حصل ذلك الكمال بتبعية غيره فيكون ذلك الكمال  
من النبي في الحقيقة وهو كالخادم الذي يصرف من خزائن مخدوميه لم يشرب لباساً لا زوايا حسنة والاسماء  
من الخدم ليس نقصاً للمخدوم بل هو كمال وموجب لازماً للجلال فإن المسلمين يدخلون الملك ويخضعون  
بإراد مساكريم ويكون هذا من عظمتهم وشرف خدامهم وما يقال ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا يحتاجون  
الى الامداد جميع مراتب الكمال حاصل لهم بالفعل فهو مكابر صريح لا ينهم من حساب الله تعالى ويرجون فيوضه  
وبركاته ويستعدون الترتي قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من استوى ليواد فهو مغبون وقال صلى الله  
عليه وسلم سئل الوسيعة وفي حديث الصحاح كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يستفتح بصيا ليك  
المهاجرين فبذوا عاتته ومن لم يجوز امداد الانبياء فظنوه الى عظمتهم مارج الانبياء مع عدم توجهه الى عبوديتهم  
واعتياهم الى رب الارباب واستعباده اعانة الخدام والعلماء والافلام لقل به انتهى تحقيق المقام وتوضيح المرام  
على ما افادوا عنه ابن حجر المكي المسمى في الفسادي الحديثية الكتاب السنة والآن على ان طلب الزيادة  
له صلى الله عليه وآله وسلم امر مطلوب محمود قال تعالى وقل رب زوني علما وروى مسلم انه صلى الله عليه وسلم  
كان يقول في دعائه وجعل الحيوة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غير الزيادة في شرفه طلب لزيادة  
عظمة وترقيه في مارج كماله اعليه وان كان كماله من صله قد وصل الغاية التي لم يحصل اليها كمال مخلوق فعلم  
ان كلام من الآيات الشريفة والحديث الصحيح والى ان مقامه صلى الله عليه وسلم وكما قيل الزيادة في  
علمه والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لا حد لها ولا انتها بل هو دائم الترتي في تلك  
الغايات اعليه والدرجات اعليه بالانطلاق عليه ويعلم كنهه الا الله تعالى وعلى ان كماله صلى الله عليه وسلم  
مع جلالة لاحتياجه الى مزيد ترق واستمداد من قبض افضل الله وجوده كرمه الذاتي الذي لا غلته له ولا انتها  
على ان طلب الزيادة لا يشعر بان تمام نقصاً اذ لا شك ان علمه صلى الله عليه وسلم اكمل العلوم ومع ذلك فقد  
امر الله بطلب زيادة فلنكن نحن مأمورون بطلب زيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم وقد ورد ايضا امرنا  
بذلك فيما يرب من الدعاء عند روية الكعبة المنطمة اذ فيه ورد من شرفه وعظمه وحجبه وعمرة كثر لفا الى آخره  
بموجب صلى الله عليه وسلم كسائر الانبياء الذين حجوا البيت وهم كل الانبياء الا فرقة قليلة منهم على الخلاف  
في ذلك داخل من شرفه وعظمه وحجبه وعمرة واذا علم دخولهم في ذلك العموم من دلالة العام الكلية قطعية  
على الخلاف فيه علم انما مأمورون بطلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم وغيره من الانبياء المذكورين بزيادة  
شرفه والتكريم وان الدعاء بزيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم امر مندوب مستحسن ويؤيده ما رواه الطبراني  
عن ثلثي رضي الله عنه لكن نظر في مسنده ابن كثير انه كان يعلم الناس كيفية الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم



الكلام المنجى برادارات اليزنجي

وفيها ما يصرح بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في مضاعفات الخير وخيريل اعطاءه وبهذه الذي ذكرته وان  
لم آمن بسبقتني بالاستدلال في هذه المسئلة بشي منه يظهر الرد على شيخ الاسلام صاحب البليغيني في قوله لا ينبغي ان يقيم  
على ذلك الا بديل فيقال له واي دليل اعلى من الكتاب وسنة وقد بان بما ذكرته دلائلها على طلب الدعاء  
له صلى الله عليه وسلم بالزيادة في شرفه اذا شرف العلوك كما قال اهل الاجتهاد والاراديه منها علو المرتبة والمكانة وعلو ما  
بالزيادة في العلم والخير وسائر الدرجات والراتب وكل من العلم والخير قد لزمنا بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم  
فيه بالطريق الذي تقدمناه فلنكن مأمورين بطلب زيادة الشرف له وعلى شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر في  
قوله هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي لم نقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام  
المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقد ياتهم وصاحبه الامام البيهقي وقوله ولا اصل له في سنة فيقال له  
بل له اصل في الكتاب والسنة معا كما تقر على ان الظاهر انه انما قال هذا قبل اطلاع على ما ياتي عنه ثم علم  
ان بدين الامام لم يزل عاني جواز ذلك وانما زاعمها في بل ورد دليل بديل على طلبه فيفعل اولاً فينبغي فعلة  
وقد علمت انه ورد ما يدل على طلبه من ثم لما كان النووي رحمه الله وشكره متحملاً من السنة بما لم يمتح فيه  
من جاز بعده كما صح لبعض الحفاظ وعي بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في شرفه في خطبتي كتابيه الذين  
عليهما محول الذنب وبها الروضة والسنهاج فقال في خطبة كل منهما عن النبي صلى الله عليه وسلم واداه فضلاً وشرفاً  
لديه وهذه العبارة متداولة في ايدي العلماء منذ نحو ثلثمائة سنة لا يعلم احد من تكلم على الروضة والسنهاج عجزها  
بوجه من الوجوه وتعل بدين غفلاً عنها بديل قول الثاني هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي  
لم نقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقد ياتهم وصاحبه  
الامام البيهقي وقد ذكرت عبارتهما في افتاء البسط من هذا مما صرح به الاول ان اجزال اجره صلى الله عليه وسلم  
وشو بته وادار فضله للاولين والآخرين بالمقام المحمود والفضيلة على كافة المقربين وان كان تعالى قد اوجب  
نزه الامور له صلى الله عليه وسلم فان كل شئ منها ذو درجات ودرجاته فقد يجوز ان صلى الله عليه وسلم واحد من امته  
فاستجيب وعادة ان يزاوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك الدعاء في كل شئ مما سميناه رتبة ودرجة انتهى  
المقصود منه وهذا تصرح منه بان طلب الزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم داخل في الصلوة عليه  
وقد امرنا بها فلنكن مأمورين بما تضمنته كما صرح به هذا الامام ونايك به وما صرح به الثاني في معنى السلام  
عليها النبي ورحمة الله وبركاته من اللذام والنقائص فان قلت اللهم سلم على محمد انما تريد اللهم التسليم  
لذي دعوته واهله سلمته من كل نقص وزود دعوتك على صراط الابرار وادامته فكانت اذ ذكره ارتقا حالته  
المقصود منه فتأمل قوله من اللذام والنقائص وقوله من كل نقص وان ذلك هو مفهوم السلام الذي امرنا

تجده صريحا في امر الطلب زيادة الشرف وهو ان فرض على انه يدل على التوسعة هذا المنكر الجاهل او غاية طلب الزيادة  
انه يدل على عدم الكمال المطلق ونحن نكتمه اذا الكمال المطلق ليس الا بعد وصدده وبنينا صلوات الله عليه وسلم  
وان كان كل المخلوقات الا ان كماله ليس مطلقا فقبل الزيادة ومرتب تلك الزيادة قد يسمى كل منها عدم كمال  
بالنسبة لما فوقه من كمال آخر على منتهى ذلك ونقول الحافظ السخاوي عن شيخه ابن حجر ان جعل الحديث عن النبي  
رضي الله عنه وفي آخره قلت اجعل لك صلاتي كلها اى دعائى كله كما في رواية قال اذا كفى بمك ونيفر ذنبك  
اصلا عظيم المن يدعوقب قرأته فيقول اجعل ثواب ذلك لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان تصدق بهذا  
الرواية على شيخنا شيخ الاسلام السراج البلقيني في قوله لا ينبغي ذلك الا بدليل وهذا هو الذي اخذ عنه واده علم الدين  
ما عرفت وقد علمت رد هاتم ذكر السخاوي عن شيخه ابن حجر ايضا ما حصله ان من يقول مثل ثواب ذلك زيادة  
في شرفه مع علم كماله في الشرف لعله يخطا ان معنى طلب الزيادة ان يتقبل التمدد قرأته فيثب عليها واذا ايسر  
احد من الامة على طاعة كان لعلمه اجر للمعلم الاول وهو شارح صلوات الله عليه وسلم نظير جميع ذلك فهذا  
معنى الزيادة في شرفه وان كان شرفه مستقرا حاصله اذ جعل مثل ثواب ذلك لقبلة يحصل مثل ثواب  
للنبي صلى الله عليه وسلم وحاصله ان طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم يكون نحو طلب كثير اشباعه  
سيما العلم اى برفع درجاته ومرتبه العلية كما مر عن الجليلي وقد روى شيخ الاسلام ابو عبد الله القاياني  
ما مر عن العلم وابيه فقال في الروضة ان الفارسي انا قرأه جعل ما من الاجر لبيت كان دعا يحصل  
ذلك الاجر لبيت فينفقه وفي الاوقار المختار ان يدعو با جعل فيقول اللهم اجعل ثوابها واصلها فلان وعلم  
ان القدرة الالهية ممتلئة بشئ يكون الاحالة وقد قرئ في علم الكلام ان قدرته سبحانه وتعالى لا تتناهي  
فخير الله لا ينفد والكامل الترقى في درجات الكمال هو ابدأ كمال انتهى وواقعة صاحب شيخ الاسلام الشرف  
المساوي فافتى باحسان هذا الدعاء ووافقه ايضا صاحبها الامام محفية الكمال بن الهمام بل زاد عليها بالثناء  
في رفته شان هذا الدعاء حيث جعل لكل ما صح من الكيفيات الواردة في الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم  
موجودا في كيفية واحدة ومن جعلها الدعاء بزيادة الشرف وسمى اللهم صل ابد افضل صلواتك على سيدنا  
محمد عبدك ونبوك ورسولك محمد واله وسلم عليه تسليما فزوده ثوابا وكرما وانزل المنزل المتشرب  
عندك يوم القيمة انتهى فاجعل طلب زيادة الشرف له صلى الله عليه وسلم من جملة الاسباب التي تنفضله  
بذرة الكيفية ولا يشتملها على معنى ما في الكيفيات الواردة عنه صلى الله عليه واله وسلم وبقية صاحب  
شيخنا شيخ الاسلام هاتمة المحققين العجيبين زكريا الانصاري فانه مثل عن وعظ قال لا يجوز اجتماع  
القاري للقرآن والحديث ان يهدى مثل ثواب ذلك في صحائف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

الکلام النبی برادارات البرزخی

وہ اسے المتقدمون والمتأخرون قاجاب بان ما دعاه هذا الواعظ القليل المعرقة يستحق بكنهه على اجماع  
التعزير البالغ وزعمه ان ذلك لا يجوز الحق خلافه بل يجوز والعجب له كيف ساغ له دعوى اجماع المسلمين وانما يتعزير  
والتأخرين على عدم الجواز بل هذا الامحارفة في دين الله فان جازة كما ترے مثل ذلك في الاعصار  
والامصار فان قلت الدعار بللزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم ممنوع لانه يقتضيه انه متصف بجد اجتهاد طلب له  
الزيادة وهو محال في حقه قلت اعلم ان نبينا صلى الله عليه وسلم هو اشرف المخلوقات واكملهم فهو في كمال  
وزيادة ابرأ ترقى من كمال الة كمال الة لاسلم كمنه الا الله تعالى فلا محال في تزايد كماله وترقيه بالنسبة  
نفسه بعد كونه اكل المخلوقات ونحن نطلب له الزيادة في الكمال الة تلك الدرجة التي لا يسلم كمنهها الا الله  
تعالى وثابتة طلبنا له ذلك مع انه حاصل له لا محالة بوجد الله تعالى امور منها اظهار شرفه صلى الله عليه وسلم  
وكمال منزلته وعظم قدره ورفع ذكره وتوقيره ومنها مجازاته صلى الله عليه وآله وسلم على حسنة اليه منا  
ومنها حصول الثواب لنا ويزيد اطلاعنا على ما ذكرناه ما في الحديث الصحيح كان صلى الله عليه وآله وسلم  
احد الناس الحديث فانظر ذلك وتامله فانه تخصيص بعد تخصيص على سبيل الترقى في فضل الة الوجود على  
الناس كلهم وثابتا بوجد في رمضان على جوده في سائر اوقاته وثابتا جوده عند الفجر جبريل على جوده في  
رمضان مطلقا فقيه تزايد وفضل باعتبار نفسه على سبيل الترقى فاقترع ما نحن فيه بهذا ونظير ما نحن فيه  
من طلب الزيادة اللهم زد بيت شريفنا في حق بيت الله تعالى الحرام فان الدعار بزيادة الشرف  
ماوربه ولم يقل احد ان ذلك ممنوع انتهى فقال ذلك وما قبله تجد هذا السكر قد اركب في الكاره بناتن  
عميار وخطب خطب عشوار ولت ونية سلم له كلا ان الكاره المباح بل احسن الترقى عن ذلك الى جعله  
كفر اخطار عظيم الله كبير جرمه فعليه عقوبة ذلك في الدنيا والاخرة انهي قال العلامة المشفى رح في فتحة العلوم  
ما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستدوا وان الكلمات حاصله لهم بالفعل صريح  
المكابرة اقول ان كلمات الانبياء عليهم السلام لا تناسي كما يشير اليه قوله عليه السلام انه ليغان  
على قلبي واني لا استغفر الله في اليوم والليلة اكثر من مائة مرة وهو صلى الله عليه وسلم دائم الترقى  
فكلما وصل الى مقام هو اعلى وجد المقام الذي كان فيه اونه فيستغفر الله منه ولم جبر او قال ان  
البصيرى في همنزة المدح ۵ يتباهى بكب العصور وسمو به بك عليا بعد ما عليا يعني انه صلى الله  
عليه وسلم كلما الى عصر تباهى به على العصر الذي مضى بوجوه صلى الله عليه وسلم في العصر مستقبل  
بكمال لم يكن عليه في العصر الماضي وكذلك تفتخر به مرتبة عليا بعد مرتبة عليا فهو صلى الله عليه وسلم  
وكذلك سائر الانبياء عليهم السلام في الدنيا وفي البرزخ وفي الاخرة دائما الترقى في الكلمات







لکنہا المتضمنہا اعتباری المحبۃ والمحبوبۃ تصور بصوت دائرۃ محیطہا اعتبار المحبۃ ومركز باعتبار المحبوبۃ  
 وبعد الف سنۃ تسع نقطۃ مركز ہذا الدائرۃ الثانیۃ وتصور بصوت دائرۃ مركز المحبوبۃ الصرفۃ ومحیطہا  
 المحبوبۃ المتمترجۃ بالمحبۃ ومركز الدائرۃ بیضاء الولایۃ الاحدیۃ استہ قال وانما حصلت لہ ہذہ المرتبۃ الثانیۃ  
 من الولایۃ الموسویۃ فحصل ہذا الفرد الولایۃ العظمیۃ الجامیۃ للکمالات المركز والمحیط محصل للنبی صلے اللہ علیہ  
 وسلم بتوسط ہذا الفرد کمالات محیط الدائرۃ ونیسرت لہ ولایۃ الخلق ثم حصلت لہ ولایۃ المحبوبۃ وهو ولایۃ صلے اللہ  
 علیہ وسلم قبل دعاوۃ صلے اللہ علیہ وسلم بقولہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی برہم  
 بعد الف سنۃ انتہی حاصلہ ہذا کما ترمی فیہ خلاف الشیخ من وجودہ احد ما مخالفۃ للاحادیث المتأ  
 ان الخلق حصلت لہ فی حیاتیہ بل ان الخلق الابرہیمیۃ حصلت لہ لیلۃ مولدہ وان الیٰتی حصلت لہ  
 لیلۃ المعراج وبعد ما خلقہ اخرى فوق تک الخلق والیہا الاشارة فی حدیث الشفاعة العظمیٰ ان ابراہیم  
 علیہ الصلوۃ والسلام یقول انما کنت خلیلا من درار ودرار ثانیہا انہ صلے اللہ علیہ وسلم ما کان  
 حصل الکمال فی حیاتیہ لان کمالہ متوقف بزعم علی حصول الکمال الابرہیمی وهو متوقف علی توسط  
 رجل من امته ولم یات ہذا الفرد الا بعد الف سنۃ واذا کان لم تحصل لہ الولایۃ فكیف حصلت لہ البتوۃ  
 وسی متاخرۃ عن حصول الولایۃ وانبیہ تعالی ..... یقول الیوم کملت لکم دینکم ولا ینزل الذین  
 الا کمال فیہ صلے اللہ علیہ وسلم ثانیہا الطعن علی جمیع الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم حیث لم یوجب  
 فیہم من یرفع لذلک التوسط لا البوکریا من بعدہ ولا جمیع الصحابۃ من حیث الجمیع والجمیع سبائی قریبا  
 فی التفصیل لعدہ ان بعد مضي الف سنۃ لا یبقی لجدہ الشرف فی زعم ہذا الرجل لا عین ولا اثر  
 فمن الذی یتصف بتلك الكمالات انما صلت لہ والمعدوم لا یتصف بالکمالات علی انہ انت ثابت  
 ہذہ المناسبتۃ الیٰتی تابل وایتمق ہو بہا لتحصیل الکمالات الابرہیمیۃ اعنی مناسبتہ بمحیط الدائرۃ  
 للنبی صلے اللہ علیہ وسلم ایضا اقول کلمہ نبی علی عدم فہم کلام المحب وروح فان المتعرض عرب بعض  
 عبارات المکتوب وقد ترک منہا انزیل الاوامر فانه افاد فی المکتوب الثمانیۃ والمائین ان بین الخلق  
 والمحبۃ عموم وخصوص الخلق عام والمحبۃ فرد کمال لہا لان افراط الانس بالالفۃ محبتہ وسی لیتقنی التعلق  
 وعدم القرار والسکون والخلق باسرا انس والفقۃ والمحبۃ بذلک الاقتصار امتازت من سائر افراد الخلق  
 فان فیہا خزن فی الخلق فریح وفریح ونس وفس ولذا عطی اللہ تعالی تخلیلا اجرا لعل فیہ الدشا  
 والآخرة وقال فی حقہ وایناہ اجرہ فی الدشا وانہ فی الآخرة لمن الصالحین ولما کان الحسن  
 فی المحبتۃ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متواصل الحزن وقال علیہ مصلوۃ والسلام ما اذوی



بني مثل ما اذويت لانه كان فردا كما في حصول المحبة فنقتضه المحبة صار المحبوب بغير محبة له وروني الحديث  
القدي الاطال شوق الابرار الى تقاني وانا اليهم اشتد شوقا حتى فلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
محبوبا كان خليلا لان الخاص لا يوجد بدون تحقق العام فالاعراض الاول بنى على عدم فهم معنى  
المحبة والمخلت واما الاعراض الثاني فجوابة ان المجدد افاض في الكتاب الرابع والتسعين بما تعريبه اذ كانت  
الملاحة فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة بعد طي مراتب الصباحة ولا تيسر الوصول الى حقيقة هذه الولاية  
التي هي الفزوة العليا والولاية المحمدية عليه الصلوة والسلام حتى يصل الى جميع مقامات الولاية الابراهيمية  
اي جميع المقامات التي يتوقف عليها حصول الولاية المحمدية ومراده بالملاحة الولاية المحمدية وبالصباحة الولاية  
الابراهيمية عليه الصلوة والسلام وبحقيقة هذه الولاية كنهها مع كنه جميع فروعها والولاية المحمدية صلى الله عليه  
والله وسلم اصل جميع الولايات ومرجها ومركزها فوقها وكل الولايات لجميع الانبياء والرسل عليهم الصلوة والسلام  
سندرجة فيها ونشأت منها دولاتهم اجزاء ولايته صلى الله عليه وآله وسلم وكل جزء منها مقامات ومراتب  
وكانت حاصلة لبنينا عليه الصلوة والسلام بعضها تفصيلا وبعضها اجمالا وكانت جميع مقامات الولاية  
الابراهيمية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وسلم تفصيلا لبعض شيمونها وهو كان حاصلا له صلى الله  
تعالى عليه وآله وسلم مجازا ونسبة ذلك البعض الى الولاية المحمدية كنسبة الورقة الى الشجرة والشعرة الى الانسان  
والقطرة الى البحر اقل قليلا فاذا لم يكن تلك الورقة والشعرة والقطرة في الشجر والانسان والبحر  
مع اجزاء منها لم يكونوا اقصيين لان في نقل فان حصلت تلك الورقة والشعرة والقطرة  
لها بواسطة شئ لا يتصور ان كملها وكانت ناقصة وكذا الايقال غير المومن لمن لا يرفع الحجر والمد عن الطريق  
مع ان في الحديث الصحيح الايمان بضع وسبعون شعبة اعلا اول لاله الا الله واذا ما اناطة الاذ عن الطريق  
والحال ان كل شئ اجزاء متقومة له واجزاء غير متقومة له كالشجر للانسان والورقة للشجرة وتماثية دائرة المخلت  
بحصول الاجزاء الغير المتقوم لا يحصل الاجزاء المتقوم وفي بعض الكتاب من الجلد الثالث صرح بان الحقيقة  
المحمدية حقيقة الخالق وغير اجزائه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انتهى والعامل تكفية للاشارة ولهذه الغرض  
الرسول بتابعه لانه ابراهيم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يصل الى الله تعالى عليه وبسبب هذه المتابعة  
حقيقة ولايته بمقدار فضله واستمداده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ومنها الى حقيقة ولايته التي  
عبرت بالملاحة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم المراد بحقيقتها كنهها مع كنه جميع فروعها وشيمونها كما مر وكان  
لبنينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مناسبة ذاتية بمركز داره ولاية المخلت التي بها قرب الى خضرة اجمال  
الذات ومحيطها الذي هو تفصيل كمال الذات تعالى اقل المراد بالمركز الاصل والمرجع والمتقوم والمتميز والخير والطيب

کما مرد لایة کل نبی و علی خیزه و لایة نبینا علیه الصلوة والسلام و کل نبی و ولی و منسلت الی لایة منها و هو صلے اللہ تعالیٰ  
 علیه و آله و سلم الکل و ہی کل ذی البریق النظیة و سبہا کما انظر فی الاصل لایکون له کلمة و اشار بالمركز  
 ذی الواحد و البساطة و القرب الی الاحدیة فمالم یحقق کجالات تک الدائرة مفضلاً بقدر فضله عند الله سبحانه  
 بحصول ذلک شان الجمل کما مر مع ان جمیع المقامات و شینات کانت حاصلة له صلے اللہ تعالیٰ  
 علیه و آله و سلم تفصیلاً بمقدار فضله الا ذلک شان الواحد الجمل لایتم ولایة الخلة تفصیلاً بمقدار فضله و استعداده  
 عند اللہ تعالیٰ و لفظ لا تتم بدل علی ان ولایة الخلة کانت حاصلة له صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم محلاً  
 و لهذا جاز فی الصلوة الماثورة کما صلیت علی ابراهیم لے جاز فیها کما صلیت الی آخرها و معناها اللهم  
 صل علی محمد بمقدار فضله و استعداده عندک کما صلیت علی ابراهیم بمقدار فضله و استعداده عندک  
 اللهم اعط مرتبة خلیک محمد بمقدار فضله و استعداده عندک کما عطیتها ابراهیم بمقدار فضله و استعداده عندک  
 حتی یشیر کالات الولاية الابراهیمیة تمامها له صلے اللہ علیه و آله و سلم مفضلاً بمقدار فضله و استعداده عند  
 اللہ تعالیٰ و اعط تمامها لیسر بدل علی حصولها له صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم محلاً کما کانت حاصلة لهما بمقدار  
 و استعداده عند اللہ تعالیٰ و لما کان المكان الطبعی للولاية المحمدیة مرکز دائرة ولایة الخلیة و سیرة صلیت  
 تعالیٰ علیه و آله و سلم منه و دخولها و کتاب کالاتها لے کتاب تفصیلاً و خروجها ایضاً مقصور  
 علی سیرة مرکز ذی قسک الدائرة لیسر خروج صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم منه و دخولها و کتاب  
 کالاتها لے کتاب تفصیلاً و هذه العبارة تدل علی حصول الولاية المحمدیة للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله  
 و سلم و حصول الولاية المحمدیة تدل علی حصول الولاية الابراهیمیة للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم  
 لان ذلک الولاية الابراهیمیة موقوف علیها حصول الولاية المحمدیة و حصول الموقوف بدل علی حصول الموقوف  
 علیه و وجوده و خروجه منه خلاف مقتضی طبیعته لانه الخیر الطبعی له صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم فلا بد ان  
 یکون فرد من امة صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم متوسطاً کما تنبئته له صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم  
 فی عین ذلک للمركز و من طریق آخر له مناسبتة کحیط تلك الدائرة اشار بقوله من طریق آخر الی آخره  
 الی قول الصدوقیة بان کل ولی من امة صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله و سلم علی قلب نبی من الانبیاء  
 صلوات اللہ تعالیٰ و سلامه علی نبینا و علیهم و فی سحر المعانی قال النبی صلے اللہ تعالیٰ علیه و آله  
 و سلم ان لیلہ تعالیٰ لقلوب ثلثمائة قلوبهم علی قلب آدم علیه السلام و له اربعون قلوبهم علی قلب  
 علیه السلام و له سبعة قلوبهم علی قلب ابراهیم علیه السلام و له خمسة قلوبهم علی قلب جبرئیل علیه السلام  
 و له ثلثة قلوبهم علی قلب میکائیل علیه السلام و له واحد قلبه علی قلب اسرافیل علیه السلام و بهم رفع الله





وانه تعالى وتزوله من الوحدة الى الكثرة وتفصيل الى عالم الشهادة لهداية امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وكان هذا السيران للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم دائما في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وجميع الكمالات الممكنة للبشر في الدنيا حاصله له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعضها بواسطة جبرئيل وغيره  
 من الملائكة قال الله تعالى علمه شديد القوى فدوره قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان روح القدس  
 نزلت في روعي وبعضها بلا واسطة مع انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فضل من جبرئيل عليه السلام  
 وبعد ان قال صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الى عالم القدس والرفيق الا ان الله له عروج فقط ومقره في  
 مركز دائرة الخلق الذي هو الوحدة وكانت حركة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في حين حيوته الى عالم  
 الشهادة قسرية لا طبعية والى عالم القدس طبعية فيفوض حراسته امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 الى فرو من امته وله هذه المرتبة لطيفة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كما صرح الشيخ رحمه الله تعالى للعلمية  
 في المكتوب الواحد والحشر من والمائة من الجلد الثالث لا يظن احد ان السالك لا يحتاج الى النبي  
 صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانه كفر والحاد والله قيقة من الدقائق والمعرفة من المعارف التي لهؤلاء  
 القوم لا يحصل لهم الا بواسطة وساطة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سوار كانت مبتدأ او سوطا  
 او منتبها محال ست سودى كه راه صفاد توان رفت جز بر پيه مصطفا به معني البيت يا سفدي  
 هذا امر تحصيل ان يصل احد الى الطريق المستقيم لا طبعية النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وحصل ذلك  
 الفرد من الكمالات فهو له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو بمنزلة الآلة والخدام وفي الواهب في بيان  
 خصائصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال الشافعي كرح ما من خير لعمله احد من امته صلى الله تعالى  
 عليه وآله وسلم الا والنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اسئل فيه قال في تحقيق النصرة فجميع حسنات  
 المسلمين وعمالهم الصالحة في صحائف نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة على ما له من الاجر  
 مع مضاعفة لا يحصى الا الله تعالى لان كل مهتد وعامل الى يوم القيمة يحصل له اجره الى ان قال  
 وبهذا يجاب عن اشكال وعار القاري له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة اشرف مع العلم بكمال  
 عليه الصلوة والسلام في سائر النواع اشرف انتهى واهم الشيخ المجتهد رحمه الله تعالى عليه ذلك الفرد من  
 امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما قال ان ذلك الفرد يمكن ان يكون ذلك الفرد انخفض والالياس  
 عليها السلام او غيرهما وفي الواهب في بيان خصائص امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 نعم مواهب عليه السلام واحد من هذه الامم لما ذكر من وجوب اتباعه لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وسلم والحكم بشرعية باق الى ان قال وكذلك من يقول من العلماء بنبوة المنقر و صحبه في الاصل انه

نبی و انہ باقی اسے الیوم فاذا تابع لاحکام ہذہ الامتہ وکذلک للیاس علی اصححہ للوعبد اللہ القرطبی لہ حی ایضاً  
 ولس فی الرسل من مینہ رسول الاینبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وکنہ بہذا شرفا لہذہ الامتہ  
 المحمدیۃ زاد اللہ شرفا انتہی و ما وقع فی الشفاء و الفتاوی من ان تنقص النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و  
 وآلہ وسلم کفر فہو بالنسبۃ الی ما ہو غیر کمالات اللہ تعالیٰ و صفاتہ و تعلیم النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 من جبرئیل علیہ السلام الذی یدل علیہ قولہ تعالیٰ علمہ شدید القویۃ زومرہ مع ان جبرئیل علیہ السلام  
 مفضل و النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام افضل منہ و کذا فی الشیطان جمیع اولاد بنی آدم وقت تولدہم  
 الایس علیہ السلام و کذا قولہ صلے اللہ علیہ وسلم اما اول من یرفع راسہ لحدائقہ فاذا انا ہوس  
 اخذ بقائمۃ من قوائم العرش فلا ادری اقام قبلی ام جبرئیل بصعقۃ الطور رواہ البخاری و فی الدور  
 المسافرۃ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی بیان الصعقۃ و ہذہ الغشیۃ للانبیاء الاموس سے فائزہ حصل فیہ  
 ترود فان لم یحصل لہ فیکون قد حوسب بصعقۃ یوم الطور و ہذہ فضیلۃ عظیمة فی حقہ و لکن لا یوجب  
 افضلیتہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام لان الشی الخیر لا یوجب افضلیتہ و غیر ہا من الامثلۃ التی  
 یمیل لتفضیل المفضل علی الفاضل لیست کلہا من قبیل لتقصیر المذموم و ترتب الدرجات التی للنبی  
 علیہ الصلوٰۃ و السلام یوافیو ما فی البرخ لا یدل علی تنقصہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع ان  
 اکل درجہ من الدرجات التی حصل لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الیوم اعلیٰ مما قبلہ الی غیر النہایت  
 فکیف یقال لمن یقول کل الدرجات التی حصلت لہ صلے اللہ علیہ وسلم الیوم اعلیٰ مما قبلہ و ہو  
 بجمیع صفات الکمال انہ لتقصیر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و اللہ اعلم و لیس فی کلام شیخ الحدیث  
 رحمہ اللہ تعالیٰ لا یدل علی لتقصیر و فی آخر کتوبہ الرابع و التسعین من الجار الثالث فی جواب من ہرم  
 من ہذا الکلام فی بیان الملاحۃ و الخللۃ ان ذلک الفرد کل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرح بان ذلک  
 الفرد خادم و تابع للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کما حصل لہ فہو من خزائنہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 فان جبار العبد و الخادم بہدیتہ الی الخدم و یقبلہا منہ لا یلزم بہ نقصہ و ذکر لدفع ہذا الوہم کلاما کثیرا بہ دفعہ من  
 اراد الوقوف علیہ فلیرجع الی کتوبہ و لدفع ہذا الوہم تمثیل بہذہ المسئلۃ المعقولۃ و المكشوفۃ بالمحسوسۃ زمان  
 تصورہا غایبہا حولہ سور و ہو بمنزلۃ دائرہ الخللۃ و قصرہا فی غایۃ الارتفاع فی وسط ہذا البستان  
 و ہو بمنزلۃ المرکز و قد دخل فیہ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و کما فیہ تفضیلا الاشیا طلیلا  
 ثم ارتقى علی ذلک القصر النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و استغرق فی مشاہدۃ جمال ذلک تعالیٰ  
 فیہ لا یوجبہ ولا یلتفت الی البستان و السور الذی ہو افضل من مکانہ العالی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

وذلك الفردوس الخزيار والعبودية يبلغ حقيقة هذا البستان والسور التي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم باعتبار بعض  
 الوجود الذي هو مجمل كملأمة السيامين في الارض يبلغونه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سلام امة وصلواتهم  
 رزقها الله تعالى شرفه ودرجته بواسطة دعواتهم وصلواتهم يؤاينوا فليس فيه لقصد صلى الله تعالى عليه وآله  
 وسلم مع انه يعلم صلوة كل فرد من افراد الامة ويحصل ثوابها صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بواسطة الملائكة  
 والامة فافهم ودوسى احمد والنسائي والحاكم حديث تبليغ الملائكة صلوة الامة التي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وترقى الدرجات للبنى عليه الصلوة والسلام في البرزخ يؤاينوا بسبب اعمالهم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وسلم لان الاعمال الصالحة لامة فهي في الحقيقة اعماله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بتقضى حديث من سن  
 سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها كما مر بيانه وان فرغنا ان هذا البحث ينجر الى الفضل الجزئي فلا يلزم المخدور  
 ايضا لانه جازع عند العلماء وان لم يفهمه الناس ويبدل على الفضل الجزئي احاديث كثيرة تنهاها في رواية الترمذي  
 قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان من  
 عباد الله الاناس ما هم باخيار ولا شهادة فيهم الا نبيا ولا شهادة يوم القيمة بكما نتمهم من الله تعالى  
 قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم قال قوم تحابوا بروح الله من غير حرام بينهم ولا اموال يتعاطونها الحديث  
 وسعد من المشايخ رح ايضا اقوال تدل على الفضل الجزئي وحصول مرتبة اعادة البنى صلى الله تعالى عليه  
 وآله وسلم بدعا رامة منها قول الشيخ محي الدين بن العزني في الفتحات المكية في الباب التاسع عشر  
 وخمسة مائة الايمان الخلة محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم صاحب الوسيلة في حبة وانا اباها الابد عار امة  
 وان امة منه في الفضيلة ومع هذا دعاهم كانت لهم الوسيلة والدعوه ارفع من الدعوى وفي موضع  
 آخر في هذا الباب قال محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الوسيلة والخلة بدعا رامة وذلك امرهم بصلوة  
 عليه كما هو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم امرهم ان يسألوا الوسيلة انتهى وقال مولانا جلال الدواني في رسالته  
 في بيان تشبيهه كما صليت على ابراهيم بن تفضيل المفضل على الفاضل باعتبار بعض الوجود اذ في الحديث  
 صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لیسوا باخيار فيهم الا نبيا ولا شهادة فيهم الا نبيا ولا شهادة فيهم الا نبيا ولا شهادة فيهم  
 بل ابتك على ان تعلم مما علمت رشدا ولا ينافي نبوته وكونه صاحب شريعة ان تعلم من غير ما لم يكن بشرا  
 في الباب الدين فان الرسول ينبغي ان يكون اعلم ممن ارسل اليه فيما بعث به من اصول الدين وفروعه  
 لا مطلقا انتهى وانما في قول وليس مني في قول وعليه اكثر العلماء كذا في تفسير الجلالين وفيه ايضا روى  
 الحديث ان موسى اوحى الله اليه ان لي عبد بجميع البحرين هو اظلم منك اتي وفيه المواهب



روى احمد الماراني والطبراني عن ابى عبدة يارسول الله خير منا اسلمنا سوك وجاهنا سوك قال نعم قوم يكونون  
من بعدكم يؤمنون بي ولم يروني وارساده حسن وصحة الحاكم مستهبة وفي المشكوة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن عبد  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الخلق اعجب اليكم ايماننا قالوا الملائكة قال وبالهم لا يؤمنون  
وهم عند ربهم قالوا فالنبون قال وبالهم لا يؤمنون والوحي ينزل عليهم قالوا فخلق قال وبالهم لا يؤمنون وانا من الظاهر  
قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعجب الخلق الي ايماننا قوم يكونون من بعدكم يجدون صحفها كتاب  
يؤمنون بما فيها عن بريرة قال صح رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قد عابا لافعال بما سبقتني الي  
الجنة ما دخلت الجنة الا سمعت خشخشا مامى الحديث وفي شرح العقائد العصدى لجمال الدواني فان فضل  
موضوعه للزيادة في معنى المصدر بوجه اعم من ان يكون بجميع الوجوه او بجميع صفات الفضائل من حيث  
المجموع والذمي وقع الخلفات فيه ميمنا هو الرجحان بهذا الوجه لانه من حيث الثواب لا الرجحان من الوجوه  
الاخر فلا ينافي ذلك رجحان الغيبي احاد الفضائل الاخر ولا في مجموع الفضائل من حيث المجموع وتمام  
تفصيله في المحاشي المجيد لنا على شرح الجدي للتجريد انتهى واعلم ان حاصل كلام المجدد راجح في بيان الجنة  
ومراوه منه ان مرتبة الجنة كماله وكله صلى الله عليه وسلم وكله صلى الله عليه وسلم على قدر استعداده وشرفه  
لانه اراو بها تفصيل كمالات ذات الله تعالى وكله صلى الله عليه وسلم على قدر استعداده وشرفه  
ذاته تعالى بقدر استعداده وشرفه خص ابراهيم عليه السلام بالجنة لشهرته بها ولينبينا صلى الله تعالى عليه  
واله وسلم خلقته على قدر استعداده وشرفه وهي اشرف واسعة درجة من الجنة التي لغيره صلى الله تعالى  
عليه وآله وسلم من الانبياء والمراد بالصلوة في قوله اللهم صلى على محمد كما صليت على ابراهيم الخلة والرحمة  
معناه اللهم اعط الخلة والرحمة محمدا عليه الصلوة والسلام بقدر استعداده وشرفه عندك كما اعطيتها ابراهيم  
عليه السلام بقدر استعداده وشرفه عندك ولينبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حصلت حصته الجنة في حين حياته  
وهي اشرف ولت من المحضه التي لابراهيم عليه السلام باعمال نفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وكما  
تترقى درجة الخلة والرحمة لينبينا عليه الصلوة والسلام لو اتيوا في البرئخ ايضا لانها غير متناهية باعماله  
نفسه لا بغيره وهي الاعمال الصالحة لانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بموجب حديث من سن سنة  
حسنة نله اجرا اجر من عمل بها والاعمال الصالحة لانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بموجب حديث من سن سنة  
والآلة كذس الآلة لوصول تلك الاعمال الصالحة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كالسكين للقاطع  
فما حسنا وكسب كمالات حصته الجنة الى فرد من امره صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اسناد مجازي كاسناد  
الصلح الى السكين ومقر النبي عليه الصلوة والسلام فوق مرتبة الخلة وهي الولاية المحمدية والمرتبة المحبوبة

وهي اشرف واعلى من الخلة ووعار ذلك الفرد والامة لقبول اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم  
 لتمام مرتبة الخلة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بقدم استعداده وشرفه عند الله تعالى قرن بالاستجابة  
 وتم ووعارهم له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لازوا وشرفه والرحمة والقرب في مرتبة المحبوبة ودرجة عند الله  
 تعالى بقول اللهم صل على محمد الخ بق الى يوم القيمة وهذه المعاني التي ذكرتها يدل عليها كلام المجد ورحمة الله تعالى  
 على بعضها بدلالة لفظية وجارية وعلى بعضها بالاشارة واقتضائه ولا يخفى فهم هذه المعاني من كلامه على  
 سليم الطبع النصف الذي استخبر من علم اصول الفقه والمعاني والبيان واما الاعتراض الثالث  
 فهو ايضا الغوي البتة لانه ليس في عبارة المجد ورح طعن وكيف طعن وهو اول العلماء في الهند من روى على  
 الشيعة ورفع الطعن من الصحابة اترى ان السلطان محمود فتح بلاد الهند فهل يكون طعنا على الصحابة و  
 اما الاعتراض الرابع فيظهر انه مبني على جهله قال في المکتوب الثامن والتسعين من المجلد الثالث  
 ان الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من مقام المحبوبة الا انه ليس هناك محبوبة صرفة بل في نشأة من  
 المحبوبة ايضا وهذا المزج وان لم يكن له بالاصالة لكنه يمنع من المحبوبة الصرفة وان الولاية الاحمدية ناشئة  
 من صرف المحبوبة وليس فيها شائبة المحبة اصلا وهذه الولاية اربع من الاولى واقدم بمرحلة انتهى فيقال  
 له لم لا يجز ان يكون النبي باعتبار احمدية في مركز الدائرة التي محيطها الولاية الابراهيمية وباعتبار محمدية يكون  
 له مناسبة بمحيط الدائرة فيكتب بتلك المناسبة الكلمات الابراهيمية ويحقق بحقيقتها ثم يتحقق بحقيقتها  
 كلمات نفسه ولا يحتاج الى توسط هذا الفرد والنجاشي بعد الف سنة ولا يمكن ان يقول انه مقتضى خلاف  
 البسطة لان ذلك انما يتاتي في الاحمدية واما المحمدية فمقتضى طبعه الامتزاج والمناسبة باعترافه كما مر آنفا  
 والله اعلم اقول - اما اول افيانه ليس هذه العبارة في المکتوب الثامن والتسعين بل في ستة والتسعين  
 واما ثانياً فبان المركز والمحيط منوط على الملاحظة والصباحة على ما هو موضح في المکتوب الرابع والتسعين  
 وما معنى الاحتمال الذي ذكره لعل لاطال تحته قال ثم انه قد نفى تبعيته في حصول تلك الكلمات للنبي  
 وانكرو ساطة له حقيقة وحكما وانما حصلت له محض فضل الله وان غيره التداست ان يكون احاد وسلطة بينه  
 وبين الله تعالى حتى يتم قوله بحكم من سن سنة حسنة فما احاب به في آخره المکتوب في تنبيه من ان حصول  
 بعض الكلمات للنبي صلى الله عليه وسلم بتوسط فرد من افراد امته لا يلزم منه نقص النبي ولا يلزم من رتبة  
 لذلك الفرد لان ما حصل لذلك الفرد انما هو تبعيته للنبي فهو بمنزلة الخادم الذي يترتب الكساء الفاخرة  
 لمخدومه بصرف من خزنة مروود من وجهه لانه قد انكر ان يكون حصل له هذه المرتبة تبعيته ووساطة  
 كما مر وثانيها انما من هذه السنة الحسنة حتى يكون هذا الرجل تابعا له فيها وانما سنها هذا الرجل في غيره

الولاية المحمدية ناشئة من مقام المحبوبة

والنبي تابع له فيها فله اجر اتباع النبي صلى الله عليه وسلم الباطل وما ذكره من كونه بمنزلة النماز يقال له ان كان ذلك من خزانه الله فقد اثبت التقدم عليه حيث انك تسبب بوصول الخلقة اليه وان كان من خزانه النبي صلى الله عليه وسلم فقد صنعت ان تكون تلك الخلقة في خزانه حيث حكمت بقصد حصول اللواتين له وانها انما حصلت له بتوسطك فان المقركلا لا وزر الى الحق المستقر وثالثها ان النبي صلى الله عليه وسلم حين وجود هذا الرجل لم يبق من جسده الا عين ولا اثر في زعمه الفاسد كما مرور العجا كيف تاخر التصادم بهذا الكمال الى الف سنة وخامسها بلا توسط ابو بكر في ذلك او غيره من الصحابة او جميعهم لم يشهدوا لهم بالخيرية في نص القرآن كتم تشرية اخرت للناس وفي نص الحديث ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين غير الانبياء والمسلمين الحديث اقول كلمة مني على عدم فهم كلام المجدد رحمه الله اما اول افبانه لما افاد في المکتوب الرابع والتسعين من المجلد الثالث ان كل كمال تيسر لامة فهو حاصل مني تلك الامة بحكم من سن سنة حسنة استهتبه وانظاها ان كلمة من عامته ليشمل النبي وغيره اما ثانيا بيان المجدد رحمه الله ما انكر التبعية والوساطة وان هذا الافتراء واما ثانيا فبانه صلى الله عليه وسلم من نبيه واما ثالثا فبانه وان كان كل الاشياء من خزانه الله حقيقة لكن يقال في هذه المقام باعتبار الظاهر انه من خزانه النبي بحكم ذلك الحديث واما رابعا فالقول بانتفاء المجدد مني على فهم المتعرض واما خامسا فبانه لا باس بتاخر الكمال الى الف سنة اما ترى قال النبي صلى الله عليه وسلم عطيت مفاتيح كنوز الارض وقال قال وضعت مفاتيح كنوز الارض في يدي وفي الصحاح زويت الى الارض مشارفها ومغارها وسبلع لك امتي ما زوى لي منها وفي رواية اخرى ان الله زوى لي الارض مشارفها ومغارها وعطيت مفاتيح كنوز الارض وجاء في غير احاديث الصحاح جابني جبرئيل بمفاتيح كنوز الارض على فرس الملق وظاهر ان الهند دخل في بلاد الاسلام بسعي مشكوك من سلطان محمود الغزنوي ولله الآن بلاد صين وخطا خارجة عن احاطة الاسلام واستفتح في عهد المهدي وعيسى عليهما السلام وفي جامع الصغير خير امتي عصابة بن عصابة يغزو الهند عصابة تكون مع عيسى بن مريم قال الشيخ محي الدين عزي في باب خمسمائة وثمانين وخمسين من الفتوحات ومن ذلك ايضا جاسيل في الحاق محمد بن حنبل اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم في العالمين فمن هذه الحالة من الابرار ومن المقرين ابن هذه العلامة من قوله اناسيد الناس يوم القيمة وانه يفتح باب الشفاعة دون الجماعة للجماعة ومن الجماعة لخليل بذلك المقام لخليل كان لا يوم اسجد ولمحمد المقام المحمود بمحض اشهد وباليت شعري بل تقوم بخلة يكون رسالة محمد تعميم كل مله وبما ادنى من جوامع مناسج الادلة والايصال الخلة الامن سدة من الانام الخلة محمد صاحب الوسيلة في الجنة واما لها الابد عارضة ابن امته منته في الفضيلة مع هذا بدعاهم كانت المحمد الوسيلة المدعولة ارفع من الدعوى لما اورد به من بصلوة



على محمد كالصلوة على ابراهيم الحافظ الودعي فمخمن المؤمنون العالمون بسيادته وخصوصيته عبادة وان المقام  
المحمود من مقام اسجد وسجد للمقرئين والابرار لبنا قائم من التراب والاحجار فالمجد والطريف والتسليم فمن خضع  
بالمقام الحميدة واما سادسا فبانة قد ظهر مما قلنا ان الكمالات كلها حصلت في عهد الخلفاء الراشدين  
بل منها ما حصل بعده وبعضها متوقع الى عهد عيسى عليه السلام ولا باس به قال الشيخ الاكبر صاحب الفتوحات  
في فضل المروفة قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد والمؤمنين الكما صليت على ابراهيم واما ختم من الاخلة  
فكما دعونا به رسول الله اجاب الله دعارنا فيه لنتخذ معناه يدان ذلك فصل على امة عينا بذلك عشر اوقات من عن  
نبية ما بالكفاة عنانية منه به وتشرقا لنا حيث لم تمل بالمكافاة في ذلك ملك وليغره فقال النبي عند ذلك  
ما حصلت الاجابة من الله فيما دعونا فيه لنبينه لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا وفي رواية البخاري  
لو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن صاحبكم يعني نفسه خليل الله ولو صحت له هذه الخلة من قبل دعار  
امته له بذلك لكان غير مفيد صلواتنا عليه ودعارنا له بذلك فان قيل قد حصلت الخلة بدعار الصحابة اولانا فاذ  
دعارنا ونحن مامورون في هذا الوقت بالصلوة عليه مع حصول الخلة فهكذا حكم الاول فرما بال الخلة قبل دعار  
اصحابه وتكون نسبة دعارهم بهاله كدعارنا اليوم قلنا اما اولان فان حكم الخلة ما ظهر مهننا وانا نظهر ذلك في الآخرة  
والحكم للجنة لا يكون الا بحصول المعنى فمتى قام المعنى بحمل وجب حكمه لذلك الحمل ففي الآخرة تنال الخلة بظهور  
حكمها هناك واما الذي يظهر مهننا منها الواجع هذا هو ما يخرج امانا يانان لكل نفس مثلهما من محمد وهو الصورة التي في الجنة  
اعني في بطن كل ان منته صلى الله عليه وسلم فهو في كل نفس بصورة يعقده فيه كل شخص في دعوله بالصلوة  
عليه المذكورة فتنال تلك الصورة المحمدي التي عنده ملك الحمال المدعو بها بدعائه والصلوة عليه فما حصلت له  
الخلة من هذا الوجه الا بعد دعار كل نفس وبذلك عبده اهل الله في كسبهم فاعلم ذلك قال ثم انه قال في هذا المكتوب  
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اختفى في خلوة غيب الغيب ودعار الفرد المتوسط من امته بحراسته الامته  
ومحافظتها يقال لهذا الضال اى حراسته حرس بها وامي تجدد جدوت وكتب شعري من لم يحرس بحبته  
حيث يرحبها تنفق في مجلس سلطان جبال كبير يحرس الامته اقول ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال  
علماء امي كانبيا بنى اسرائيل ووجه التشبيه فيه ان العلماء العالمين يرشدون امته صلوا الى طريق الاستقيم  
ويهدونهم الى سبيل معرفة الله تعالى اعظم كالانبيا فصيح حراستهم للامته وهذا الفرد منهم مشهور عند الصوفية  
ان طلب الوقت وهو الغوث يحرس امته وكذلك الاوتاد والابرار والنجباء والنقباء والنبي كان وانما استغرقا  
في مشاهدة جمال خاتمة تعالي في مقام قاب قوسين او ادون في خصم صبا بعد امتقائه صلى الله عليه وآله وسلم  
الى الملا والاعلى وما توجه الى العالم السفلى بموجب ازارع ابصر واطمى ويزيد شرفه وقربه عند الله تعالى يوم يقوم



الاسماء والصفات حصل لها مرتبة الثبوت في علم الهي فصاروا امرايا النوار الاسماء والصفات وبادى تعيينات العلم  
 بوجود الوجود ظلي فتكبرها من الوجود والعدم صاروا مصدر آثار النجيم والشعر في العدم الذاتي كسبون الشر والوجود  
 الظلي كسبون النجيم ومن الظاهر ان في عالم الحس لما ينظر المرء على مرآة مصفاة مثل من النوار اس يلاحظ النوار اس  
 والمرآة تحذف بخلاف غير هذه الحالة فخذ فقد ان محاذاة الشمس تيراى المرآة كما هى هى فالصوفي اذا ينظر الاشياء  
 الشريفة ويحسب ترفع نظره على وجود منظار تيراى منها اذا ينظر نفسه ليقع نظره على العدم الذاتي الذى هو  
 مشار الشر ويجد احواله من النجيم والكمال المستعدين كسبها من الوجود فلا بد ان يراى اخيسته من الكافر وسائر الاشياء  
 اخيسته فالصوفي الكمال لا ينسب النجيم والشر الى نفسه ويحسب مستعارا وهذا معنى الفناء التام وحاصل الشهود وان نظر  
 الى الوجود والنوار دون العدم فيدعى بدعوى انا الحق كما ادعى حسين ابن منصور رحمه الله تعالى على رؤس الاشياء  
 فهو في حاله اسكر نظر الى جانب الوجود وما ينظر للعدم فعقد مثله عن بعض اكار الاولياء الامن عصمه الله تعالى  
 ببركة حبيبه صلى الله عليه وسلم قال المجدوح في كتيب الماتين واثنين وعشرين ان فى الكافر نورانية  
 بواسطة عالم الاتسراج عالم الامر والخلق وذل هذا الاتسراج فى العارف الكمال انتهى ونعم قيل ان حدود  
 الاحرار كنوز الاسرار فالقول بالاخيسته من الكافر مبنى على هذا الاصطلاح وليس المراد ان اخيسته العارف  
 من الكافر بجزء الكافر واما بيان العارف العياذنه الله تعالى فهذا الاصطلاح فتح باب الحق الظاهر على وجه كل  
 معاد مكر كما سير فلم يبق لاحد من ارباب الانصاف مجال للهمز مساع للنعن والطنش فلم يكن للتكفير سمة وان  
 كان القربى في صلبك ابا حسنة يا جليل نعمان بالله خليا بسم الصبا بخلص الى نسيمها ففعلبك  
 الانصاف وانجذب عن الاعتساف فعمل الافهام اشد من عمل الاجسام وطعن اللسان اشد من طعن الجبين ان  
 هذا دوار اللهم محرب و فاسمع مقالة ناصح لك قد نصح المقالة الرابعة فيما سناه على المقدمة  
 الرابعة قال ونبى على المقدمة الرابعة بطلان دعواه فصار حبه صلى الله عليه وسلم لوجه الف سنة  
 وانقطاع عبادة ابدانهم وتعبه الافادة والاستفادة بينهم وبين امهم فقد قال فى المكتوب الناس  
 وتسعين من الجدل الثالث ان لمحمد صلى الله عليه وسلم طوق عبودية يعنى خلقكس لميم وهما اشارتان الى تعيينه  
 احداهما تعيينه بجسدى وهو بشرية والثاني تعيينه الروحى وهو ملكية ولما تر تعيينه بجسدى بالموت قوسى  
 تعيينه الروحى لكن كان تعيينه بجسدى بقية فلما مضى الف سنة زالت تلك البقية ولم يبق تعيينه بجسدى  
 اثر فالقطع طوق عبودية جسده وطرز عليه الزوال والفناء فقام الف الالوية مقار فصار محمدا واحدا وتقلت  
 الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية انتهى الغرض من معنى هذا الكلام وجوه من الكفر والضلالة احدها انى تصرحه بفناء  
 جسده الشريف صلى الله عليه واله وسلم وقد دلت الاحاديث بقاء اجساد الانبياء ثابها تصرحه بانقطاع

المقالة الرابعة فى فناء الجسد



عبادته لجدية وان الانبياء ارحام في قبورهم يصلون وان عبادتهم لا تنقطع في البرنجي قالها قوله قام  
الف اللوئية مقامه ان كان المراد ان العبد صار اليها والقلب العبودية الوهية فهذا هو الكفر الصريح وان  
كان المراد ان العبد في وبقى الاله فالعبد هو مجموع الروح والجسد وحيده حتى يلزم لفسادها العبودية  
وان كان المراد انه يتكرب من اللوئية والعبودية فهذا عجب عجب فان هذا الرجل لا يقول بوحدة الوجود حتى يقبل  
بشهود وجه الله في جميع الكائنات اقول هذا ابردين ما بهمدان فاعلم ان معنى الاعتراضات على حمل الفناء  
بمعناه المتعارف المشهور وهو في اصطلاح المتصوفين عدم الاحساس بعالم الملك والمملوك بالاستغراق  
في عظمة الباري وشاهدة الحق واليه اشار المشايخ بقولهم الفقر سواد الوجه في الدارين يعني الفناء في العالمين  
والظاهر ان ارباب العلوم منطبقون حسب اصطلاحهم فامسأب الكفر بنار الفاسد على الفاسد واذا استعبد الانسان  
برائه عميت عليه المرشد اما اذاحة الاعتراض الاول فبانة ما قال المجدوح بفناء الجسد فان هذا الاقرا  
بلا استغراق في حمل الفناء على المعنى لمصطلح عند المتصوفين يكون المعنى عدم احساسه بعالم الملك والمملوك  
واستغراقه في عظمة الباري وشاهدة الحق واللاهوت وهذه منتبهة لا تنقصها الاحداث لا بطلها امارت  
انه قال في آخر المكتوب المذكور بما تعريبه ان الفناء والبقار الثمين الولاية بهما لوطه فناء وبقار شهود بان  
فان كان الفناء والزوال فهو باعتبار النظر وان كان البقاء والثبت فهو ايضا بهذا الاعتبار فالصعاب البشرية  
سترة ومخلعة عن الجسد منضمة بالروح وفي ذلك البقاء العبد لا يكون مجسودا الا انه يتقرب به قربانا ما وجد  
عن الاجسام البشرية فهذا العروج يوصله الى الذروة العليا حتى لا يكون الخيرية فيه فيحيط النور الذي  
يقع على الالهة بواسطة بشرية يقبل التوجه الذي كان منذ اولها لانه مصروف بالمحجوب ومن هنا  
يستولي الكفر والبدعة بعد الالف ويصمحل نور الاسلام له سنة كما اذاحة الاعتراض الثاني  
فبانة آخر من جملة الحطب لان المجدوح ما قاله واما اذاحة الاعتراض الثالث فبانة لا ضرورة الى  
بين المراد من مقارنفة انا بين القائل مرادة فان المجدوح قال والقلب الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية  
فليس المراد ان العبد في وبقى الاله ولا انه مركب من اللوئية والعبودية ليجتاج الى القول بوحدة الوجود  
بل بهنا بيان حقيقة الولاية الحقيقية المحمدية حقيقة احمدية على مسياتي تفصيله قال العلامة المشقي في تجر العلوم  
قوله فقام الف اللوئية مقامه ومراده بالالف اللوئية الالف التي هي اصل جميع الحروف فانها لا تسمى حرفا لعدم  
انحرافها لانها مستقيمة فاذا انخرفت فهي جميع الحروف وجميع الحروف انحرافات حقيقتها الالف وهذه الانحرافات  
كلها في ان واحد وقت واحد ولهذا سميت الفاتاليف الحروف كلها منها ويسمى حروفا لان انحرافها الى جهات  
مختلفة وهو قوله تعالى انما تولوا فثم وجه الله وقوله كل شئ باللك الا وجهه ولا اظن انك تفهم شيئا من هذه المعاني

فصلنا عن وجدانه وذوقه فاياك ان تكون ممن قال تعالى لهم تجعلون زركم انكم تكذبون قال وقال  
 في المكتوب التاسع والمايتين ان نبوته صلى الله عليه وسلم لا تتعلق بنشأته العنصرية  
 باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين الاحمدية والمحمدية لكن غلبت نشأة العنصرية المحمدية على الملكية  
 الاحمدية لتحصيل النسبة بين الامته والافادة والاستفادة وانهذا امر يقول انما بشر مثلكم  
 فالك العنصرية بما لهم وقدر حاله عن النشأة العنصرية غلب جانب الروحانية ونقص جانب البشرية ونقص  
 لوزنة الدعوة وغلبت الظلمة ولما من من رحلة الف سنة غلب جانب الروحانية وعدت البشرية فاعينت  
 بصيغ عالم الامر بالضرورة رجع عالم خلقه الى عالم الامر واتحدت المحمدية بالاحمدية انتهى فكانه يقول لما نرى  
 الجسد الشريف في زعمه الباطل عدت البشرية التي هي شرط في دعوة الامة وانفتحت المناسبة بين  
 الرسول والامة وتعدت بينهما الافادة والاستفادة فاحتاج الامر الى فرد يكون في الصورة البشرية  
 حتى يدعو الناس الى الله ويمكنه الارشاد والتربية ويتاى الافادة والاستفادة فكان هو ذلك  
 الفرد ولا يمكن ان يكون ذلك المهدي لان لم يولد ح ولا عيسى لانه اذا كان روحانية غالبة على البشرية  
 وقد سنى قوله البار في الفصل الاول ان المراد بالحقيقة الكعبة الاحمدية التي هي عينه الامكاني الامري  
 وبالحقيقة المحمدية عينه الامكاني الخلقى فيعد مضمون الف سنة تغلب الروحانية التي للاحمدية على البشرية  
 التي كانت للمحمدية فينبغي عالم خلقه بصيغ عالم امره فمخرج من خلقه الى المحمدية يعرج حتى بالاحمدية  
 ويحدان وقال في موضع آخر ان المحمدية تبقى شافرة حتى ياتي عيسى فيعرج اليها فيسيرا فكانه يقول انه  
 تغلب بشرية فيوجد المناسبة بينه وبين الامة وتتاى الافادة والاستفادة واما بل ذلك فلا  
 يصح للارشاد وبنائة روحانية فوجب ان يكون ذلك الفرد هو زعمه فيقال له يا جبال ان كان الموت  
 هو السبب في خراب البشرية فقد وجد السبب فوجب ان يوجد السبب عقيبه بلا فصل وان كان  
 البطل كما في زعمك الباطل ان الانبياء نبلى اجسامهم والغياب بابتد وجوزت تطرق الضار والسبب الى  
 جسد صلى الله عليه وسلم فليله لا يتاخر الى الف سنة ولا الى مائة سنة ولا يساني اضر  
 للمدينة اشرفه كما هو مشاهد فكيف تاخر الى الف سنة وتعلم اتصال النوبة اليه من بين جميع الامة  
 ثم ان جميع ذلك خلاف الاحاديث الكثيرة المشهورة الدالة على انه صلى الله عليه وسلم حي وان بشرية  
 باقية وان رسالته مستمرة وان امداده لانه متواصل وان اهتمامه بالامة من الاستفارة لهم متكامل وكذا  
 ذلك كقول ان كلام المجدوح صاف عن غبار الاعتراضات الواهية الواردة عليه فلنذكر منها اصطلاح  
 ليضع الامر ويندفع الشبهة في صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق وهو ابل الخلق

والتجزي والاليتام ومن عالم الامر وهو بالقبيل النحوق والتجزي والاليتام ورب عالم خلقه صلى الله عليه وسلم  
العليم ورب عالم امره صلى الله عليه وآله وسلم شان بعليم ومثابه كحقيقته الحمدية عبارة هنا عن الحقيقة الاسكانية  
العنصرية والحقيقة الاحمدية كناية عن ملك الاسكانية النورانية والنبى صلى الله عليه وسلم باعتبار عالم امره من  
عالم ملكوت السموات والارض وباعتبار علم خلقه يرشد العالم العنصري للناسبة عالم خلقه البشرية بالعالم العنصري  
وبعد انتقاله صلى الله عليه وسلم عن العالم العنصري الى العالم الروحاني تنقص هذه المناسبة بسبب انتقاله  
اثار النشأة العنصرية كالأكل والشرب والنوم والمرض وغير ذلك من الصفات الجسمانية العنصرية وبقي فيه  
من الصفات البشرية التوجه الى العالم السفلي الارشاد والهدى وبعد مضي الزمان المديد زال ذلك التوجه والاتفات  
الى العالم العنصري ايضا وهو المراد منه بفناء جسمه صلى الله عليه وآله وسلم لا الهكّل لمحمّد من الجسد  
والتعريف في بحر شاهدة جمال ذاته تعالى والمراد بالفناء ما اراد القاضى حياض رحمة في الشفاعة في القسم  
الثالث فيما يجب للنبي صلى الله عليه وسلم وما يستحيل او يجوز عليه فظاهرهم واجبا وهم وبينهم متصفة باوصاف  
البشرية عليه ما يطرى على البشر من الاعراض والاسقام والموت والفناء ونحو ذلك لانه وارثهم  
وبواطنهم متصفة باعلى من اوصاف البشر متعلقة بالمالا الاعلى انتهى والآول لا يتوجهون الى نعمة الجنة  
من الأكل والشرب ومرادهم في الجنة رضاهم الله تعالى وتلقاه تعالى فكيف يلتفتون الى النعمة الدنيوية  
الجسمانية وطلب روحانية صلى الله عليه وسلم على جسمانية وقرب الجسمانية الى الروحانية وبما نحن عروج  
الحقيقة الحمدية بها كما بالحقيقة الاحمدية وخلق مكانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع انه جسده الشريف  
بأبي على حاله لا يبلى منه شيء والمراد بعروج سيدنا عيسى عليه السلام بعد نزوله الى المقام الحمدية اقامته مقامه  
لارشاد امته وترويج شريعته صلى الله عليه وآله وسلم تبعه له صلى الله عليه وآله وسلم كما كان النبي ص قبل  
عروج حقيقته بهيئة الخلاق ويرشدهم بعد ارتحالهم الى العالم القدس والرفيق الاعلى تنقص نورانية  
هداية وارشاده وظهرت الظلمة ولهذا قال بعض اصحابه ما فرغت من اوفنه الا وقد وجدت قلبي متفاوتا كما  
وروي في الحديث في رواية الترمذي عن انس بن مالك ما فرغت من اوفنه حتى انكرا تسلوبنا  
ويصل على هذا المراد من زوال الجسد قوله في المكتوب التاسع والمانين من المجلد الاول من مضمّن  
الف ستمة قلب جانب روحانية من على البشرية يعني صفات جسده على نبع لون تمام جانب بشرية  
بلون نفس الروح وانشاء عالم خلقه بصبغ عالم الامر انتهى والمراد بقوله وواحد من طوقى العبودية انقطع  
الحقيقة الاحمدية من اسم الله لجميع صفات الكمال ومرتبة هذا القرب من الله تعالى افضل من التوجه  
الى العالم السفلي ولا يصح قول المعترض فينزلها فكانه يقول انه ح قلب بشرية فتوجد المناسبة بينه وبين



الى آخره لانه ما قال هذا ولم يفهم من كلامه فمن اين يفترونه بل قال في المكتوب المذكور بما تعزيبه لما ينزل  
عيسى عليه السلام من مقامه ليرجع الى مقام الحقيقة المحمدية ويصل اليه تبعيته للذنبى من وقبوى دينه استجبه  
والمراد بزوال اثر الخيول المحبى بجبضه الفاسدة كما سار احد طوقى العبودية وهو عبارة عن البسم الاول من  
اسم محمد واقامة الف الالوية مقامه والاشملاء من الجسد الى الروح زوال هذا التوجه الى العالم السفلى للارشاد  
والشفاعة صلى الله عليه وسلم اليه لا اطار الجسد كما مر بيانه فبالنقص غاية الامران هذا المسئلة كشيقة ما در الرواية  
فيها قال العلامة المشقى فى ابيته العلوم قوله ان نبوته صلى الله عليه وآله وسلم متعلق بنشأة الغصية ليحصل  
النسبة بينه وبين الامة كما قال تعالى اقل انما انابتم لوجهكم ليوحي الي وتعالى الافادة والاستفاضة  
كما قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومهم ليبين لهم وتفسير الكلام واما مقام ولاية النخاسة به  
صلى الله عليه وسلم وبهى مقام فردانية نبى متعلق روحه الشريفة التى هى روح الارواح كلها قوله ومن سنا  
اسى ويناسب ما ذكرناه هنا انهم اعتلوا عن الشرائع المتقدمة ان بعد كل الف سنة من رحلة كل واحد  
من اولى العزم من الرسل العظام يعث رسول آخر ومراده ان هذا الامر كان فى الامم الماضية وفى هذه الامة  
صارت الافراد للمجددون لهذا الدين قائمين مقام الانبياء لانهم ورثة الانبياء وعنى الله تعالى بهذه الامة  
فصا فى كل مائة سنة يكون ذلك التجديد كما ورد فى الحديث السابق انتهى فقول البرزخى بالبرزخى  
على زعمه البطل فالآن اوضح الحق الصائب وقد جرح محاذ خائب بالشهاب الثاقب على اللوم  
عاقول والعتابن في وقولى ان نسبت لقدامين في المقالة الخامسة فى ما بنا على المقدمة الخامسة  
قال وينبى على المقدمة الخامسة دعواه المتفوق على الصديق رضى الله تعالى عنه وعلى بقية الصحابة رضى  
تعالى عنهم جميعا فقد قال فى المكتوب الحادى عشر من الجند الاول المقام الذى كنت رايت لى فيه لما  
حطته رايت الخلفاء الثلاثة قد عبروا عليه الى انه قال فى اثنا عشر باسطة ذلك المقام مرة ثانية رايت مقامات  
اخر بعضها فوق بعض ولما وصلت الى مقام فوق المقام سابق علمت انه مقام ذى النورين رضى الله عنه  
وقدم عليه بقية الخلفاء وهذا المقام ايضا مقام التكميل والارشاد وهذا ان مقامان فوق ذلك سند كرهما  
وظهر لى فوق هذا المقام مقام آخر فلما وصلت اليه علمت انه مقام الفاروق رضى الله عنه وقدم عليه  
بقية الخلفاء وفوقه مقام آخر هو مقام الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنه وقدم عليه بقية الخلفاء وفوقه  
لا يعرف مقام الامام الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وظهر لى فى محاذات مقام الصديق مقام آخر عظم منه  
والور لم يقع نظرى عليه مثله قط وكان ارفع من مقام الصديق ارفع الصفة عن وجه الارض وعلمت  
ان ذلك مقام محبوبين وذلك المقام ملون منقش ورايت نفسى منقشا ملونا من العكاس ذلك المقام

قال العلامة المشقى  
فى ابيته العلوم قوله  
ان نبوته صلى الله عليه وآله وسلم  
متعلق بنشأة الغصية ليحصل  
النسبة بينه وبين الامة  
كما قال تعالى اقل انما انابتم  
لوجهكم ليوحي الي وتعالى  
الافادة والاستفاضة  
كما قال تعالى وما ارسلنا  
من رسول الا بلسان قومهم  
ليبين لهم وتفسير الكلام  
واما مقام ولاية النخاسة به  
صلى الله عليه وسلم وبهى  
مقام فردانية نبى متعلق  
روح الشريفة التى هى روح  
الارواح كلها قوله ومن سنا  
اسى ويناسب ما ذكرناه  
هنا انهم اعتلوا عن  
الشرائع المتقدمة ان بعد  
كل الف سنة من رحلة كل  
واحد من اولى العزم من  
الرسول العظام يعث رسول  
آخر ومراده ان هذا الامر  
كان فى الامم الماضية وفى  
هذه الامة صارت الافراد  
للمجددون لهذا الدين  
قائمين مقام الانبياء لانهم  
ورثة الانبياء وعنى الله تعالى  
بهذه الامة فصا فى كل  
مائة سنة يكون ذلك  
التجديد كما ورد فى  
الحديث السابق انتهى  
فقول البرزخى بالبرزخى  
على زعمه البطل فالآن  
اوضح الحق الصائب وقد  
جرح محاذ خائب بالشهاب  
الثاقب على اللوم عاقول  
والعتابن في وقولى ان  
نسبت لقدامين في المقالة  
الخامسة فى ما بنا على  
المقدمة الخامسة قال  
وينبى على المقدمة  
الخامسة دعواه المتفوق  
على الصديق رضى الله  
تعالى عنه وعلى بقية  
الصحابة رضى الله  
تعالى عنهم جميعا  
فقد قال فى المكتوب  
الحادى عشر من الجند  
الاول المقام الذى كنت  
رايت لى فيه لما حطته  
رايت الخلفاء الثلاثة  
قد عبروا عليه الى انه  
قال فى اثنا عشر باسطة  
ذلك المقام مرة ثانية  
رايت مقامات اخر  
بعضها فوق بعض  
ولما وصلت الى مقام  
فوق المقام سابق علمت  
انه مقام ذى النورين  
رضى الله عنه وقدم  
عليه بقية الخلفاء  
وهذا المقام ايضا  
مقام التكميل والارشاد  
وهذا ان مقامان فوق  
ذلك سند كرهما  
وظهر لى فوق هذا  
المقام مقام آخر فلما  
وصلت اليه علمت انه  
مقام الفاروق رضى  
الله عنه وقدم عليه  
بقية الخلفاء وفوقه  
مقام آخر هو مقام  
الصديق الاكبر رضى  
الله تعالى عنه وقدم  
عليه بقية الخلفاء  
وفوقه مقام آخر  
لا يعرف مقام الامام  
الرسول صلى الله عليه  
وآله وسلم وظهر لى  
فى محاذات مقام  
الصديق مقام آخر  
عظم منه والور لم  
يوقع نظرى عليه  
مثله قط وكان ارفع  
من مقام الصديق  
ارفع الصفة عن  
وجه الارض وعلمت  
ان ذلك مقام  
محبوبين وذلك  
المقام ملون منقش  
ورايت نفسى منقشا  
ملونا من العكاس ذلك  
المقام



بعد طے مقامات الامر ثم يرجع الى محله ليعقب به ولا يلزم من هذا ان تكون مرتبة هذا الادب في فوق مرتبة الامر  
 فسكت السلطان بهذا الجواب وطوى كشيء عن العتاب وفي هذه الاشارة عرض رجل من المحضار على السلطان  
 ارايتم كبريائى شيخ ماسيكم مع انكم تطل التمدد وخليفته بل عمل توضعاً سموا به بين الناس فغضب عليه السلطان  
 وجمسه في كواكب التبريم الكائنات الفارسية والواو والالف وكسر اللام والتخانية والالف والراء الساكنة وهي قلعة  
 حصينة شهيرة في الهند واليه انتشرت في قولى متغزلا س قد برع الاقران في الهند ساجع به وبعدين اشق  
 بالمعروف فلا عجب ان صاده متقنص به المترفى الاسلاف قيد المجدوبه وكان السلطان شاه جهان بن سلطان  
 جهانكير فخلعوا بحجاب شيخ وقيل ان بحضرة شيخ عند السلطان ارسل شاه جهان رسولين فضنجان والنحو حبه  
 عبد الرحمان اللغتي مع بعض كتب الفقه الى الشيخ وقال جوز العلماء سجدة التحية للسلطان فانتم ان تسجدوا السلطان  
 عند الملاقات فانما ضامن ان لا يصل اليكم ضرر من السلطان فلم يقبل الشيخ وقال هذه خصه وهو من ان يسجد  
 غير الله سبحانه وقد اجيب عماد على كلامه الذي مضى باجوبة منها انه قال الشيخ في كلامه وجدت نفسى ملوثة  
 منقشة بالعباس ذلك المقام وقال وصلت بين الوجدان والوصول بون بعبودية فقبر بعبودية نفسه في  
 في حالة السكر سلطانا وهو ماشتم راحة من السطنة ومنها انه قال وجدت نفسى ملوثة بالعباس ذلك المقام  
 لا بذلك المقام كما ان الشمس مقامها الفلك الرابع وضوءها يقع على الارض وبهذا لا تصل الى مقام الشمس  
 ومنها انه قال الشيخ المجدوقد سبده في بعض كتوباته ومن اعلاط الصوفية ان السالك في مقامات  
 العروج ربما يجد نفسه فوق من هو افضل منه بالاجماع بل ربما يقع هذا الاشتباه بالنسبة الى الانبياء  
 الذين هم افضل الخلائق قطعاً عليهم الصلوات والتسليمات فنشار غلط البعض ان كل من الانبياء  
 والاولياء عروجهم اولاً الى الاسماء التي هي مبادى تعينات وجودهم ويحقق بهذا العروج اسم الولاية  
 لهم ووجودهم ثانياً في تلك الاسماء ومنها الى ما اشار الله سبحانه ومع هذا العروج ما وى كل منهم ذلك الاسم  
 الذي هو مبدء التعيين الوجودى له من ثم من يطلبهم في مقامات العروج بجد بهم في تلك الاسماء على  
 الاكثر ان الالكنة الطبيعية لهم في مراتب العروج من تلك الاسماء والعروج والهبوط من تلك الاسماء  
 لبعض من العوارض فالسالك النخالى الفطرة اذا وقع سيره فوق تلك الاسماء فلا حرم يصعد فوق اسم  
 من هو افضل منه ويحدث له توهيم فضلية نفسه منه العياذ بالله سبحانه من ان ينزل ذلك التوهيم ليقين  
 السابق ويحدث الاشتباه في افضلية الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات واولوية اولياء الذين بهم  
 افضل الناس بالاجماع وهذا المقام من منزل الاقدم ولا يعلم ذلك السالك ان هولاء الاكابر عرجوا  
 الى معارج لانهاية لها وصلوا الى فرق الفروق وايضاً لا يعلم ان تلك الاسماء الالكنة الطبيعية لهم ولم



ايضا ثم مكان طبيعي هو اذن من تلك الاسماء وانزل منها لان فضلية كل شخص باعتبار اقدمية  
 اسمه الذي هو مبدى تعيينه ومن هذا القبيل ما قاله الشيخ ان العارفة في مقامات العروج ربما لا يجد البرزخية  
 الكبرى حاملة ويترقى بلا واسطتها وكان مرشدنا الخواجه عبد الباقي يقول رتبة البصيرية من تلك الجماعات  
 وهولاء الجماعة وقت عروجهم اذا يمرون فوق الاسم الذي هو مبدى تعيين البرزخية الكبرى كما هو مضمون ان البرزخية  
 الكبرى ليست بجائزة والمراد بالبرزخية الكبرى حضرة الرسالة الخاتمة عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات  
 وحقيقة المعاملة ما مرت قبل ونشأ غلط لبعض ان سير السالك يقع في اسم هو مبدى تعيينه وذلك  
 الاسم جامع لجميع الاسماء على سبيل الاجمال وجامعيته لجامعيته ذلك الاسم فلا بد ان يقع في سيره اسماء  
 هي تعيينات المشايخ الاخرى على سبيل الاجمال ويمر على كل منها الى ان يصل الى منتهى اسمه وحقيقة توجهم  
 توجية نفسه عليهم ولا يعلم ان ما راى من مقامات هولاء ومر عليها الموفج من مقاماتهم لا حقيقتها وهو يجد نفسه  
 في هذا المقام جامعاً وبعد الآخرين اجزاء نفسه لاجرم توجهم اولوية نفسه في هذا المقام لقبول الشيخ البساطى لوهى  
 ارفع من لواء محمد ولا يعلم من غلبة السكران لوانه ليس بالرفع من نفس لواء محمد بل من المواجهة الذي صمد  
 مشهورا في ضمن حقيقة اسمه ومن هذا القبيل ما قال هو في سعة قلبه ان وضع العرش ومانيه في زاوية قلب الحارث  
 لم يكن شومنه محسوسا وهبنا ايضا اشتباه الانموج بالحقيقة والافان العرش الذي وصفه الله تعالى بالعظيم لا  
 اعتبار ولا مقدار لقلب العارفة في جنبه والنظير الذي في العرش ليس عشرين في القلب وان كان  
 من العارفة الا ترى ان الروية الاخرية تحقق بظهور العرش ونحن نوضح هذا المقال بمثال الانسان الجامع  
 للعناصر والافلاك اذ ينظر الى جامعته نفسه يلاحظ العناصر والافلاك اجزاء نفسه واذا غلبت هذه الملاحظة عليه  
 فليس بجديد ان يقول انا اعظم من الارض والسموات وفي هذا الوقت يفهم العقلاء ان عظمة بالنسبة الى اجزاء  
 نفسه والارض والسموات ليست من اجزائه في الحقيقة بل جعلت انموذجا لها اجزائه وعظمة بالانموذجات  
 التي هي اجزائه لا بحقيقة الكرة الارضية والسموية ولا اشتباه انموج الشئ بحقيقة الشئ قال صاحب الفتوحات  
 الملكية الجمع المحمدي اجمع من اجمع الالهى لان الجمع المحمدي مثل على الحقائق الكونية والالهية فيكون اجمع  
 لا يعلم ان هذا الاشكال هو شمال على ظل من ظلال مرتبة الاوتية وعلى انموج من انموذجاتها لا على حقيقة المرتبة  
 المقدسة بل لا مقدار للجمع المحمدي بالنسبة الى المرتبة المقدسة التي من لوازمها العظمة والكبرياء بالتراب ورب  
 الارباب وفي هذا المقام اذا يقع سيرت لك في اسم هو مبدى بها يحسب ان بعض الاكابر الذين هم افضل منه  
 يتعين وصلوا بتوسطه الى بعض درجات الفوق وترقوا بتوسله وهذا ايضا من مزال اقدام السالكين العباد  
 بالترجانه من ان يحسب نفسه افضل بهذا التوجه فيحصل بالانحسار الابدية داسى عجب داسى فضلية ان

ملک عظیم الشان من مملکت ناحیه لہائیس و توسطہ الصیل الی بعض المقامات و یفتحها غایۃ ما فی الباب  
 ان ہینا فطلا جزئیاً و ہو خارج عن المبحث لان کل فرین و حاکم تکنون لہ مرتبہ من بعض الوجوہ المخصوصۃ  
 عن عالم ذی فنون و حکیم الی ظنون و ہذہ الافضلیۃ خارجہ عن الاعتبار انما الاعتبار للفضل الکلی الذی  
 ہو ثابت للعالم و حکیم و منہا ما افادہ الشیخ المجد و قدس سرہ ایضاً فی دفع ہذہ الشکوک و شہیدہ و قال  
 قال ہذا المعقول الذی خان مرکب من الاجزاء الارضیۃ و الاجزاء الناریۃ و یخرج بقسر القاسر قالوا ان کزان الذی  
 قویاً یحقق عروجہ الی الکرة الناریۃ و فی ہذا العروج تصل الاجزاء الارضیۃ الی مقامات الاجزاء المائیۃ  
 و الاجزاء الہوائیۃ الی ما تفوق بالطبع و یخرج منہا الی الفوق و فی ہذا الصورۃ لا یکلم بان مرتبۃ الاجزاء  
 الہوائیۃ فوق مرتبۃ الاجزاء المائیۃ و الاجزاء الہوائیۃ لان تفوق ملک باعتبار القاسر لا باعتبار الذات و الاجزاء الارضیۃ لجد  
 و وصولہا الی الکرة الناریۃ تہبط و تصل الی مرکز الطبیعی فیکون مقامہا دون من مقام المار و الہوار فی ما نحن  
 فیہ عروج الساکل الی المقامات باعتبار القسر و القاسر منہا افراط حرارۃ المحبۃ و قوۃ جذب العشق و باعتبار  
 الذات مقامہ تحت المقامات ثم الجواب الذی قلنا مناسب بحال المنہی اما اذا حدث ہذا التوسیم للساکل  
 فالابتداء و یجد نفسہ فی مقامات الاکابر فوجہ ان لکل مقام فی الابتداء و الوسط و طلا و مثالا و المبتدی  
 و المتوسطین یصلان الی النطلال تخیلان انہما شارکا الاکابر فی المقامات و لیس كذلك بل ثم شنباً  
 ظل شیء بنفس شیء اللہم انما حقائق الاشیاء کما ہی و جنبنا عن الاشتغال بالملاہی بحرمۃ  
 سید الاولین و الآخرین علیہ و علی آلہ و صحبہ من الصلوٰت و التسلیمات اتہا و اکملہا و منہا ما افادہ  
 الشیخ المجد و قدس سرہ ایضاً و قال لیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام بل الکلمات المشابہات  
 واقعۃ من القدییم و لقد جاب فی کلام اللہ لفظۃ الید و الساق و استوی و ہذہ الالفاظ اما لثانفۃ من النک  
 عن الطرق و جبلتہم مجسمۃ و جاب فی الحدیث ان اللہ خلق آدم علی صورۃ و رأیت ربی علی صورۃ احد  
 شباب فی سگک المدینۃ و قال الشیخ البویزید لوامی ارفع من لو ان محمد کما تہفصیلہ و قال الشیخ محی الدین  
 ابن العزنی خاتم النبوة لبنتہ الفضة و خاتم الولاية لبنتہ الذیب و قال ایضاً خاتم النبوة یاخذ المعارف و العلوم  
 من خاتم الولاية و قال الخواجه بہار الدین نقشبند سرت فی مقامات الشیخ الحلج و الشیخ الی زید البستانی و الشیخ  
 جنید البغدادی و وصلت الی حیث وصلوا حتی وصلت الی مقام لم یکن مقام ارفع منہ و لہمت انہ  
 المقام المحمدی علیہ صلوة و السلام فما احدثت و ما فعلت ما فعل البویزید و قال الخواجه بہار الدین ایضاً  
 قال البویزید کنت اسیر فی صفات الانبیاء فوصلت الی المقام المحمدی علیہ الصلوٰة و السلام و اردت ان اسیر  
 فی صفۃ علیہ الصلوٰة و السلام فسمو ایدہ علی جہتی و وصلت بالعیان الالہیۃ فی سیر المقامات الی ہذا المقام

فما اجترت ووضعت راسي على عتبة العلية عليه الصلوة والسلام عطف على وادخلني هذا المقام انتهى ما نقله  
 الخواجه بهار الدين عن البساطي وظاهر ان من وصل الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فلا بد ان يحصل  
 فوق مقامات سائر الانبياء والخلفاء فالتاويل الذي يصرف بهما يصرف ثم قال الشيخ فردي الدين انما  
 كما ان للانبياء وخلقهم المكن خاصة في عالم الشهادة وياتيها المسافرون والزوار ويوردون ويستفيدون  
 منها كذلك لهم مقامات في عالم الغيب ياتيها سلك الطريقة لتحصيل الفتوحات وطلب النعم وتيسر عون في  
 جنابهم ويستلزم فتح الباب وكثير المبروريات فتح الباب في تون العتبة العلية النبوية عليه الصلوة والسلام و  
 ياخذون منها الفيض انتهى قال علي انه قد ذكر في مقامات الخلفاء الثلاثة منها قد وقع عليها عبور ائمة  
 الخلفاء ولم يقبل في مقارنه انه مر عليه احد اقول لا يحصل له فانها في المفهوم متواحدان وقد خان تبرك العبا  
 فانه قال المجدوح لا تفاوت الا في العبور والمقام والمرور والنبات فبهذا يظهر ان التفاوت بينهما عظيمة فان  
 في العبور والعبور والمقام والمرور والنبات والنبات او عدم النبات فروق لا يتناهى قال  
 وذكر ان الشيخ انقش بنده كان معه الى مقام الصديق ولم يقبل في مقام نفسه انه معه اقول لعل المراد منه انه  
 سور ادب كلافان الاطفال او ايسير وان يكون اكابرهم محققوهم وينظروهم فيقولون الاطفال اني ذريت  
 الى مقام فلان وكان ابي ام جبري مسمى ولا يتفوهون باني كنت مع الاب او الحمد فلذا هذا قال انه ذريت  
 فوق مقام الصديق الامقام النبوة فمعنى كلامه انه دخل مقام النبوة ولذا لم يقع عليه عبور الخلفاء اقول هذا  
 غلط فاحش فانه ليس في عبارة المجدوح ما يكون معناه انه دخل مقام النبوة فانه افاد وفوق مقام الصديق  
 كما يكون مفهوم الامقام النبوة فستان بين المفهوم والدخول والتعليل عجيب جدا فان دخوله في مقام  
 لا يقتضي عدم عبور الخلفاء وان سلم هذا فكيف وقع عبور المجدوح والخلفاء في مقام ذكره قال ثم انه مشط عليا  
 عن الذكر لكونه كزله عن مرتبهم بكثير اقول هذه من العجائب لان ذكر العروج يقتضي ان يشهد بالولوج  
 عليه لان سائر مقامات العروج هم من ان وقع العروج عليهم لا طامع العروج على مقام الخلفاء الثلاثة ذكره فاعلم الذي ذكره من  
 سور لكن ان بعض نظن انهم قال في الفصل الثالث من الجدل الاول ان نهاية كمال ولاية اولي الامر الخاصة العوينة و  
 نهاية الكمال الالهية ولاية الانبياء في اولي الامر الالهية ونهاية كمال كمال النبوة في غير النبي الخلافة وقد ظهر لي سر  
 هذا المعنى في الحقيقة خلافة ائمة ائمة استقامت وكانت في غاية القوة والعدل لان جانب كمال النبوة  
 التي كانت فيها كان غالبا وخلافة ذي النورين كان برزخا من الولاية والنبوة فلهذا وقع النزاع في  
 في خلافة وخلافة على رضى الله تعالى عنه كان جانب الولاية غالبا فيه فلهذا دخل اللسان لكما كان  
 صاحب مرتبة واحدة وهي الامامة الحقيقية لم يكن مقبولا في باب الخلافة ولما كان خلافة عثمان برزخا



بين حقيقة الامامة في خلافة قبل وفي نظري ان في خلافة اول الشريعة في الامامة لم يرد شي في قوله تعالى  
 في المصنفين الماتين في ستمين فليعلم ان منسوب النبوة ختم باسم من من كماله ذلك ان نسبة  
 النبوة لا تباين في نصيب كالكاتب وكما كانت هذه الكلمات في طبقة الصحابة اكثر من في التبعين قليلا ثم منست وملت  
 واية الكلمات انطوية لكن ارجوان بعد منصفه الفاسد تتجدد في تلك الدولة وتظهر الكلمات الاصلية وتستر  
 انطوية فتعلم فانظر انه جوز لنفسه الكلمات النبوية بل وادعانا ولم يجوز بل على رضى الله عنه وقد قال على رضى الله  
 ان المصنفين الكبار لا يثبت لهم احدى الاكواب ولو كان قتل عثمان لما ذكرنا مثل عمر والاختلاف في نزاهة ابي بكر  
 رضى الله عنه كالكثير والكثير اريد الناس في خلافته ومنه الزكوة فادعى جماعة النبوة لكن عصب باليهن  
 حتى استقام وانظر الى الآية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعه كيف استقام مع انه مدوني وغير من  
 الاحاديث وانظر الى من خالفه من كيف لم يستقم بهوا ففضل الناس ابدا ما اقول على الناقل صحيح نقل  
 والظاهر ان غلط فاحش فانه من طالع الكتاب شريفة يعرف ان الجلد الاول منه ليس بتوابعه ولا مفصل مع  
 انه قيل انه في الفصل الثالث من الجلد الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول وما الثاني فكيف يكون الثالث  
 ثم قد ليس المقصود في نقل عبارة كتوب الماتين وسنين لانه قال بعد الصارة المنقولة والمهدى عليه الرحمن  
 بالظاهر والباطن عرض هذه النسبة العلمية ومن سلطات القوم ان ليدروا من كثير وشيوع البدر والاموار  
 تتجدد الكلمات الاصلية بتلخيص محمد صلى الله عليه وسلم فلا غبار عليه فالان ازال الهوا جس وانزاح اليساوس  
 واثبت الحق بالحق والاتباع والاعتقاد لم يتغير حتى اتقى النفاس طبا امرا وادخل الباطل المظروف وترى  
 ان كان الاكثار والنحو وسب ولا اتهم به من مجاز به ولو توالت زعم الامه اريد فالحمد لله على ما اجبت  
 جونا شافيا ولا ضمام المحضين كما في ما مع اني انفس عن المهنات ونهايل السيات بالحسنات والتمتع  
 عليه التسلط الهمم على التمهيد الاول والسر الاثره الاكل عين السر حية الرمانحة والاختراعات الاكبرية  
 في كل شئ وهداه وستر كل سر من غيبته به خزان الحكمة والنبوة ومنت بتلخيص الخوارزمي الملك  
 تشب وانرا المجال وياتوت تلج محاسن الجلال مداو الماداد ووجود الجود واحمد الاحاد بسر الرجود وسطة  
 عند السلوك وشيرت الاطلاق والمليك بدر العاريت في سموات الدقائق نور الشمس الخوارت في عروش الحكمة  
 صفاح الغيب الذي وخت لم يترك على حمار الصفحات القيسية ويطير في حياض العبدية بما تراه من  
 وداره المشرقة بابك الاعمى وصرطك الاقوم بترك الملا مع منورك الساطع منرك المشرك السار في  
 خيرات العالم وكلماته عليه كنفلياته من جبهه عرض وديار طر حركات وديار طر غيب امير الزرات  
 في شمس الموار الصفحات منظر التاليمات من السرايات المحمدي التي بها محمد واولاده في ابرقوان الكون  
 شريفين واقتنا شرايينه

هذا هو الكتاب الذي كتبه  
 في سنة 1060  
 في شهر ربيع الثاني  
 في مدينة بغداد  
 في دار الخزانة  
 في عهد السلطان  
 المنصور  
 الملك الناصر  
 طبرك الله  
 وكرمه  
 وعلو  
 مقامه  
 في الدنيا  
 والآخرة  
 آمين

بجز الفاتحة فبما لك شرفه وجماله والرحمة في الملكوت برحمته وجماله عين عينك الكافية وخيلتك  
على الاطلاق في ملكات الشاهد مفيض المعارف على القرب من حضرات الملكوت والغيوب

على شئ الا وهو منوط انوار الواسعة له حسب الموسوم صل اللهم على امرأة الفاتحة وظهر النوار للصفات الجمال  
المطلق وانفرا لمحقق السر الاجل والمهورد الا حلا الباطن الاتقا والقلب التقي والجمال الظاهر والمختصر

الظاهر الرحمة الشاملة والنعمة السكاكة بتدري الامر والختام وهو اسطة عقد النظام نفاذ الملك والملكوت  
وستوسع خزائن الرزق فاشح خزائن المعارف ومفيض الاسرار واللطائف انوار الانوار وسر الاسرار

مرة التنزيات ومجلى التجليات بالنعني الروحي والذكر السبوت روح النور والظيفة الانوار خليك  
خطبة الوصال بكتاب الاتصال بنبي الجمال والجمال من اهل الكمال اللهم صل وسلم عليه معلومة به

اعرفه بالتحقيق في كل موطن وميزان قاضي في دورات الزمان سر سر بيان سره في الاكوان ويعرفنا بها  
اسرار معارف الحقيقة المحمدية والنوار لطائف الحقيقة الاحمدية وحقيقة الكعبة البانية والحقيقة القهرانية اللهم حققنا

بحقائق علومه وديانته في حضرات خيانه وانزل علينا من بركات تنزلاته بالقبول به من لخطاته في جميع حضرات  
اللهم اجل طوبى محمودة بمعارفه العلية وارواحنا منورة بافواره الشريفة وعقولنا تالفة لماموراته وانفوسنا

مقبولة عن منهيته واهدانا منقادة لذلك الهدى ما احببنا ابا اللهم جعل حياتنا على مسنة وموتنا  
على ملتة وجعله الحبيب غلب في البرزخ عن السؤال والشفيع لنا عندك يوم القيمة من انكسار عظيم الاموال

اللهم جعله لنا جارا في دار ثوابك ومجيبا من عندك اللهم جعلنا عنده من اهل العناية في البداية والنهاية  
وعمل على اداء عمارة كذا كذا بحمد الله تعالى وكذا

### سورة الطه

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة الطه من السور التي يحلح الانسان في احسن تقويمه والصلوات على رسوله وجميع الكرم الذي انزل علينا من انبائه  
والقرآن العظيم وعلى آله واصحابه الذين هم جاهة من الله يستقيم بغيرهم سائر الدين والتقويم صا ما بعد الفواعل جميعه والطلائع الثمينة

والشعائر اللطيفة والمجاهل الطاهرة اعني الكتاب المستطاب والشيخة المطبوعة لطلبها في اولى الابواب الموسومة بالنام المنجى  
اي اذات البرزخ من نتائج انكار الاكابر وعبادة العلى ارض بده الفضة ابراهيم الزاخرة والبر المعتبر بجامع كالات بالمعوي والعموري

الموسوية كمال حبه سكندرية في قسط كمال الصحة وحسن الكفاية في شهر رمضان المبارك الفاتحة وفتحة عشر  
من سورة الفاتحة عليه الصلوات تحية بسم الله الرحمن الرحيم بسم الله الرحمن الرحيم في اولى ابواب المنجى في اولى ابواب

## فہرست الکلام المنہجی برادیرادات البرزنجی

صفحہ	مضمون	صفحہ
۶۳	تحقیق قولہ ولایتی وان کانت مراباة طوایف المحمدیة والموسویة۔	۲ خطبہ کتاب
۶۷	تحقیق الفرار مالا یتطاق من سنن المرسلین الکرامۃ الاصلیة بیان التخالق والمعارف۔	۳ المقدمہ
۶۹	الصفات السبعة او الثمانیة موجودہ فی پنجاب تحقیق ظهور الخوارق۔	۳ ترجمہ المجدد رحمہ اللہ
۷۷	تحقیق تفصیل بعض الکلمات بتوسط من لایمہ السر والصوم۔	۴ ایذا ما استفہمہ الکاملین
۸۲	المقالہ الثالثہ فی الولاية المحمدیة والابراہیمیة	۷ سبب تحریر البرزنجی
۹۲	الولاية المحمدیة ناشیہ من مقام المحبویة	۱۰ تحقیق السید محمد الافندی علی البرزنجی۔
۹۵	معنی الکافر فی اصطلاح المتصوفین	۱۱ تحقیق الشیخ محمد بیگ علی البرزنجی۔
۹۶	المقالہ الرابعہ فی تاراجہ	۱۱ تحقیق الشیخ عبدالرہمان الافندی علی البرزنجی
۱۰۰	المقالہ الخامسہ فی دعویہ التفوق علی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳ تحریر الشیخ عبدالغنی النابسی الدمشقی۔
۱۰۰	العبور علی مقدمات الخلفاء تمام شد	۱۳ تعریف التصوف و تحقیقہ
		۱۸ کفیر المتصوفین امر عظیم الخطر۔
		۲۷ خمس مقدمات لبرزنجی۔
		۲۷ المقالة الاولى فی حقیقۃ الکعبۃ
		۳۸ معنی مجدد الالف الثانی۔
		۵۲ المقالة الثانیة فی بطلان دعویہ سقوط رسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
		۵۵ تحقیق المرید والمراد۔
		۵۷ سُبجانی۔
		۵۸ تحقیق الطینۃ۔
		۶۰ نفی کلمتہ لا
		۶۱ تحقیق عدم ادراک کثر ذات تعالیٰ
		۶۲ تحقیق قولہ اجب السلطان فانہ یرعون۔



بمناسبت چہار صدین سال وصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

# رسائل درقانع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(۹۷۱-۱۰۳۳ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجذوبہ، انوار احمدیہ و کلام المنجی برد ایرادات البرہنجی



تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ / ۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجذوبی

شیرازی پبلیکیشنز لاہور